مارچ 2020
آنچل
www.pklibrary.com

https://pklibrary.com/

ماہنامہ آنچل کراچی

Books.jaanshayari.com

جلد	41
شمارہ	12
مارچ	2020

بانی مدیرہ — زیب النساء
مدیراعلیٰ — مشتاق احمد قریشی
مدیرہ — قیصر آراء
نائب مدیرہ — سعیدہ نثار
گروپ ایڈیٹر — طاہر احمد قریشی
مدیرہ معاون — جویریہ احمد
روبینہ احمد

نئے افق گروپ آف پبلیکیشنز
نئے افق آنچل حجاب

اشتہارات اور دیگر معلومات
0300-8264242

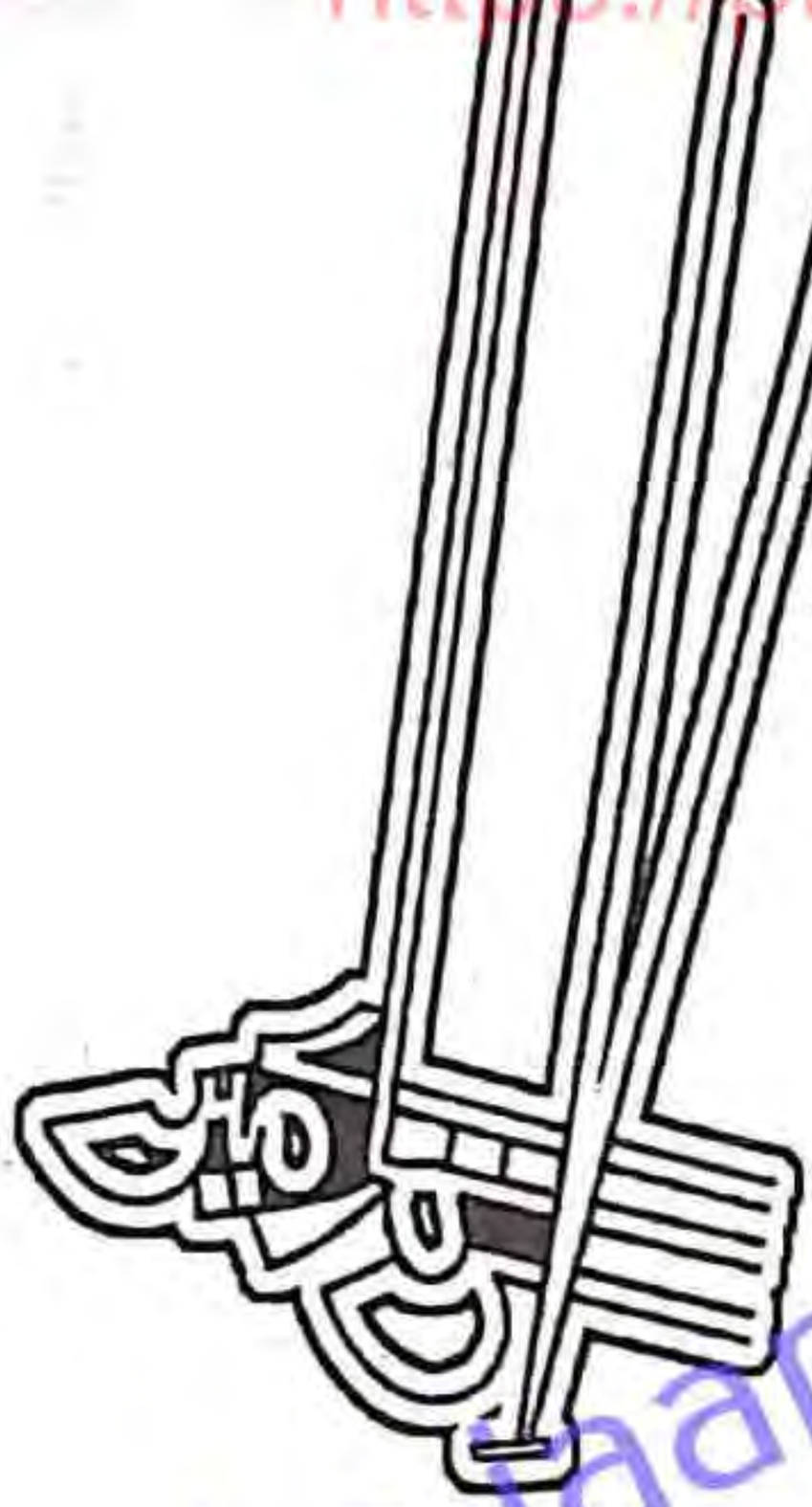

https://...library.com/

ابتدائیہ

سرگوشیاں — مدیرہ — 10

حمد — وجد چغتائی — 11

نعت — سعید ہاشمی — 11

در جواب آں — مدیرہ — 12

دانش کدہ

ربنا آتنا — مشتاق احمد قریشی — 17

ہمارا آنچل

انٹرویو — نجم انجم اعوان — 20

سلسلہ وار ناول

اکائی — عشنا کوثر سردار — 62

نسلوں کے اس سفر میں — اُم ایمان قاضی — 148

مکمل ناول

عشقے دی ماری میں جھلی — صائمہ قریشی — 22

محبت فاتح عالم — اُم زویا — 86

ناولٹ

بہاریں لوٹ آئیں — اریشہ غزل — 172

افسانہ

مرگ یک رویا — صباء ایشل — 58

بہار آئی — کنزہ ظفر — 144

Books.jaanshayari.com

https://pdfbooksfree.pk/

عشق کی تمازت میں جھلسی

صائمہ قریشی

مسکراہٹ کی روشنی کا سبب
آنسوؤں کے چراغ ہوتے ہیں
جن کے چہرے ہوں چاند کی صورت
ان کے دل میں بھی داغ ہوتے ہیں

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

سکندر سکینزہ کے رشتے کے حوالے سے ہاجرہ کو وجاہت سے بات کرنے کا کہتے ہیں۔ ساتھ ہی اپنے ساتھ کا یقین بھی دلا دیتے ہیں۔ ردا ہاجرہ اور سکندر کے درمیان ہونی والی گفتگو کو لے کر تجسس کا شکار ہو جاتی ہے۔ سکندر سے پوچھنے پر وہ ٹال جاتے ہیں۔ شازی (سکندر ہاؤس کا ملازم) ردا کے سامنے جھنجھلاتا ہے اس کو بازار میں ایک بزرگ ملتے ہیں جن سے لوگ بدتمیزی کرتے ہیں یہ بات شازی کو غصہ دلا جاتی ہے۔ رضا سکندر وجاہت کو فون کرتے ہیں اور اس سے ہاجرہ کے فون کے حوالے سے پوچھتے ہیں۔ وہ ہاجرہ کے فون سے پہلے ہی وجاہت کو خبردار کرنا چاہتے ہیں پر کچھ سوچ کر وہ خاموش رہتے ہیں اور وجاہت کو سکینزہ کو بھول جانے کا کہتے ہیں۔ وجاہت سکندر کی بات پر پریشان ہو جاتا ہے۔ اس کے خیال میں اگر سکینزہ کے رشتے کے لیے انکار ہوتا بھی تو ہاجرہ کی طرف سے ہوگا پر رضا سکندر کے انکار کی وجہ وجاہت جان نہیں پاتا ہے۔ وجاہت کو انکار کرنے کا کہہ کر رضا سکندر خوش نہیں ہوتے، وجاہت نے پہلے ہی انہیں اپنی محبت سے آگاہ کر دیا ہوتا ہے۔ رضا سکندر شمع کو بھی ہاجرہ کی خواہش کا بتاتے ہیں۔ جس پر وہ خوشی کے ساتھ شکوہ بھی کرتی ہیں کہ بہن نے مشورہ نہیں لیا۔ تب رضا سکندر انہیں خاموش رہنے کا کہتے ہیں۔ ہاجرہ اپنے فیصلہ پر بہت خوش ہوتی ہیں۔ وہ ردا کے ذریعہ وجاہت کو پیغام بھجواتی ہیں کہ فارغ ہوتے ہی رابطہ کرے۔ وجاہت کے پاکستان آنے پر چاہتی ہیں کہ عبدالمعید اور سکینزہ بھی آجائیں تاکہ وہ رسم کردیں وہ یہ بات عبدالمعید حسن سے بھی کرتی ہیں جس پر وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں سکینزہ اس رشتے کو لے کر پریشان ہوتی ہے۔ وہ وجاہت سے بھی ٹھیک سے بات نہیں کرتی۔ عبدالمعید حسن سکینزہ کو سمجھاتے ہیں۔ ردا وجاہت کو ہاجرہ کے راضی ہونے کا بتا کر حیران کر دیتی ہے۔ جب کہ وجاہت کی سمجھ میں رضا سکندر کا انکار نہیں آرہا ہوتا ہے۔ شازی بابا کو سکندر ہاؤس لے آتا ہے۔ رضا سکندر شازی کو بابا کے لیے کھانا لانے کا کہتے ہیں۔ وجاہت عبدالمعید حسن اور سکینزہ کے ساتھ پاکستان آجاتا ہے اور ہاجرہ نکاح کی تاریخ رکھ دیتی ہے۔ ایک طرح سے رضا سکندر بھی اس نکاح پر راضی ہوتے ہیں۔ نکاح سے پہلے ہاجرہ وجاہت کے پاس آتی ہے اور نکاح سے انکار کرنے کا کہتی ہیں۔ پر وجاہت ان کی بات

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

مانے سے انکار کر دیتا ہے اور ایسے حالات پیدا کرنے کا کہتا ہے جس سے سکینہ خود اس کو چھوڑ کر چلی جائے گی۔ ہاجرہ اس کی بات پر خوش ہو جاتی ہے اور یہ باتیں رضا سکندر بھی سن لیتے ہیں۔

(اب آگے پڑھیے)

بنا کسی آہٹ کے رضا سکندر وہاں سے پلٹ آتے ہیں۔ انہیں یہ اندازہ تو پہلے ہو گیا تھا کہ ہاجرہ کسی سازش کے تحت حسن کی بیٹی کو بہو بنانے پر بضد ہے لیکن یہ گمان نہیں تھا کہ وہ وجاہت کو اپنی اس سازش میں شامل کر سکتی ہے۔ انہیں وجاہت کی باتوں نے شدید صدمے سے دوچار کر دیا تھا۔ اگر وہ کچھ دیر پہلے وہاں آ جاتے تو یقیناً دونوں ماں بیٹے کی جرح سن لینے کے بعد اور وجاہت سے بدظن نہیں ہوتے۔ وہ اپنے کمرے میں وہیل چیئر پر بیٹھے مسلسل ایک اذیت میں مبتلا تھے۔ یہ وقت ایسا تھا کہ وہ چاہ کر بھی کوئی ردعمل نہیں دکھا سکتے تھے۔

"ابھی جو ہو رہا ہے ہونے دیں، میں آپ کے ساتھ ہوں..... ہم حالات ایسے پیدا کر دیں گے کہ سکینہ خود ہی انکار کر دے گی۔ ہم پر بات بھی نہیں آئے گی امی۔"

وجاہت کے الفاظ اور پھر ہاجرہ کا اس پر صدقے واری جانا رضا سکندر کے دل کو زخمی کیے دے رہا تھا۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وجاہت ہاجرہ کے نقش قدم پر چل کر کسی سے محبت کا ڈھونگ بھی کر سکتا ہے۔

"بابا..... کیا بات ہے آپ یہاں کیوں آ گئے؟" کافی دیر گزر گئی تھی، وجاہت تیار ہو کر انہیں ڈھونڈتا ہوا وہاں چلا آیا تھا۔ انہوں نے اس کی طرف دیکھا، اس کے چہرے پر خوشی اور آنکھوں کی چمک نے انہیں متعجب کر دیا تھا۔ وہ ان کے پاس آ کر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کے ان کے پاس بیٹھ گیا۔

"آپ ٹھیک ہیں بابا..... ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟"

وہ یک ٹک اسے دیکھ رہے تھے تو وجاہت نے خجل ہو کر ان سے پوچھا۔

"تم خوش ہو؟" انہوں نے مدھم آواز میں اس سے پوچھا۔

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

"ہاں بابا..... خوش ہوں۔" وجاہت مسکراتے ہوئے بولا۔

"واقعی خوش ہو یا کوئی کھیل کھیلنے جا رہے ہو؟" رضا کے الفاظ نے وجاہت کو حیرت کا شدید جھٹکا دیا۔

"نہیں بابا۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" وجاہت جو چند لمحے پہلے مسکرا رہا تھا ایک دم پریشان ہو گیا۔

"ایک بات کہوں بیٹا' کبھی کسی کے دل کے ساتھ نہ کھیلنا' اگر کوئی اعتبار کر رہا ہے تو اس کے اعتبار کو ٹھیس نہیں پہنچانا۔" رضا کی گہری نظروں اور ان کے الفاظ سے وجاہت کا چہرہ فق ہو گیا۔

"تم یہ نہیں جانتے بیٹا کہ کتنا بڑا دکھ ہے بے وفائی کا..... ایسی چوٹ ہے جو کبھی مندمل نہیں ہوتی۔" رضا کے لہجے میں دکھ محسوس کرتے وجاہت تڑپ اٹھا۔ وہ جان گیا تھا کہ رضا نے اس کی اور ہاجرہ کی باتیں سن لی ہیں۔

"نہیں بابا..... ایسی تو کوئی بات نہیں۔" اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیسے بات کو سمیٹے' کیا بات کہے ماں پر کوئی الزام بھی نہیں آئے اور اس کا بھرم بھی قائم رہے۔

"بابا....."

"طلاق کسی مسئلے کا حل نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو....."

"نہیں بابا آپ میری بات سنیں پہلے۔" وجاہت فوراً بولا۔

"تمہاری ہر بات بے معنی ہو گئی ہے وجاہت' تم نے مجھے وہ چوٹ پہنچائی ہے جس کا میں تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔" رضا سکندر انتہائی دکھ سے بولے۔

"نہیں بابا..... آپ غلط سمجھ رہے ہیں' میں تو....."

"جاؤ وجاہت باہر سب تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے۔" رضا نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا' گویا وہ اس سے مزید بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔

"لیکن بابا....."

"بھائی۔" اس سے پہلے کہ وجاہت ان کی غلط فہمی دور کرتا اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرتا ردا اسے پکارتی ہوئی وہاں آ گئی۔

"آپ یہاں ہیں بھائی۔ میں آپ کو وہاں ڈھونڈ رہی تھی۔" ردا چہکتی ہوئی ان دونوں کی طرف بڑھی' رضا نے یک دم وہیل چیئر کا رخ موڑا اور وجاہت اٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں میں بس بابا کو لینے آیا تھا۔" وجاہت نے رضا سکندر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ماشاء اللہ..... ماشاء اللہ بھائی بہت پیارے لگ رہے ہیں۔" وہ اپنی ہی دھن میں مگن اس کی تعریف کرنے لگی۔

"آپ چلیں بھائی امی بھی پوچھ رہی ہیں اور انکل عبدالمعید بھی پوچھ رہے تھے کہ آپ کہاں ہیں۔" ردا اس کا ہاتھ پکڑے باہر کی جانب بڑھی لیکن وجاہت کی نظریں رضا پر تھیں' ان کی ناراضی نے اس کو بے چین کر دیا تھا۔

"آپ آئیں تو بھائی..... بابا اور امی ساتھ ساتھ آئیں گے ناں۔" وجاہت ایک لمحے کو رکا تو ردا نے مدھم آواز میں کہا۔

"بھائی سکیزہ بہت پیاری لگ رہی ہے۔" ردا کی اطلاع پر وجاہت مسکرا بھی نہیں سکا۔

وہ جانتا تھا کہ سکیزہ کے انکار کی وجہ وہ اس کے وقتی ڈر ہیں' سکیزہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی' وجاہت کو اپنی شخصیت پر اتنا بھروسا ضرور تھا کہ کوئی لڑکی اسے ٹھکرا نہیں سکتی تھی اسے یہ پتا تھا کہ سکیزہ کے دل میں اس کے لیے گنجائش ضرور ہے لیکن وہ "ہاں اور نہ" کی کشمکش میں مبتلا تھی لیکن اب وجاہت ایک خوف میں مبتلا ہو گیا تھا کہ کہیں سکیزہ کے انکار میں کوئی ایسی بات تو نہیں جو اس کی زندگی کو روند دے' وہ جانتا تھا کہ عورت کی ضد گھر بسانی ہے نہ دل۔ سکیزہ کو تو اس نے کہہ دیا تھا کہ وہ سنبھال لے گا لیکن وہ اب پریشان تھا اور پھر ہاجرہ کی شرائط نے اسے ایک نئی آزمائش میں ڈال دیا تھا۔

ان کی ضد کو بھی وجاہت نے اپنے طریقے سے سنبھالا تھا اور اب خود پریشان ہو گیا تھا' وہ ہاجرہ کی باتوں کو فی الوقت ذہن سے نکال کر نکاح کے لیے آگے بڑھ گیا

تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

سکندر ہاؤس میں ہر طرف گہما گہمی تھی' میوزک' ہلا گلا' لڑکیوں کا شور' بہت عرصے کے بعد بہت رونق لگی تھی۔ اتنے شور شرابے میں سکینہ کی گھبراہٹ عروج پر تھی اور وجاہت کی پریشانیاں بھی حد سے بڑھی ہوئی تھیں' رضا کی بیزاری وجاہت کو اس ماحول سے بد دل کر رہی تھی' ایسے میں ہاجرہ اپنی ضد کی جیت پر مسرور تھیں وہ دیکھ نہیں پا رہی تھی اور ان کی مسکراہٹیں رضا کو ناگوار گزر رہی تھیں۔ رضا کے دل میں ہر حال میں قائم رہنے والی محبت اب دم توڑنے لگی تھی' شاید آغا فیملی کے یکینوں کی ابھی بہت سی آزمائشیں باقی تھیں۔

وجاہت کسی بھی طرح رضا سے بات کر کے ان کی یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتا تھا کہ ہاجرہ کی اس سازش میں وہ شریک نہیں ہے وقتی طور پر وجاہت نے ان کی ہاں میں ہاں ضرور ملائی ہے صرف اس لیے کے وہ سکینہ کو کھونا نہیں چاہتا لیکن رضا سکندر ہنوز اس سے منہ پھیرے اس تقریب کا حصہ بنے ہوئے تھے۔ عبدالمعید حسن خوش تو تھے ہی لیکن سکینہ کے پرایا ہونے کے غم نے انہیں افسردہ بھی کر دیا تھا۔

نکاح نامہ پر سائن کرتے ہوئے سکینہ لمحہ بھر کو رکی' ساتھ بیٹھے عبدالمعید کو دیکھا انہوں نے مسکرا کر اسے دستخط کرنے کا اشارہ کیا' وجاہت کا دل بھی وسوسوں کی زد میں تھا لیکن دونوں نے اپنے اپنے حقوق ایک دوسرے کے نام سونپ دیے تھے۔ بہت سی ملی جلی کیفیات میں سکینہ اور وجاہت کا نکاح ہو گیا تھا۔ رخصتی سکینہ اور وجاہت کی ڈگری مکمل ہونے کے بعد قرار پائی تھی۔ نکاح کے بعد باہر کے مہمان رخصت ہو گئے تھے اور اب سکندر ہاؤس میں ایک طرف بڑے بیٹھے تھے اور دوسری طرف نوجوان پارٹی اپنی چھیڑ خانی میں مصروف تھی۔ سکینہ کچھ الجھنوں کا شکار تھی کیونکہ وجاہت کے چہرے پر وہ پریشانی دیکھ رہی تھی' دونوں کی نظریں ملیں تو وجاہت جو ہر دفعہ مسکرا دیا کرتا تھا اس کے تاثرات سپاٹ تھے سکینہ نے اشارے سے اس کی سنجیدگی کی وجہ پوچھی لیکن وہ نظریں پھیر گیا۔ سکینہ بڑی فیملی کی خواہش ضرور رکھتی تھی مگر وہ ایسے ماحول کی عادی نہیں تھی اور پھر ہمیشہ اکیلی رہی تھی تو بھی زیادہ لوگوں کی موجودگی سے اسے بوکھلاہٹ ہو رہی تھی' ردا کی مدد سے وہ ایک کمرے میں چلی آئی۔ اسے ہمراہ لیے کمرے میں داخل ہوتی ردا کی مسکراہٹ بہت شرارتی تھی لیکن سکینہ نے دھیان نہیں دیا کیونکہ اس کا ذہن وجاہت میں الجھا ہوا تھا اور غیر محسوس طریقے سے وہ مسلسل وجاہت کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی۔

"مجھے وجاہت سے ان کی پریشانی کا سبب پوچھنا چاہیے کہ نہیں؟" وہ شش و پنج میں مبتلا تھی۔ اگر عبدالمعید فارغ ہوتے تو وہ ان سے ضرور مشورہ کرتی۔

"ردا..... ایک بات پوچھوں؟" سکینہ نے ردا کو مخاطب کیا۔

"ہاں ضرور پوچھو اس میں اجازت لینے کی کیا بات ہے؟" اس کی بات پر ردا نے مسکرا کر کہا۔

"وجاہت کسی بات پر پریشان ہیں کیا؟" سکینہ نے فکرمندی سے پوچھا۔

"نہیں تو..... کیوں کیا ہوا؟" ردا کو پہلے تو حیرانی ہوئی پھر پُرسوچ انداز میں بولی۔

"مجھے وجاہت کچھ اپ سیٹ لگ رہے ہیں۔" سکینہ نے معصومیت سے کہا۔

"کیا پتا اس بات پر پریشان ہوں کہ اتنی پیاری دلہن ملی ہے تو آج ہی رخصتی بھی کرا لیتے ہیں۔" ردا نے اسے چھیڑا تو سکینہ نے اسے گھورا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔" سکینہ صوفہ پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر بولی۔

"اچھا تو بھائی سے خود ہی پوچھ لو پھر۔" ردا نے فوراً حل پیش کیا۔

"ہاں یہ صحیح رہے گا۔" سکینہ نے تائید کی۔

"اچھا میں بھیجتی ہوں بھائی کو۔" ردا نے مسکراہٹ دبا

https://pklibrary.com/

کر شرارت سے کہا۔

"ابھی..... اس وقت؟" سکیزہ یک دم آنکھیں پٹپٹا کر بولی تو ردا نے اثبات میں سر ہلایا۔

"لیکن ابھی تو....." سکیزہ گھبرائی۔

"بھائی نے کہا تھا کہ تم سے بات کرنی ہے۔ دو دن بعد تو تم اور انکل واپس جا رہے ہو پھر موقع نہیں ملے گا۔" ردا نے کہا تو سکیزہ کو خاموش ہونا پڑا۔

ردا کچھ دیر کمرے میں رہی اور پھر چلی گئی' سکیزہ کمرے کا جائزہ لینے لگی' کمرہ بہت سادگی سے سیٹ کیا گیا تھا' زیادہ سامان بھی نہیں تھا لیکن جو تھا وہ بہت نفیس تھا۔ سکیزہ کو بہت اچھا لگا۔ وہ پُرسوچ نظروں سے ہر ایک چیز کو دیکھ رہی تھی کہ آہٹ پر پلٹ کر دیکھا تو سامنے وجاہت کو کھڑے پایا۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟" وجاہت نے سرسری انداز میں پوچھا اور وارڈ روب کی جانب بڑھا۔ سکیزہ سمجھ گئی کہ یہ کمرہ وجاہت کا ہے۔

"اور مجھ سے کیا بات کرنی ہے اب؟" وجاہت سکیزہ کے گنگ چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے گویا ہوا۔

"وہ میں..... تو....." وجاہت کی سنجیدگی اور دوٹوک انداز سے اسے گھبراہٹ ہونے لگی یا شاید اس کا بوکھلا جانا اس رشتے کی وجہ تھا جو ان دونوں کے درمیان قائم ہو گیا تھا۔

"ردا کہہ رہی تھی کہ آپ نے بات کرنے کا کہا ہے۔" سکیزہ کے ہلتے لب اس کے خوف کو ظاہر کر رہے تھے' وجاہت جو پہلے ہی جھنجھلاہٹ کا شکار تھا سکیزہ کے کلمے کے ورد نے اسے غصہ دلا دیا۔

"تمہیں ردا کو کہنا چاہیے تھا کہ تم مجھ پر اعتبار نہیں کرتی' مجھے دیکھتے ہی تم مجھ سے پناہ مانگنے کے لیے قرآنی آیات کا ورد شروع کر دیتی ہو اس لیے کوئی بات نہیں کرنی۔" وجاہت کا غصہ سکیزہ کو مزید دہلا گیا۔

"نن..... نہیں ایسی بات..... تو نہیں۔" سکیزہ سر جھکا کر بولی اور وجاہت کتنی دیر اسے دیکھتا رہا' اس کے ذہن میں اس کے وہم' اس کی بے اعتباری ہر ایک بات سے باخبر ہونے کے باوجود وہ اب چاہتا تھا کہ سکیزہ اس پر مکمل اعتبار کرے۔ اس کے سامنے آجانے پر اس سے پناہ مانگنے کی دعائیں نہ مانگا کرے' شاید وہ اب اس پر اعتبار کرتی بھی تھی' آغا فیملی سے نفرت کے باوجود وہ وہاں موجود تھی تو اس کا یہی مطلب تھا کہ وہ سب بھول کر اس پر اعتبار کر کے یہاں تک آئی ہے لیکن اس وقت اگر وہ کسی خوف میں مبتلا ہوئی بھی تھی تو اس کی وجہ وجاہت کا سپاٹ اور غصہ سے بھرپور رویہ تھا اور اس کے ساتھ ساتھ اس رشتے کی جھجک بھی تھی جس میں وہ بندھ گئے تھے' وجاہت کی موجودگی میں سکیزہ کا ردعمل وجاہت کی الجھن کو فکر میں ڈھال گیا وہ اس پریشانی میں گھر گیا کہ سکیزہ کا انکار اپنی جگہ قائم ہے تو یہ رشتہ کیا صورت اختیار کرے گا؟

وارڈ روب سے اپنی چیزیں نکال کر وجاہت بنا کوئی بات کہے وہاں سے نکل گیا اور سکیزہ جو پہلے اس کے لیے فکرمند ہو رہی تھی اب اس کے غصے سے خوف زدہ ہو گئی تھی اور ردا کی شرارت (دونوں کو ایک دوسرے کے نام سے پیغام دینا) بھی دم توڑ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

تقریب نہایت خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہو گئی تھی' کچھ دلوں میں فاصلوں نے جنم لیا تھا ایسے کے کسی کو دیکھائی دیا نہ محسوس ہوا۔ عبدالمعید حسن کو کافی حد تک یہ تسلی تھی کہ وجاہت سکیزہ کا بہت خیال رکھے گا' رضا کی جانب سے بھی عبدالمعید حسن کو کوئی پریشانی نہیں تھی' البتہ ہاجرہ کا رویہ کچھ ایسا ضرور تھا کہ وہ چند پل کے لیے چونک ضرور گئے تھے۔ رضا ہنوز وجاہت کو کسی بات کا موقع نہیں دے رہے تھے' اس دن کے بعد سے رضا اور وجاہت میں کوئی بھی بات نہیں ہوئی تھی۔ ہاجرہ وجاہت کی سنجیدگی اور رضا کی لاتعلقی پر حیران تھیں۔ عبدالمعید حسن اور سکیزہ واپس آغا حویلی چلے گئے تھے۔ رضا زیادہ وقت دل بہار بانو کے ساتھ گزار رہے تھے' ردا کی پڑھائی کی مصروفیت بھی آہستہ آہستہ شروع ہو گئی تھیں اور جو فارغ وقت ہوتا وہ

https://pklibrary.com/

سکینہ کے ساتھ گزارنے آغا حویلی چلی جاتی تھی۔ کچھ دنوں کے لیے ہی سہی لیکن آغا حویلی میں ایک الگ نوعیت کی چہل پہل شروع ہوگئی تھی۔ وجاہت اور ہاجرہ کے درمیان مزید کوئی بات تو نہیں ہوئی تھی لیکن ہاجرہ کی نظریں وجاہت کو بار بار یہ یاددہانی کرا رہی تھیں کہ اس کا اگلا قدم کیا ہوگا۔ ہاجرہ اپنی ضد میں بہت آگے نکل گئی تھیں اور سب سمجھنے بوجھنے کے باوجود رضا خاموش تھے۔

دل بہار بانو وہاں موجود ضرور تھیں لیکن کچھ جھجک اور کچھ افسوس ان کے دل و دماغ پر حاوی تھے۔

"اماں..... آپ کیوں پریشان ہیں' کسی نے کچھ کہا کیا؟" رضا انہیں گم صم بیٹھا دیکھ کر کئی بار پوچھ چکے تھے۔

"نہیں بیٹا میں تو پریشان نہیں ہوں اور مجھے کوئی کچھ کیوں کہے گا؟" دل بہار نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم خوش ہو؟" دل بہار نے رضا کے چہرے کی افسردگی کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں اماں میں خوش ہوں۔" رضا دھیرے سے مسکرائے۔

"پھر تمہارے چہرے کی ہنسی' تمہاری آنکھوں کا ساتھ کیوں نہیں دے رہی' تمہاری آنکھیں مسکراتی کیوں نہیں؟" بے شک ان کے درمیان وقت کی ایک طویل دیوار حائل تھی لیکن دل بہار بانو ماں تھیں اور ماں کی نظر سے اولاد کے دل کا حال کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ رضا سکندر نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں اماں۔" رضا نے انہیں یقین دلانا چاہا۔

"اگر ایسی بات نہیں ہے تو اپنی آنکھوں کو بھی آباد رکھو۔ محض چہرے پر مسکراہٹ سجا لینے سے تم اپنی ماں کو مطمئن نہیں کر سکتے۔" دل بہار بانو کے لہجے میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ رضا سکندر نظریں چرانے پر مجبور ہو گئے۔

"آپ پریشان نہ ہوں اماں میں ٹھیک ہوں۔"

"اولاد بے شک اپنی اولاد والی ہو جائے ماں کو اس کی فکر رہتی ہی ہے۔" دل بہار بانو کی فکروں نے رضا کو مزید افسردہ کر دیا تھا۔

"آپ فکر نہ کریں' کوئی بات نہیں ہے۔ سب ٹھیک ہے۔" رضا انہیں ہاجرہ کے متعلق کچھ بھی بتا کر انہیں اس سے بدظن نہیں کرنا چاہتے تھے۔ دل بہار بانو کچھ دیر ان کے چہرے کی طرف دیکھتی رہیں۔

"بیٹا..... ہماری زندگی میں بہت مشکلات آتی ہیں اور ہم اپنی تسکین کی خاطر جانے انجانے میں دوسروں کو بہت تکلیف پہنچاتے ہیں' زندگی مزید مشکلات میں تب آتی ہے جب ہم دوسروں کی تکلیف کے احساس سے غافل ہو جائیں' میں جانتی ہوں بیٹا انجانے میں ہی سہی لیکن تمہاری زندگی میری وجہ سے بہت مشکلوں میں رہی ہے۔ مجھے لگتا تھا ہاجرہ کی محبت تمہاری زندگی کی ساری تشنگی کو ختم دے گی لیکن وہ خلا ایسا ہے جسے کسی کی بھی محبت پُر نہیں کر سکتی۔" دل بہار بانو کو تنہا زندگی گزار کر اس کی تلخی کا اندازہ ہو گیا تھا اور پھر استاد سے زیادہ زندگی کے تجربات انسان کو سبق پڑھاتے ہیں اور وہ اس تجربے سے گزری تھیں۔

"آپ اپنے آپ کو کوئی بھی الزام مت دیں اماں۔ میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا اور پھر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی بھی آپ کو کوئی الزام نہیں دیا' یہ ادھورا پن' تشنگی اور نفرت ہی میرا مقدر تھی۔" رضا نے مدہم آواز میں آخری جملہ ادا کیا۔

"میں نے تین بڑے فیصلے کیے زندگی میں اور ہر دفعہ ہر فیصلے نے بے شمار پچھتاوے میری جھولی میں ڈال کر مجھے منہ کے بل گرا دیا۔" دل بہار بانو یوں تو مطمئن تھیں لیکن ان کا دل غم کی بھاری گٹھڑی کے بوجھ تلے دبا ہوا تھا۔

"کون سے فیصلے اماں؟" رضا نے چونک کر پوچھا۔

"اس انسان پر بھروسا کرنے کا فیصلہ جس نے محبت کے نام کا جھانسا دیا۔" کتنے ہی برس بیت جائیں' زندگی کتنی ہی آگے کیوں نہ بڑھ جائے جو دل سے کھیلتا ہے جس کی بدولت دل کی سرزمین کا ذرہ ذرہ بنجر ہو جاتا

https://pklibrary.com/

ہے' جس کی وجہ سے قدموں کے نیچے سے زمین اور سر کی چھت صحیح معنوں میں چھین جاتی ہے اس کے نام کی تختی کبھی خشک نہیں ہوتی۔

"تمہیں اپنے سے دور کرنے کا فیصلہ۔ میں نے سوچا تھا یہ بہتر ہوگا' جو در بدر ہے وہ صرف میری ذات رہے گی لیکن اس فیصلے نے تمہاری زندگی کو بھی محرومیوں کی نذر کر دیا۔" دل بہار بانو بے آواز رو رہی تھیں اس کے سامنے بول رہی تھیں اور رضا سکندر متغیر نظروں سے دم سادھے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"میں اب سوچتی ہوں میں نے کیوں یہ فیصلہ شجیعہ پر مسلط کیا کہ وہ حسن کو یاد نہ کرے؟ کیوں اسے یہ احساس دلاتی رہی کہ جو کچھ اس کے ساتھ ہوا وہ کتنا غلط ہے۔ میں اس سے معافی بھی نہ مانگ سکی' حسن کے سامنے یہ اعتراف بھی نہ کر سکی کہ شجیعہ کے درد کو نہ سن کر اس کے دل کا بوجھ میں نے بھی بڑھایا تھا۔" رضا کے لیے ان کی شرمندگی بہت حیرت کی بات تھی۔

"یوں آپ کا ہر معاملے میں اپنے آپ کو الزام دینا صحیح تو نہیں ہے اماں' زندگی کے فیصلے وقت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق ہی کیے جاتے ہیں ان میں کسی قسم کے سود و زیاں کا حساب نہیں کیا جا سکتا آپ کے پچھتاووں کا وقت گزر گیا ہے اماں۔ اب حالات بدل گئے ہیں' رشتے بدل گئے ہیں۔ میری محرومیوں کا ازالہ ہو سکتا ہے نہ آپ کا اعتبار لوٹایا جا سکتا ہے شجیعہ واپس نہیں آ سکتی اور آپ نے جو کچھ اس سے کہا وہ ان حالات کے مطابق تھا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔" رضا ہر حال میں انہیں اطمینان دلانا چاہتے تھے۔

"مجھے ایک بار حسن سے بات کرنا چاہیے تھی' وہ سکینہ کو لے کر چلا گیا تو میں نے بھی جانے دیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ شجیعہ کے جانے کے غم سے نڈھال ہے اور میں نے اس پر بیٹی کی ذمہ داری ڈال دی۔" دل بہار بانو وہ باتیں سوچ رہی تھیں جن سے اب کسی کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

"اب ان باتوں کا کچھ حاصل وصول نہیں اماں۔" رضا انہیں ان سوچوں سے نکال رہے تھے جن کا اب کوئی فائدہ نہیں تھا ماسوائے پریشانی کے۔

"جانتی ہوں بیٹا لیکن بس کبھی کبھی دل بے چین ہونے لگتا ہے۔" دل بہار بانو نے گہری سانس خارج کی۔

"پھر کبھی ان سے ملیں؟" رضا نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"کس سے؟" دل بہار بانو نے حیرت کے ساتھ الجھ کر پوچھا تو رضا سر جھکا گئے۔ وہ سمجھ گئی کہ رضا اس انسان کی بابت پوچھ رہا ہے جس نے ان دونوں کی زندگیوں کو برباد کیا تھا۔

"نہیں۔"

"کبھی کوشش بھی نہیں کی؟"

"جو تعلق سر جھکانے پر مجبور کر دے' جس کا حوالہ فقط بد دعاؤں تک رہ جائے اس سے نہ ملنے کی دعائیں کی جاتی ہیں ملاقات کی کوششیں نہیں۔" دل بہار بانو آج بھی شرجیل کے ذکر پر تلخ ہو گئی تھیں۔

"آج صرف آپ سے پہلی اور اپنے آپ سے آخری بار ذکر کر رہا ہوں کہ میرا بھی کبھی دل کرتا تھا اس انسان سے ملوں' بہت سے سوال پوچھوں' اس کی مجبوریوں کی داستان سنوں' پوچھوں اس سے کہ کیا کبھی کوئی پچھتاوا انہیں ہوا؟ کبھی اس بچے کا خیال نہیں آیا جسے کسی کے در پر چھوڑ کر چلے گئے تھے؟ کبھی اس عورت کا خیال نہیں آیا جسے چوری چھپے اپنا بنایا اور پھر بیچ راستے میں سڑک پر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ کبھی پلٹ کر آنے کا خیال نہیں آیا؟ اگر نہیں آیا تو کیوں؟ اور اگر ہمارا خیال آیا تو لوٹ کر کیوں نہیں آئے۔"

رضا پہلی بار اپنے دل کی باتیں دل بہار سے کر رہے تھے' شاید اس لیے کہ اب ان کے دل پر بوجھ بڑھ گیا تھا' ہاجرہ کی طرف سے ملنے والی بے اعتنائی' نفرت وہ جیسے تیسے بھی سہہ رہے تھے لیکن وجاہت اور ہاجرہ کے درمیان طے شدہ معاہدے نے رضا سکندر کو بہت دکھ دیا تھا۔ ایسے میں جب ان کا دل بے اعتباریوں کی انتہا پر تھا تو بہت

https://pklibrary.com/

سے اور غم بھی تازہ ہو گئے تھے۔

"ہم وہ بدنصیب لوگ ہیں جنہیں سر چھپانے کو چھت تو ملتی ہے لیکن عزت نہیں' دل میں محبتیں تو بے حساب تھیں لیکن محبت کی قدر کرنے والا کوئی نہ تھا۔" دل بہار بانو اس کی بے بسی پر بولیں۔

"لیکن تم کہتے ہو ناں کہ اب ان باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوگا تو اب غمگین ہونے کا کیا فائدہ؟" رضا کے یاسیت پر وہ مزید بولیں۔ ہاجرہ کی وہاں آمد ان دونوں کو سنبھل جانے پر مجبور کر گئی۔

"سب ٹھیک تو ہے؟" ان دونوں کے مرجھائے ہوئے چہرے دیکھتے ہوئے ہاجرہ نے پوچھا۔ رضا تو رخ موڑ گئے لیکن دل بہار بانو کو آنسو پونچھتے چہرے پر مسکراہٹ سجانی پڑی۔

"ہاں سب ٹھیک ہے۔" انہوں نے مدھم آواز میں کہا۔

"جمشید بھائی آئے ہیں آپ کو لینے کے لیے۔" ہاجرہ نے رضا کی بے رخی کو دیکھ کر دل بہار بانو سے کہا۔

"ہاں اسے میں نے ہی کہا تھا کہ حکیم اللہ سے ملنا ہے۔" دل بہار بانو اٹھتے ہوئے بولیں۔

"رضا تم بھی چلو گے؟" دل بہار نے رضا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"جی چلوں گا۔ حسن سے بھی ملاقات کرنی ہے کل شاید انہوں نے جانا بھی ہے۔" رضا نے کہا تو دل بہار اس کی وہیل چیئر کو دھکیلنے کے لیے اس کی جانب بڑھیں۔

"نہیں اماں..... آپ رہنے دیں میں لے کر آتی ہوں۔" ہاجرہ نے کہا تو دل بہار بانو پیچھے ہٹ گئیں۔ رضا مٹھیاں بھینچ کر رہ گئے۔

جمشید کچھ جلدی میں تھے اس لیے زیادہ دیر رکے بغیر دل بہار بانو اور رضا کو ہمراہ لیے آغا حویلی روانہ ہو گئے اور ہاجرہ وہیں کھڑی رہ گئیں۔ کسی نے اسے چلنے کو نہیں کہا۔ پہلی بار ہاجرہ کو یہ بات ناگوار گزری تھی لیکن وہ اپنی یہ ناگواریت کسی پر ظاہر بھی نہیں کرنا چاہتی تھیں کیوں کہ ہمیشہ آغا حویلی کے نام پر ہاجرہ نے نفرت کا ہی اظہار کیا تھا۔ وجاہت کی تلاش میں وہ اس کے کمرے کی جانب بڑھیں۔ بستر پر آنکھیں موندے لیٹے وجاہت کے چہرے پر بے تحاشا فکر اور پریشانی کی لکیروں نے ہاجرہ کے قدم دروازے میں ہی روک دیے تھے۔

"کیا ہوا وجاہت..... تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟" وہ وجاہت کے پاس آ کر رکیں۔ اس نے ذرا کی ذرا آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا۔

"ہاں امی ٹھیک ہوں' ایسے ہی تھکاوٹ ہو رہی تھی تو لیٹ گیا۔" وجاہت کی بیزاری انہیں ناگوار گزری۔

"کیوں..... تھکاوٹ کیوں ہو رہی ہے؟ کچھ دن کے لیے آئے ہو اور یہاں آ کر تھکاوٹ ہونے لگی۔" وہ منہ بنا کر بولیں۔

"ایسی بات نہیں امی' بس نیند نہیں پوری ہوئی تو....." وجاہت انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا اس لیے ایک دم اٹھ بیٹھا۔

"تمہاری کسی سے کوئی بات ہوئی ہے کیا؟" ہاجرہ اس ٹوہ میں تھیں کہ کہیں وجاہت نے سکینہ کو چھوڑنے والی بات کسی اور سے تو نہیں کہہ دی۔

"کون سی بات امی؟" وجاہت جان بوجھ کر انجان بنا۔

"سکینہ کو طلاق دینے کی بات۔" اتنی بڑی بات انہوں نے اتنی آسانی سے کہی کہ وجاہت یک دم انہیں دیکھنے لگا' اس نے نفی میں سر ہلایا تو ہاجرہ کے چہرے پر سکون در آیا تھا۔

"فی الحال کسی سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وجاہت نے انہیں نہیں بتایا کہ رضا ان کی ساری سازش جان گئے ہیں۔

"مجھے لگتا ہے کہ سکینہ کو کھانا پکانا بالکل نہیں آتا۔" ہاجرہ پُرسوچ انداز میں بولیں یوں جیسے وہ آگے کے معاملات کو ابھی سے طے کرنا چاہ رہی ہوں۔ وجاہت نے خاموش نگاہوں سے انہیں دیکھا لیکن ان کے قیاس

https://pklibrary.com

کی تردید نہ کر سکا مبادہ ہاجرہ کو اس محبت کی خبر نہ ہو جائے جسے وجاہت ابھی ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"معلوم نہیں۔" وجاہت نے مختصراً کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہیں جا رہے ہو؟" ہاجرہ نے پوچھا۔

"ہاں امی ایک دو کام ہیں ابھی..... دن بھی تھوڑے سے رہ گئے ہیں تو سوچ رہا ہوں تیاری شروع کر دوں۔" وجاہت نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت تھوڑے دنوں کے لیے آئے ہو؟" بیٹے کی جدائی کے خیال سے ہاجرہ کا دل اداس ہونے لگا۔

"بس اب تو بہت کم وقت رہ گیا ہے پھر یہیں تو آنا ہے۔" وجاہت نے کہا۔

"وہاں تو نہیں رہ جاؤ گے ناں؟" ہاجرہ نے ایک بار پھر تصدیق چاہی۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں امی..... جب آپ سب یہاں ہیں تو میں وہاں اکیلا رہ کر کیا کروں گا؟"

"نہیں وہ سکینہ اور حسن نے کہا تو....." ہاجرہ کو ایک بار پھر اپنی ہار کا خوف ستانے لگا۔

"اطمینان رکھیں امی۔ میں واپس آؤں گا۔"

"سکینہ نے اپنی معصومیت کے جال میں پھنسا کر تمہیں ہم سے چھین لیا تو؟" ہاجرہ کی بات پر وجاہت کے دل کو کھونسا لگا۔

"سکینہ صرف معصوم ہے امی اسے کسی کو پھنسانا نہیں آتا۔" وجاہت نے کہا اور بنا ان کی بات سنے وہاں سے نکل گیا۔

"میں کیسے آپ کو سمجھاؤں امی کہ آپ کی ان باتوں سے مجھے کس قدر رنج ہوتا ہے' آپ کی اس قدر نفرت اور ضد نے مجھے اپنے آپ سے شرمندہ کر دیا ہے' آپ کی شرط نے مجھے سب کا مجرم بنا دیا ہے امی اور میری لاچاری دیکھیں کہ میں کسی کے سامنے اپنے دل کا بوجھ ہلکا بھی نہیں کر سکتا۔" وہ سکندر ہاؤس سے نکل کر یوں ہی پیدل چلنے لگا تھا۔ سکینہ کا رویہ' عبدالمعید حسن سے کیا گیا وعدہ' ہاجرہ کی شرط' رضا کی ناراضی اور اس کی محبت۔ بہت کچھ تھا جو اس کو پریشان کرنے لگا تھا۔ وجاہت کو سکینہ کی فکر نہیں تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اپنی محبت سے وہ اسے قائل کر لے گا' اسے اگر پریشانی تھی تو ہاجرہ کی ضد اور رضا کی ناراضی کی۔ اگر رضا کو کچھ معلوم نہ ہوتا تو وہ ہاجرہ کی ضد کو بھی کسی نہ کسی طرح سنبھال لیتا لیکن رضا جو اس سے بات کرنے کے بھی روادار نہیں تھے اس بات نے اسے بہت بے چین کر دیا تھا۔ وہ ابھی تک سکینہ سے کوئی بات نہیں کر سکا تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ وہ پریشان بھی ہو رہی ہوگی' اسے موقع نہ ملا اور پھر اس کا دل اس قدر اداس تھا کہ چاہنے کے باوجود بھی وہ سکینہ کی طرف محبت بھری نگاہ نہ ڈال سکا تھا۔

"اب تو میرے پاس قانونی اجازت نامہ بھی ہے' جو بھی حالات ہوں گے میں کیوں ان لمحوں کو برباد کروں؟" ایک خیال کے تحت اس نے ردا کو میسج کیا کہ جب وہ سکندر ہاؤس واپس آئے تو سکینہ کو بھی ساتھ لے آئے۔ دوسری طرف سے اوکے کا جواب آیا تھا۔ اب وہ کچھ سوچنے لگا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

آغا حویلی میں دل بہار بانو کا شاندار استقبال کیا گیا تھا' حکیم اللہ کی ساری تکلیفوں کو فراموش کیے رافیہ بہت خوش تھیں اور کیوں نہ ہوتیں ان کی بہن ایک بار پھر ان کے پاس آئی تھیں' وہ بہن جس کے ملنے کی دعائیں انہوں نے دن رات مانگی تھیں' حسن اور سکینہ نے بھی دل بہار بانو کی آمد پر بہت خوشی کا اظہار کیا تھا' سکینہ تو سب کو بھولے دل بہار بانو کے پاس چپکی بیٹھی تھی۔

"حکیم اللہ کے بارے میں سن کر افسوس بھی ہوا اور حیرانی بھی۔" رافیہ سے حکیم اللہ کی تکلیفوں کے بارے میں سن کر وہ حقیقتاً بہت غمگین ہو گئیں' برسوں بعد دل بہار بانو نے آغا حویلی میں قدم رکھا تھا لیکن ابھی تک آغا حکیم اللہ کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ ان کے بارے میں' ان کی بے بسی اور لاچاری نے دل بہار بانو کو افسودہ کر دیا تھا۔ بہن کی اس

آزمائش پر دل بہار بانو کا دل دکھ سے بھر گیا تھا' چاہنے کے باوجود دل بہار بانو ابھی تک اپنے اندر وہ ہمت نہیں پیدا کر سکی تھیں کہ وہ حکیم اللہ کے سامنے جا سکیں۔ وہ انسان جس نے ہمیشہ انہیں دکھ دیے۔ بچپن' جوانی اور زندگی کے ہر موڑ پر جب بھی حکیم اللہ کا بس چلا انہوں نے اپنی من مانی کی اور یہ بھی نہ سوچا کہ ان کے کون سے قدم نے کس کے ارمانوں کو روندا ہے' وہ اسے غرور اور طنطنے کے ساتھ چلے جا رہے تھے' مکافات عمل کو فراموش کیے آگے بڑھ رہے تھے۔

"کیسے ہو حکیم اللہ" کافی دیر بعد خود کو بلآخر تیار کر کے دل بہار بانو نے حسن اور رافیہ کے ہمراہ ان کے کمرے میں قدم رکھا۔ شمع پہلے سے ان کے پاس موجود تھیں' شمع نے حیرانی سے ان سب کو وہاں دیکھا اور پھر باپ کو دیکھا' جیسا بھی تھا حکیم اللہ اس کا باپ تھا اور انہوں نے کبھی اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی تھی وہ کیسے برداشت کرتی کہ وہ لوگ جن کے ساتھ ہوش و حواس کے وقت حکیم اللہ نے ناانصافیاں کیں آج وہ ان کو یہ احساس دلائیں کے وہ کس قدر بے بس ہو گئے ہیں۔ جسمانی تکلیف سے کئی گنا بڑی یہ تکلیف تھی جسے ابھی حکیم اللہ نے سہنا تھا' حکیم اللہ نے شمع کی مدد سے سر کو گھما کر دل بہار بانو کو دیکھا۔ وہ کچھ دیر تک دیکھتے رہے' کچھ بولنے کی سکت تھی نہ رخ موڑ لینے کی طاقت۔

"ابا یہ دل بہار پھوپو ہیں لوٹ آئی ہیں۔" شمع نے ان کے پاس ہو کر انہیں بتایا۔ آغا حکیم اللہ کے حلق سے کچھ آوازیں نکلیں اور وہاں موجود ہر شخص کا دل غم سے بھر گیا۔ دل بہار بانو نے اسے منع کیا اور ہاتھ کے اشارے سے پیچھے ہٹنے کو کہا۔

"حکیم اللہ میں..... تم سے کوئی حساب لینے نہیں آئی ہوں۔" حکیم اللہ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے' آنکھوں میں چمکتے پانی اور چہرے کے پرملال تغیر و تبدل واضح کر رہے تھے کہ اس تکلیف کے باوجود ان کا ذہن کام کر رہا ہے۔

"دعا کرتی ہوں کہ اللہ تمہیں اس تکلیف سے نجات دے۔" دل بہار نے حکیم اللہ کے سرہانے رکھا تولیا اٹھا کر ان کی پیشانی صاف کی۔ ان کی آنکھوں کو پونچھا تو حکیم اللہ ایک بار پھر چلانے لگے۔

یوں تو آغا حویلی میں ان کی چیخ و پکار' ایک شور اور واویلہ سالوں سے گونجا کرتا تھا لیکن اب چاروں طرف پھیلے ان کے شور کی نوعیت الگ تھی اور حکیم اللہ اب فقط اشاروں میں اپنی بات سمجھا سکتے تھے۔ ایک ایسا انسان جس نے ساری زندگی فقط حکمرانی کی ہو جب وہ بے بس ہو جائے' دوسروں کا محتاج ہو جائے' جب اسے بار بار اپنی بات سمجھانی پڑے اور پھر بھی کوئی سمجھ نہ پائے تو اس کی جھنجھلاہٹ بھری چیخ و پکار سے در و دیوار لرز اٹھتے ہیں۔

شمع اور رافیہ ان کی بے بسی اور لاچاری پر مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔ دل بہار کی حالت بھی غیر ہونے لگی تھی' وہ حکیم اللہ سے بہت کچھ کہنے کے لیے آئی تھیں لیکن ان کی حالت' تکلیف اور بے بسی نے دل بہار بانو کے سارے الفاظ کو کہیں دفن کر دیا تھا۔ وہ تو یہ بھی سوچ رہی تھیں کہ ہلکا سا ہی سہی لیکن وہ حکیم اللہ پر ایک طنز ضرور کریں گیں۔ انہیں یہ احساس ضرور دلائیں گیں کہ غرور اور اکڑ کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے کسی کا دل دکھاؤ تو پھر یوں ہی اپنے دل کے ٹکڑے ہوتے ہیں لیکن حکیم اللہ کو دیکھتے ہی دل بہار بانو کو اپنی ساری زندگی کا دکھ کم ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"ہمیں وہی فصل کاٹنی پڑتی ہے جو ہم بوتے ہیں' مکافات عمل ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے ہم چاہیں بھی تو انکار نہیں کر سکتے۔" اس سوچ کے آتے ہی دل بہار بانو نے گہری سانس خارج کی۔

"اللہ اکبر۔ یا اللہ اس کی تکلیف معاف فرما دے' اس نے جو کچھ کیا وہ اس کی نادانی تھی۔" دل بہار بانو ایک طرف کھڑی حکیم اللہ کو چیختے چلاتے دیکھ رہی تھیں۔ رافیہ' شمع اور حسن نے بمشکل انہیں سنبھالا ہوا تھا۔ صرف ایک وہ تھیں جو اب تک ان کی بے بسی پر ہمدردی نہ محسوس کر پائی تھیں' جو ابھی تک انہیں معاف نہ کر سکی تھیں' جو ابھی تک

https://pklibrary.com/

نہ پہچان سکی تھیں کہ کون کس کی محبت کا حق دار ہے۔

ہاجرہ حکیم اللہ ابھی تک یہ نہ جان سکی تھیں کہ اس کے حصے میں آئی بے بسی اس کی اپنی ضد کی کارستانی ہے' وہ یہ بھی نہیں مان رہی تھیں کہ اگر اسے کوئی خوشی نہیں محسوس ہو رہی ہے تو یہ اس کے اپنے دل و دماغ کا فتور ہے۔ محض ضد ہے اور ایک کھوکھلی نفرت ہے جو اسے یہ احساس تو دلاتی ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ غلط ہے لیکن اتنی ہمت نہیں دلاتی کہ انا کی دیواروں کو گرا کر اس خوشی کو حاصل کر لے جو اس کا نصیب ہے لیکن وہ آنکھیں پھیرے اسے مسلسل ٹھکرا رہی ہے۔ مزید بگاڑ کرنے پر تلی ہوئی تھیں' رضا اور دل بہار بانو کے آغا حویلی چلے جانے اور وجاہت کی خاموشی نے انہیں بے کل کر دیا تھا۔ جلے پاؤں کی بلی کی مانند وہ اِدھر اُدھر ٹہل رہی تھیں' تنہائی اگر اپنا انتخاب ہو تو کسی سے شکایت بھی نہیں کی جا سکتی' یہ اعتراف بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اکیلا پن وحشتیں طاری کر دیتا ہے اور اس وقت ہاجرہ حکیم اللہ اپنے منتخب کردہ تنہائی کی وحشتوں کی زد میں تھیں۔ انہوں نے شمع کو کال ملائی۔

"کیا بات ہے' رو کیوں رہی ہو باجی؟ کیا پھر جمشید بھائی نے کوئی....." اس بات پر شمع نے بمشکل اپنے آپ پر قابو پایا۔

"نہیں....." اس کی بات کاٹ کر شمع نے جمشید کو کسی بھی قسم کے الزام سے بچایا۔

"باجی تم سے ملنا ہے۔" ہاجرہ کی متفکرانہ آواز پر شمع لمحہ بھر کو چونکیں۔

"تم آغا حویلی آجاؤ ہاجرہ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے نہ ان دنوں حالات ایسے ہیں کہ میں کہیں باہر نکل سکوں۔" شمع کی آواز میں پریشانی صاف ظاہر تھی۔

"میں آغا حویلی کیسے آجاؤں۔" ہاجرہ کسی کے بارے میں کچھ بھی جاننے کی خواہاں نہیں تھی۔

"دیکھو ہاجرہ ابا کی حالت دن بدن خراب ہوتی جا رہی ہے' وہ اپنی بات سمجھا نہیں پا رہے' جو وہ کہتے ہیں وہ ہم سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔ وہ بے بسی کی انتہا پر ہیں' تکلیف کی ٹیسوں کو سہہ نہیں پا رہے ہیں۔ تم آجاؤ' تمہارے ساتھ کوئی ایسا ظلم نہیں کیا ابا نے جس کی پاداش میں تم انہیں کبھی اپنی شکل نہ دیکھا کر سزا دے رہی ہو۔ کچھ بھی ہے تمہیں ابا نے بہت محبت دی تھی۔ اسی محبت کی خاطر ہی آجاؤ۔" شمع روتے ہوئے اس سے التجا کر رہی تھی۔

"مجھ سے ابا کی یہ حالت دیکھی نہیں جاتی ہاجرہ۔ کب ہم نے ابا کو ایسی حالت میں دیکھنا چاہا تھا؟ ان کی یہ تکلیف اور بے بسی میری اور اماں کی جان نکال لے گی۔ تم انہیں سنبھال لیا کرتی تھی ناں ہاجرہ؟ اپنی ضد چھوڑ دو اور ابا کو سنبھال لو معاف کر دو انہیں۔ انہوں نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا وہ تمہاری محبت میں کیا۔" شمع نے بہت کچھ کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا تھا۔ ہاجرہ نے جس مقصد کے لیے شمع کو کال کی تھی وہ بھول کر سکتے میں رہ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

سکیزہ کے لیے یہ سب بہت دل دکھانے والا تھا۔ اس نے کب کسی کو ایسے تکلیف میں کراہتے دیکھا تھا؟ نجیحہ نے اپنی تکلیف بہت صبر اور خاموشی سے سہی تھی' ایسے میں سکیزہ ان حالات سے بے خبر ہی رہی۔ اس لیے آغا حکیم اللہ کا کراہنا اور چلانا اسے خوف زدہ کرنے لگا تھا' کل سے عبدالمعید حسن واپسی کی تیاری میں بھی مصروف تھے سکیزہ کی ساری مصروفیات رک گئی تھیں جس کی وجہ سے وہ بے حد بوریت کا شکار تھی۔ ردا' وردا اور عالیہ کے ساتھ اس کا وقت اچھا تو گزر رہا تھا لیکن چونکہ ان کے درمیان کوئی بے تکلفی نہیں تھی اور سکیزہ تھی بھی خاموش طبع لڑکی دوستی کے لیے اسے بہت سا وقت درکار ہوتا تھا۔ ردا سے وہ کوئی بھی بات اس لیے کہہ لیا کرتی تھی کیونکہ ردا سے اس کا پہلے سے رابطہ تھا لیکن وردا اور عالیہ سے معمولی باتوں کے علاوہ سکیزہ کوئی بات نہیں کرتی تھی۔ دل بہار بانو اور رضا نے واپس سکندر ہاؤس جانا تھا تو ردا جو سکیزہ کے لیے وہاں رک گئی تھی وہ بھی ان کے ہمراہ چل دی تھی۔

"سکیزہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو یہاں کیا کرو گی؟" ردا کو وجاہت کا حکم نامہ تو مل گیا تھا کہ سکیزہ کو بھی ساتھ

لے آئے تو اب اسے کوئی معقول جواز بھی تو چاہیے تھا۔
"میں....."
"ہاں ہاں چلو اس میں اتنے سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔" دل بہار بانو نے بھی کہا۔ سکیزہ وجاہت کی وجہ سے وہاں جانا نہیں چاہ رہی تھی۔
"سکیزہ کیا سوچنے لگی؟" ردا نے کہا تو شش و پنج میں مبتلا سکیزہ نے اسے دیکھا۔
"کوئی بات نہیں سکیزہ اگر نہیں جانا چاہتی تو کوئی زبردستی تو نہیں ہے بیٹا۔" رضا نے اس کی گھبراہٹ کو شرم گردانتے ہوئے کہا۔
"نہیں انکل ایسی بات نہیں وہ ڈیڈ نہیں ہیں اور ان سے میں نے پوچھا بھی نہیں ہے تو اس لیے....."
"بھابی صاحب اب آپ کو ڈیڈ کا پلو چھوڑنا ہوگا۔ ہم آپ کے سسرال والے ہیں اور آپ سارے حقوق ہمارے نام کر چکی ہیں، پہلی بات کہ انکل عبدالمجید منع نہیں کریں گے اور دوسری بات کہ ہمیں اب آپ کو اپنے گھر لے جانے کے لیے ان کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" ردا نے ایک دم اونچی آواز میں خاصے پُرجوش اور متبسم لہجے میں کہا۔
"اور بھائی بھی آپ کی راہ دیکھ رہے ہوں گے۔" ردا نے سکیزہ کی طرف جھک کر سرگوشی کی تو اس نے تعجب اور بے یقینی سے اسے دیکھا۔
"حسن کو میں کال کر کے بتا دوں گا تم اس کی فکر نہیں کرو۔" رضا نے کہا تو سکیزہ کے پاس اب سکندر ہاؤس نہ جانے کا کوئی جواز نہیں رہا تھا۔ یوں وجاہت نے اپنی بات منوالی لیکن سکیزہ اس کی فرمائش جانتے ہوئے بھی بے یقین ہی رہی اور بھائی انتظار کر رہے ہیں، کو ردا کی شرارت سمجھ کر سر جھٹک دیا تھا۔
سکیزہ، ردا، رضا اور دل بہار بانو کے ہمراہ سکندر ہاؤس آ گئی تھی۔ سکیزہ کو دیکھتے ہی ہاجرہ کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا تھا۔
"اچھا ہوا آپ لوگ سکیزہ کو بھی لے آئے، میں سوچ رہی تھی سکیزہ سے میٹھے کی ڈش بنا کر سب کا منہ میٹھا کرا دوں۔" رضا نے ایک دم ہاجرہ کی طرف دیکھا۔ اسی لمحے کمرے میں داخل ہوتے وجاہت کا دل بھی لمحہ بھر کو لرزا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ہاجرہ اب حالات کو کس رخ پر لے جانے کی کوشش کرنے لگی ہیں۔ وجاہت نے سکیزہ کی طرف دیکھا جو ہاجرہ کی بات سنتے ہی گھبراہٹ کا شکار ہو گئی تھی۔ وجاہت جانتا تھا کہ سکیزہ نے ابھی تک سویٹ ڈشز بنانا نہیں سیکھی لیکن اس وقت کسی مرد کا بولنا 'جائز' نہیں تھا۔ اس لیے رضا اور وجاہت دونوں ہی خاموش رہے تھے۔
"میٹھا پکانے کی رسم تو رخصتی کے بعد ہوتی ہے ہاجرہ بیٹا۔" دل بہار بانو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اماں اب زمانہ بدل گیا ہے۔ پہلے تو دلہن رخصتی سے پہلے سسرال بھی نہیں آیا کرتی تھی۔" ہاجرہ نے گہری نظروں سے سکیزہ کو دیکھتے ہوئے تلخ لہجے میں کہہ کر واضح کر دیا کہ انہیں سکیزہ کا یہاں آنا پسند نہیں آیا۔
"امی سکیزہ تو آ ہی نہیں رہی تھی اسے تو ہم زبردستی لائے ہیں۔" ردا کو ہاجرہ کا لہجہ حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔
"اگر وہ نہیں آنا چاہ رہی تھی تو تمہیں کس نے کہا تھا کہ زبردستی کرو۔" تو یوں کا رخ اب ردا کی جانب ہو گیا تھا۔
"امی کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟ سکیزہ اب ہماری فیملی کا حصہ ہے اور پھر....."
"ردا....." اس سے پہلے کہ ردا مزید کوئی بات کرتی اور ہاجرہ کو سکیزہ کا وجود کانٹے کی طرح چبھنے لگتا وجاہت نے اسے ٹوک دیا۔
"تم امی سے بحث کیوں کر رہی ہو؟ وہ بڑی ہیں اور بہتر سمجھتی ہیں۔ جاؤ سکیزہ کو لے جاؤ اور جو امی کہہ رہی ہیں وہ پکوانے میں اس کی مدد کرو۔" وجاہت نے بے انتہا سنجیدگی سے کہا، رضا مسلسل خاموش بیٹھے ہاجرہ اور وجاہت کے کھیل کو ملاحظہ کر رہے تھے۔ سکیزہ نے کب اتنی تلخیوں کو جھیلا تھا اس لیے شدید بوکھلاہٹ کا شکار ہونے لگی اور اپنے طور پر اس صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

https://pklibrary.com/

"چلو سکینہ۔" ردا نے ناگواری سے پہلے ہاجرہ اور پھر وجاہت کو دیکھا اور سکینہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلی گئی۔

"کیا ہوا ہاجرہ..... کیا تم اس رشتے سے خوش نہیں ہو؟" ان دونوں کے وہاں سے جاتے ہی دل بہار بانو نے ہاجرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ وجاہت نے ایک دفعہ بھی رضا کی طرف نہیں دیکھا لیکن جانتا تھا کہ وہ مسلسل اسی کو دیکھ رہے ہیں۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔" ہاجرہ یک دم محتاط ہوئی تھیں مبادا رضا یا دل بہار ان کے ارادے نہ بھانپ لیں۔

"سکینہ کے ساتھ تمہارا لہجہ تو ایسا ہی ہے۔" ہاجرہ کے لب و لہجے کی کڑواہٹ نے دل بہار بانو کو باز پرس کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"نہیں اماں ایسی کوئی بات نہیں..... مانا میں بہت بری ہوں لیکن اب میں کیا اکلوتے بیٹے کا گھر برباد کروں گی؟" ہاجرہ نے یک دم پینترا بدلا۔ رضا کے لیے ہاجرہ کا یہ روپ بے انتہا تکلیف دے تو تھا ہی وجاہت کے لیے بھی ایک کڑی آزمائش بن گیا تھا۔

"سکینہ بن ماں کی بچی ہے ہاجرہ، حسن نے اس کی پرورش میں جو کمی چھوڑی ہے وہ اب تم نے پوری کرنی ہے، تم نے سکینہ کی ساس نہیں ماں بننا ہے۔" ہاجرہ نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"میں کوشش کروں گی۔" پیچ و تاب کھاتے ہوئے ہاجرہ کو حامی بھرنی ہی پڑی۔

ہاجرہ کیسے اتنی جلدی ہار مان لیتیں؟ وہ شخص جو اس کی محبت کو ٹھکرا کر کسی اور کی تلاش میں نکل گیا تھا اور کبھی پلٹ کر یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی کہ جس محبت کو ٹھکرا کر گیا تھا اس کا دل آباد ہوا یا نہیں آج اس کے لوٹ آنے پر ہاجرہ کیسے اس شخص کی بیٹی کو پلکوں پر بیٹھا کر رکھتیں جس کی وجہ سے اس کی ساری زندگی بے بسی کی نظر ہو گئی تھی۔ ہاجرہ کی نظریں غیر مرئی نقطے پر جمی تھیں اور رضا دل بہار بانو سے باتیں کرتے ہوئے مسلسل اس کی سوچوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش میں بھی مبتلا تھے۔ کتنی ہی دیر گزر گئی، ہاجرہ کی سوچوں کا محور جب ٹوٹا تو وہاں رضا تھے نہ ہی دل بہار بانو۔ ہاجرہ کے لیے یہ مقام انتہائی ذلت آمیز تھا۔ اسے رضا پر غصہ آنے لگا، اسے ان حالات سے نفرت ہونے لگی تھی۔ ہاجرہ اٹھ کر اپنے کمرے میں بند ہو گئیں اور غم و غصے کی دہکتی آگ میں جلنے کڑھنے لگیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ تو پہلے ہی ان سب کے لیے کوئی جذبات نہیں رکھتی تھی لیکن ہاجرہ کا رویہ اسے مزید بیزار کرنے لگا تھا۔ وہ عبدالمعید کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ وہ بہت خوش ہیں، پہلے کبھی کبھار کوئی بات وجاہت سے شیئر کر لیا کرتی تھی لیکن جب سے اسے معلوم ہوا تھا کہ وجاہت ہاجرہ کا بیٹا ہے ایک دوستی جو ان دونوں کے درمیان پروان چڑھنے لگی تھی اس میں ٹھہراؤ آ گیا اور کچھ فاصلہ بھی قائم ہو گیا تھا۔ سکینہ پریشان ہو گئی تھی اور وجاہت اچھی طرح جاننے کے باوجود اس سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سکینہ خود اس سے اس گھر کے لوگوں کے بارے میں پوچھے۔

"ردا..... کیا ہاجرہ آنٹی کو میں اچھی نہیں لگی؟" ردا اور سکینہ کچن میں تھیں۔ وجاہت یہ دیکھنے کے لیے آیا کہ شاید انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو سکینہ کی آواز پر وجاہت کے قدم رک گئے تھے۔

"نہیں تو ایسی تو کوئی بات نہیں ہے اور تم اتنی اچھی ہو کہ کوئی تمہیں ناپسند کر ہی نہیں سکتا۔" ردا کی چہکتی آواز پر وجاہت کو کچھ تسلی ہوئی کہ اس نے امی کے بارے میں کوئی ایسی بات نہیں کی۔

"پھر مجھے ایسے کیوں محسوس ہوتا ہے جیسے....."

"ردا....." اس سے پہلے کہ سکینہ اپنی بات مکمل کرتی وجاہت نے جان بوجھ کر ردا کو آواز دے کر کچن میں قدم رکھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ سکینہ کوئی بھی منفی بات کو زیادہ دیر تک سوچے۔ سکینہ نے لب بھینچ کر رخ موڑ لیا جبکہ ردا معنی خیز نظروں سے وجاہت کو دیکھنے لگی۔

"جی بھائی کوئی کام تھا کیا؟" ردا نے کنکھیوں سے

https://pklibrary.com/

سکیزہ کو دیکھ کر وجاہت سے پوچھا۔

"ہاں ایک کپ چائے کا مل جائے تو مہربانی ہوگی۔" ہاجرہ کے رویے کی پریشانی کے باوجود وجاہت نے سکیزہ کی ناراضی سے محفوظ ہوتے ہوئے چائے کی فرمائش کی تو ردا نے ایک نظر سکیزہ کو دیکھا۔

"بھائی اس وقت ہم بہت مصروف ہیں اس لیے چائے کے خیال کو جھٹک کر باہر نکلیں تاکہ ہم اپنا کام کر سکیں۔" ردا نے شوخی سے کہا۔ سکیزہ مسلسل رخ پھیرے کھڑی تھی۔

"ویسے کیا تمہاری کزن گونگی ہے؟" وجاہت نے سکیزہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ردا سے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میری کزن ہر ایرے غیرے سے فری نہیں ہوتی۔ اس لیے آپ جناب اب اپنی شکل گم کریں۔" ردا نے سکیزہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ نہ جانے کیوں اس چھیڑ چھاڑ نے سکیزہ کے دل میں کوئی ہلچل نہ مچائی تھی۔ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ وہ کس بات سے اتنی ناخوش ہے۔ وجاہت نے بغور اس کے جھکے سر کو دیکھا۔

"اب ایسا بھی ایرا غیرا نہیں ہوں کہ کوئی ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہ کرے۔" وجاہت نے مکمل سنجیدگی سے کہا تو سکیزہ نے ایک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا لیکن وہ اب اس کی طرف دیکھ نہیں رہا تھا۔ وجاہت نے ردا کو اشارہ کیا اور کچن سے باہر نکل گیا۔

"کیا ہوا سکیزہ..... تم بھائی سے ناراض ہو کیا؟" وجاہت کے وہاں سے جاتے ہی ردا نے حیرانی سے سکیزہ سے پوچھا۔ وجاہت کے کانوں تک ردا کا سوال پہنچا تو وہ ٹھہر گیا۔

"نہیں ردا میں کیوں ناراض ہوں گی۔" سکیزہ نے کہا تو ردا نے اس کے چہرے پر واضح جھنجھلاہٹ دیکھی۔

"پھر بھائی سے بات کیوں نہیں کی؟" ردا کے لیے سکیزہ کا جھنجھلانا خاصی حیران کن بات تھی۔

"مجھے نہیں پتا۔" سکیزہ دونوں ہاتھ مڑوڑتے ہوئے سر جھکا گئی۔

"سکیزہ..... کیا ہوا؟" اس کی آنکھوں کا پانی ضبط کے بند توڑ کر اس کے رخساروں پر بہنے لگا۔ ردا اس کے ہاتھ پکڑتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"کچھ نہیں۔" سکیزہ نے یک دم ایک ہاتھ چھڑا کر آنکھوں کو پونچھا۔

"پھر تم روئی کیوں؟" باہر کھڑے وجاہت کو سکیزہ کے رونے کا پتا چلا تو اسے معاملے کی سنگینی کا اندازہ ہوا۔ وہ ایک دم کچن میں جانے کے لیے پلٹا لیکن اگلے ہی پل ارادہ بدل کر لمبے لمبے ڈاگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

"نہیں ایسے ہی۔ اب نہیں روؤں گی۔" اگلے پل سکیزہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"وعدہ؟" ردا نے ہاتھ پھیلا کر وعدہ لیا تو سکیزہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔

"چلو اب میٹھا بنا دیتے ہیں۔" ردا نے کہا تو سکیزہ ایک دم گھبرانے لگی۔

"میں نے کبھی کوئی سویٹ ڈش نہیں بنائی۔ بس تھوڑی بہت بیکنگ آتی ہے وہ بھی زیادہ نہیں۔" سکیزہ نے ردا کو بتایا۔

"اوہو..... اچھا اچھا۔" ردا ایک دم سمجھ گئی کہ وجاہت کچن میں کیوں آیا تھا۔

"کوئی بات نہیں میں مدد کروا دیتی ہوں مجھے فروٹ ٹرائفل بنانا آتا ہے وہی بنا لیتے ہیں۔" ردا نے فوراً کہا اور فرج سے فروٹ نکال کر سکیزہ کو دیا اور خود کسٹرڈ اور جیلی بنانے لگی۔

ردا کی وجہ سے سکیزہ کی کچھ ڈھارس بندھی۔ دونوں باتیں کرتے ہوئے کام کرنے لگیں' اپنے کام میں مگن سکیزہ کو اندازہ نہیں تھا کہ وجاہت کس قدر پریشان ہو کر گیا ہے۔

❁.....❁.....❁.....❁

رضا' دل بہار بانو کے ہمراہ اس حصے میں موجود تھے جہاں وہ اپنا کام کیا کرتے تھے۔ رضا انہیں اپنے کام کے

متعلق تفصیلاً سب بتا رہے تھے۔
"مجھے لگتا ہے ہاجرہ خوش نہیں ہے۔" باتوں کے دوران دل بہار نے رضا کی طرف دیکھ کر کہا۔
"خوش کیوں نہیں ہوگی؟ یہ رشتہ اسی کی خواہش پر ہی تو ہوا ہے۔" رضا نے ادھر ادھر اپنے کام کی بکھری چیزوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"اس نے تو سکینہ کو دیکھے بغیر ہی تو بات کی تھی۔ سکینہ الگ ماحول میں پروان چڑھی ہے اور شاید اب ہاجرہ کو اندازہ ہونے لگا ہے۔" دل بہار بانو نے اپنا خیال ظاہر کیا تو رضا نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔
"مجھے نہیں معلوم۔" رضا مصروف انداز میں گویا ہوئے۔
"کیوں نہیں معلوم تمہیں؟ جبکہ تمہیں سب سے پہلے معلوم ہونا چاہیے کہ ہاجرہ کیا چاہتی ہے۔" دل بہار بانو نے انہیں ٹوکا۔
"کیا تم دونوں ساری زندگی یوں ہی لاتعلقی میں گزارو گے؟" دل بہار بانو نے پوچھا تو رضا نے چونک کر انہیں دیکھا۔
"تم کیا سمجھتے ہو مجھے کچھ دیکھائی نہیں دے رہا؟ میری نظر کمزور ضرور ہوئی ہے بیٹا لیکن ایسی اندھی نہیں ہوں کہ اپنے ہی بیٹے کے غم کو نہ دیکھ سکوں۔" دل بہار بانو یاسیت آمیز لہجے میں بولیں۔
"اماں اب وقت گزر گیا ہے۔" رضا مدہم آواز میں بولے۔
"وقت گزر نہیں گیا بیٹا وقت اب آیا ہے۔ بچوں کے فیصلوں میں ماں باپ کی ضدیں ان کی زندگی کو کبھی پُرسکون نہیں رہنے دیتیں۔"
"اماں میں نے ہمیشہ کوشش کی ہے لیکن شاید..... میری محبت میں وہ کشش نہیں تھی کہ ہاجرہ سب بھول کر میری بن جاتی۔" رضا نے اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔
"محبت کو اس کے حال پر چھوڑ دینا محبت کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اگر محبت کرتے ہو تو تمہارے دل میں وہ شدت بھی ہونی چاہیے جو محبت کو جکڑ لے۔" دل بہار نے ملائمت سے کہا۔
"اماں..... کبھی کبھی نفع یا نقصان کی پروا کیے بغیر محبت کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے اور اماں کچھ محبتیں ایسی بھی ہوتیں ہیں جو مل جانے کے باوجود کوئی خوشی نہیں دے سکتیں۔ مجھے اب یہ انتظار نہیں کہ ہاجرہ کو میری محبت کا احساس ہو اور وہ مجھے اپنا لے۔"
"لیکن بیٹا..... یہ زیادتی ہے۔"
"نہیں اماں۔ آپ نہیں سمجھیں گیں اور نہ ہی میں سمجھا سکوں گا۔ اس لیے جو جیسا ہے اسے ویسا ہی رہنے دیں، جو جس سے محبت کرتا ہے اسے کرنے دیں۔ اب کچھ بدلنے کا وقت نہیں ہے۔" رضا اس وقت ہاجرہ اور وجاہت کی جانب سے انتہائی دل برداشتہ تھے۔ وہ چاہا کر بھی کسی کے سامنے یہ بات نہیں لا سکتے تھے کہ ہاجرہ نے حسن سے کس بات کا بدلہ لینے کے لیے اپنے بیٹے کو مہرہ بنا کر اس کی بیٹی کو تباہ کر کے تسکین حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔
"سخمیازہ صرف غلطیوں کا نہیں بھگتنا پڑتا، کبھی کبھی چاہتیں بھی بے سروسامانی کے سوا کچھ نہیں دیتیں۔" رضا کے ٹوٹے لہجے سے دل بہار بانو کے دل میں ایک ٹیس اٹھی۔ "اور یہ مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے؟ اور پھر....." دل بہار بانو نے اس کی طرف دیکھ کر مزید کچھ کہنا چاہا لیکن انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔
باہر سے آتیں آوازوں نے رضا کو چونکایا تھا، دل بہار بانو کو وہیں چھوڑ کر وہ باہر کی جانب بڑھے۔ گیٹ کے پاس شازی کے ساتھ وہی بابا جس کو شازی پہلے لے کر آیا تھا موجود تھے۔ وہ اسی طرح متلاشی نگاہوں سے ہر طرف دیکھ رہے تھے، رضا وہیل چیئر کو دھکیلتے ان کے پاس جا رکے۔ اتنی دیر میں شازی کچن سے ٹرے میں کھانا رکھے لے آیا۔ رضا نے سوالیہ نظروں سے شازی کو دیکھ کر ان کی وہاں موجودگی کا سبب جاننا چاہا۔
"صاحب یہ بابا شاید اپنے گھر کا راستہ بھول گئے

https://pklibrary.com/

ہیں۔ کچھ لوگ ان کی یادداشت کے حوالے سے ان کا مذاق بھی اڑا رہے تھے تو میں ان کو یہاں لے آیا ہوں۔" شازی نے کھانے کی ٹرے ان کی جانب بڑھاتے ہوئے رضا کو بتایا۔

"اچھا کیا۔ لیکن کہیں سے پتا کرو یہ کون ہیں اور ان کے وارث کہاں ہیں۔" وہ شخص رضا کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا رضا کو ان کی نگاہوں سے الجھن ہونے لگی تو شازی کو کہہ کر پلٹنے لگے کہ وہ شخص ان کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ رضا یک دم رکے۔

"بابا اس طرف ہو جائیں اور پہلے کھانا کھا لیں۔" شازی نے ان کو پکڑ کر ایک طرف کیا اور ٹرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ رضا نے ایک نظر انہیں دیکھا اور وہاں سے چلے گئے۔ رضا کمرے میں گئے تو دل بہار بانو کو کھڑکی سے باہر جھانکتے پایا۔

"یہ..... یہ باہر کون آیا ہے؟" کھٹکے پر دل بہار بانو نے پلٹ کر رضا کو دیکھا۔

"پتا نہیں کوئی فقیر ہے۔ شاید دماغی توازن بھی درست نہیں ہے' گھر کا راستہ بھولا گیا ہے تو شازی اسے یہاں لے آیا ہے۔ اکثر آتا رہتا ہے۔" رضا نے بتایا تو دل بہار بانو ایک بار پھر باہر دیکھنے لگیں۔ کافی دیر تک وہ کچھ سوچتی رہیں اور پھر سر کو جھٹک کر کمرے سے باہر نکل گئیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

عبدالمعید حسن جیسے ہی آغا حویلی لوٹ کر آئے سکینہ کے سکندر ہاؤس جانے کی اطلاع پر خاصے حیران ہوئے اور کچھ فکر مند بھی۔ وہ جانتے تھے کہ اجنبی ماحول اور اجنبی لوگوں میں سکینہ ان کے بغیر بہت گھبرا رہی ہوگی اس لیے ایک لمحہ کی بھی تاخیر کیے بنا وہ سکندر ہاؤس پہنچ گئے۔ سکینہ کو ردا کے ساتھ مصروف پا کر انہیں کافی تسلی ہوئی لیکن ہاجرہ کی سنجیدگی نے ان پر اس کی بددلی کو بھی واضح کر دیا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ ہاجرہ کو سکینہ کے متعلق بتائیں لیکن انہیں ایسا کرنا کچھ مناسب نہیں لگا۔ مختصر سے وقت میں وہ اتنا تو سمجھ گئے تھے کہ ہاجرہ آج بھی اتنی ہی ضدی اور خود سر ہے جتنی کسی زمانے میں ہوا کرتی تھی' وہ جان گئے تھے کہ آغا حکیم اللہ کی من مانی کی خصلت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے' ہاجرہ کے رویے اور رضا کی خاموشی سے وہ یہ بھی سمجھ گئے تھے کہ ان دونوں کی زندگی ندی کے دو کناروں جیسی ہی ہے جو ایک ساتھ چل تو رہے ہیں لیکن ایک دوسرے سے کوئی نسبت نہیں رکھتے' ایسے میں سکینہ کے متعلق کوئی بھی منفی بات ہاجرہ کو بتانا یقیناً سکینہ کی زندگی کو مشکل میں ڈالنے کے مترادف ہوتا۔ عبدالمعید حسن نے وجاہت کے ساتھ بیٹھے فلائیٹ ڈیٹیل چیک کر رہے تھے کہ سکینہ کمرے میں داخل ہوئی' وجاہت کو دیکھ کر لمحہ بھر کو ٹھٹکی لیکن پھر اسے نظر انداز کر کے عبدالمعید کی طرف بڑھی۔

"میری جھلی دھی۔" اس کی طرف دیکھتے ہوئے وہ مسکرا کر بولے۔

"بہت ناراض ہوں میں آپ سے۔" سکینہ نے منہ بسور کر کہا۔

"کیوں..... کیا غلطی ہوگئی مجھ معصوم سے؟" عبدالمعید نے اس کی ناراضی پر ہمیشہ کی طرح منہ بسور کر پوچھا۔

"ہاں ہاں جیسے آپ تو کچھ جانتے ہی نہیں۔" سکینہ نے تنک مزاجی سے کہا۔

"مجھے تو نہیں پتا۔" عبدالمعید نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

"جی ہاں آپ تو بے بی ہو اور کچھ بھی نہیں معلوم۔" سکینہ کا انداز ایسا بے ساختہ تھا کہ وجاہت بمشکل اپنا قہقہہ روک سکا۔

"میں نے یہ تو نہیں کہا کہ میں بے بی ہوں لیکن یہ سچ ہے کہ مجھے کچھ بھی نہیں پتا۔" انہوں نے اپنی ہنسی پر ضبط کرتے ہوئے کہا تو سکینہ انہیں گھور کر رہ گئی۔ پھر کتنی ہی دیر تک دونوں باپ بیٹی کی لایعنی گفتگو چلتی رہی اور وجاہت سکینہ کی جانب سے برتی گئی لاتعلقی کی بنا پر چاہنے کے باوجود ان کی گفتگو میں شامل نہ ہو سکا۔

https://pklibrary.com/

"ہاجرہ کہاں ہے؟" عبدالمعید حسن اور سکینہ نے کل واپس یو کے چلے جانا تھا' رضا بھی وہاں موجود تھے' وجاہت' ردا اور دل بہار بانو بھی تھے' ہاجرہ کو موجود نہ پا کر عبدالمعید حسن نے سوال کیا۔

"امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو آرام کر رہی ہیں۔" ردا نے مدہم آواز میں انہیں بتایا۔

"اوہو..... کیا ہوا ہاجرہ کو سکینہ بیٹا تم نے دیکھا آنٹی کو؟" عبدالمعید نے یک دم سکینہ سے پوچھا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"تو بیٹا جاؤ پوچھو انہیں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔" عبدالمعید حسن نے کہا تو سکینہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"نن..... نہیں انکل۔ وہ امی تو شاید سو رہی ہیں میں ابھی ان کے پاس سے ہی آ رہی ہوں۔" ردا ایک دم بوکھلائی کیونکہ جانتی تھی کہ جب ہاجرہ پر ایسی کیفیت طاری ہوتی ہے تو وہ کسی کی بات سنتی ہیں نہ کمرے سے باہر نکلتی ہیں۔ سکینہ نے سوالیہ نظروں سے عبدالمعید کو دیکھا انہوں نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا' رضا کا سر جھکانا اور وجاہت کا یک دم چونک جانا انہوں نے بطور خاص نوٹ کیا۔

"کب تک جاگ جائیں گی؟ ہم نے تو ابھی آغا حویلی واپس جانا ہے پھر ادھر آنے کا وقت نہیں ہوگا۔" عبدالمعید حسن نے ردا کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں دیکھتی ہوں۔ اگر جاگ رہی ہوئیں تو بلا لاتی ہوں۔" ردا کے پاس اب کوئی بہانہ نہیں تھا۔

"ٹھہرو میں بھی چلتا ہوں۔ سکینہ اور وجاہت کی شادی کے حوالے سے بات کرنی ہے ہاجرہ سے۔" عبدالمعید حسن بھی اٹھ کھڑے ہوئے تو ردا نے یک دم وجاہت کی طرف دیکھا اس نے انہیں لے جانے کا اشارہ کیا۔

"امی....." ردا نے دروازے پر ہلکی سی دستک دے کر انہیں پکارا۔

"کیا ہے؟" ان کی تنک مزاجی عروج پر تھی۔

"امی انکل عبدالمعید آپ سے بات کرنے آئے ہیں۔" ردا نے کہا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو عبدالمعید بھی اس کے ہمراہ تھے۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے اب؟" عبدالمعید نے نہایت شائستگی سے پوچھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔" ہاجرہ کھڑی ہوئیں اور مدہم آواز میں بولیں۔

"تمہیں پتا ہے ہاجرہ میں سکینہ کے لیے ہمیشہ بہت فکر مند رہتا تھا۔ میری سکینہ بہت معصوم ہے اسے ہیرا پھیری نہیں آتی' میں نے تنہا اس کی پرورش کی تو بہت سی کمیاں اس کی ذات کا حصہ بھی بن گئی ہیں' تم جانتی ہو جب تم نے وجاہت کے لیے سکینہ کی بات کی تو میری ساری پریشانیاں دور ہو گئی تھیں۔ مجھے لگا میری سکینہ کو ماں مل گئی ہے' اب اس کی زندگی میں کوئی کمی نہیں رہے گی کیونکہ ہاجرہ میری بیٹی کو وہ محبت دے گی جو وہ حسن کو دینا چاہتی تھی۔ میں نے آنکھیں بند کر کے تم پر اعتبار کیا ہے۔" وہ بغیر کسی تمہید کے کہہ رہے تھے اور ہاجرہ سکتے کی کیفیت میں مبتلا انہیں دیکھتی رہیں۔

"اپنا خیال رکھنا ہاجرہ میری سکینہ کو تمہاری ضرورت ہے۔" عبدالمعید حسن کہہ کر سکندر ہاؤس سے چلے گئے۔

دوسرے دن وہ دونوں یو کے پرواز کر گئے تھے' ہاجرہ بے انتہا خاموشیوں کی زد میں کمرے میں بند ہو کر رہ گئی تھیں' کسی کی پروا نہ تھی' یہ بھی نہیں سوچا کہ ایک ہفتے بعد وجاہت نے بھی واپس چلے جانا ہے تو اس کے ساتھ وقت گزار لیں۔ ردا اور وجاہت ان کے موڈ کے نارمل ہونے کا انتظار کرتے رہے۔ رضا زیادہ وقت دل بہار بانو کے ساتھ گزارنے لگے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

عبدالمعید حسن اور سکینہ واپس یو کے پہنچ گئے تھے۔ کچھ دن اپنوں میں گزارنے کے بعد اب انہیں تنہائی گراں گزرنے لگی تھی۔ عبدالمعید کے تو سب سے رابطے بحال ہو گئے تھے لیکن سکینہ کا ردا سے رابطے کے علاوہ کسی سے کوئی رابطہ نہ ہوا تھا۔ نہ جانے کیوں اسے ایک بے چینی

https://pklibrary.com/

لاحق تھی۔ دل کے کہیں بہت اندر اسے کسی چیز کی کمی محسوس ہونے لگی تھی اور اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ سب کچھ نارمل ہوتے ہوئے بھی ایسا کیا ہے کہ اس کا دل خوش نہیں ہے۔ یوں ہی دل کی بے چینی کے ہمراہ وہ دن گزارنے لگی تھی۔

شفیق اور آسیہ اس کا نکاح ہو جانے سے بہت خوش تھے۔ ایک دعوت کا پروگرام تھا جو وجاہت کی واپسی تک ملتوی ہو گئی تھی۔ سکینہ کی بیزاری عبدالمعید کو پریشان کرنے لگی تھی ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ انہیں سکینہ کو کیسے تسلی دینی چاہیے' ہاجرہ کا رویہ انہیں بھی فکر میں مبتلا کر گیا تھا لیکن وہ ایسے مایوس نہ تھے جیسے سکینہ تھی۔

"کیا بات ہے میری جھلی دھی کیوں اتنی خاموش خاموش ہے؟"

"نہیں تو ڈیڈ....." سکینہ نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں تو ڈیڈ کیا؟ ڈیڈ کی آنکھیں سلامت ہیں ابھی۔" عبدالمعید نے مسکین نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔ "بتاؤ اب۔" وہ ابھی بھی خاموش ہی رہی۔

"کچھ بھی نہیں ڈیڈ' میں بالکل ٹھیک ہوں۔" سکینہ نے زبردستی مسکراہٹ کے ساتھ انہیں مطمئن کرنا چاہا۔

"تم اگر ٹھیک ہوتی تو مجھے پریشانی نہ ہوتی۔ میرا دل بے چین ہے تو اس کا یہی مطلب ہے کہ میری سکینہ خوش نہیں ہے۔" عبدالمعید نے اپنے مخصوص دوستانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ڈیڈ کوئی بات نہیں ہے۔" سکینہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہم دوست بھی ہیں ناں؟" عبدالمعید جانتے تھے کہ وہ اب صرف انہیں اطمینان دلانے کے لیے چہرے پر مسکراہٹ سجائے بیٹھی ہے دراصل اس کا دل بہت سے خدشات کی زد میں ہے۔ سکینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"تو اپنے سارے وہم اور خوف اپنے اس دوست کو بتاؤ تاکہ پریشان ہونے کے علاوہ کوئی بہتر حل نکل سکے۔" انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ڈیڈ اور میں پریشان بھی نہیں ہوں۔" سکینہ کیسے کہتی کہ اسے کیا بات پریشان کر رہی ہے جبکہ وہ خود بھی اپنی اس خاموشی کی وجہ سے انجان تھی لیکن اور بہت کچھ ایسا تھا جو اسے اپ سیٹ کر رہا تھا وہ انہیں بتانا نہیں چاہتی تھی لیکن عبدالمعید کے بار بار پوچھنے پر اس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اپنی ساری پریشانی ان سے کہے گی۔

"مجھے ہاجرہ آنٹی کا رویہ صحیح نہیں لگا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا رہا وہ مجھے پسند نہیں کرتیں' بہت دفعہ میں نے انہیں گھورتے ہوئے بھی دیکھا میری نظر پڑتے ہی وہ نگاہ پھیر لیتی تھیں۔ مجھ سے زیادہ بات بھی نہیں کرتی تھیں۔" سکینہ نے عبدالمعید کو اپنی پریشانی (جو اس کے خیال میں اس کے چہرے پر ظاہر نہیں ہوتی تھی) عبدالمعید کو بتائی۔

"مجھے یوں بھی محسوس ہوتا رہا ڈیڈ جیسے وہ مجھے کچھ کہیں گی۔"

"کیا کہے گی؟" عبدالمعید بہت سنجیدگی سے سکینہ کی باتیں سن رہے تھے۔

"میں اندازہ نہیں لگا سکی۔" سکینہ پُرسوچ انداز میں بولی۔

"بیٹا ہو سکتا ہے یہ تمہارا وہم ہو ہاجرہ جیسی نظر آتی ہے ویسی ہے نہیں۔" عبدالمعید نے سکینہ کی منفی سوچوں کو زائل کرنے کی کوشش کی۔

"ہو سکتا ہے۔" سکینہ نے کندھے اچکائے۔

"تم نے واپس آ کر ہاجرہ کو کال کی؟" عبدالمعید نے پوچھا تو سکینہ نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں دیکھ رہی تھی کہ وہ کرتیں ہیں کہ نہیں۔" سکینہ نے سر جھکا کر کہا تو عبدالمعید دھیمے سے مسکرائے۔

"بیٹا کچھ محبتیں بہت پیچیدہ ہوتی ہیں اتنی آسانی سے سمجھ میں نہیں آتیں۔ ہاجرہ کو میں جانتا ہوں بیٹا وہ بہت ضدی ہے' دوسری طرف خاموشی اختیار کر لی جائے تو اس کی ضد انتقام بن جاتی ہے۔ اگر تم رابطہ رکھو گی اور اس سے دوستی کرو گی تو اس کے لہجے میں جو کرختگی تمہیں محسوس ہوئی

https://pklibrary.com/

ہے وہ محبت میں بدل جائے گی۔" عبدالمعید نے بہت نرم لہجے میں سکیزہ کو رشتوں کو نبھانے کے طریقے بتائے۔

"لیکن ڈیڈ....." سکیزہ نے منہ بسورا۔

"تم بہت اچھی ہو بیٹا لیکن تمہاری اچھائی ابھی صرف تمہاری ذات تک محدود ہے کسی بھی اچھے انسان کو جب بہت سے لوگوں کے ساتھ نبھا کرنا پڑتا ہے تب معلوم ہوتا ہے کہ اچھے انسان میں اچھائی کا معیار کیا ہے' میں نہیں چاہتا کہ تمہارے کسی بھی عمل سے ہماری شجیعہ پر کوئی حرف آئے۔ آغا خاندان میں جو مقام شجیعہ حاصل نہیں کر سکی وہ سکیزہ کرے گی۔" عبدالمعید حسن نے سکیزہ کا ہاتھ پکڑ کر اس سے وعدہ لیا تو اس نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔

"تو اس کا مطلب ڈیڈ کے مام کی وجہ سے آپ مجھے آغا فیملی میں لے کر گئے ہیں؟"

"نہیں بیٹا۔ ہر انسان کی اپنی پہچان ہوتی ہے" عبدالمعید حسن نے سکیزہ کو دیکھ کر کہنا شروع کیا۔

"لیکن میں یہ ضرور چاہتا تھا کہ میرے خاندان میں سب کو پتا چلے کہ شجیعہ بہت اچھی تھی تو شاید مجھے تمہاری صورت میں سب کو یہ بتانے کا موقع ملا۔ بیٹی ماں کا عکس ہوتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہماری سکیزہ یہ بتائے سب کو کہ اس کی ماں بہت اچھی عورت تھی۔"

"ڈیڈ....." سکیزہ نے ان کی بھیگی پلکوں کو اپنی پوروں سے صاف کرتے ہوئے انہیں دیکھا۔

"مام تو بہت اچھی تھیں آپ کو کسی کو یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" سکیزہ نے ان کے دونوں ہاتھوں کو پکڑ کر بھیگے لہجے میں کہا۔

"مجھے کوئی شکایت نہیں ہے ڈیڈ۔ آپ فکر نہیں کریں۔"

"دیکھو بیٹا کچھ محبتیں ایسی ہوتیں ہیں جن کو آزمایا نہیں جاتا وہ جیسی ہوتیں ہیں ہمیں ان کو ویسے ہی قبول کرنا پڑتا ہے ان میں ردوبدل کی بھی گنجائش نہیں ہوتی' ہم ان کو توڑ مروڑ کر اپنی مرضی کے مطابق ڈھال بھی لیں تو بھی کچھ کمی رہ جاتی ہے۔ سکیزہ بیٹا محبتوں کا صلہ نہیں مانگا جاتا' جو محبت کرتے ہیں وہ صلے کے خواہاں نہیں ہوتے' اپنی محبت کا صلہ مانگو گی تو اکیلی رہ جاؤ گی' بس اپنی محبت کو نبھائے جاؤ صلہ وہ دے گا جو ہر چیز پر قادر ہے جس کے اختیار میں ہماری جان ہے۔" عبدالمعید حسن اپنے گھٹنوں پر رکھے اس کے سر کو سہلاتے ہوئے بول رہے تھے' کچھ باتیں وہ سمجھ رہی تھی اور کچھ پر الجھ رہی تھی' وہ یہ بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ عبدالمعید حسن اس سے یہ باتیں کس ضمن میں کر رہے ہیں لیکن وہ یہ بھی جان رہی تھی کہ وہ کہنا کیا چاہ رہے ہیں' اس کے اپنے اندر بھی ایک تکرار جاری تھی' ایک نئے رشتے سے جڑی محبت کی سمت پر الجھ بھی رہی تھی اور فکر مند بھی ہو رہی تھی۔

"میں سب سمجھتی ہوں ڈیڈ۔" وہ خاموش ہوئے تو سکیزہ بولی۔

"پھر تم اداس کیوں ہو؟" ان کے لہجے کی فکر نے اسے شرمندہ کر دیا۔

"اوہو..... مائی کریزی ہینڈسم ڈیڈ کچھ نہیں۔ کبھی کبھی تو سٹ ہونا پڑتا ہے ناں۔" لہجے کو بدلتے ہوئے سکیزہ چہکی تو انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"اُف او ڈیڈ....." اپنے دل و دماغ پر چھائی بیزاریت کے حصار کو توڑتے ہوئے سکیزہ یک دم اٹھ کر ان کے ساتھ آ بیٹھی اور اپنے مخصوص انداز میں انہیں اپنے خوش ہونے کا یقین دلانے لگی۔ ہنستے کھلکھلاتے دونوں باپ بیٹی کتنی ہی باتیں کرتے رہے۔ وہ انہیں چڑاتی رہی اور وہ منہ بسور کر اسے جتاتے رہے۔

❁.....❁.....❁.....❁

دل بہار بانو پچھلے چند دنوں سے مسلسل ایک سوچ میں گھری ہوئی تھیں۔ انہیں اپنے دل کی بے کلی کا سبب معلوم نہیں ہو پا رہا تھا۔ رضا نے ان کے یاسیت آمیز چہرے کو دیکھا' ان کی بے چینی کو محسوس کیا اور پوچھنے پر انہوں نے 'میں ٹھیک ہوں' کہہ کر ٹال دیا۔ وجاہت نے بھی ان کی چپ کی وجہ جاننے کی کوشش کی تو دل بہار بانو نے اپنی مسکراہٹ سے اسے بھی مطمئن کر دیا لیکن اپنے

آپ کو کوئی اطمینان نہ دلا سکیں' ہاجرہ تو اپنی ہی دنیا میں مگن تھی شاید اس نے کوئی دھیان بھی نہیں دیا تھا۔

بہت برس بیت گئے تھے' چہرے پر جھریاں' آنکھوں کا دھندلا پن' کہیں سے بھی یہ نہیں پتا چل رہا تھا کہ کبھی وہ بھی ہنسا کرتی تھیں' جھریوں زدہ چہرے کی رنجیدگی ان کے ناکام شب و روز کا احوال بھی سنا رہے تھے۔ آئینے کے سامنے بیٹھیں دل بہار بانو کتنی دیر تک اپنے آپ کو دیکھتی رہیں' کتنی ہی پرانی یادوں نے آئینے سے جھانک کر انہیں درد کی ٹیسوں سے نوازا تھا' کتنے آنسوؤں نے ان کا دامن بھگویا تھا' کچھ سحر ایسی بھی نمودار ہوئیں جہاں سورج کی سنہری کرنوں نے روشنی بکھیری اور چڑیوں کی سریلی چہچہاہٹ نے اودھم بھی مچایا' پھر بھی ان کا نصیب ہی داماں اور قسمت کا کشکول خالی تھا۔ جھریوں زدہ ہاتھ انہوں نے اپنے چہرے پر پھیرا' یاسیت سے بھرپور ایک درد بھری سانس خارج کی اور کروشیے کی خوب صورت لیس والا سفید دوپٹا سر پر سیٹ کیا' کروشیے کی بنی شال کو کندھوں پر پھیلایا اور کمرے سے باہر نکلیں۔

"اماں کہیں جا رہی ہیں؟" وہ صحن میں آئیں تو رضا نے پوچھا۔

"ردا کے ساتھ مارکیٹ جا رہی ہوں سکینہ کے لیے کچھ چیزیں بھیجنی ہیں۔"

"دادی اماں میں ابھی آتی ہوں۔" کمرے کے اندر سے ردا کی آواز آئی۔

"ابھی تو وہ گئی ہے اب اور کیا بھیجنا ہے؟" ردا کے پاس کھڑی ہاجرہ نے خاصی تنگ دلی کا مظاہرہ کیا۔

"امی اب دادی اماں کو منع تو نہیں کریں۔" ردا نے حیرت سے ان کی ناگواریت کو دیکھا۔

"خوامخواہ کا شوشا..... اب مجھے بھی بھیجنا پڑے گا۔" ہاجرہ نے انتہائی بے دلی سے کہا۔

"کیوں امی..... دادی اماں بھیج تو رہی ہیں آپ اب الگ سے بھیجیں گی کیا؟ اور میں بھی تو ایک ادھ چھوٹی موٹی کوئی چیز بھیج دوں گی۔ آپ پریشان نہ ہوں۔" ردا نے نرم لہجے میں کہا۔

"پریشان کیسے نہ ہوں۔ یہ لو کچھ پیسے رکھو اور میری طرف سے بھی کوئی سوٹ یا شال وغیرہ لے آنا۔" ہاجرہ نے الماری میں رکھے بیگ سے پیسے نکال کر اسے دیے تو ردا نے خاموشی سے لے لیے۔ باہر نکلی تو دل بہار بانو اسی کے انتظار میں کھڑی تھیں۔

"چلیں دادی اماں۔"

"بیٹا دادی اماں کا خیال رکھنا۔" رضا نے ردا سے کہنا ضروری سمجھا۔

"بابا آپ فکر نہ کریں اور شازیب بھی تو ہمارے ساتھ جا رہا ہے۔" ردا نے اپنی چادر اچھی طرح لپیٹ کر انہیں تسلی دی اور دونوں مارکیٹ چلی آئیں۔ رضا نے دروازے میں کھڑی ہاجرہ کی طرف دیکھا جو پُرسوچ نظروں سے نجانے کہاں دیکھ رہی تھیں' رضا خاموشی سے رخ موڑ کر اپنے پورشن کی جانب بڑھ گئے۔

وہ لوگ بازار میں داخل ہوئے تو انہوں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا اردگرد کی دکانوں میں جدید سامان نمایاں تھا' ریڑھی والے بھی اپنا مال بیچنے کے لیے آوازیں لگا رہے تھے' بہت سے لوگ پیدل بھی چل رہے تھے۔ دل بہار بانو اور ردا سے آگے کچھ فاصلے پر شازیب چل رہا تھا۔

"بابا رک جائیں۔" یک دم شازیب زور سے چلاتا ہوا تقریباً بھاگتے ہوئے آگے بڑھا' ردا اور دل بہار نے چونک کر اسے دیکھا نظروں کا تعاقب کیا تو ردا ایک دم غصے میں آ گئی۔

"ایک تو یہ شازی بھی نا وقت دیکھتا ہے نہ موقع دوسروں کی مدد کرنے پہنچ جاتا ہے۔" ردا نے تیکھے لہجے میں کہا۔ "چلیں دادی اماں ہم آگے چلتے ہیں آ جائے گا یہ جب آنا ہوگا۔" ردا اور دل بہار بانو اس کے نزدیک پہنچ گئیں جہاں شازیب انہی بابا کو ایک ریڑھی والے سے بچا کر ایک طرف بیٹھا رہا تھا۔ مٹی سے اٹے پاؤں کی پھٹی ہوئی ایڑیاں بے تحاشا کالی ہو رہی تھیں' ریڑھی سے ٹکر لگنے کی وجہ سے ان کے پاؤں کا ناخن اکھڑ گیا تھا اور گرنے

https://pklibrary.com/

کے باعث کچھ چوٹ بھی آئی تھی۔ شازیب ان کو پانی پلا رہا تھا۔

"دادی اماں آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" ردا نے انہیں پکڑ کر ایک طرف کیا۔ اس کی آواز پر شازیب اور وہ بابا بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے۔

کچھ چہرے دل و دماغ پر ایسے نقش ہو جاتے ہیں کہ حالات کی تلخی اور وقت کی دھول بھی انہیں محو نہیں کر سکتی۔ وہ چہرہ انہیں ازبر تھا تو پھر کیسے ممکن تھا کہ وہ پہچان نہ پاتیں؟

"شرجیل سکندر۔" دل بہار زیر لب بڑبڑائیں۔

شازیب کا ہاتھ جھٹک کر وہ بابا اٹھ کھڑے ہوئے اور دل بہار بانو کی طرف بڑھے۔ وہ یقیناً حواسوں میں نہیں تھے' ردا کچھ خوف زدہ ہو گئی' شازیب بھی یک دم آگے بڑھا' وہ دل بہار بانو کے پاس آ کھڑے ہوئے یک ٹک انہیں دیکھتے رہے اگلے پل انگلی سے ان کی طرف اشارہ کیا۔ کہا کچھ بھی نہیں اور ہجوم کی طرف بڑھ گئے۔ دل بہار بانو یک دم پلٹی۔

"تم شرجیل سکندر ہو؟" دل بہار بانو کی قدرے اونچی آواز پر کافی سارے لوگوں نے پلٹ کر دیکھا' ردا اور شازیب ہکا بکا وہاں کھڑے رہے۔ پکار پر وہ بابا رک گئے تو دل بہار بانو ان کی طرف بڑھیں۔

"تم شرجیل سکندر ہو ناں؟" انہوں نے اپنا سوال دہرایا تو انہوں نے دونوں ہاتھوں سے نامعلوم کا اشارہ کیا۔ دل بہار بانو نے سر تا پیر انہیں دیکھا' ان کے بے رنگ و بے رونق چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں کہا۔

"شرجیل سکندر کیا ہوا..... ایسی بھکاریوں جیسی حالت میں کیوں ہو؟"

"تم نے دیکھا اسے؟ وہ وہاں تھی۔ دوسرے راستے پر۔ پتا نہیں کہاں کھو گئی۔ واپس ہی نہیں آئی۔" وہ کہتے ہوئے ان تینوں کے درمیان سے نکل کر چل پڑے۔ ان کے بے ربط الفاظ اور خبطی انداز نے دل بہار بانو پر ایک سکتہ طاری کر دیا تھا۔

"انہیں گھر لے کر چلو۔" دل بہار بانو نے ان بابا کی طرف اشارہ کر کے شازیب سے کہا تو حیرت میں مبتلا شازیب ان کے پیچھے لپکا' دل بہار بانو بنا کوئی چیز خریدے ردا کے ساتھ سکندر ہاؤس لوٹ آئیں تو ان کے ہمراہ وہ بابا بھی تھے جو پچھلے بہت عرصے سے کبھی کہاں تو کبھی کہاں شازیب سے ٹکرا رہے تھے اور سکندر ہاؤس میں بھی آ جاتے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"ردا تم رضا کو بلاؤ۔" دل بہار بانو نے اپنی غیر ہوتی حالت پر قابو پاتے ہوئے ردا سے کہا۔ شازیب ان بابا کو کمرے میں لے آیا تھا' وہ اسی دیوانگی کی حالت میں ہر ایک چیز کو بغور دیکھ رہے تھے۔ کبھی جو نگاہیں دل بہار بانو پر جم جاتیں تو وہ کھو جاتے' کبھی در و دیوار کو دیکھنے لگتے۔

"اتنی جلدی واپس کیوں آ گئیں..... خیریت تو ہے اماں؟" ردا نے مارکیٹ میں ہونے والے معمولی سے حادثے کا ان سے ذکر کیا تھا۔ وہ ردا کے ساتھ اب دل بہار بانو کے سامنے بیٹھے تھے اور ان کے جلد واپس آ جانے پر فکر مند تھے کہ اچانک بابا پر نظر پڑتے ہی وہ چونکے۔

"ردا تم جاؤ چائے کے ساتھ کچھ کھانے کو لے آؤ۔" دل بہار بانو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اور تم بھی جاؤ۔" پھر انہوں نے شازیب کی طرف دیکھ کر کہا۔

"کیا بات ہے اماں آپ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہیں اور ان کو کیوں لے آئیں؟" رضا نے ان کے غیر معمولی رویے سے چونک کر پوچھا۔

"پریشان نہیں شدید حیران ہوں بیٹا' اپنے رب کے مکافات عمل پر شدید حیران۔" دل بہار بانو بہت دیر بعد بولنے کے قابل ہوئیں' ایسی کرخت اور مضبوط آواز میں بولیں کہ رضا حیران رہ گئے۔

"کیا مطلب اماں.....! کون سا مکافات عمل؟" رضا ان کی طرف دیکھتے الجھن کا شکار ہوئے۔

"جس سے تم بہت سے سوال کرنا چاہتے تھے وہ در در

https://pklibrary.com/

بھٹک رہا ہے سکون کی تلاش میں ٹھکروں کی زد میں ہے۔"
دل بہار بانو نے میلے کچیلے کپڑوں میں ملبوس اس شخص کی طرف اشارہ کیا تو رضا سکندر ایک لمحے کے لیے کانپ کر رہ گئے۔ دل بہار بانو کے لب و لہجے ان کے تاثرات اور کرختگی واضح کر گئی تھی کہ جس شخص کو ہمراہ لے کر آئی تھیں وہ کون ہے۔

"کہے بتاؤ رضا کہ جنہیں راستوں پر چھوڑ دیا جائے پھر انہیں راستوں پر تلاش نہیں کیا جاتا۔ جنہیں ایک بار اپنی زندگی سے کھرچ کر نکال دیا جائے پھر انہیں پانے کی جدوجہد لاحاصل رہتی ہے۔ جنہیں دل سے بے دخل کر دیا جائے پھر انہیں واپس بلانے کی جستجو بے معنی ہو جاتی ہے۔" دل بہار بانو ایک ایک لفظ پر زور دے کر بول رہی تھیں۔

"بتاؤ اسے رضا..... بتاؤ اسے کیسا دکھ دیا ہے اس نے مجھے۔ کیسے محرومیوں سے تمہارا دامن بھر دیا۔" دل بہار بانو بول رہی تھیں رضا سکتے کی کیفیت میں اس شخص کی طرف دیکھ رہے تھے جو بنا پلکیں جھپکائے دل بہار بانو کو دیکھ رہا تھا۔

"جھنجھوڑو اسے رضا۔ اسے احساس دلاؤ اسے بتاؤ۔ پوچھو اس سے....." دل بہار بانو کا دل جیسے پھٹ رہا تھا ان کا بس چلتا تو اسے گریبان سے پکڑ کر ساری زندگی کی ٹھوکروں کا حساب لیتیں، ہر ایک محرومی جو اس کی بدولت ان کی زندگی میں آئی تھی اس کا بدلہ لیتیں۔ ان کے نقصان پر اس کا منہ تھپڑوں سے لال کر دیتیں لیکن شرجیل سکندر کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اس پر کوئی زور زبردستی کی جا سکے، وہ یہ بھی جاننا چاہتی تھیں کہ وہ تو بہت اکڑ کر انہیں چھوڑ کر گیا تھا پھر اس کی یہ حالت کیوں ہے..... کہاں گئے اس کے وہ اپنے؟ کہاں گئی اس کی وہ شان و شوکت اور عزت دار خاندان کا وقار۔

دل بہار بانو کے لیے وہاں ٹھہرنا اب ناممکن ہونے لگا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں، شرجیل سکندر ابھی تک خاموش تھا، اس کی نظریں دل بہار بانو کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں، رضا سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ انہیں کیا کہنا چاہیے؟ بے شمار شکوے، بے تحاشا سوال، بدلہ، غصہ اور نہ جانے کیا کچھ..... لیکن ہر ایک جذبہ منجمد تھا۔

"تم..... تم دل بہار ہو؟" وہ یوں بولے جیسے اب پہچانا ہو۔ پچھلے ایک گھنٹے کی ان کی تکرار جیسے بے کار تھی رضا اور دل بہار نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔ اس کے چہرے پر کسی مکاری یا اداکاری کا نام و نشان تک نہ تھا۔

"تم یہاں کیسے آئی ہو؟ میں نے تمہیں ہر جگہ ڈھونڈا تھا۔" شرجیل سکندر نے اب نگاہیں جھکا لیں۔

"میں نے تمہیں بیچ چوراہے پر چھوڑا تھا اور پھر خود ساری عمر بھٹکتا رہا۔ تمہارا گڑگڑانا، تمہارے آنسو، وہ واسطے سوال سب جھٹک کر میں آگے بڑھ گیا تھا، میرے پتھر ہونے پر تمہاری آہ نے مجھے کوئی گھر بنانے نہ دیا۔ کہیں بسنے نہ دیا۔ کسی کا ہو سکا نہ کوئی میرا بن سکا۔" شرجیل سکندر کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں پر دل بہار بانو نے رخ موڑ لیا۔

"میں نے بہت غلط اور بہت برا کیا تھا۔ مجھے معاف کر دو۔" وہ دونوں ہاتھ جوڑے گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھ گیا اور زار و قطار رونے لگا۔ دل بہار بانو کا دل نہ پسیجا، رضا نے بے اختیار انہیں دیکھا لب بھینچے وہ اسی طرح ساکت کھڑی رہی تھیں۔

"میں جانتا ہوں۔ محبت کے وعدے کر کے رسوائیاں دینا، خوشیوں کی آس دلا کر ذلت سے دامن کو بھر دینا، تحفظ کا وعدہ کر کے سرِ راہ بے یار و مددگار چھوڑ دینا کبھی بھی قابلِ معافی نہیں ہو سکتا پھر بھی میں معافی مانگتا ہوں۔" شرجیل سکندر کی منت سماجت جاری تھیں کہ دل بہار بانو نے پلٹ کر دیکھا۔

"اونہہ..... معافی۔ کتنا آسان ہے کہہ دینا۔ تمہاری جھوٹی محبت کے جھوٹے وعدے نے صرف میری نہیں اس بچے کی زندگی بھی محرومیوں سے بھر دی جسے تم کسی کو سونپ کر چلے گئے تھے، آج برسوں بعد مانگ رہے ہو تو فقط معافی؟ کسی آنسو کا، رسوائی کا کوئی حساب کیوں نہیں

https://pklibrary.com/

مانگ رہے؟" دل بہار بانو سپاٹ لہجے میں بولیں۔

"میں اپنی نادانیوں کا ازالہ....."

"نادانیوں.....؟" دل بہار بانو استہزائیہ ہنسی۔ "وہ نادانیاں نہیں تھیں شرجیل سکندر۔ جذبات سے کھیلا' دل توڑا' گھر برباد کردیا اور کہہ رہے ہو نادانیاں تھیں؟" دل بہار بانو انتہائی افسوس ناک لہجے میں بولیں۔

"اماں چھوڑیں اب پرانی باتوں کا اب کیا فائدہ؟" رضا کے لیے یہ لمحے بہت اذیت ناک تھے۔

"مجھے معاف کردو۔" شرجیل نے رضا کے پاس جا کر نیچے بیٹھتے ہوئے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

"آپ اٹھ جائیں۔ اب معافی کا وقت گزر گیا ہے۔"

"لیکن میرے دل کو سکون نہیں مل رہا..... کوئی چیز جل رہی ہے میرے سینے میں۔ آگ سی محسوس ہوتی ہے۔ ان سب کو بھی چھوڑ دیا' وہ صرف میرے ساتھ پیسے کے لیے تھے جب کاروبار میں نقصان ہونے لگا تو میری بیوی نے بھی منہ پھیر لیا۔ ضرورتیں پوری نہ ہوتیں تو بچوں کو کہتی باپ کو گالیاں دو۔ وہاں سے نکل کر میں نے دل بہار کو بہت تلاش کیا پھر اپنا کوئی خیال نہیں کیا بس دل بہار کی تلاش میں بھٹکتا رہا۔ پھرتا رہا انجان راستوں پر' سڑکوں کے کنارے' سالوں اس راستے پر گزار دیے جہاں دل بہار کو چھوڑا تھا' بابر مجتبیٰ سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ وہ کسی دارلامان میں چھوڑ آیا تھا وہاں بھی جاتا رہا لیکن کچھ معلوم نہیں ہوسکا۔" ان کی سچائی لہجے سے عیاں تھی اور پھر کچھ عرصے سے ان کا حلیہ اور بھٹکتے پھرنا بھی تو ان کی آنکھوں کے سامنے تھا۔

"تمہیں چھوڑ کر میں نے کوئی سکون نہیں حاصل کیا دل بہار۔" وہ پھر دل بہار سے مخاطب ہوئے۔

"بعض اوقات کسی کا کچھ لمحوں کا ساتھ ہماری ساری زندگی کو بدل دیتا ہے۔ اگر وہ ساتھ خوشگوار ہے تو تبدیلی بھی مسحور کن ہوگی۔ اگر وہ ساتھ محض دھوکا ہے تو یوں ہی سینوں میں آگ بھڑکتی رہتی ہے۔ شاید ہمارا ساتھ ہماری زندگیوں کے لیے ایک سبق تھا۔ کسی کو بیچ رستے پر نہ چھوڑنا ورنہ پھر خود بھٹکتے رہو گے اور کبھی کسی پر اندھا اعتماد نہ کرنا اور نہ ہی کسی کو اتنا اختیار دینا کہ وہ تمہیں بیچ راستے میں چھوڑ دینے کی جرأت کرسکے۔" دل بہار بانو نے کہا اور ایک نظر شرجیل کو دیکھا۔

"میں تمہیں معاف کروں یا نہ کروں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن تمہارے سکون کے لیے شرجیل سکندر میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔" دل بہار بانو نے سر اٹھا کر مضبوط لہجے میں کہا اور باہر کی جانب قدم بڑھا دیے۔ شرجیل کے پاس اب کہنے کو کچھ نہیں تھا اس نے اپنی آستین سے اپنے آنسو پونچھے۔ رضا نے دیکھا کہ شرجیل سکندر سر جھکائے ایک ہارے ہوئے انسان کی مانند پیر گھسیٹتے باہر بڑھ رہے تھے۔

"رکیں بابا۔" رضا کی پکار بے ساختہ تھی' شرجیل کے قدم یک دم ٹھہرے اور پلٹ کر دیکھا۔

"میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں آپ کو اپنے ساتھ رکھ سکوں۔" رضا نے شرجیل کی طرف دیکھتے ہوئے بہت مدہم آواز میں کہا۔ شرجیل کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھری۔ درد و رنج سے بھری مسکراہٹ جس نے رضا کو دہلا دیا۔

"ہر طرح کے حالت کی تلخی میں ایک اٹل حقیقت یہ بھی ہے کہ میں آپ کا بیٹا ہوں۔ اس نسبت سے میں آپ کو اب بے یار و مددگار نہیں چھوڑ سکتا۔" رضا وہیل چیئر کو دھکیلتے شرجیل کے پاس آرکے تھے۔

"شازیب۔" رضا نے شازی کو آواز دی۔ اگلے چند لمحوں میں وہ وہاں آگیا۔

"انہیں لے کر جاؤ' پہلے ان کے گھر کا پتا کرو اگر کوئی موجود نہیں تو انہیں کسی محفوظ مقام پر چھوڑنا۔" رضا نے اپنے والٹ سے کچھ پیسے نکال کر شرجیل کو زبردستی تھمائے وہ کسی بھکاری کی طرح جھک کر لینے لگے۔ یقیناً انہیں ضرورت تھی ورنہ ایسے کوئی معافی کے علاوہ کسی اور چیز کا خواہش مند نہیں ہوتا۔ شرجیل سکندر اپنی آنکھوں کو پونچھتے

https://pklibrary.com/

ہوئے بے تحاشا شرمندگی لیے شانزیب کے ہمراہ سکندر ہاؤس سے نکل گئے تھے۔

رضا کتنی دیر وہیں بیٹھے رہے۔ نہ کچھ پوچھا نہ کوئی شکایت کی لیکن برسوں سے چھائے یاسیت کے بادل چھٹتے محسوس ہوئے۔ ایک بوجھ جیسے سرکتا ہوا سا محسوس ہوا' ایک اطمینان دل کے آنگن میں اتر آیا تھا۔ وہ دھیرے سے مسکرائے اور وہاں سے چل دیے۔

ایک اجنبی کا سکندر ہاؤس میں آنا' دل بہار بانو کا ان سے بات کرنا اور رضا کو بلا لینا' انتہائی خاموشی سے اس شخص کا چلے جانا' ردا کے لیے یہ سب باتیں بہت عجیب اور الجھا دینے والی تھیں' اس نے ہاجرہ سے ذکر کیا لیکن انہیں حقیقتاً کوئی دلچسپی نہیں تھی یا شاید وہ سمجھ گئی تھیں کہ آنے والا اگر فقط رضا اور دل بہار بانو کی باتیں سن کر چلا گیا ہے تو وہ کون ہوسکتا ہے۔ ردا نے وجاہت سے بھی ذکر کیا' رضا کی طرف سے ہر معاملے پر اسے آگاہ کرنے والے رضا نے وجاہت سے جب اس معاملے میں کوئی بات نہیں کی تو وجاہت کو حقیقتاً دکھ بھی ہوا اور ان کی ناراضی کی گمبھیرتا کو سمجھ گیا تھا۔

"تم فکر نہ کرو میں بابا سے بات کرتا ہوں۔" وجاہت نے ردا کو تسلی دی اور رضا سے اس شخص کے بارے میں پوچھنے کے ساتھ ساتھ ان کی ساری غلط فہمی کو دور کرنے کی ٹھان لی۔ یوں بھی اس کی واپسی میں اب محض دو تین دن باقی رہ گئے تھے اور وجاہت چاہتا تھا کہ رضا کی ناراضی دور کرکے جائے' عبدالمعید کے یو کے جانے کے بعد اس کی ان سے ایک دو بار ہی بات ہوئی تھی لیکن سکیزہ سے اس نے ایک دفعہ بھی بات کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ایک تو اس کے رویے کی وجہ سے دوسرا اس نے اپنے آپ سے عہد کیا تھا کہ جب تک وہ بابا کی غلط فہمی نہیں دور کرلیتا خود سکیزہ کی طرف کسی قسم کی کوئی پیش قدمی نہیں کرے گا۔

"بابا مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔" رضا دل بہار بانو کے ساتھ ہی تھے جب وجاہت ان کے پاس آیا۔

"ہاں بولو۔" رضا نے اس کی طرف دیکھے بغیر کہا' وجاہت نے ایک دم دل بہار بانو کی طرف دیکھا۔

"دادی اماں آپ تو اب واپس نہیں جائیں گیں ناں؟" وجاہت نے ان کے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"تم کیا کہتے ہو...... جاؤں کہ نہیں؟" دل بہار بانو نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا۔

"بالکل بھی نہیں۔ اب آپ کو ہم کہیں بھی جانے نہیں دیں گے۔ بہت رہ لیا' ہم سب نے ایک دوسرے کے بغیر اور بہت دکھا لی خود غرضی۔ اب ہم سب ساتھ رہیں گے۔" وجاہت نے کھلے دل سے انہیں اپنی زندگی میں خوش آمدید کہا۔

"جیتے رہو۔ تمہیں پتا ہے رضا' اسے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ بہت نیک بچہ ہے۔" دل بہار نے وجاہت کے بالوں کو سہلاتے ہوئے رضا کی طرف دیکھا تو وہ کچھ نہ بولے۔

"میں جانتی ہوں سکیزہ میرے واپس نہ جانے سے بہت ناراض ہوگی۔ اسے کہنا کہ اب اس نے یہاں آنا ہے...... اپنوں میں۔" دل بہار بانو نے بہت محبت سے سکیزہ کا ذکر کیا' وجاہت نے کنکھیوں سے رضا کو دیکھا جو لب بھینچے خاموشی سے بیٹھے تھے۔

"ان شاء اللہ دادی اماں۔" وجاہت نے بہت مضبوط انداز میں کہا تو رضا نے بے اختیار پہلو بدلا تھا۔

"اچھا تم دونوں باپ بیٹا باتیں کرو میں دیکھوں ردا اگر فارغ ہے تو ہم سکیزہ کے لیے کوئی گفٹ وغیرہ لے آئیں۔" دل بہار بانو اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولیں۔

"ہاں ٹھیک ہے دادی اماں۔" وجاہت نے کہا اور وہ کمرے سے باہر نکل گئیں' اب کمرے میں مکمل خاموشی تھی وجاہت اس انتظار میں تھا کہ رضا اس سے پوچھیں گے کہ اس نے کیا بات کرنی ہے اور رضا منتظر تھے کہ وجاہت نے جو کہنا ہے جلدی کہے۔

"بابا وہ کون تھے جن کو دادی اماں لے کر آئی تھیں اور وہ واپس کیوں چلے گئے؟" وجاہت کو حیرت اس بات کی تھی

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com

کہ رضا گھر کی ہر چھوٹی بڑی بات سے اسے ہمیشہ باخبر رکھتے تھے اور اب وہ اتنے ناراض ہیں کہ یہ بھی ضروری نہیں سمجھا کہ اس کو کچھ بتادیں۔

"وہ ماضی کا ایک ایسا ورق تھا جس پر لکھا ہر ایک لفظ مٹ گیا تھا اور ایسی حالت میں تھا کہ اس پر اب کوئی اور عبارت رقم نہیں ہوسکتی تھی۔ اس ورق کا ہماری زندگی سے نکل جانا ہی بہتر تھا۔" رضا نے کچھ اکتائے ہوئے انداز میں کہا اور گہری سانس خارج کی۔ وجاہت نے اس حوالے سے مزید کچھ بھی پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ اب وہ اس انتظار میں تھا کہ رضا اس سے اس کی یو کے واپسی کی تیاری کے بارے میں کچھ پوچھیں گے لیکن وہ مسلسل خاموش تھے۔

"بابا میرا یقین کریں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ پلیز بابا آپ ایک بار میری پوری بات تو سن لیں۔" وجاہت منت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوا۔

"میں..... میں پوری بات سن چکا ہوں۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولے۔

"نہیں بابا..... آپ نے بے شک پوری بات سنی ہوگی لیکن آپ جانتے نہیں ہیں کہ....."

"اور میں جاننا چاہتا بھی نہیں ہوں۔" رضا کی سنجیدگی' ان کی ناراضی وجاہت کو دہلا رہی تھی۔

"نہیں بابا..... آپ کو پوری بات سننی ہوگی۔ آپ مجھے جانتے ہیں بابا میں کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔"

"کچھ عرصہ پہلے تک میں یہی سمجھتا تھا۔" رضا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بابا..... میں اب بھی وہی ہوں میں تو....."

"مجھے اس معاملے کے متعلق تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" رضا نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا کہا۔

"تو آپ مجھ سے ناراض نہیں ہیں؟" وجاہت نے پُرامید نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ "بولیں بابا....." وہ ایک نظر اسے دیکھ کر رخ موڑے وہاں سے جانے لگے تو وجاہت تڑپ کر رہ گیا۔

"ثابت کرو کہ جو میں نے سنا وہ غلط تھا' ثبوت دو کہ اس لڑکی کی زندگی کو برباد نہیں کرو گے۔" رضا یک دم ٹھہرے اور وجاہت کے چہرے پر نگاہیں جماتے ہوئے پُرسوچ انداز میں گویا ہوئے۔

"آپ جو کہیں گے میں ویسا کرنے کو تیار ہوں بابا..... پلیز آپ مجھ سے ناراض نہ ہوں۔"

"میں کچھ نہیں کہوں گا۔ جو کرنا ہے تمہیں ہی کرنا ہے۔" رضا نے کہا اور وہاں سے چلے دیے۔

"میں سکینہ کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتا بابا اور یہ میں ثابت کر کہ دیکھاؤں گا۔" وجاہت کی بات پر وہیل چیئر کے ٹائروں پر لمحہ بھر کو ان کے ہاتھ رکے اور بنا کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گئے۔ وجاہت کتنی دیر وہاں کھڑا ان کے رویے کے بارے میں سوچتا رہ گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

وہ اس کے سارے حقوق اپنے نام لکھوا کر اس کے وجود سے لاپروا ہوگیا تھا۔ اس کی لاتعلقی اسے خوف میں مبتلا کررہی تھی وہ یہ بات اچھی طرح سمجھتی تھی کہ نکاح کے بندھن کی لڑی کے موتیوں میں اگر محبت کا موتی نہ پرویا جائے تو اس بندھن کے دھاگے کو "کچا دھاگا" بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ سکینہ کو اپنی بیزاری' غصہ اور جھنجلاہٹ پر قابو پانا مشکل ہوتا جارہا تھا' وہ خود وجاہت سے رابطہ کرنا نہیں چاہتی تھی اور اس کی طرف سے کوئی رابطہ ہو نہیں رہا تھا۔ چند ایک دن میں اس کی یونیورسٹی بھی شروع ہوجانی تھی لیکن اس کا ذہن اس قدر الجھا ہوا تھا کہ کسی طرف مائل ہی نہیں ہورہا تھا۔

شام کا وقت تھا' آج صبح سے ہی موسم ابر آلود تھا' عبدالمعید سے کمرے کی صفائی کا بہانہ کرکے وہ اپنے کمرے میں بند تھی' ردا سے میسج پر معمولی بات ہوئی تھی لیکن اس نے وجاہت کی واپسی کے حوالے سے کوئی ذکر کیا نہ سکینہ نے کچھ پوچھا۔ وجاہت نے خود بھی اپنی واپسی کے متعلق کوئی اطلاع نہیں دی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے وجاہت کی واپسی کا انتظار کیوں

https://pklibrary.com/

ہے..... کیوں وہ چاہ رہی ہے کہ وہ اس سے رابطہ کرے؟ ایک طرح سے وہ بھول گئی تھی کہ اس رشتے سے پہلے اس کی وجاہت سے کیا باتیں ہوئی تھیں۔ وہ سوچ رہی تھی تو فقط یہ کہ وجاہت کے ساتھ اس کا رشتہ بدل گیا ہے۔ اس رشتے کے حوالے سے وجاہت کی ذات پر سکیزہ نے بہت سے حق اپنے نام لکھوا لیے ہیں۔ یہ خیال آتے ہی اس نے وجاہت کے نام پر کلک کیا۔ اگلے ہی پل اس نے اپنا ارادہ بدلا اور ایک دم اس نے کینسل کا بٹن دبا دیا۔ یہ سوچے بغیر کے دوسری طرف اشارہ پہنچ گیا ہے کہ سکیزہ اسے یاد کر رہی ہے۔ کچھ ہی دیر بعد سکیزہ کے موبائل کی اسکرین پر وجاہت کا نام جگمگانے لگا۔ دھڑکتے دل کے ساتھ جھجکتے ہوئے اس نے کال ریسیو کی۔

"تم نے کال کی تھی؟" بنا کسی دعائیہ کلمات اور اس کی خیریت جانے وجاہت نے پوچھا۔ اسے محسوس تو ہوا لیکن وہ کوئی شکایت کرنے کی حالت میں نہیں تھی۔

"ہاں وہ....." سکیزہ نے تھوک نگلا۔ "آپ کی فلائیٹ کی ٹائمنگ کے بارے میں ڈیڈ پوچھ رہے تھے لیکن وہ..... کال تھرو نہیں ہوئی تھی۔" سکیزہ کے پاس کوئی بہانہ نہیں تھا۔ اسے جو سمجھ آیا بنا سوچے سمجھے بول دیا۔

"انکل کو میں نے فلائیٹ نمبر اور ٹائم میسج کر دیا تھا اور کال تھرو ہوئی تھی ایک بیل کے بعد بند ہو گئی تھی۔" وجاہت نے اس کے بہانے سے محفوظ ہوتے ہوئے اسے بتایا تو سکیزہ نے یک دم فون بند کر دیا۔ وجاہت دھیرے سے مسکرا دیا' اس کے بعد دو دفعہ اس کی طرف سے کال ہوئی لیکن سکیزہ نے پھر کال ریسیو نہ کی۔ اسے اپنے بہانے پر غصہ تو تھا ہی وجاہت کے احساس دلانے کا بھی غصہ شدت اختیار کر گیا تھا۔

"وجاہت یہ سوچ رہے ہوں گے کہ میں ان سے بات کرنا چاہتی ہوں اس لیے اب بہانے بنا رہی ہوں۔" سکیزہ نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھاما اور خود کلامی کی اور وہ جانتی نہیں تھی کہ وجاہت یہی سمجھ رہا تھا۔ تب ہی تو اس کی کال ریسیو نہ کرنے پر بھی مسرور تھا۔ ادھر سکیزہ شرمندگی کے احساس میں ڈوبی شدید جھنجلاہٹ کا شکار تھی۔

"یہ دل تمہارا گھر ہے مسز سکیزہ وجاہت سکندر لیکن تمہیں اب اپنی نفرت پر قائم رہنا۔ اس دل تک رسائی محض محبت کی شرط پر ہو گی' اب تمہیں ہی یہ شرطیں پوری کرنی ہیں۔" وجاہت کے چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ ابھری جیسے وہ سکیزہ کی جھنجلاہٹ کو بغور جانچ رہا تھا۔ جان گیا کہ اس کی لاتعلقی کے نقصانات شروع ہو گئے ہیں۔

"ابھی تو یہ کھیل شروع ہوا ہے مسز سکیزہ وجاہت ذرا ہم بھی آپ کی اپنے لیے تڑپ کا لطف تو لیں۔ ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ آپ کی نفرت کتنی پائیدار ہے۔" وجاہت مسکرایا۔ ایک لمحے کو جو خیال آیا کہ ایک بار پھر سکیزہ کو کال کرے اس خیال کو جھٹک کر واپسی کی تیاری کرنے لگا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

وجاہت یو کے واپس لوٹ گیا تھا کچھ دنوں کی رونق کے بعد سکندر ہاؤس میں ایک بار پھر خاموشیوں کا راج تھا۔ ردا دوبارہ اپنی پڑھائی میں مصروف ہو گئی تھی' ہاجرہ بھی اپنے خول میں بند تھیں' دل بہار بانو کبھی آغا حویلی اور کبھی سکندر ہاؤس میں آنے جانے میں اپنے دن گزارنے لگی تھیں اور کافی حد تک مطمئن بھی تھیں۔

رضا ایک اذیت میں دن رات جھلس رہے تھے' انہیں سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ معاملات سدھرتے سدھرتے پھر کیوں بگڑ رہے ہیں۔ وہ خوش ہوتے ہوتے پھر کیوں اذیت بھرشب و روز گزارنے لگے ہیں' وہ کیوں اتنے بے چین ہو گئے ہیں؟ ہاجرہ کی طرف پیش قدمی کرتے کرتے وہ کیوں رک گئے ہیں' کیوں ان کے قدم تھم گئے ہیں؟ وجاہت کو کوئی صفائی دینے سے انہوں نے روک دیا تھا کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ وجاہت جو کچھ کہے گا وہ ہاجرہ کے حوالے سے ہی ہو گا۔ اس قدر بے چینی' اذیت اور دھتکار کے باوجود' ہر ایک پہلو کو جانتے ہوئے بھی رضا

https://pklibrary.com/

ہاجرہ پر کوئی الزام نہیں آنے دینا چاہتے تھے وہ اسے شرمندہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ہاجرہ کا یہ گھناؤنا سچ ان کے سامنے آئے اور اس کا سارا غرور مٹی میں مل جائے۔ پتا نہیں وہ کیوں ایک دوراہے پر آ کھڑے ہوئے تھے۔ ہاجرہ سے شدید محبت تھی یا شدید نفرت وہ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے۔

ادھر ہاجرہ شمع کی کال کے بعد سے ایک گہری سوچ کے زیر اثر مسلسل ایک کشمکش میں مبتلا تھیں' کسی فیصلے پر پہنچنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ ہاجرہ کو اب لگنے لگا تھا کہ انہیں آغا حویلی جانا چاہیے۔ بہت پہلے اسے اپنی یہ ضد چھوڑ دینی چاہیے تھی لیکن اب قدم بڑھانے میں انہیں ایک جھجک کا سامنا بھی تھا اور ان کی انا کا پرچم تو ہمیشہ بلند رہا تھا۔ کچھ بھی تھا لیکن اب یہ قدم ہاجرہ نے خود ہی اٹھانا تھا۔ ایک بار پھر ہاجرہ نے اپنے اس فیصلے میں رضا کی مرضی معلوم کرنے کی کوشش کی نہ کوئی صلاح لینا ضروری سمجھا اور آغا حویلی جانے کی تیاری کرنے لگیں۔

"کہاں جا رہی ہو؟" کافی دنوں کی خاموشی کے بعد ہاجرہ چادر اڑھے گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھیں کہ رضا کی لرزتی آواز نے ان کے قدم جکڑ لیے۔ ہاجرہ نے پلٹ کر دیکھا ان کا لہجہ ایسا دلخراش تھا کہ ہاجرہ اس کا مفہوم سمجھتے ہی سکتے میں آ گئیں' رضا کے چہرے پر ایک خوف کی پرچھائی تھی ہاجرہ کی زبان جیسے تالو سے چپک گئی تھی۔

"کیا ہوا..... بتانا نہیں چاہتی کیا؟" رضا کی آواز پر ہاجرہ یک دم چونکی اور ناگوار نظروں سے انہیں دیکھا۔

"آغا حویلی جا رہی ہوں۔" ہاجرہ بولیں تو رضا نے حیرانی سے انہیں دیکھا۔

"کیوں؟" سوال پر ہاجرہ کی پیشانی پر ابھرتی لکیروں نے واضح کر دیا تھا کہ وہ کچھ بتانا نہیں چاہتیں' اپنی ضد کو چھوڑ دینے کا اقرار ہاجرہ کے لیے ناممکنات میں شامل تھا۔

"شمع باجی کی کال آئی تھی کہ ابا کی طبیعت خراب ہے۔"

"آغا صاحب کی طبیعت آج سے تو خراب نہیں لیکن..... بہرحال ٹھیک ہے جاؤ۔" رضا نے بغور ہاجرہ کو دیکھا وہ مزید انہیں کسی امتحان میں ڈالنا نہیں چاہتے تھے ورنہ کیا کچھ نہ تھا کہنے کو۔ رضا کی دھیمی مسکان کو نظر انداز کر کے ہاجرہ تیز قدم اٹھاتیں سکندر ہاؤس سے باہر نکل گئیں لیکن رضا کا کہا ایک جملہ انہیں کسی تیر کی طرح چبھتا محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا میں اتنی بے اعتبار ہوں کہ اس عمر میں بھی وہ یہ سوچے بیٹھا ہے کہ میں اسے چھوڑ کر کہیں چلی جاؤں گی؟" رضا کا یہ پوچھنا کہ 'کہاں جا رہی ہو' ہاجرہ کا دل چھلنی کر گیا تھا۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کیا کریں' ایسا کیا کریں کہ رضا کے اس جملے کا مفہوم بدل جائے۔ ہاجرہ کا دل کیا بجائے آغا حویلی جانے کے وہ کسی گاڑی کے نیچے آ کر جان دے دیں۔

"رضا سکندر مانا کہ میں بہت بری ہوں' تمہیں اپنا نہیں مانا' تمہیں اپنانے کے باوجود اس قابل نہیں سمجھا کہ اپنا بنا لوں لیکن اللہ کی قسم رضا میں بدکردار نہیں ہوں۔ میں ایسی نہیں ہوں کہ جوان بچوں کی موجودگی میں تمہارا گھر چھوڑ کر ایک پرچھائی کے پیچھے بھاگ نکلوں۔" ہاجرہ کا دل حقیقتاً دکھا تھا۔

آغا حویلی کی جانب بڑھتیں وہ مسلسل خود کلامی میں مشغول اپنے آپ کو رضا کی بے اعتباری سے بری الذمہ ثابت کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھیں۔ یہ سمجھ نہیں پا رہی تھیں کہ رضا کا لہجہ اگر شکوک و شبہات سے مزین ہے تو اس میں اصل قصور کس کا ہے۔ انہی سوچوں کی الجھن میں گرفتار ہاجرہ آغا حویلی کے گیٹ تک پہنچ کر رک گئی تھیں۔ لاکھ پتھر دل سہی لیکن یہ قدم اٹھانا اور اس چوکھٹ پر آ کر ٹھہر جانا ایک بہت کٹھن مرحلہ تھا۔ کون کون سی یادوں نے ذہن کی دہلیز پر آ کر اودھم نہ مچایا تھا۔ ان کا بچپن' لڑکپن' جوانی' ایک ادھوری بے نام سی محبت کی دھتکار اور پھر موت..... ہاں موت..... وہ ہاجرہ کی موت ہی تو تھی' کیسے انہیں رضا کے ہمراہ رخصت کیا گیا تھا' جیسے وہ

https://pklibrary.com/

کسی گناہ کا مرتکب بنی ہوں اور انہیں سزا دینا ضروری ہو' کیسے ان سے ہر ناطہ توڑ دینے کی قسم کھائی گئی تھی' نہ جانے کتنے برسوں بعد آج وہ اس دہلیز پر کھڑی تھیں اور آگے بڑھنے کی ہمت ناپید تھی۔

"ہاجرہ تم یہاں؟" وہ ابھی سوچ ہی رہی تھیں اور اپنے اندر ہمت پیدا کر رہی تھیں کہ جمشید کہیں باہر سے واپس آئے' ہاجرہ کو آغا حویلی کے گیٹ کے سامنے کھڑا دیکھا کر انہیں حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا۔

"ہا..... ہاں وہ میں شمع باجی سے ملنے آئی تھی۔" لمحہ بھر کو وہ بوکھلائیں اور پھر سر جھکا دیا۔

"ہاں تو آؤ..... اندر آؤ۔" جمشید مسکراتے ہوئے گیٹ کھولنے لگے تو ہاجرہ جھجکتے ہوئے ان کے پیچھے چل پڑیں۔

"شمع..... چچی جان دیکھیں کون آیا ہے۔" جمشید نے آگے بڑھتے ہوئے شمع اور رافیہ کو پکارا۔

"کون آیا ہے؟" شمع اور رافیہ کے وہم و گماں میں بھی نہ تھا کہ آنے والی ہاجرہ ہو سکتی ہیں۔

"ہاجرہ میری بچی تم واپس آ گئی..... تم لوٹ آئی۔" رافیہ آنسو بھاتیں ہوئی ان سے لپٹ گئیں' ہاجرہ کی آنکھیں بھی نم تھیں لیکن وہ اپنے آپ پر قابو پا چکی تھیں اور سوچ لیا تھا کہ کسی جذبات میں اتنی نہیں بہیں گئیں کہ سب پر واضح ہو جائے کہ ان کے بغیر وہ بھی تڑپتی رہی ہیں' شمع متعجب نظروں سے جھکے سر اور بار بار آنکھیں پونچھتیں ہاجرہ کو دیکھ رہی تھیں' ابھی تک آگے بڑھ کر ان سے ملیں نہیں تھیں۔

"یہ جو تم آج لوٹ کر آئی ہو ناں ہاجرہ یہ بہت پہلے آنے کا فیصلہ ہونا چاہیے تھا۔" شمع ان کے پاس آتے ہوئے مسکرا کر بولیں۔ ہاجرہ نے سر اٹھا کر شمع کو دیکھا اور ان سے لپٹ گئیں۔ ہاجرہ جو عہد کر کے آئی تھیں کہ وہ اپنے دکھ کو کسی پر عیاں نہیں کریں گی شمع سے گلے ملتے ہی اپنے ساتھ کیے سارے عہد توڑ بیٹھیں اور ایسے زار و قطار روئیں کہ انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

"پاگل ہو کیا ہاجرہ؟ بیٹیاں تو ماں سے مل کر بھی ایسے نہیں روتیں۔" شمع نے انہیں چپ کراتے ہوئے اور اپنے آنسو پونچھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"تم میرے لیے سب کچھ ہو باجی۔ تم ہی تو ہو جو میرے ہر غم اور ہر دکھ کو سمجھتی ہو۔" ہاجرہ نے اپنی پوروں میں شمع کے آنسوؤں کو جذب کرتے ہوئے کہا۔ شمع دھیرے سے ہنس دیں۔

"اب کیا صرف باتوں سے پیٹ بھرنا ہے؟" عام سے الفاظ پر لہجہ ایسا نہ تھا کہ محسوس نہ کیا جاتا۔ ہاجرہ نے بے انتہا حیرانی سے جمشید کو دیکھا اور پھر شمع کو۔

"مطلب واقعی.....؟ یہ انہونی بھی ہو گئی اور میں سمجھ رہی تھی کہ "شمع" ابھی تک پھڑ پھڑا ہی رہی ہے۔" ہاجرہ نے برسوں پرانے لہجے میں کہا۔

"تم سمجھی تو ٹھیک ہو لیکن اس پھڑ پھڑاہٹ کی نوعیت اب تھوڑی مختلف ہے۔" شمع کی ہنسی نے اس کے خوابوں کی تکمیل کا اشارہ دیا۔

"تھوڑی کہ بہت زیادہ....." ہاجرہ کے شریر لہجے نے شمع کو مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"شمع چچا کی دوائی کا وقت ہو رہا ہے پہلے انہیں کھانا کھلا دو۔" جمشید کی آواز پر ہاجرہ کا دل زور سے دھڑکا اور شمع ایک دم اٹھ گئیں۔

"باجی....." ہاجرہ نے انہیں روکا۔

"میں..... میں کھلاؤں؟" ہاجرہ نے جھجکتے ہوئے کہا تو شمع نے ایک نظر جمشید کو دیکھا اس نے اثبات میں سر ہلایا تو شمع نے کچن سے ٹرے اٹھا کر ہاجرہ کو تھمائی۔ کانپتے ہاتھوں سے ہاجرہ نے حکیم اللہ کے کھانے کی ٹرے پکڑی اور ان کے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیے۔

❁.....❁.....❁.....❁

ابھی تک وجاہت کی سکینہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی اور کوئی اتفاقاً ایسا نہیں ہوا تھا کہ وجاہت کی طرف سے سکینہ سے ملاقات نہ کرنا اس کا طے شدہ منصوبہ تھا۔ عبدالمعید حسن نے اسے ائیر پورٹ سے پک کیا اور چونکہ

دوسرے ہی دن اس نے جاب پر واپس جانا تھا تو وہ ان کے گھر جانے کی بجائے اپنے گھر ہی آ گیا تھا۔

لاکھ فاصلے سہی لیکن سکینہ کی رگوں میں بھی تو آغا خاندان کا ہی خون گردش کر رہا تھا تو اکڑ اور ضد کی اتنی مقدار نہ سہی لیکن کافی جراثیم موجود تو تھے اگر وجاہت نے اسے واپسی کی کوئی تاریخ یا وقت سے آگاہ نہیں کیا تھا تو وہ کیوں جاتی ریسیو کرنے؟ اور وہ نہیں گئی۔ وجاہت کو عبدالمعید کو اکیلے دیکھ کر مایوسی تو ہوئی' جسے اس نے ہنسی میں اڑا دیا تھا۔

سکینہ کے بارے میں پوچھنا اس نے ضروری نہیں سمجھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ وہ کسی غلط فہمی کی زد میں آئیں۔ وہ جانتا تھا کہ سکینہ کو کیسے ہینڈل کرنا ہے۔ اس لیے جان بوجھ کر وہ ابھی تک عبدالمعید کے گھر نہیں گیا تھا۔ اس کی لاتعلقی پر سکینہ مسلسل ایک انجانی الجھن کا شکار تھی۔ احمر ہمہ وقت معنی خیز نظروں سے اس کی خاموشی پر سوال اٹھا رہا تھا' جس کو وجاہت ہنس کر ٹال رہا تھا۔

"جب کوئی تعلق نہیں تھا تو وقت بے وقت رابطہ تھا اب جب ایک مضبوط تعلق ہے تو لاتعلقی بھی عروج پر ہے۔" وجاہت چیز آملیٹ بناتے ہوئے ہنس دیا۔

"اور اس کی وجہ کیا ہے؟" احمر نے قہر آلود نگاہیں اس پر جمائیں تو وجاہت نے کندھے اچکا کر لاعلمی کا اظہار کیا۔

"تم تو اس سے دوستی کرنا چاہتے تھے۔ اب جب درمیان میں ایک جائز رشتہ بھی ہے تو پھر کس بات کی تکرار ہے؟" احمر نے اس کے ارادے جاننے چاہے۔ وجاہت بظاہر بہت پُرسکون تھا لیکن احمر جانتا تھا کہ کوئی بات ایسی ضرور ہے جس کی وجہ سے وجاہت سکینہ سے نکاح ہونے کے باوجود بھی کوئی رابطہ نہیں کر رہا ہے' یہاں تک کہ اب وہ کوئی بہانا بنا کر بھی عبدالمعید حسن کے گھر نہیں جا رہا۔

"کوئی بات نہیں ہے۔" وجاہت سرسری نظروں سے اسے دیکھ کر نان کا پیکٹ کھول کر گرم کرتے ہوئے بولا۔

"تم بتانا نہیں چاہتے تو اور بات ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ کوئی بات ضرور ہے۔ ورنہ تم تو پہلے دن سے سکینہ سے بات کرنے کے بہانے ڈھونڈا کرتے تھے۔" احمر نے سنجیدگی سے کہا تو وجاہت نے گہری سانس خارج کی۔ طوعاً کرہاً اسے ہاجرہ کی شرط کے بارے میں بتانا پڑا' رضا کی ناراضی کی داستان بھی سنانی پڑی اور سکینہ کے انکار کا بھی ذکر کیا۔

"کیا.....؟" سب سنتے ہی احمر اپنی جگہ سے اچھل کر رہ گیا۔ وجاہت ہنس دیا۔

"تو اب.....؟" احمر نے بے حد فکر مندی سے پوچھا۔

"تو اب یہ کہ نان اور چیز آملیٹ کھانے کے بعد ایک اچھی اسٹرونگ سی چائے تم بناؤ گے۔" وجاہت نے پلیٹ میں چیز آملیٹ نکالا اور گرم گرم نان کو ٹرے میں رکھ کر میز پر سیٹ کرتے ہوئے بولا۔

"میں چائے کس خوشی میں؟"

"خوشی میں نہیں غمی میں۔" وجاہت نے اس کا منہ چڑایا۔

"تم اتنے ریلیکس کیسے ہو؟" احمر نے حیران نظروں سے اسے دیکھا۔ وجاہت محض مسکرا کر رہ گیا' اب اسے کیسے بتاتا کہ اس کا دل ڈوب کر ابھرتا ہے' سکینہ کو کھونے کے تصور نے اس کی راتوں کا سکون بے آرام کر دیا ہے۔ سکینہ سے لاتعلقی اسے خود کس اذیت سے دوچار کر رہی ہے یہ وہی جانتا تھا لیکن وہ چاہتا تھا کہ اس تک آنے کا فیصلہ سکینہ خود کرے۔ اسے خود احساس ہو کہ نکاح کے بندھن میں بندھ جانا کسی معاہدے کے تحت نہیں ہو سکتا' اسے معلوم ہونا چاہیے کہ محض ایک پیپر پر سائن کرنا نکاح نہیں کہلاتا' اللہ کا حکم ہوتا ہے پھر گواہ بھی ہوتے ہیں' وکیل بھی اور آپ کی رضامندی بھی۔ اس کے بعد وہ رشتہ کوئی کاغذی رشتہ نہیں ہوتا ہے ایک پائیدار اور جائز تعلق ہوتا ہے جس میں محبت اور احترام ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ وجاہت چاہتا تھا کہ سکینہ اس کی محبت کو پہچانتے ہوئے اس تعلق کو مانے' محبت اسے وجاہت کے قریب لے کر آئے کوئی مجبوری نہیں۔

https://pklibrary.com/

"میں ریلکس نہیں ہوں۔ بس معاملات کو فی الحال ان کے حال پر چھوڑ کر ساری توجہ اپنی پڑھائی اور جاب کو دے رہا ہوں۔" وجاہت نے اسے مطمئن کرنا چاہا۔

"لیکن یہ مت بھولنا کہ کچھ رشتے بھی توجہ کے طلب گار ہوتے ہیں اور رشتوں کو وقت کے دھارے پر نہیں چھوڑا جاتا' قیمتی وقت سے چند قیمتی پل اپنوں کے نام کرنے سے وہ رشتے مرجھاتے نہیں ہیں' یہ نہ ہو تم اپنی پڑھائی کی مصروفیت میں رشتوں میں مزید دوریاں پیدا کردو۔" احمر نے اسے مخلصانہ مشورے سے نوازا تو وجاہت ایک نظر اس کو دیکھ کر رہ گیا لیکن بولا کچھ نہیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

ہاجرہ شمع کے ہمراہ آغا حکیم اللہ کے کمرے کی جانب بڑھیں۔ جوں جوں قدم آگے بڑھا رہی تھیں آغا حکیم اللہ کے شور کی آوازیں اونچی ہوتی جا رہی تھیں۔ شاید وہ کسی کو پکار رہے تھے لیکن کس کو؟ یہ کوئی بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا۔ ہاجرہ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی مقدار بڑھنے لگی۔

"اپنے آپ کو سنبھالنا۔" شمع نے اس کے یاست آمیز پُرملال چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ابا....." جیسے ہی کمرے میں قدم رکھا شمع تقریباً بھاگ کر آگے بڑھی جبکہ ہاجرہ کو اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہوگیا۔ آغا حکیم اللہ کو شاید پانی پینا تھا گلاس اٹھانے کی کوشش میں وہ آگے لپکے تو بستر پر اوندھے ہوگئے تھے۔ اب اگر وہ ذرا سی بھی حرکت کرتے تو نیچے گر جاتے۔

"ہاجرہ جلدی آؤ مدد کرو۔" شمع نے آگے بڑھ کر انہیں تھام کر بیڈ پر لیٹانا چاہا لیکن ان کے بھاری بھرکم وجود کو اکیلی شمع سے ہلانا مشکل تھا ہاجرہ برق کی سی رفتار سے آگے بڑھیں اور بہت مشکل سے دونوں نے مل کر انہیں سیدھا کیا۔ حکیم اللہ تو نڈھال ہوئے ہی ہاجرہ اور شمع کی بھی سانسیں بحال ہونے میں کافی وقت لگ گیا تھا۔

"ابا دیکھیں کون آیا ہے۔" شمع نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے بھرائی آواز میں آنکھیں موندے حکیم اللہ کو آواز دی۔ ہاجرہ ان کے قریب آ کھڑی ہوئیں۔ بند آنکھوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تو ہاجرہ نے ان کے آنسوؤں کو اپنی پوروں سے صاف کیا۔

"ابا..... میں ہاجرہ ہوں۔" شمع کی آواز پر انہوں نے آنکھیں نہ کھولیں تو ہاجرہ ان کے پاس جھک کر بولیں تو انہوں نے یک دم آنکھیں کھول دیں۔ انہوں نے کچھ کہا لیکن وہ سمجھیں نہیں۔

"ابا یہ کیا ہوگیا آپ کو؟" ہاجرہ بہت ضبط کے باوجود بھی رونے لگیں۔ جو منظر انہوں نے دیکھا تھا اس نے ہاجرہ کا دل چیر کر رکھ دیا تھا۔

"کوئی انسان اتنا بے بس کیسے ہوسکتا ہے؟ یا اللہ رحم فرما۔" ہاجرہ کا جی چاہ رہا تھا چیخ چیخ کر روئیں اور برسوں سے اندر جمع ہوئے لاوے کو بہا دیں۔

"ابا آپ اٹھ جائیں میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ سکتی۔" ہاجرہ ان کے سینے پر سر رکھ کر اونچی آواز میں رونے لگیں۔ حکیم اللہ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دینی چاہی لیکن ناکام رہے۔ وہ کچھ بولے لیکن کیا ہاجرہ کی سمجھ میں نہیں آیا۔ ہاجرہ نے شمع کی طرف دیکھا۔

"ابا..... ہاجرہ آپ سے ملنے آئی ہے۔" شمع انہیں بتا رہی تھیں۔

"ابا مجھے معاف کردیں۔ میں جانتی تو تھی کہ آپ کی طبیعت خراب ہے لیکن آپ کی حالت سے بے خبر تھی۔" ہاجرہ ان سے کچھ فاصلے پر بیٹھتے ہوئے بولیں۔ حکیم اللہ نے شمع کو اشارہ سے پاس بلایا اور اس سے کچھ کہا جس پر شمع ایک لمحے کو کانپ کر رہ گئیں۔

"کیا کہہ رہے ہیں؟" ہاجرہ نے شمع کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"کہہ رہے ہیں میرے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر ہاجرہ کے سامنے کرو معافی مانگنی ہے۔"

"نہیں ابا..... معافی تو میں مانگنے آئی ہوں۔ اپنی ضد میں اپنے فرائض سے بھی غافل ہوگئی' کبھی پلٹ کر آپ کی بھی خبر نہیں لی۔" ہاجرہ نے حکیم اللہ کے ہاتھ تھام کر آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

"یہ دیکھیں ابا۔" ہاجرہ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ان کے سامنے کیا۔

"بالکل خالی۔ سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ بھی نہیں۔" ہاجرہ نے بہ مشکل خود کو سنبھالتے ہوئے بولنا شروع کیا کیونکہ وہ دیکھ رہی تھی کہ حکیم اللہ جسمانی لحاظ سے لاچار ہوئے ہیں لیکن ابھی بھی وہ سمجھ سکتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ کیا کچھ گزر گیا ہے اور اپنے ساتھ کیا کچھ لے گیا ہے۔

"یہ کیسی محبت آپ مجھ سے کروا بیٹھے ہیں ابا؟ ہاجرہ تو سب سے الگ تھی' یہ سمجھوتے' یہ ضدیں' یہ آنسو' بے بسی' یہ سفا کی اور بد دعا۔ ہاجرہ تو محبت میں مر مٹنے والی تھی' مار دینا تو ہاجرہ کی دنیا کا قانون نہیں تھا۔" ہاجرہ جانتی تھی کہ آغا حکیم اللہ اس کی ہر ایک بات کو سمجھ لیں گے۔ یک دم ہی ہاجرہ کے دل میں پچھتاوے ابھرنا شروع ہو گئے تھے۔

"ہمیں سمجھ لینا چاہیے ابا کہ ہماری قسمت زور زبردستی کے قاعدے قانون کو نہیں مانتی' ہمیں یہ مان لینا چاہیے کہ اکڑ' ضد اور غرور سوائے تباہی کے ہمیں کچھ نہیں دیتے۔"

ہاجرہ رو رہی تھی تو حکیم اللہ کی آنکھیں بھی پانیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ وہ بول نہیں سکتے تھے لیکن ان کا ہر ایک عضو چیخ چیخ کر اس بات کا اعتراف کر رہا تھا کہ اکڑ خاک میں ملا دیتی ہے۔

"ہاجرہ...... اب بس کرو۔" شمع نے مداخلت کی۔ "دل کو صاف کرو اور سچے دل سے ابا کو معاف کرو تاکہ وہ پُرسکون ہو سکیں۔"

"مجھے ابا سے کوئی گلہ' کوئی شکایت نہیں ہے۔ آج کے بعد میں ابا کے ساتھ ہوں۔" ہاجرہ نے ان کی آنکھوں کو اپنے دوپٹے سے صاف کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

کتنی دیر یوں ہی باتوں میں گزر گئی۔ حکیم اللہ بہت عرصے بعد قدرے مطمئن لگ رہے تھے ان کے چہرے پر ویسی اذیت نہیں دکھائی دے رہی تھی جیسی عام طور پر نظر آیا کرتی تھی۔ شمع' جمشید رافیہ سب جمع تھے اور بہت سالوں بعد آغا حویلی میں کسی تکلیف کا احساس نہ تھا۔ شمع گاہے بگاہے ہاجرہ کی طرف دیکھتی اور کچھ سوچتی رہیں۔ وہ موقع کی تلاش میں تھیں کہ ہاجرہ سے اس کی اپنی زندگی کے متعلق کوئی بات کر سکیں۔ کافی دیر یوں ہی گزر گئی ہاجرہ کمرے سے باہر نکلیں تو شمع بھی ان کے ہمراہ آ گئیں۔

"کیا بات ہے باجی؟" ہاجرہ کو محسوس ہوا کہ شمع ان سے کوئی بات کرنا چاہ رہی ہیں۔

Books.jaanshayari.com

سالگرہ کا دن

ہماری ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ آنچل کو آپ کے معیار کے ذوقِ مطالعہ کے مطابق شائع کریں۔ اس لیے اس بار بھی سروے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اپریل کا شمارہ سالگرہ نمبر ہے۔

☆ اگر آپ کسی ملک کی شہزادی ہوتیں تو اپنی سالگرہ پر اپنی رعایا کے ساتھ کیسے پیش آتیں؟

☆ اگر کوئی ایسی شخصیت جو آپ کو بے انتہا پسند ہو۔ (میڈیا یا سیاست سے) اچانک آپ کے گھر آ جائے تو آپ اس کی خاطر داری میں کیا کریں گی؟

☆ محبت کو دو لفظوں میں بیان کریں؟

☆ ویسے تو آنچل کے ہر سلسلے میں ہی سب لڑکیاں شامل ہونا چاہتی ہیں آپ کے نزدیک سب سے بہترین سلسلہ کون سا ہے' جس کے لیے آپ کہیں کہ اس کے بغیر آنچل کچھ ادھورا ہے؟

ان سوالات کے جوابات پانچ مارچ تک ذریعہ ڈاک یا ای میل ارسال کر دیں تاکہ آپ بہنوں کی شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔

info@naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

"کوئی بات نہیں۔ کافی دیر سے ریسٹ نہیں کیا تو کچھ دیر آرام سے بیٹھو۔" شمع اپنے کمرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولیں تو ہاجرہ جواب واقعی تھکاوٹ محسوس کررہی تھیں ان کے ہمراہ چل پڑیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

اتنے دن تک سکینہ سے لاتعلقی برتنا وجاہت کو اب مناسب نہیں لگ رہا تھا۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہوا یا شاید احمر کی نصیحت کا اثر تھا کہ وجاہت سکینہ سے رابطہ کرنے کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔

"مجھے ایک بار پھر سکینہ کو دوستی کی آفر کرنی چاہیے۔ پہلے تو حالات اور تھے وہ کسی سے دوستی نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اب ہمارے درمیان رشتہ ایسا ہے کہ سکینہ کو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔" وجاہت نے خود کلامی کی اور اپنی سوچ پر عمل کرنے کا بھی تو بہانہ چاہیے تھا۔

وجاہت نے سکینہ کا نمبر ڈائل کیا اور دوسری طرف مسلسل بیل جانے لگی تھی۔ ایک بار..... دو..... تین..... سکینہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ اسے کوئی فکر نہ ہوئی ہاں لیکن ایک منفی سوچ نے ضرور دستک دی۔

"ایک بار پھر کال کرتا ہوں۔" وجاہت نے پھر نمبر ڈائل کیا۔

"ہیلو۔" اب کی بار سکینہ کی مدہم آواز نے اس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دی۔

"ہیلو۔ السلام علیکم۔ انکل کو کال کررہا ہوں لیکن وہ ریسیو نہیں کررہے سب خیریت تو ہے؟" وجاہت کو بھی شرارت سوجھی۔

"ہاں..... یہ ڈیڈ سے بات کرلیں۔" ایک پل میں ہی اس کی شرارت اسی کے گلے پڑ گئی۔ سکینہ نے فون عبدالمعید کو تھما دیا تھا۔

"السلام علیکم۔" عبدالمعید یقیناً بوکھلا گئے تھے کہ کس کی کال ہے۔

"وعلیکم السلام۔ کیسے ہیں انکل۔" چاروناچار وجاہت کو اپنا لہجہ خوشگوار رکھنا پڑا۔

"اوہو.....! وجاہت بیٹا تم ہو۔ میں ٹھیک ہوں۔ تم کہاں غائب ہوگئے ہو؟"

"انکل کچھ مت پوچھیں۔" وجاہت نے جان بوجھ کر انداز کو مشکوک بنایا۔

"کچھ نہیں پوچھتا لیکن پھر بھی تھوڑا بہت تو بتاؤ۔ تم ٹھیک تو ہو؟" عبدالمعید نے سکینہ کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر خاصی الجھن اور سنجیدگی تھی۔

"ہاں انکل خیریت ہے بس جاب اور پھر یونیورسٹی کے کچھ کام کی وجہ سے وقت نہیں مل رہا۔" وجاہت کو اندازہ ہوگیا تھا کہ اس نے غلط وقت پر غلط شرارت کی ہے۔

"ہاں بیٹا وہ تو ٹھیک ہے لیکن کوشش کیا کرو کہ مصروف ترین چوبیس گھنٹوں میں سے کچھ پل اپنی ذمہ داریوں کو بھی دے سکو۔ بعض دفعہ کچھ دوریاں بلائے جان ہوتی ہیں وہ قربتوں کو نہیں صرف اور صرف دوریوں اور غلط فہمیوں کو جنم دیتی ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں برتنی چاہیے۔" سکینہ کے وہاں سے اٹھ جانے پر انہوں نے وجاہت کو اشاروں کنایوں میں کچھ احساس دلانا ضروری سمجھا۔ ویسے بھی وہ دیکھ رہے تھے کہ جب سے سکینہ پاکستان سے واپس آئی ہے وہ خوش نہیں ہے۔ وجاہت کی غیر حاضری اور سکینہ کی بیزاری اور دن بدن اکتاہٹ میں اضافہ انہیں بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"جی انکل۔ آپ فکر نہ کریں ان شاء اللہ سب ٹھیک ہوگا۔" وجاہت نے شرمندگی محسوس کی۔

"تم سے اچھائی کی ہی امید ہے بیٹا۔" عبدالمعید حسن ایک یقین کے ساتھ بولے تو وجاہت یک دم خاموش ہوگیا۔

"ان شاء اللہ۔" کچھ دیر بعد وجاہت نے کہا اور پھر دونوں میں باتیں ہونے لگیں۔ پاکستان کے حوالے سے اور دیگر معاملات بھی زیر بحث آئے۔ وجاہت نے جس مقصد کے لیے کال کی تھی وہ تو پورا نہیں ہوا ہاں لیکن

عبدالمعید سے باتیں کر کے اسے اطمینان ہو گیا کہ سکینہ خیریت سے ہے۔ چند ادھر ادھر کی باتوں کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔ اب وہ اس وقت کا انتظار کرنے لگا جب سکینہ آگے سے کوئی چالاکی نہ دیکھا سکے۔

"تو ہم دوست ہیں؟" رات سونے سے پہلے وجاہت نے ایک سوال پوچھنا ضروری سمجھا لیکن اسے کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ کچھ دیر انتظار کے بعد وہ سو گیا تھا۔

❁----❁----❁----❁

"ابا کو دیکھتے ہی میرا دل جیسے پھٹ رہا تھا۔" ہاجرہ کمرے میں آ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے بہت دکھ سے بولیں۔

"اب اندازہ لگا لو کہ ہم کیسے برداشت کرتے رہے ہیں۔" شمع کے چہرے پر دکھ بھری مسکراہٹ نے ہاجرہ کو ان کی تکلیف کا احساس دلایا۔

"اب میں ضرور آیا کروں گی۔ اب تم ریسٹ کرنا باجی میں ابا کو سنبھال لوں گی۔" ہاجرہ نے پُرعزم لہجے میں کہا۔ شمع نے چند لمحے ہاجرہ پر نگاہیں جمائے رکھیں۔

"رضا سے پوچھا ہے؟" شمع نے اس کی دکھتی رگ کو چھیڑا۔

"اس سے کیا پوچھنا؟" یک دم ہی ہاجرہ کا لہجہ بدلا۔

"تو تمہاری نظر میں رضا کی ابھی تک کوئی اہمیت نہیں ہے، تم کوئی فیصلہ کرو اور اس سے جھوٹے منہ ہی سہی کوئی صلاح مشورہ کر لیا کرو؟" شمع غصہ سے بولیں۔

"اگر اس سے کچھ پوچھوں گی بھی تو وہ یہی کہے گا۔ جو مرضی ہے کرو۔" ہاجرہ انتہائی بے دلی سے رضا کا ذکر کرنے لگیں۔

"اور تمہیں نہیں لگتا ہاجرہ کہ جب وہ کہتا ہے 'تمہاری مرضی' تو وہ ساری بات تم پر چھوڑ دیتا ہے؟ اور شاید کہیں یہ امید بھی لگا لیتا ہے کہ تم اس کی مرضی بھی جاننے کی کوشش کرو گی؟" شمع اور ہاجرہ ایک بار پھر بحث میں الجھ رہی تھیں۔

"میں دلوں کے حال نہیں جانتی باجی اگر اسے کوئی امید ہے تو اس کے پاس اختیار ہے کہ اپنی منوا لے یہی خاموشی ہی تو وہ دیوار ہے جو رضا نے میرے اور اپنے درمیان بہت مضبوطی سے تعمیر کر رکھی ہے۔" ہاجرہ کا لہجہ تلخ بھی اور یاسیت آمیز تھا۔

"ہر بات میں جو تمہیں ٹھیک لگتا ہے، ہر بات میں تمہاری مرضی، ہر کام میں جیسے تم چاہو۔ تم بتاؤ باجی کیا میرا دل نہیں چاہتا کہ کوئی مجھے مشورہ دے؟ کوئی بحث کرے تکرار کرے، محبت ہے تو حق جتائے۔" ہاجرہ کو ہمیشہ یہی شکایت رہی کہ رضا بزدل ہے، کم ہمت ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ اس نے ثابت بھی کر دیا تھا۔

"تو ہاجرہ تم بحث کرو گے حق دو۔ تمہارا ضد میں اس کو نظر انداز کر دینا اسے مزید بزدل بنا رہا ہے۔ میں رضا کی وکالت نہیں کر رہی ہوں ہاجرہ لیکن میں نہیں چاہتی کہ بے بنیاد ضد اور غصے کے باعث ہمارے خاندان میں کسی اور کا انجام آنا خیم اللہ جیسا ہو۔" شمع اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے پاس آ بیٹھیں۔ ہاجرہ کے تاثرات سپاٹ رہے۔

"کسے مجھ پر اعتبار ہی نہیں ہے آج بھی اسے یہی لگا کہ میں کہیں چلی جاؤں گی۔" ہاجرہ کے لہجے میں دکھ ہی دکھ تھا۔

"بے اعتباری سے بڑی کوئی سزا نہیں ہوتی باجی اور اس محبت نے مجھے سوائے بے اعتباری اور خاموشی کے اور کچھ نہ دیا۔" ہاجرہ بھرائی ہوئی آواز میں بولیں۔

"رضا بہت محبت کرتا ہے میں مان گئی لیکن باجی مجھے تو اس نے کوئی محبت نہیں دی، میرے سامنے تو ہمیشہ اس کے ڈر اور خوف ہی رہے، بے بسی ہی رہی میری ذات کی بے اعتباری ہی رہی۔ پھر بھی میں نے کبھی اپنی حدوں کو نہیں چھوا باجی۔ کبھی سکندر ہاؤس کی دہلیز کو پھلانگنے کا تصور بھی نہیں کیا۔"

"اور تمہیں نہیں لگتا ہاجرہ کہ یہ بھی تمہاری اپنی غلطی ہے؟ میں نے بارہا تمہیں منع کیا تھا کہ حسن کے نام کی تکرار مت کرو۔ تمہیں بار بار بتایا تھا کہ رضا تمہیں چاہتا

https://pklibrary.com/

ہے حسن کے نام کی بدنامی اپنے سر مت لو۔" شمع نے انتہائی بے بسی سے ہاجرہ کو پرانی باتوں کا حوالہ دیا۔ ہاجرہ خاموش رہیں۔

"شدید محبت سہی ہاجرہ لیکن وہ مرد ہے اور مرد کے دل میں ایک بار شک کا بال آجائے تو پھر عورت ساری زندگی اپنے کردار کی پاکیزگی کو ثابت نہیں کر سکتی۔" شمع ہاجرہ کا ہاتھ تھام کر بہت نرم لہجے میں انہیں اس عمر میں بھی سمجھا ہی رہی تھیں۔

"ابھی بھی وقت کی ڈور ہاتھ میں ہے ہاجرہ..... زندگی کا یہ دور سنوار لو۔ کچھ اپنی ضد کی قربانی دو اور کچھ رضا کی محبت کو سمجھو اور اپنے اس سفر کو سہل کر لو۔" شمع نے مزید کہا تو ہاجرہ نے سر جھکا دیا۔

"خیر..... یہ بتاؤ وجاہت کی شادی کی تیاریاں کب شروع کرنی ہیں؟" شمع نے موضوع بدلا۔

"کیا پتا وجاہت کی شادی بھی ہو گی یا....." ہاجرہ نے بات کو ادھورا چھوڑا تو شمع نے چونک کر انہیں دیکھا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب تو کچھ نہیں بس وجاہت ہی شاید خوش نہیں ہے۔" ہاجرہ اس بارے میں کوئی بات کرنے کو تیار نہیں تھیں اس لیے انتہائی بے دلی سے بولیں۔

"خوش نہیں ہے.....! کیوں کیا ہوا؟" شمع کے لیے یہ سب بے حد حیران کن تھا کیونکہ وجاہت کے چہرے سے ایسا کوئی تاثر نہیں ملا تھا۔

"مجھے نہیں پتا کیا ہوا ہے۔ وجاہت کوئی چھوٹا بچہ نہیں ہے اپنا اچھا برا سمجھ سکتا ہے آج کل کی اولاد اگر کسی بات پر بگڑ جائے تو ماں باپ کیا کر سکتے ہیں؟" ہاجرہ نے صاف دامن بچایا اور سارا الزام وجاہت پر ڈال دیا۔

"اولاد اگر کسی کی زندگی تباہ کرنے کی ٹھان لے تو ماں باپ کا کام ہے کہ اسے سمجھائے' تمہاری طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے نہ بیٹھی رہے۔" شمع تلخی سے بولیں۔

"مجھے تو لگتا ہے سکینہ بھی خوش نہیں ہے۔ اسی نے منع کیا ہوگا۔" ہاجرہ کی الزام تراشیاں ان کے لہجے کو مشکوک بنا رہی تھیں۔

"سکینہ.....! ہاجرہ اللہ کا خوف کرو وہ معصوم چھوئی موئی سی سکینہ کیا اعتراض کرے گی؟ کہیں تم..... ہاجرہ؟" شمع ان کی رگ رگ سے واقف تھیں۔ کبھی وجاہت کو مورد الزام ٹھہرانا تو کبھی سکینہ کا نام لینا شمع یک دم ہی ان کی نیت بھانپ گئیں۔

"میں نے کچھ نہیں کیا باجی۔"

"پھر وجاہت نے کیوں انکار کیا ہے وہ بھی اب جب نکاح بھی ہو گیا۔" شمع نے رعب دار لہجے میں پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔"

"مجھے سچ بتاؤ ہاجرہ ورنہ میں وجاہت سے پوچھ لوں گی اور تم جانتی ہو وجاہت مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔"

"میں نہیں چاہتی کہ حسن کی بیٹی میری بہو بنے۔" ہاجرہ نے بنا کسی حیل وحجت کے اصل بات بتائی تو شمع الجھ کر رہ گئی۔

"لیکن رشتے کی بات تو تمہاری طرف سے ہوئی تھی۔"

"اب میں ایسا نہیں چاہتی۔ حسن کو معلوم ہونا چاہیے کہ کسی کو دھتکارو تو اس کی تکلیف کیا ہوتی ہے۔" ہاجرہ کے لہجے میں ایسی تلخی تھی کہ شمع کا جی چاہا کوئی چیز اٹھا کر اس کے سر پہ دے ماریں۔

"تمہارے دماغ میں کیا فقط حماقتوں کا ہی ذخیرہ ہے کہ جو ختم ہونے پہ آ ہی نہیں رہی ہیں۔" شمع کے غصیلے انداز نے ہاجرہ کو حیران کیا۔

"کیا مطلب.....؟"

"مجھے تو یہ سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ تمہاری بے وقوفیاں کیوں نہیں ختم ہونے کو آ رہی ہیں؟"

"اب کون سی ایسی حماقت کر دی میں نے؟" ہاجرہ نے اپنے لہجے پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

"گویا تمہارے نزدیک یہ کوئی بڑی بات ہے ہی نہیں۔" شمع آگ بگولا ہوئیں۔

"اب مجھے پتا چل رہا ہے ہاجرہ کہ جو تمہارے ساتھ

https://pklibrary.com/

ہوا وہ بالکل ٹھیک تھا۔ تم تھی ہی بدنیت' نہ تم حسن کو یہ یقین دلا سکی کہ تم اس سے محبت کرتی ہو نہ رضا کی شدید محبت اپنا بنا سکی۔" شمع ان کے پاس سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ ان کے الفاظ نے ہاجرہ کو گنگ کر دیا تھا۔

"تم نے اپنی خود پرستی میں نہ صرف اپنی بلکہ رضا کی زندگی کو بھی جھلسا دیا' اپنی ضد سے اس کے خوابوں کا بھی گلا گھونٹ دیا' اپنی بے رخی سے اپنی ہی خوشیوں کو اجاڑ دیا' اپنی اچھائی اور تمہاری محبت میں وہ چپ چاپ ہر بات سہتا رہا تو تم نے اسے بزدل کہہ دیا' تم نے کبھی اس کی محبت کو نہیں جانا لیکن وہ پاگل پھر بھی تمہاری محبت کا دم بھرتا رہا لیکن یاد رکھنا ہاجرہ جب تک تمہاری ستم ظریفاں بڑھتی رہیں گی۔ تب تک وہ ہر ممکن طریقے سے برداشت بھی کرے گا' سہتا بھی رہے گا اور محبت کو قائم بھی رکھے گا لیکن جب بات اولاد تک آ جاتی ہے تو رضا جیسے مرد کبھی برداشت نہیں کرتے اور ایک رضا جیسے کیا کوئی بھی مرد پھر عورت کی کوئی کوتاہی برداشت نہیں کرتا۔ تم اگر سمجھ رہی ہو کہ تم خاموشی سے اس کی اولاد کی خوشیوں کو روند کر کسی قسم کا کوئی سکون حاصل کر لو گی تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے' مرد اگر شدید محبت میں ہر غلطی نظر انداز کر سکتا ہے تو شدید نفرت میں پھر وہ ان غلطیوں کا حساب بھی لے سکتا ہے' جو درگزر کرتا رہا ہے۔ تم نے ہر طرح کے حالات میں آج تک صرف اس کی محبت' نرمی اور بزدلی ہی دیکھی ہے' ایسے حالات مت پیدا کرو ہاجرہ کہ اس کی شدید محبت شدید نفرت میں بدل جائے۔ وہ خاموش ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بولنا نہیں جانتا۔ اس کی برداشت کا پیمانہ مت بھرو ہاجرہ کہ جب وہ چھلکے تو تم کہیں کی نہ رہو۔" شمع نے ہاجرہ کو آئینہ دکھایا' جس کا وہ کبھی تصور بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ ہاجرہ سکتے کی سی کیفیت میں وہاں سے ہل بھی نہ سکیں۔ ہاجرہ کو آج بھی یہی شکایت تھی کہ کوئی انہیں سمجھ نہ سکا۔

وہ تو محبت کی تمنائی تھیں یہ خالی پن' تنہائی اور رسوائی تو ہاجرہ نے کبھی نہ چاہی تھی۔ شمع ہاجرہ کی بات سن کر اپنے دل کی بھڑاس نکال کر وہاں سے چلی گئیں اور وہ جامد و ساکت بیٹھی بے آواز آنسو بہاتی رہ گئی تھیں۔

❁ ..... ❁ ..... ❁ ..... ❁

اس نے وجاہت کا میسج دیکھ لیا تھا لیکن کوئی جواب دینا ضروری نہ سمجھا۔ دوسرا دن گزر گیا شام بھی ہونے لگی لیکن وجاہت کی طرف سے پھر کوئی میسج یا کال موصول ہوئی نہ سکیزہ نے کوئی رابطہ کیا۔ عبدالمعید حسن کہیں باہر گئے تھے' سکیزہ کچھ دیر پہلے یونیورسٹی سے لوٹی تھی۔ وجاہت کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی اور بیٹھے بیٹھے ہی وہ سو گئی تھی۔ کچھ دیر بعد زوردار کھٹکے کی آواز پر وہ چونکی۔ پل بھر میں سمجھ نہ سکی کہ یہ سب کیا ہے۔ کمرے میں اندھیرے کے باعث وہ بوکھلا گئی۔ اگلے لمحے اٹھ کر لائٹ آن کی۔

"و..... وج..... وجاہت..... کیا ہوا.....! یہ سب کیا ہے؟" اسے دیکھتے ہی سکیزہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا' پیشانی پر گہرا زخم جس سے رستا بے تحاشا خون اس کی قمیص کو بھی سرخ کر گیا تھا۔ جس ہاتھ سے اس نے دروازے کو کھولا تھا وہاں سے خون کی دھاریں بہہ رہی تھیں۔

"ڈیڈ....." سکیزہ نے دیکھا عبدالمعید حسن اس کے پیچھے ہی تھے اس نے انہیں پکارا۔

"وجاہت....." وہ لڑکھڑایا تو فلک شگاف چیخ کے ساتھ سکیزہ اس کی طرف بڑھی اور اس سے پہلے کے وہ اس کو تھام لیتی وہ زمین پر گرتا چلا گیا تھا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

www.naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

مگر ایک رویا ہے

صباء ایشل

درد حد سے بڑھتا ہے تو احساس ہوا ہے
دل بجھ کے بھی دل رہتا ہے، پتھر نہیں ہوتا
نہیں ملتیں ہر شخص کو منہ مانگی مرادیں
ہر شخص مقدر کا سکندر نہیں ہوتا

انسان کی زندگی میں خواہشات نہ ہوں یہ تو ممکن ہی نہیں، چھوٹی بڑی ان گنت خواہشیں ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ جتنا بھی مل جائے کم ہی لگتا ہے آرزوؤں کا ڈھیر، تمناؤں کے خواب، ایک کے بعد ایک حاصل کرنے کی خواہش ہمیں آسودہ نہیں ہونے دیتیں۔ آنکھیں کھولیں تو حسرتیں اور جو بند کرلیں تو خواب سونے نہیں دیتے پر کچھ لوگ قسمت کے دھنی ہوتے ہیں جو چاہتے ہیں انہیں مل جاتا ہے اور کچھ ایک ہی خواب کی تکمیل میں سالوں میں صدیوں کی مسافت طے کرتے ہی رہ جاتے ہیں۔ ایک خواب کی تعبیر، ایک خواہش کی تکمیل اور ایک آرزو کی جستجو ان کی زندگی بن جاتی ہے۔ آنکھیں انتظار میں کمزور ہونے لگتی ہیں اور پھر ایک دن اچانک زندگی مٹھی میں آجاتی ہے۔ بے یقینی میں بدل کر ریت کی مانند سرکنے لگتی ہے۔

❀……❀……❀……❀

"نصیباں……اری نصیباں۔" مجید بیوی کو آواز دیتے ہوئے گھر میں داخل ہوا۔ بے تابی اس کے ردم ردم سے عیاں تھی۔

"ارے کیا ہوگیا ہے، کیوں آوازیں دے رہا ہے؟" چھوٹے سے گھر کے ایک کونے میں بنے باورچی خانے سے نصیباں اپنے گیلے ہاتھ دوپٹے کے پلو سے صاف کرتی نمودار ہوئی۔

"بات ہی ایسی ہے، تو دیکھے گی تو خوشی سے پاگل ہوجائے گی۔" اس کے چہرے سے مسرت چھپائے نہ چھپ رہی تھی۔

"اب اس عمر میں ایسا کیا ہوسکتا ہے، جو مجھے خوشی سے پاگل کردے۔" وہ سامنے رکھے گھڑے سے پانی کا گلاس بھر کر اس کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گئی۔

"یہ دیکھ نوری کے جھمکے۔" اس نے ایک سرخ ڈبا کھول کر اس کے ہاتھ میں رکھا۔

"واہ……! یہ تو بہت خوب صورت ہیں۔ نوری کو بھی پسند آئیں گے۔" نصیباں کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"اور یہ دیکھ…… یہ تیرے لیے۔" مجید نے دوسرا سرخ ڈبا بھی اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے استفسار کیا۔

"خود ہی دیکھ لے۔" مجید کے سانولے چہرے پر سمجھ میں نہ آنے والے تاثرات دیکھ کر جمیلہ نے ہتھیلی پر دھرا ڈبا

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

کھولا اور چونک گئی۔

"ہوئی ناں حیران۔" مجید نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہائے او ربا کتنی پیاری ہے......! کتنی نازک سی' تو جانتا ہے مجھے یہ پہننے کا کتنا شوق رہا ہے۔ حالات نے کبھی اجازت ہی نہ دی کہ یہ شوق پورا کرلوں اور کبھی چار پیسے ہاتھ آئے بھی تو نوری کے جہیز جمع کرنے کی مجبوری میں ہاتھ بند ہی رکھا۔" نصیباں نے اداسی سے کہا۔

"چل چھوڑ اب اسے جلدی سے پہن لے۔" مجید نے اسے خیالوں سے باہر نکالا۔

"ابھی نہیں...... نوری کی شادی میں چند دن ہی تو رہ گئے ہیں نئے سوٹ کے ساتھ پہنوں گی۔" نصیباں چمکتی آنکھوں کے ساتھ گردن ہلاتے ہوئے بولی۔ اس کے چہرے پر بچوں کی سی چمک تھی۔

"چل جیسے تیری مرضی' میں اب ذرا آرام کرلوں' شام کو عابد سیٹھ کے ہاں جانا ہے۔ ان کی پانی کی لائن میں کوئی مسئلہ ہے۔" وہ اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"اچھا سن۔" نصیباں کی آواز پر وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"اس کے لیے تیرا بہت شکریہ۔" وہ شرماتے ہوئے بولی۔

"چل جھلی نہ ہوتو۔" مجید مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

مجید اور نصیباں کی شادی کو چوبیس برس گزر گئے تھے۔ دونوں کا تعلق ایسے گھرانے سے تھا جہاں پیٹ بھر کر دو وقت کی روٹی ہی زندگی کی آسائش تھی۔ دو معمولی جوڑے کپڑوں کے' ایک چارپائی' بستر اور برتنوں کا ایک چھوٹا ٹرنک...... یہ نصیباں کا کل جہیز تھا۔

بیاہ کر مجید کے گھر آئی تو ان کے گھر کے حالات بھی کچھ کم خراب نہ تھے۔ بوڑھے اور بیمار ساس سسر' گھر کی دال روٹی ہی بہ مشکل پوری ہوتی تھی ایسے میں دونوں کی دواؤں کا الگ خرچا' دو بھائی تھے بڑا نوید اور چھوٹا مجید۔ نوید کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا اور خیر سے جیٹھانی صاحبہ بیٹے کی جوڑی پوری کرنے کے چکر میں ساتویں بار امید سے تھیں۔ نوید کا اپنا دال دلیہ مشکل سے پورا ہوتا تھا تو وہ

BooksJaanshayari.com

ماں باپ کو کیسے سنبھالتا اس لیے ہمیشہ کی طرح چھوٹے کے حصے میں ماں باپ بھی آئے۔ نصیباں نے ساس سسر کو ماں باپ ہی نہیں سمجھا بلکہ ان کا بیٹی بن کر خیال رکھا۔ دونوں جب تک حیات رہے جھولیاں بھر بھر کر دعائیں نصیباں کو دیتے رہے۔ نصیباں ایسی عورت تھی کہ نہ جمع کی حرص نہ زیادہ کا لالچ جو آیا کھالیا اور شکر ادا کیا۔ مجید کئی بار حیران ہوتا کہ یہ کیسی فرشتہ صفت عورت ہے جو اتنی مشکلات کے باوجود کبھی کوئی گلہ کوئی شکایت ہی نہیں کرتی۔

وقت گزرنے کے ساتھ نوری کی صورت اللہ تعالیٰ نے انہیں خوب صورت تحفہ دے دیا جس میں دونوں کی جان تھی۔ اسے دیکھتے ہی دونوں کی تھکن اتر جاتی۔ زندگی میں نیا باب شروع ہوا تو زندگی نوری کے اردگرد ہی گھومنا شروع ہوگئی تھی۔ نوری نصیباں کی شہزادی تھی۔ جس کے لیے نصیباں اپنا کھانا پینا تک بھول جاتی تھی۔ مجید جو کما کر لاتا اس کے ہاتھ پر دھر دیتا اور وہ ان پیسوں میں سے چند روپے ہر ماہ بچا لیا کرتی تھی۔ نوری اب بڑی ہو رہی تھی اور اسے بھی اپنی بیٹی کی شادی کی فکر ستانے لگی تھی۔ کئی برسوں سے ایک ایک پیسہ جوڑ کر وہ بیٹی کے لیے جہیز تیار کر رہی تھی۔

نصیباں اس سب میں اپنی بے خواب آنکھوں اور دل میں ہمکتی واحد خواہش کو دبائے رہی ایک بار مجید کے سامنے غلطی سے کہہ گئی تھی لیکن اس کے بعد خود پچھتاتی رہی کہ مجید کے سامنے اسے اپنی خواہش نہیں بتانی چاہیے تھی۔ اس کی چھوٹی سی خواہش اتنی بھی بڑی نہ تھی کہ پوری نہ ہو سکتی ہوں۔ بس آرزو کے درمیان چھوٹے چھوٹے ہزاروں مسائل تھے جن سے نظریں چرا کر وہ چند سو روپے بھی اپنی خواہش کے لیے خرچ کرنے کے متحمل نہیں تھے۔

دسویں پاس کرنے کے بعد دو سال ہی گزرے تھے کہ رانی کے رشتے آنے لگے۔ دیکھنے پرکھنے کے بعد دونوں نے ایک بہترین رشتے کا انتخاب کر لیا تھا۔ پچھلے برس سے مجید دن رات کولہو کے بیل کی طرح کام میں جتا رہا تھا اور نصیباں سوئی دھاگہ سنبھال کر بیٹی کے جہیز کے لیے مختلف چیزیں بناتی رہتی تھی۔ دن رات ایک کر کے دونوں نے اپنی طرف سے بیٹی کے جہیز کے لیے کوئی کمی نہ چھوڑی تھی۔ بیڈ صوفہ الماری واشنگ مشین ٹی وی جوسر برتن اور کئی اور چیزیں جو زندگی بھر ان دونوں کو حاصل نہیں ہوئی تھیں۔ سب دے کر بیٹی کو آسودہ کر کے بھیج رہے تھے اور تو اور مجید نے کمیٹی سے اور کچھ دوستوں سے ادھار لے کر رانی کے لیے سونے کے جھمکے بھی بنوائے تھے اور ساتھ میں نصیباں کی شادی سے لے کر اب تک ہمکنے والی ننھی سی خواہش بھی پوری کر دی تھی۔ جسے پا کر نصیباں کے سانولے چہرے پر حسین لالی اور مسکان آ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

بالآخر وہ دن بھی آ گیا جس کے لیے مجید اور نصیباں نے ڈھیروں خواب دیکھے تھے۔ رانی کو دلہن بنا کر دلہے کے پہلو میں بٹھا دیا گیا۔ گھونگھٹ نکالے وہ سرخ گٹھڑی کسی رازکی صورت چہرہ چھپائے بیٹھی تھی۔

"ارے گھونگھٹ تو ذرا اٹھاؤ ہم بھی تو دیکھیں دلہن کیسی ہے۔" ایک آواز آئی اور اس کے بعد ایسی اور ملی جلی آوازیں آنا شروع ہو گئیں پھر ایک رشتے دار خاتون نے گھونگھٹ اوپر اٹھا دیا۔ سونے کے جھمکے اور سنہری ٹیکے اور گلوبند کے ساتھ رانی بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔

"ارے چہرہ اوپر تو کرو۔" کسی نے تھوڑی سے پکڑ کر چہرہ اوپر کیا۔ کاجل سے لبریز جھکی نم آنکھیں ذرا سا کھلی تھیں۔

"ہائے.....! یہ کیا؟" کسی خاتون کی آواز پر دلہا سمیت سب ہی لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ نصیباں پریشان ہو کر آگے بڑھی۔

"کیا ہوا خالہ؟" ایک نظر رانی کے سہمے ہوئے چہرے پر ڈال کر دوسری نظر خالہ کی طرف نا سمجھنے والے انداز میں دیکھا۔

"لڑکی کی ناک خالی ہے۔" سینے پر ہاتھ مارتے

https://pklibrary.com/

ہوئے خالہ نے رانی کی طرف اشارہ کیا۔ نصیباں دنگ رہ گئی۔

"ہائے ذرا پیچھے ہٹنا کیا واقعی ایسا ہے؟" ایک اور آواز آئی' لوگوں کے مختلف جملے اور چہ میگوئیاں نصیباں کے اوسان خطا کررہے تھے۔

"اس کی ماں بھی جب بیاہ کر آئی تھی تب اس کی ناک بھی خالی تھی۔ اللہ جھوٹ نہ بلوائے' نام تو نصیباں ہے لیکن عمر بھر نصیب کا سکھ نصیب نہ ہوا۔ بیٹی کے ناک میں نتھ تو ماں باپ کی طرف سے نیک شگون ہوتا ہے لیکن لگتا ہے نصیباں اپنے نصیبوں سے تھکی نہیں ہے جو اپنی بیٹی بھی خالی ناک بیاہ دی۔" نصیباں کے اردگرد جملے برس رہے تھے۔ اس کے اعصاب منجمد ہورہے تھے۔ آنکھوں میں وحشت ناچنے لگی پھر اچانک اس نے ایک گہری سانس لی اور سکون سے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ سب ایک دم ہی خاموشی اور حیرانی سے اس کی طرف دیکھتے رہ گئے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ واپس آئی اور بیٹی کے قریب آکر ہتھیلی کھولی۔

"نتھنی بنوائی تھی پہنانا بھول گئی تھی۔" اس کی ہلکی سی مسکراہٹ نے سب کے چہروں پر شرمندگی کی صف بچھا دی تھی۔

وہ اب اس لال ڈبیا کو کھول کر نتھنی رانی کے ناک میں پہنا رہی تھی جس کے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"چپ ہوجا میری دھی رانی۔" اس نے بیٹی کا ماتھا چوما۔

"اگر نتھنی پہنا کر بھیجنا اچھے نصیب کا شگن ہے تو میں نے یہ شگن پورا کردیا ہے۔" اس نے بیٹی کے کان میں سرگوشی کی۔

ہجوم کے درمیان بے بس مجید بیوی کی اکلوتی خواہش کی تعبیر کو مرتے دیکھ کر خود کو مرتا ہوا محسوس کررہا تھا۔

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں

ماہنامہ آنچل کراچی حجاب

ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرسالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے ہر کونے میں 850 روپے

امریکا' کینیڈا' آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے

8000 روپے

مڈل ایسٹ' ایشیائی' افریقہ' یورپ کے لیے

6000 روپے

رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ' منی آرڈر' منی گرام اور ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔ مقامی افراد

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر
0316-0128216

موبی کیش اکاؤنٹ نمبر
0300-8264242

رابطہ: طاہر احمد قریشی..... 0300-8264242

نئے اُفق گروپ آف پبلی کیشنز

81 نیشنل بینکرس، ہاکی کلب آف پاکستان
اسٹیڈیم نزد آنچل پریس کراچی 75510

فون نمبرز: +922-35620771/2

naeyufaq.com

www.paksociety.com

https://booksjaanshayari.com/

آگہی

عشنا کوثر سردار

چپ ہوں اب اپنے باب میں جیسے
خواب دیکھا ہے خواب میں جیسے
زندگی کا سفر عجیب سفر ہے
کوئی چلتا ہو خواب میں جیسے

(گزشتہ قسط کا خلاصہ)

پنکج جنت بی بی کو وقار الحق کے پاس لوٹ جانے کا مشورہ دیتا ہے۔ پر جنت بی بی اس کا مشورہ رد کر دیتی ہے۔ نواب صاحب بھی وقار الحق کو جلد فیصلہ کرنے کا کہتے ہیں۔ وقار الحق الجھ کر رہ جاتے ہیں۔ رجت سنگھ کا دل فاطمہ بی بی کی ہمراہی چاہتا ہے۔ پر رجت سنگھ خود ایسا نہیں چاہتا جب ہی فاطمہ بی بی کے پوچھنے پر محبت کا ذکر کر دیتا ہے۔ فاطمہ بی بی رجت سنگھ کے احساسات سمجھنے سے قاصر ہوتی ہیں۔ فاطمہ بی بی دادی جان سے اپنے گھر لوٹ جانے کی بات کرتی ہیں۔ دادی جان چاہتی ہیں کہ وقار الحق آ کر خود ان کو لے جائیں تب ان کا جانا ضروری بھی ہوتا اور انہیں مان بھی ملتا یہ بات دادی جان فاطمہ کو سمجھا دیتی ہیں۔ وقار الحق فاطمہ بی بی کو طلاق دینے کا ارادہ بدل دیتے ہیں۔ وہ فاطمہ بی بی کا ساتھ چاہتے ہیں ایک بار پھر وقار الحق فاطمہ بی بی کے عشق میں مبتلا ہو جاتے ہیں جنت بی بی وقار الحق سے ملنے کی ٹھانتی ہے وہ اب کسی فیصلے پر پہنچنا چاہتی ہیں۔ دوسری طرف گرم چائے فاطمہ بی بی کے ہاتھ پر گر کر ان کا ہاتھ جلا جاتی ہے۔ رجت سنگھ ان کا ہاتھ تھام لیتا ہے۔ یہ منظر وقار الحق کو گراں گزرتا ہے۔ رجت سنگھ فاطمہ بی بی سے معذرت کرتا چلا جاتا ہے۔ جنت بی بی وقار الحق سے اپنے رویہ کی معافی مانگتی ہیں۔ ان کی نظر میں انہوں نے انجانے میں غلطی کی ہوتی ہے۔ پر وقار الحق انہیں معاف نہیں کرتے۔ نواب صاحب کو پاکستان بننے کی اطلاع ملتی ہے تو وہ سفر کا آغاز کر دیتے ہیں۔ کرم دین چاچا اپنی بیٹی کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ آئیں تو وہ پاکستان جائیں آیت اپنی پھوپی کے ساتھ دلی آ رہی ہوتی ہیں۔ تاج بیگم بھی حویلی کے ملازموں کو ساتھ لے کر پاکستان جانے کے لیے نکل جاتی ہیں۔ وقار الحق کام کے سلسلے میں شہر سے باہر ہوتے ہیں انہیں بھی پاکستان بننے کی خبر ہو جاتی ہے وہ بھی ٹرین میں سوار ہو جاتے ہیں۔ ٹرین میں ان کی ملاقات شیر دل نامی معصوم بچے سے ہوتی ہے۔ وہ اپنی ماں کے ساتھ پاکستان جا رہا ہوتا ہے۔

(اب آگے پڑھیے)

https://pklibrary.com/

"یا اللہ کہاں پھنس گئے۔ مدد فرما اے مالک اس مشکل سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ اور ہمت عطا فرما۔" حلیمہ خالہ کی آواز کان میں پڑی تو فاطمہ بی بی نے گہری سانس لیتے ہوئے اس لڑکی کو جھک کر دیکھا۔ اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔ فاطمہ بی بی کو تسلی ہوئی۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟" تاج بیگم نے قہوے کی پیالی فاطمہ بی بی کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"جب تک سانس ہے آس ہے دادی جان، ہم ان کو اس طرح چھوڑ کر آگے بھی نہیں بڑھ سکتے۔ یہ خود غرضی ہوگی اور ایسے سفاک ہم نہیں۔" فاطمہ بی بی نے دھیمے لہجے میں کہا۔ تاج بیگم نے کوئی جواب نہ دیا۔ حلیمہ خالہ پاس آ گئیں۔

"کہتی تو آپ ٹھیک ہیں بیٹا مگر اب ہم خود در بدر ہیں اور پھر چار عورتوں کا ٹولہ ان کی کیا مدد کرے گا؟ جب کہ ہم مدد کرنے کے لائق بھی نہیں، خود جان بچا کر بھاگ رہے ہیں، چلو ہم تین تو پھر بھی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں، ہمارے ہمراہ آپ ہیں اور یہ سفر کس قدر پیچیدہ ہے آپ بھی بہتر جانتی ہیں۔" حلیمہ خالہ نے سمجھایا۔ فاطمہ بی بی دانستہ چپ رہیں۔

"چلیے مدد کیے دیتے ہیں مگر یہ بچی بچ بھی گئیں تو ہم ان کو ہمراہ لے کر آگے کیسے بڑھیں گے؟" تاج بیگم نے اہم نقطہ اٹھایا۔

"آپ کی دادی ٹھیک فرماتی ہیں فاطمہ۔" ہاجرہ اماں نے گفتگو میں حصہ لیا۔

"ہم کسی کی مدد تب ہی کر سکتے ہیں اگر ہم خود استطاعت رکھتے ہوں جبکہ ہم اس حالت میں نہیں۔" ہاجرہ اماں نے سمجھایا تو فاطمہ بی بی چپ ہو رہیں اور اس دوشیزہ کا ہاتھ تھام کر دیکھا۔ نبض چل رہی تھی زندگی کی امید تو تھی مگر اس زندگی کا اگلا پڑاؤ کیا تھا یہ وہ خود بھی نہ جانتی تھیں۔

"یہ کوئی محفوظ پناہ گاہ نہیں، ہمیں یہاں سے جلد از جلد نکلنا ہے۔" تاج بیگم نے حکم سنایا۔ فاطمہ بی بی بے چین دکھائی دیں، تاج بیگم نے ان کی طرف دیکھا۔

"ہم کوئی مصیبت مول نہیں لے سکتے فاطمہ..... تم ہماری بات سمجھ رہی ہو ناں؟" تاج بیگم نے جتایا' فاطمہ بی بی خاموش رہی مگر آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔

"کسی زندہ وجود کو چھوڑ کر کیسے دادی جان' کیا ہم اتنے سفاک ہیں؟" فاطمہ بی بی نے ان کو سمجھانا چاہا تاج بیگم نے ہاتھ اٹھا کر مزید بولنے سے روک دیا۔

"بالفرض ان کا سانس چلتا رہتا ہے اور یہ ہوش میں آ بھی جائیں تو ہم ان کو اس حالت میں لے کر کہاں جائیں گے فاطمہ؟" حلیمہ خالہ نے سمجھانا چاہا۔

"ہمیں خود کی خبر نہیں' محل چھوڑ کر خوار ہو رہے ہیں' ہمیں کسی بھی طرح یہاں سے محفوظ مقام تک جانا ہے جہاں سے ہمارا سفر ممکن ہو سکے ایک بار اس مقام تک پہنچ جائیں مگر اس سے قبل اس بے چاری کا کیا کریں گے؟" ہاجرہ اماں نے پوچھا۔

"ایک دن اور ہاجرہ اماں۔ کیا ہم اتنی سی مدد نہیں کر سکتے ان کی۔ ان کو ہوش آ جائے ہو سکتا ہے ان کا کوئی رشتہ دار باقی ہو اور ہم ان کو ان تک جانے میں مدد کر سکیں؟" ہاجرہ اماں نے تب ہاتھ کے اشارے سے تاج بیگم کو بھی بولنے سے باز رکھا۔ فاطمہ بی بی کے چہرے کا تناؤ دیکھ کر وہ مزید کچھ نہیں کہنا چاہتی تھیں۔ جب وہ سمجھ ہی نہیں رہی تھی تو کیا کیا جا سکتا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"چچا جان کیا ہم سب مر جائیں گے؟" ٹرین کے رکنے پر شیر دل نے پوچھا۔ وہ بزدل نہ تھا مگر اس کا ننھا ذہن متجسس تھا اور بہت کچھ سوچ رہا تھا۔ وقار الحق نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا اور مسکرا دیے۔

"آپ تو بہت بہادر ہیں ناں؟" دوسرے لفظوں میں شیر دل کی ہمت بندھائی اور ٹرین کے رکنے کی وجہ دیکھنے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اللہ آپ کی حفاظت فرمائے بھیا۔" شیر دل کی ماں نے دل سے دعا دی۔

"آمین' اللہ ہم سب کی حفاظت کرے اور ہم باخیر و عافیت اپنی منزل تک پہنچ جائیں۔" وقار الحق نے صدق دل سے کہا اور پلٹ کر داخلی راستے کی طرف بڑھ گئے۔ مسافر جو سکون سے سو رہے تھے ان کے اندر کھلبلی مچ گئی۔ ایک تو تاریک اس پر ویرانے میں ٹرین کا رک جانا سب کے اندر خوف پیدا کر گیا تھا مگر اس سے قبل کہ وقار الحق دروازے تک پہنچتے ٹرین چل پڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے رفتار پکڑنے لگی تھی۔ وہ سمجھ نہ پائے کہ درحقیقت کیا ہوا ہے۔ دیگر مسافر بھی حیران تھے اور ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"شاید کوئی فنی خرابی ہو گی۔" ایک بزرگ نے کہا۔

"اگر کوئی مسئلہ ہوتا تو اب تک ٹرین میں آفت نازل ہو چکی ہوتی شاید کسی فنی خرابی کے باعث ایسا ہوا یا ہو سکتا ہے کسی نے ٹرین میں موجود زنجیر کھینچ دی ہو اور ڈرائیور نے اندھیرے اور ممکنہ خطرے کے پیش نظر ٹرین دوبارہ چلا دی ہو۔" ایک بزرگ نے مزید قیاس کیا۔ بہرحال وقار الحق اپنی جگہ پر آن بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا چچا جان' ہم سب خیریت سے ہیں ناں؟" شیر دل نے تجسس سے پوچھا۔ وقار الحق ان کا معصوم سا چہرہ دیکھ کر مسکرائے پھر ان کے پھولے ہوئے گال کو ہلکے سے تھپتھپایا۔

"سب خیریت ہے شیر دل' جب ہمارے ساتھ آپ جیسا بہادر سپاہی ہو گا تو کیا آفت آ سکتی ہے؟ دشمنوں کو خبر ہے آپ اس ٹرین میں سوار ہیں سو وہ ایسی ہمت بھی نہیں کر سکتے۔" وقار الحق نے شیر دل کا حوصلہ مزید بڑھایا۔

شیر دل نے ماں کی طرف دیکھا پھر مسکرا دیا۔اس کے چہرے پر عجیب ایک سکون دکھائی دیا اور ننھی آنکھیں جوش و جذبے سے جگمگا اٹھیں۔

"ہم جلد پاکستان پہنچ جائیں گے چچا جان۔ پھر ہم آپ کے قریب ہی گھر بسا لیں گے اور تو کسی کو جانتے نہیں ہم آپ سے چونکہ دوستی ہوگئی ہے تو ہم آپ سے روز ملاقات کرنا چاہیں گے۔" ننھا شیر دل مستقبل کے منصوبے بنا رہا تھا۔ وقار الحق مسکراتے ہوئے سر ہلانے لگے۔

"شیر دل اب آپ سو جایئے بیٹا۔ چچا جان کو زیادہ پریشان مت کیجیے وہ بھی تھکے ہوئے ہیں ان کو بھی آرام کرنے دیجیے۔" شیر دل کی والدہ نے کہا تو شیر دل شرافت سے آنکھیں میچ گیا۔

"معذرت چاہتے ہیں بھیا شیر دل آپ کو اس درجہ پریشان کر رہے ہیں۔" خاتون نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا تو وقار الحق نے سر نفی میں ہلا دیا۔

"آپ معذرت مت کیجیے۔ چھوٹا بچہ ہے صورت حال کے باعث اس کے معصوم ذہن میں کئی سوال ہوں گے۔ ان کا بولنا حیرت کا باعث نہیں۔ انہیں بولنے دیجیے بچوں کی بے معنی باتیں درحقیقت اپنے اندر کئی معنی رکھتی ہیں۔" وقار الحق نے نرمی سے کہا۔ خاتون خاموش ہو کر ننھے شیر دل کے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگیں۔ شیر دل آنکھیں بند کیے نیند کی وادی میں اتر گیا تھا۔ وقار الحق گہری سانس لے کر کھڑکی بند کرنے لگے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

قلعے میں تو جگہ نہ ملی مگر جس جگہ قیام کیا وہ جگہ قلعے کے قریب ہی تھی۔ آیت سوئے ہوئے لوگوں کو دیکھنے لگیں۔ جانے کیوں نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ جس صورت حال سے گزر رہے تھے اس میں نیند ممکن نہیں تھی۔ پھوپی جان کے خراٹوں کی آواز آ رہی تھی۔ کوئی بچہ بری طرح رو رہا تھا۔ آیت گردن موڑ کر دیکھنے لگی۔ شاید وہ بھوکا تھا اور وہاں خوراک کا حصول ممکن نہیں تھا۔

"آپ بچے کو پانی نہ پلائیں اسے دودھ کی ضرورت ہے پانی بچے کے پھیپھڑوں کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔" آیت نے مشورہ دیا۔ خاتون نے ایک نظر آیت کو دیکھا پھر سے بچے کو بہلانے لگی۔ آیت کو بے حد ترس آیا مگر اس صورت حال میں وہ کسی کی مدد کرنے سے قاصر تھی۔ اس نے پھوپی کے شانے پر ہاتھ رکھ کر ہلایا۔ پھوپی جان ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھیں۔

"کیا ہوا؟" پھوپی جان نے مارے خوف کے پوچھا۔

"کچھ نہیں پھوپی جان سب خیریت ہے۔ ہم نے آپ کو جگایا۔ سوچا اس رات کی تاریکی میں سفر کریں۔ دن کے وقت مصائب کا شکار ہو سکتے ہیں۔" آیت نے کہا پھوپی نے اکتا کر دوبارہ آنکھیں موند لیں اور اپنی گٹھڑی پر سر رکھ لیا۔

"سو جا بچہ دن چڑھا تو دیکھیں گے فی الحال سب کے ساتھ ہی ہیں جو ہوگا دیکھا جائے گا قافلے کے ہمراہ یوں بھی سفر کرنا زیادہ مناسب ہے۔" پھوپی جان نے آیت کے مشورے کو گویا رد کر دیا آیت گہری سانس لے کر رہ گئی۔

"پھوپی جان یہ قافلہ شاید یہاں دنوں تک قیام کرے گا اور ہم اس طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں بیٹھ سکتے۔" آیت اپنے خدشات کے پیش نظر بولی مگر پھوپی جان سمجھنے کو تیار نہ تھیں۔ آیت منہ بند کر کے بیٹھ گئی۔

"سو جا آیت صبح سفر کا آغاز کریں گے۔" پھوپی نے بند آنکھوں سے کہا۔ آیت نے کچھ نہ کہا۔ پھوپی جان کے آرام کا خیال کر کے وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھیں۔ وہ سفر کرنے کو پُر جوش تھیں مگر وہ جانتی تھیں کہ پھوپی جان کے لیے آرام کرنا بھی ضروری ہے۔ سو انہوں نے مزید ضد نہیں کی۔ کچھ ہی دیر گزری ہوگی کہ پھوپی جان اٹھ بیٹھیں۔

"اب کیا ہوا؟" آیت نے پریشانی سے پوچھا۔

https://pklibrary.com/

"آپ رفع حاجت کو بھی نہ اٹھوں؟" پھوپی اٹھ بیٹھیں مجبوراً آیت کو ان کے ہمراہ اٹھنا پڑا۔
"تو ...... تو یہ گٹھری سامان کا خیال کون رکھے گا؟"
"تو آپ کا خیال کون رکھے گا؟ آپ جھاڑیوں میں گئیں اور کوئی سانپ بچھو آ گیا تو؟" آیت نے پھوپی جان کی گٹھری کو اٹھا لیا ساتھ ہی اپنا سامان والا بیگ بھی پشت پر ڈالا قصداً پھوپی جان نے کچھ نہ کہا اور ہمراہ چل پڑیں کچھ دور چل کر قدرے ویرانے میں ایک جگہ پھوپی جان نے اسے روکا اور خود جھاڑیوں کی اوٹ کی طرف بڑھ گئیں۔ آیت سوچوں میں غلطاں تھی کہ یک دم شور اٹھا۔ قافلے پر بلوائیوں نے حملہ کر دیا تھا۔
"یا اللہ خیر۔" آیت ایک جھاڑی کی اوٹ میں چھپ گئی۔
"کیا ہوا آیت؟" پھوپی نے پوچھا۔
"خاموش رہیے پھوپی جان قافلے پر حملہ ہو گیا ہے۔" آیت نے دبی آواز میں کہا۔ بلوائی بے دردی سے لاشیں گرا رہے تھے۔ دور ہونے کے باعث وہ واضح طور پر نہ دیکھ پائی مگر آہ و بکا سے وہ سمجھ سکتی تھی کہ حملہ کیسا بھرپور اور سفاک تھا۔ بچوں کے رونے کی آوازیں' خواتین کی چیخیں گڑگڑاہٹ۔
"یا اللہ ...... مدد......" آیت جھاڑی کی اوٹ میں چھپی مدہم آواز میں بولی۔ پھوپی بھی فارغ ہو کر پاس آ گئیں اور دل تھام لیا۔
"پھوپی جان آواز مت نکالیے گا۔" ان کا منہ کھلنے سے قبل ہی آیت نے ان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ ان کا دل کمزور تھا وہ ایسی بربریت کا مظاہرہ دیکھنے لائق نہ تھیں۔ آیت نے ان کو اپنی طرف گھسیٹ لیا اور جھاڑیوں کی اوٹ سے قافلے پر حملے کے منظر کو دیکھنے لگیں' قصداً انہوں نے اپنے اوپر اوڑھی چادر کا پلو منہ میں ٹھونس لیا تا کہ چیخ نہ نکلے' پھوپی جان کو ساتھ لگا کر بھینچ لیا۔ جانے ظلم و بربریت کا بازار کب تک گرم رہا۔ جب چیخوں کا شور تھما' آہ و بکا رکی تو آیت نے ایک گہری سانس خارج کی اور آسمان کی طرف دیکھا۔ پورا آسمان ساکت اور خاموش دکھائی دیا' شاید جو منظر آسمان نے دیکھا تھا اس پر افسوس تھا آیت نے اپنے ہاتھ کو چھو کر دیکھا۔ جسم سرد محسوس ہوا رکی سانسیں تو بحال ہوئیں مگر اپنا آپ مردہ لگ رہا تھا۔

"ہم کیسے بے حس ہیں دوسروں پر ایسا ظلم ہوتے دیکھتے ہیں اور ان کو بچانے کو ہاتھ تک نہیں اٹھاتے۔ ہم سا بزدل کون ہوگا' ہم سا بے حس کون ہوگا؟ انسانیت ختم ہو گئی ہم میں جیسے۔" ان کے الفاظ کڑا طنز تھے۔ خبر نہ ہوئی کب آنکھوں سے آنسو بہنے لگے پھوپی نے ان کے آنسو پونچھے تو احساس ہوا۔
"اس بے بسی میں کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکتا میری بچی۔ سب کو اپنی جان بچانے کی پڑی ہے اور ہم نہتے کیا کریں گے' مقابلہ کرنے کو کیا ہے ہمارے پاس؟ خالی ہاتھ ہیں ہم...... ہم اپنی مدد نہیں کر سکتے تو کسی اور کی کیا کریں گے۔" پھوپی نے اس کا حوصلہ بڑھانا چاہا۔ وہ پھوپی جان کی گود میں سر رکھ کر سسکنے لگی تھی۔

نواب صاحب اپنی سوچ میں مگن پریشان دکھائی دیے۔ ٹرین مخصوص رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی' سب ہی مسافر سکون سے سو رہے تھے مگر نواب صاحب کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔
"یا رب ہمارے کنبے کی حفاظت فرما' ہم نہیں جانتے وہ کس حال میں ہیں اور کہاں ہیں مگر ہم ان کی خیریت کے مطلوب ہیں۔"
"آپ پریشان دکھائی دے رہے ہیں چچا جان۔" نوعمر لڑکے نے پوچھا تو نواب صاحب چونکے پھر اس کی طرف

Booksjaanshayari.com

https://pklibrary.com/

دیکھ کر نفی میں سر ہلا دیا اور نرمی سے بولے۔

"اس ہجرت میں ہر فرد اپنا ہے بیٹا اور اپنے تن سے جڑا محسوس ہوتا ہے۔ پل بھر کو اپنے بچوں کے متعلق سوچا مگر پھر دھیان آیا کہ یہ جو آدھے ادھورے خاندان لٹنے اور ایک عذاب سہنے کے بعد اس ٹرین میں سوار ہوئے ہیں۔ یہی تو اپنا کنبہ ہیں۔ ہر کوئی دوسرے کی بات کے لیے فکر مند ہے۔ تو جب دوسرے کی بات سنتا ہے اور یہ بات تسلی دیتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کا سہارا ہیں اس مشکل گھڑی میں ہر ایک کی اپنی مشکل ہے۔ ہر کوئی اپنی کہانی رکھتا ہے اور پھر بھی ہر کوئی اپنے دکھ بھول کر دوسرے کے دکھ پر روتا ہے۔ ہماری قربانیاں بے معنی نہیں اور ان قربانیوں کا ایک مقصد ہے۔" نواب صاحب بولے تو نوعمر لڑکے نے سر ہلا دیا۔

"قربانیوں کا مقصد ایک آزاد ریاست میں سانس لینا ہے چچا جان۔ ہم میں سے ہر ایک نے کسی اپنے کو گنوایا ہے کسی نے پورا کنبہ گنوایا ہے مگر سب گنوانے کے باوجود بھی ہم حوصلہ مند ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں ہم نے یہ قربانیاں کیوں دیں۔" نوعمر لڑکے نے کہا تو نواب صاحب نے سر ہلایا۔

فاطمہ بی بی گہری نیند میں تھیں جب اس لڑکی کے سسکنے کی آواز پر یک دم اٹھ بیٹھیں اسے ہوش آ گیا تھا اور فاطمہ بی بی خوش ہوئی تھیں۔

"آپ ٹھیک ہیں ناں؟" فاطمہ بی بی نے توجہ سے ان پر جھک کر پوچھا اس لڑکی نے سر ہلا دیا۔

"ہم پناہ لینے کے لیے اس حویلی کی طرف آئے تھے جب آپ کو دیکھا آپ کے ہمراہ کوئی اور بھی تھے مگر ---" فاطمہ بی بی دانستہ بولتے سے رک گئیں۔ لڑکی رنجیدہ دکھائی دیں ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبالب بھر گئیں۔

"وہ ہمارے والد صاحب تھے خیریت سے ہیں وہ؟ ہم نے بس دیکھا تھا کہ ان پر تیز دھار آلے سے وار ہوا اس کے بعد خود کی خبر نہ رہی۔" لڑکی کی آنکھیں جھر جھر بہنے لگیں۔ فاطمہ بی بی تسلی دینے کے قابل نہ تھیں۔ دکھ بڑا تھا اور تسلی کے حرف یقیناً چھوٹے تھے۔ فاطمہ بی بی نے خاموشی میں بہتری جانی۔

"آپ نے مدد کی بہت شکریہ۔" اس نے شکریہ ادا کیا۔

"میرا نام شاکرہ ہے۔ اس حویلی میں ملازم تھی۔ حملہ ہوا تو بھاگنے کا موقع نہ مل سکا۔ ابو جان ہمارے ہمراہ تھے مگر نہ ہمیں بچا سکے نہ خود کو۔" لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ فاطمہ بی بی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"اس سفر میں سب نے بہت کچھ گنوایا ہے بیٹا شکر کرو تم سلامت ہو۔" ان کی آواز سن کر ہاجرہ اماں بھی جاگ گئی تھیں سو تسلی دی فاطمہ بی بی نے سر ہلایا۔

"ہاجرہ اماں ٹھیک کہتی ہیں اللہ نے آپ کو زندگی بخشی ہے۔ شاید کچھ سوچ کر ہی اس زندگی کو اس ذات پاک کا تحفہ سمجھیں کیا آپ سفر کے قابل ہیں؟ کیونکہ ہم زیادہ دیر یہاں ٹھہر نہیں سکتے ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے۔" فاطمہ بی بی نے کہا تو لڑکی نے سر ہلا دیا۔

"ہم جانتے ہیں کہ آپ سفر کے قابل نہیں مگر ہم آپ کو یہاں اکیلا چھوڑ کر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ آپ ہمت کریں۔" فاطمہ بی بی نے کہا تو اس لڑکی نے سر ہلا دیا۔

"اب ان کو ہمدردی کا بخار چڑھا ہے مگر سوچو ہم عورتوں کی فوج کس کام کی؟ پہلے ہی آپ کو ہمراہ لے نکلے ہم خوف زدہ ہیں آپ کی ذمہ داری ہی بڑی ہے اب ان کا کیا کریں گے؟" تاج بیگم بھی شور کے باعث اٹھ بیٹھیں۔ ہاجرہ اماں نے دانستہ ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ گویا انہیں مزید تلخ بولنے سے روکا۔ فاطمہ بی بی شاکرہ سے ہمدردی کر رہی تھیں۔ یہ غلط

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

نہ تھا مگر ہاجرہ اماں نہیں چاہتی تھیں کہ تاج بیگم کی آواز میں چھپی تلخی اس لڑکی کی سماعت تک پہنچے۔

"اللہ مالک ہے اس کی رضا ہوئی تو ہم سب خیریت سے پاکستان پہنچیں گے اماں جان۔" حلیمہ خالہ نے تاج بیگم کو تسلی دی۔

"بہر حال ہم صبح اس حویلی سے کوچ کر جائیں گے۔ یہاں مزید ٹھہرنا مناسب نہیں۔" تاج بیگم نے ہادر کرایا۔ فاطمہ بی بی اس لڑکی کی دل جوئی کر رہی تھیں۔ دھیمی آواز میں اس کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"ہر کام میں اس رب کی مصلحت ہوتی ہے تاج بیگم۔ ہو سکتا ہے کہ اس ذات پاک نے ہمارے نصیب میں اس مجبور و بے کس لڑکی کا ساتھ دینا لکھا ہو۔ ہم بھی تو اسی کیفیت سے دوچار ہیں۔ اس ہجرت میں ہر کوئی ایک دوسرے کا سہارا ہے۔ کچھ برا نہ سوچیں۔" ہاجرہ اماں نے نرمی سے کہا تو تاج بیگم کچھ نہ بولیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

"ہر طرف بربریت اور ظلم کا بازار گرم ہے۔ ان ہندوؤں اور سکھوں کو اللہ غارت کرے، ہم آیت کے متعلق سوچ کر پریشان ہیں اب تک ان کو یہاں پہنچ جانا چاہیے تھا مگر ایسا نہیں ہوا۔" کرم دین چاچا پریشان دکھائی دے رہے تھے۔ رجت سنگھ خاموش رہے۔ ایک طرف مسلمان اکثریت والے علاقے تک محفوظ نہ تھے تو پھر باقی علاقوں کے متعلق کیا کہا جا سکتا تھا۔ رجت سنگھ ان کو کوئی جھوٹی تسلی دینا نہیں چاہتا تھا۔ اس کی والدہ اس کو لینے آئی تھیں مگر اس نے منع کر دیا تھا۔

"ہم پاکستان ہجرت کرنا چاہتے ہیں ماں، ہمیں مت روکیے۔" رجت سنگھ نے ان کو سہولت سے بتایا۔

"تیرا پورا خاندان یہاں ہے پتر۔ کہاں جائے گا تو؟ کون ہے تیرا پاکستان میں؟ تیرے پرکھوں کی یادیں سب اس دیس میں ہیں۔ کسی نئے دیس جا کر کیاں ڈھونڈے گا تو؟" ماں نے جذباتی انداز میں کہا اور رجت سنگھ کو ساتھ لپٹا لیا۔ وہ رو رہی تھیں اور عجب نہ تھا کہ رجت سنگھ کی آنکھیں بھی بھیگتیں جو بھی تھا وہ ان کو جنم دینے والی تھیں، ماں تھیں۔ ماں کی آغوش میں منہ چھپا کر کئی آنسو چپ چاپ بہا دیے۔

"ماں کیا تم میرے ساتھ چل سکتی ہو؟" رجت سنگھ نے پوچھا۔ ماں کچھ نہ بولیں۔ رجت سنگھ نے ان کے آنسوؤں کو پونچھا اور نرمی سے بولا۔

"پرکھوں کی یادوں میں کیا رکھا ہے ماں؟ ان نشانیوں سے اور زمین کے ٹکڑوں سے کیا ملے گا؟" مگر ماں نے کوئی جواب نہ دیا۔ رجت سنگھ جانتا تھا ان کے لیے یہ آسان نہ ہوگا سو جذبات کو سنبھال لیے۔

"پرندے بڑے ہو کر گھونسلوں سے اڑ جاتے ہیں۔ اماں سمجھنا میں بھی ایک پرندہ تھا۔ مجھے سامان و مکاں سے کوئی سروکار نہ تھا۔ سو میں بھی اڑان بھر کر اڑ گیا اور نئی منزلوں کو ٹھکانہ بنا لیا۔ پنچھی بھی تو ایسا کرتے ہیں ناں؟ کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہوتا ان کا؟ ہم انسان زمین کے ٹکڑوں سے جڑ کر کیوں بھول جاتے ہیں کہ تغیر ضروری ہے؟" اس کی باتیں ماں کی سمجھ میں نہ آئیں وہ بس ماں تھیں اور ان کا دل بیٹے سے دوری پر مائل نہ تھا سو بیٹے کو ساتھ بھینچ لیا مگر رجت سنگھ نے ان کے ہمراہ جانے سے انکار کر دیا تھا۔

"لوگ تھوتھو کرتے ہیں پتر ساری سکھ برادری ایک طرف ہے۔ کیوں حقہ پانی بند کرانا ہے؟ ان کو خبر ہو گئی کہ تو مسلمانوں کے ہمراہ ان کے حقوق کے لیے لڑ رہا ہے؟ وہ ہمارا جینا حرام کر دیں گے برادری ہے پتر۔ ان کے ہمراہ کھڑے نہ ہوئے تو کل کو ہمارے ساتھ کون کھڑا ہوگا؟ ہمیں یہاں کوئی سمادھی بنانے کی اجازت نہیں دے گا۔ دین کے رہیں گے نہ دنیا کے گردوارے کے دروازے بند ہوں گے اور جینا مرنا بھی جاتا رہے گا۔ مر گئے تو کوئی کاندھا دینے کو بھی نہ آئے گا۔

عقل کر کچھ' کیا بھوت سوار ہے تیرے سر پر۔ کوئی کسی کا نہیں بنتا۔" ماں نے لتاڑا رجت سنگھ خاموش رہا۔
"کسی کا کچھ خیال نہیں تجھے' ماں باپ جن کے احسانات ہیں تجھ پر..... اس دن کو پڑھایا' لکھایا اور پالا پوسا تھا؟" ماں نے دہائی دی مگر رجت سنگھ کچھ نہ بولا۔
"رجت کیا ہو گیا تجھے' ایسا بے حس کیسے ہو گیا تو؟" ماں نے پوچھا تو رجت سنگھ نے گہری سانس خارج کی۔
"ماں کیا تو مجھ پر فخر کرے گی اگر میں اپنی برادری کے ساتھ مل کر قتل عام کروں' گلے کاٹوں معصوموں کی آبروریزی کروں' تن سے گردنیں جدا کروں' مجھے اس کا کیا ثواب ملے گا ماں' کیا میں تیرے لیے قابل فخر ہوں گا؟" رجت سنگھ نے پوچھا مگر ماں کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔ الٹا الزام دیتے ہوئے بولیں۔
"اپنی بوا کے نقش قدم پر مت چل۔ کچھ نہیں ملا تھا اسے۔ کئی سکھوں نے حملہ کیا تھا اس کے گھر پر جان سے ہاتھ دھونے پڑے تھے اسے۔ ایک نہیں تین تین جانیں رخصت ہوئی تھیں اس دنیا سے کچھ نہیں ان باتوں میں۔" ماں نے سمجھایا۔
"ماں حق کی راہ پر چلنے سے اگر موت ملتی ہے تو میں خوف زدہ نہیں۔"
"عشق کا بھوت سوار ہے تجھ پر' عشق سے کچھ نہیں ملتا' خالی ہاتھ رہ جائے گا تو۔" ماں نے سر پیٹا اور زار و قطار رونے لگی' رجت سنگھ نے ان کو ساتھ لگا لیا اور ان کی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے مدہم الفاظ میں بولا۔
"ماں میرے حق میں دعا کرو مجھے تیری دعائیں چاہیے۔"
"جھلیاں کیا ماں کا دل بھی اپنے بچوں کے لیے دعا نہ کرے گا؟ ہر ویلے میں تیری سلامتی مانگتی ہوں۔" ماں نے رونے کے دوران کہا۔ رجت سنگھ کو شرمندگی ہوئی۔ ایک لمحے کو دل چاہا ان کے ہمراہ چل پڑے مگر پھر ارادہ بدل دیا۔
"ماں میں تیرے ساتھ نہیں آ سکتا۔ مجھے جانے سے مت روک۔" رجت سنگھ کی آواز بھرا گئی تھی۔

آیت جانتی تھی پھوپی جان چلتے چلتے تھک گئی ہیں مگر وہ رکنا نہیں چاہتی تھی۔ آگے ایک طویل سیاہ رات تھی اور مصیبت آنے سے قبل انہیں کسی محفوظ مقام تک پناہ لینا تھی۔ بچتے بچاتے وہ پھوپی کے ہمراہ آگے بڑھ رہی تھیں۔ آگے کی آبادی اکثریت مسلمانوں کی تھی اور یہ بات حوصلہ افزا تھی۔ وہاں پناہ مل سکتی تھی مگر صورت حال کیا ہو گی۔ وہ نہیں جانتی تھی۔

"میری بچی حوصلہ نہیں اب رک جا' میں نہ چل پاؤں گی اور....." پھوپی جان تھک کر رک گئیں اور گہرے گہرے سانس لینے لگیں آیت کو ان پر ترس آیا۔ پانی کی بوتل میں تھوڑا سا پانی بچا تھا۔ سو بوتل ان کی طرف بڑھائی۔ پھوپی جان نے دو چار گھونٹ لیے اور سر ہلا دیا۔
"اب ٹھیک ہوں میں اب سو کوس چلا لے۔" وہ ان کی بات پر مسکرا دی وہ یقیناً تھک گئی تھی مگر قریب کی آبادی تک رسائی کے لیے چلتے رہنا ضروری تھا۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے سو آیت ان کا ہاتھ تھام کر چل پڑی۔
"معذرت چاہتی ہوں پھوپی جان مگر شام ڈھلنے سے قبل چلتے رہنا ضروری ہے۔ کوئی سواری نہیں ملے گی اور پیدل سفر آسان نہیں۔" آیت نے شرمندہ ہو کر کہا تو پھوپی جان نے سر ہلا دیا۔
"جانتی ہوں میری بچی' تیری ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ تیرے والد سے وعدہ کیا ہے تجھے باحفاظت دلی پہنچاؤں گی۔ اس نے کہا تھا سفر آغاز نہ کرے گا جب تک تو نہ پہنچ جائے' کوئی غیبی مدد مل جائے تو اللہ کا کرم ہو گا۔" پھوپی جان نے کہا تب ہی ان کے پیچھے ہارن ہوا۔ دونوں ڈر گئیں۔ پلٹ کر دیکھا کوئی تھا۔ پر اندھیرے کے باعث نظر نہیں آ رہا تھا۔

https://pklibrary.com/

اگر سکھ ڈرائیور ہوتا تو یقیناً خطرہ تھا مگر اب فرار ممکن نہ تھا جس طرح کنارے کنارے وہ چل رہی تھیں اس سے یہ ممکن تھا کہ وہ ان کو کچل کر گزر جائے سو دونوں رک گئیں اب جو کرتا اللہ کرتا وہ دونوں بس خوف سے دیکھ رہی تھیں۔

"یا اللہ رحم۔" آیت نے اللہ سے مدد طلب کی اب وہی سہارا تھا۔

❁......❁......❁......❁

فاطمہ بی بی اور تاج بیگم سامان باندھ رہی تھیں۔ جب ہندوؤں نے حملہ کر دیا تھا حویلی کوئی محفوظ پناہ گاہ نہ تھی اور جس طرح وہاں انہوں نے دو تین روز قیام کیا تھا اس کی خبر یقیناً کسی کو ہو گئی تھی۔ حلیمہ خالہ نے چیخ کر خبردار کیا تھا۔

"جو ملتا ہے دے مارو ہمت نہ ہارو۔" اس کے ساتھ ہی ان کے ہاتھ جو بھی لگا انہوں نے حملہ آوروں پر برسانا شروع کر دیا' گھر کا سامان خوب کام آیا باورچی خانے کا سامان' حلیمہ خالہ اٹھا اٹھا کر تھماتی گئیں اور فاطمہ بی بی دادی جان اور ہاجرہ اماں کے ہمراہ مل کر ان حملہ آوروں پر برساتی گئیں۔ ایک حملہ آور نے انہیں دبوچ کر بے بس کر دیا تو دیگر بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"عورتوں کی فوج بنا کر سمجھتی ہو کمال کر دیا؟ اب تیرا تو وہ حال کریں گے کہ یاد رکھو گی۔" ایک بلوائی نے کہا تو باقی سب بھی شیر ہو گئے۔ تاج بیگم نے حلیمہ خالہ کی طرف دیکھا جو باورچی خانے کے اندر ہاتھ میں سل کا بٹا لیے کھڑی تھیں۔ تاج بیگم کو لگا اب بچاؤ ممکن نہ ہو گا۔ ایک بلوائی نے فاطمہ بی بی کے سر سے سیاہ آنچل کھینچ کر اتارا اور دور اچھال دیا۔ تاج بیگم نے آنکھیں میچ لیں اب یہ دیکھنا بھی لکھا تھا۔

"یا اللہ مدد اے پروردگار اپنا کرم کر دے۔" تاج بیگم نے صدق دل سے دعا مانگی۔

❁......❁......❁......❁

Books.jaanshayari.com

قیاس آرائیاں سچ ہوں ضروری نہیں' اللہ اپنا خوف دل میں ڈالے تو پتھر دل بھی موم ہو جاتے ہیں۔ اس گاڑی کا ڈرائیور سکھ ضرور تھا مگر اس نے گاڑی پاس روکی تو ان دونوں کو خوف زدہ دیکھ کر مسکرا دیا۔

"بہن ڈرو نہیں' پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔ بولو کہاں جانا ہے؟ تیرا یہ ویر تجھے باحفاظت چھوڑ آئے گا۔ ہم بھی بہنوں بیٹیوں والے ہیں۔ عزت کے معنی خوب سمجھتے ہیں۔ جو کسی پر ظلم کرتا ہے رب اسے بخشتا نہیں' ہم اس رب سے ڈرتے ہیں۔ کسی سے ناانصافی کریں گے نا ظلم کریں گے۔ سکھ نسل بہادر اور نڈر ہے کسی پر ناحق ظلم نہیں کر سکتے' سو گناہ معاف ہو سکتے ہیں مگر کسی مجبور پر ظلم قابل معافی نہیں' آ جائیں گاڑی میں سوار ہو جائیں۔" اس نے کہا مگر آیت نے مدد لینے سے گریز کیا۔

"شکریہ بھیا' ہمیں مدد نہیں چاہیے۔" وہ جان گیا کہ یہ پس و پیش کس لیے ہے تب ہی بولا۔

"آپ میرے لیے بہن کی طرح قابل احترام ہیں۔ سکھوبندر نام ہے میرا۔ آپ کی حفاظت کروں گا۔ سر کٹا دوں گا مگر آپ کے سر کوئی آفت نہ آنے دوں گا۔ یہ ایک سکھ بھائی کا وعدہ ہے۔ کر سکیں تو اعتبار کر لیں۔" سکھوبندر درست کہہ رہا تھا یا بہلا رہا تھا؟ وہ نہیں جانتی تھی مگر پھوپی جان نے مدد لینا ضروری خیال کیا۔

"ٹھیک ہے' ہمیں دلی تک چھوڑ دو۔ وہاں اس بچی کا والد ہمارا منتظر ہے۔ اس سے آگے انہوں نے ہجرت کے لیے سفر کا آغاز کرنا ہے۔ ہمارے پاس تم پر اعتبار کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں۔ ہم اللہ پر یقین رکھتے ہیں تمہاری مدد کو اللہ کی طرف سے مدد سمجھ کر قبول کرتے ہیں۔ تمہارے دین ایمان تمہارے ساتھ کچھ غلط کرو گے تو اپنے خدا کو جواب دہ ہو گے۔ تمہیں بھی تو اپنے خدا کا کچھ ڈر ہو گا ناں؟" پھوپی جان نے آگے قدم بڑھا مگر آیت نے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"پھوپی جان' ہم کیسے......؟" وہ بے یقینی سے پھوپی جان کی طرف دیکھنے لگیں۔ انہوں نے سر ہلا دیا۔ گویا آنکھوں

ہی آنکھوں میں جتایا کہ اس سے آگے کوئی چارہ نہیں۔ یہ مدد لینا ضروری ہے۔ یوں بھی جس راہ پر چل رہے ہیں آگے کنواں پیچھے کھائی ہے۔ آیت کو مجبوراً ان کے ہمراہ چلنا پڑا اور وہ گاڑی میں سوار ہو گئیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

بلوائی بے رحم تھا مگر فاطمہ بی بی کو اپنی عزت و آبرو کا بچاؤ کرنا تھا اور انہوں نے پوری قوت سے اسے پرے دھکیل کر زمین پر گرا تیز دھار والا چاقو اٹھا لیا تھا اس سے تمام حملہ آور چوکنا ہو کر پیچھے ہٹنے لگے تھے۔

''ہم خوف زدہ نہیں ہیں۔ نہ مرنے سے نا مارنے سے۔ سو اپنی خیریت چاہتے ہو تو باہر کی راہ لو ورنہ.....'' فاطمہ بی بی پورے زور سے دھاڑی تھی۔ لڑکی بہادر دکھائی دی تھی حسین تو تھی گویا قاتل بھی تھی حملہ آوروں کی رال ٹپک رہی تھی مگر اب اپنی جان بھی عزیز تھی سو باہمی رضامندی سے وہ قدم پیچھے لینے لگے۔ خواتین کی فوج گویا بھاری پڑ گئی تھی۔ وہ خاصے زخمی تھے اس لیے جو بھی ارادہ تھا اسے پس پشت ڈال دیا۔ فاطمہ بی بی ہمت سے چاقو تھامے کھڑی رہی جب تک کہ وہ حویلی سے نکل نہ گئے۔ ان کے باہر جانے کا یقین کر کے حلیمہ خالہ نے سب کو مطلع کیا۔

''بھاگ گئے بزدل..... عورتوں کی فوج نے کمال کر دیا اماں جان۔'' وہ خوشی سے مسکرائیں۔ تاج بیگم نے گہری سانس خارج کی۔ فاطمہ بی بی نے ہاتھ سے چاقو گرا دیا۔ ایک طوفان تھا جو گزر گیا تھا اور شکر ہوا تھا کہ کسی کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔ عزت و آبرو محفوظ رہی تھی۔ فاطمہ بی بی نے سامنے لگے قدآور آئینے میں خود کو دیکھا۔

چہرہ..... خدوخال بے حد حسین تھے اور یہ حسن جس قدر حسین تھا اسی قدر خطرناک بھی تھا۔ اس چہرے کو جاذب نظر نہیں ہونا چاہیے۔ یہ سفر میں تکلیف کا باعث بنے گا۔ ذہن میں خیال آیا اور وہ خاموشی سے آگے بڑھ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''میں ملٹری میں نوکری کرتا ہوں' آپ کو مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ملٹری والے مہاجرین کی مدد کر رہے ہیں۔ ان کو باحفاظت اسٹیشن پہنچا رہے ہیں۔ مذہب سے خوف زدہ نہ ہوں۔ دین کوئی بھی ہو ظلم کی اجازت نہیں دیتا۔'' سکھویندر نے کہا پھوپی جان نے سر ہلا دیا۔

''باتیں تو خوب کرتے ہو بیٹا' بھلے انسان معلوم ہوتے ہو میاں مگر ہم ایسی صورت حال سے گزر رہے ہیں کہ اعتبار کرنے میں ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔'' پھوپی جان نے کہا تو سکھویندر متفق ہوا۔

''آپ ٹھیک کہتی ہیں اماں جان..... ایسی صورت حال میں اعتبار ممکن نہیں مگر اچھائی برائی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ رب کو ماننے والے لوگ کسی سے ناانصافی نہیں کرتے۔ رب دل میں محبت ڈالتا ہے۔ خوف بھی ڈالتا ہے۔ رب کو ماننے والا کوئی انسان کسی دوسرے کے ساتھ غلط سلوک نہیں کر سکتا۔ دین نے رحم کرنا سکھایا ہے۔ انسانیت سکھائی ہے انسانیت مر جائے تو سمجھ لیں دین باقی نہیں رہا۔'' سکھویندر ٹھیک کہہ رہا تھا۔ اس کی باتیں سچائی پر مبنی تھیں۔ وہ واقعی بھلا بندہ تھا پھوپی جان کے ہمراہ آیت کو بھی قدرے اطمینان ہوا تھا کہ کسی غلط بندے پر بھروسا نہیں کیا۔ اس بھلے انسان نے بہت احترام کے ساتھ ان کو کرنال تک چھوڑ دیا تھا۔

''یہاں سے ٹرینیں جا رہی ہیں۔ معذرت چاہتا ہوں میں اس سے آگے نہیں جا سکتا۔'' اس نے افسوس سے کہا تو پھوپی جان نے اس کی پیٹھ تھپتھپاتے ہوئے شاباش دی۔

''جیتے رہو بیٹا تمہاری اتنی مہربانی ہی کافی ہے۔ اس کڑے وقت میں تم نے اس قدر عزت و احترام دیا۔ کسی نیک گھر کا چشم و چراغ ہو اللہ تمہیں اس نیکی کا اجر دے آمین۔'' کرنال سے دلی پہنچنا بھی ایک مشکل امر تھا۔ اگرچہ فاصلہ ایسا طویل نہ تھا مگر یہ فاصلہ بھی جیسے کانٹوں کا سفر تھا۔ بہرحال مشکل تھا بھی تو یہ سفر کرنا تھا۔ پھوپی جان نے تسلی سے کچھ ستا لیا تھا

https://pklibrary.com

اور پانی کے ساتھ پتے بھی پھانک لیے تھے اس لیے اب وہ قدرے ہشاش بشاش تھیں۔ آیت کو انہیں دیکھ کر تسلی ہوئی تھی۔

"علاقہ تو محفوظ نہیں آیت بچی مگر اب اوکھلی میں سر دے ہی لیا ہے تو موصلوں سے کیا ڈرنا' اب جو ہو سو ہو دیکھا جائے گا بھائی سے وعدہ کیا ہے سو تجھے تو بہ حفاظت دلی پہنچانا ہی ہے۔" پھوپی جان آیت کا ہاتھ تھام کر چلتی ہوئی بڑبڑائیں آیت چونکی۔

"آپ ہمارے ہمراہ پاکستان نہیں جائیں گی کیا؟"

"کے میرا یہاں کون بیٹھا ہے جس کے ہمراہ رہنا ہے؟ نہ بھی لے کر جاؤ گے تو زبردستی چلی جاؤں گی۔" پھوپی نے دھرلے سے کہا تو آیت مسکرا دی۔

"جس انداز سے آپ نے فقط ہمارے ہجرت کرنے کا ذکر کیا ہمیں لگا آپ ہمارے ساتھ جانے کا ارادہ نہیں رکھتیں۔" آیت نے کہا پھوپی جان کچھ نہ بولیں آیت بھی خاموشی سے چلنے لگی۔

"تھوڑا تازہ دم ہو لیے کافی ہے اللہ نے کرم کیا کسی کو مددگار بنا کر بھیج دیا ورنہ اس کڑے وقت میں کوئی کسی کو پوچھتا ہے جب ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے ایسے دور میں کسی سے کیا امید رکھی جا سکتی ہے۔ بہر حال کچھ حوصلہ بندھا کہ پانچوں انگلیاں برابر نہیں اور انسانیت اب بھی زندہ ہے۔" پھوپی جان اس سکھ نوجوان کے اخلاق سے متاثر دکھائی دیں۔ وہ دونوں اپنے دھیان میں چل رہی تھیں۔ جب انہوں نے پیچھے شور سن کر پلٹ کر دیکھا تھا بلوائیوں کا ایک گروہ اس طرف آ رہا تھا۔ گویا خطرہ سر پر تھا اور فرار کی راہ سرے سے موجود ہی نہ تھی۔

"پھوپی جان ہمیں بھاگنا ہوگا فوراً ہمت نہیں ہارنی۔" اس کے ساتھ ہی آیت ان کا ہاتھ تھام کر ایک تاریک چھوٹی گلی میں داخل ہوئی شور قریب سنائی دے رہا تھا مگر بدقسمتی تھی کہ وہ گلی آگے جا کر بند تھی اور آیت جہاں ہمتوں کو ٹوٹتے محسوس کر رہی تھی وہیں پھوپی جان حوصلہ ہارنا نہیں چاہتی تھیں ایک دروازہ کھلا تھا گلی کا اختتام تھا۔

"یا اللہ مدد۔" پھوپی جان نے اللہ سے مدد مانگی۔

"ہم گلی کے اختتام پر ہیں پھوپی جان اس سے آگے فرار کی راہ نہیں۔" آیت کی آواز مایوسی لیے ہوئی تھی۔ ایک ہندو عورت دروازے پر کھڑی دکھائی دی۔ نفرت ہی نفرت تھی اس کی آنکھوں میں۔ مزید ان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

"مرو جا کر اپنے دیس..... جان چھوڑو ہماری۔" وہ انتہائی نفرت سے چیخی۔

"چلیں جائیں گے۔ ہمیں وقتی مدد چاہیے تم بھی عورت ہو کیا تم ہماری مدد نہیں کر سکتیں۔" پھوپی جان نے ہاتھ جوڑ دیے۔ وہ استہزائیہ ہنس دی۔

"ہم سے کاہے کو مدد مانگتے ہو مسلو؟ جاؤ اپنے اللہ سے مدد مانگو وہ آئے گا ناں تمہاری مدد کو اڑن طشتری بھیجے گا تمہارے لیے۔ یہیں سے اٹھا کر سیدھا پاکستان لے جائے گا۔" وہ زور زور سے ہنسنے لگی اس عورت سے مدد کی کوئی امید نہیں تھی۔ وہ کسی صورت ان کو پناہ دینے کو تیار دکھائی نہ دی۔ شور گلی کے آغاز پر سنائی دیا۔ بند گلی کا اختتام اس پر کسی مدد کا نہ ہونا آیت نے خود کو ہر صورت حال کے لیے تیار کر لیا تھا۔

"پھوپی جان مت مانگیے ان سے مدد۔ ان سفاک لوگوں کے سامنے گڑگڑانے کا کوئی فائدہ نہیں اگر یہ کہتی ہیں کہ ہمارا اللہ ہماری مدد کو آئے گا تو ہمیں اسی پر بھروسا رکھنا چاہیے۔" آیت نے اس عورت کی طرف دیکھتے ہوئے برہمی سے کہا۔ جواباً عورت نے دروازہ ان کے منہ پر بند کر دیا۔

https://pklibrary.com/

شور بڑھتا جا رہا تھا۔ قریب..... قریب..... قریب تر..... اور قریب۔

"یا اللہ مدد..... بے شک تو ہی مددگار ہے میرے مولیٰ۔" آیت نے آنکھیں میچ کر اپنے رب کو مخاطب کیا۔ مشکل گھڑی میں جب بندوں سے آس امید ٹوٹ جاتی ہے تو رب پر اعتقاد مزید مضبوط ہو جاتا ہے۔ وہ دو عورتیں مضبوطی سے قدم جمائے کھڑی تھیں۔ وہ اندھیری گلی جس کا اختتام تھا۔ اس میں بلوائی دوڑے چلے آ رہے تھے۔ شور کان پھاڑنے لگا تھا۔ مگر آیت کے قدم ڈگمگائے تھے نا ایمان۔ وہ جوں کی توں کھڑی رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"خبر آئی ہے کہ کرنال سے جو ایک ٹرین پاکستان آ رہی تھی اس میں کوئی ایک بھی زندہ نہیں پہنچا۔ یہ سن کر حوصلہ ٹوٹا تھا مگر ہم اللہ پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ ناامید نہیں ہوتے نا ہمت ہارتے ہیں۔" سامنے بیٹھے بزرگ نے کہا تو نواب صاحب نے سر ہلا دیا۔

"قافلے رکیں گے نہیں چاہے اس سے زیادہ بھی ظلم کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں یہ ہجرت ایک خواب کی تعبیر کی ہے اور اس کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔" نواب صاحب نے تائید کی۔

"وہاں سرحد پار سے بھی اس طرح کی کئی خبریں آ رہی ہیں مگر یہاں سے ہجرت کرنے کا عمل رک نہیں رہا۔ مہاجرین کی ہمت کو سلام۔" خاتون نے بھی گفتگو میں حصہ لیا۔

"موت کا وقت مقرر ہے موت سے ڈر کر کوئی کہاں بھاگ سکتا ہے۔" بزرگ نے کہا۔ "یوں بھی کہتے ہیں گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔"

"بالکل بجا فرما رہے ہیں آپ بزرگوار، ہم سب اپنے رشتوں کو گنوا کر آگے بڑھے ہیں یہ نظریات کی جنگ ہے۔ ایک نظریہ جو ہمیں تحریک دے رہا ہے ورنہ ہم بھی پڑے رہتے یہیں اس زمین کے حصے پر، ہم اپنے آج کو اپنے کل پر قربان کر رہے ہیں۔" خاتون نے کہا۔ نواب صاحب نے خاتون کے برابر سوئے اس نوعمر لڑکے کو دیکھا۔ وہ پُرسکون نیند سو رہا تھا۔

اس ٹرین میں جتنے بھی لوگ تھے۔ ان کے پاس الگ الگ کہانیاں تھیں۔ الگ الگ تجربات تھے، سب کے دل دکھ سے بھرے تھے مگر ملال کسی کے چہرے پر دکھائی نہیں دیتا تھا اور نواب صاحب کو ماننا پڑا تھا کہ نظریات انتہائی اہم ہوتے ہیں بقا سے بھی زیادہ یہ دو قومی نظریہ معمولی نہیں تھے۔ غیر اہم ہوتے تو آج لوگ اس طور ہجرت نہ کر رہے ہوتے۔ اپنے جان و مال کی پروا کیے بنا ایک جگہ سے دوسری جگہ کوچ نہ کر رہے ہوتے۔ یہ محض سفر نہیں تھا بلکہ ایک ریاست کی اہمیت ہے۔ وہ ریاست جو مذہب کے نام پر وجود میں آئی، یہ اہمیت محض جگہ کی نہیں نظریاتی ریاست کی ہے اور نظریاتی اختلاف غیر اہم نہیں ہونے، نواب صاحب سوچ رہے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

تاج بیگم نے فاطمہ بی بی کا چہرہ دیکھا تو بھونچکا رہ گئیں۔

"یہ کیا کر لیا تو نے میری بچی؟" تاج بیگم نے تڑپ کر پوچھا مگر فاطمہ بی بی مسکرا دی۔ ان کے چہرے پہ کوئی پچھتاوا نہ تھا۔ آنکھوں میں تکلیف کا احساس تھا۔ ایک کرب دکھائی دے رہا تھا مگر وہ پُرملال تھیں نا رنجیدہ۔

"ہائے میری بچی تو نے اپنا چہرہ اس طرح خراب کر لیا۔" حلیمہ خالہ نے آگے بڑھ کر انہیں ساتھ لپٹایا۔ ہاجرہ اماں خاموش بیٹھی دیکھ رہی تھیں۔

"فاطمہ بچی نے جو کیا وہی مناسب تھا۔ حسن دلکش ضرور ہے مگر عزت سے بڑھ کر نہیں، پہلی نظر چہرے پر جاتی ہے اور

نیت کو اکسائی ہے چہرہ خوب صورت نہ ہوگا تو کوئی نگاہ بھی نہ اٹھے گی۔" ہاجرہ اماں کی آواز بھرائی مگر فاطمہ بی بی نے کوئی تاثر نہ دیا۔ انہوں نے سیاہ چادر کو اپنے گرد لپیٹ کر چہرہ کسی قدر چھپالیا۔

"چہرہ اس طرح میخوں سے مسخ نہیں کرنا چاہتے تھا۔" حلیمہ خالہ نے کہا فاطمہ بی بی خاموش رہیں۔

"فاطمہ نے ٹھیک کیا' وہ اپنے خاوند کے ساتھ وفادار ہے اور یہ اس کی وفاداری کا ثبوت ہے۔ وہ اس کی رہنا چاہتی ہے اپنے پورے دل اور روح کے ساتھ' اس کا اقدام اس کی ڈھال ثابت ہوگا۔" ہاجرہ اماں نے حمایت کی حلیمہ خالہ کراہ کر نظر پھیر گئیں۔

"ہائے میری بچی ایسا حسن' ایسا طرحدار چہرہ کسی دلیری سے اپنے چہرے کو خود آپ مسخ کرلیا۔" حلیمہ خالہ زاروقطار رونے لگیں۔ تاج بیگم نے انہیں گھورا۔

"حلیمہ بچی کا حوصلہ نہیں بڑھا سکتیں تو اس کا حوصلہ توڑ بھی مت' چہرہ عزت سے اہم نہیں' فاطمہ نے جو اقدام کیا ہے وہ مناسب ترین ہے۔" تاج بیگم نے پُرسکون انداز سے کہا۔

"ہماری بچی ایسی چاند سا حسن ہم تو ان کا چہرہ دیکھنے کی سکت بھی نہیں رکھتے۔ پھر انہوں نے جن کے لیے یہ اقدام کیا کیا وہ اس کی قدر کرے گا؟" خالہ بے پناہ رنجیدہ دکھائی دیں مگر فاطمہ بی بی نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی سے اس دوشیزہ کی طرف بڑھ گئیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

بندے تکبر میں حدود تجاوز کرسکتے ہیں زمین خدا بن سکتے ہیں مگر جو آسمان وزمین کا مالک ہے وہ ساتھ نہیں چھوڑتا۔ آیت اور پھوپی جان جب بے یارومددگار کھڑے تھے تب اچانک ایک در کھلا اور کسی نے ہاتھ تھام کر انہیں اندر کھینچ لیا تھا۔ یہ اللہ کی ذات تھی جو اپنے بندوں کے دلوں میں رحم ڈال رہی تھی۔

"تم دوسری طرف سے باہر نکل جاؤ۔ میں ٹھہرنے کی اجازت نہیں دے سکتی نا پناہ دے سکتی ہوں۔ چونکہ ہجوم گلی میں داخل ہوچکا ہے اور انہیں خبر ہوجائے گی کہ بند گلی میں کسی نے پناہ دی ہے یہ خطرے سے خالی نہ ہوگا۔ اگر تم یہاں ایک لمحہ بھی رکی' میرے گھر کا دروازہ پچھلی طرف کھلتا ہے۔ تم یہاں سے دوسری طرف چلی جاؤ اور کسی محفوظ مقام پر پناہ ڈھونڈو اس سے زیادہ مدد نہیں کرسکتی۔" وہ ہندو ادھیڑ عمر عورت تھی۔ جانے اس کے دل میں اللہ کا خوف کہاں سے آگیا تھا۔ کسی بات نے اسے مدد پر مائل کیا تھا۔ آیت نہیں جانتی تھی مگر اس نے اپنے رب سے مدد مانگی تھی اور اس کے رب نے سن لی تھی۔ اس نے وقت ضائع کیے بنا آنکھوں ہی آنکھوں میں شکریہ ادا کیا اور پھوپی جان کا ہاتھ تھام کر آگے بڑھ گئی۔ دوسری طرف گلی قدرے کشادہ تھی۔ سو اس نے سرپٹ دوڑنا شروع کردیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"فاطمہ کس حال میں ہوگی؟ جانے وہ سفر کا آغاز کرپائی ہوگی کہ نہیں۔" وقارالحق نے فاطمہ کے متعلق سوچا۔ جانے کس صورت حال سے گزر رہی تھی۔ وہ واپس محل پہنچ پائے تو لبا حضور اور فاطمہ بی بی کے ہمراہ سفر کا آغاز کرتے مگر اس افراتفری میں فیصلہ کیا تھا کہ کس طرف کا ہوش نہ رہا تھا۔ فاطمہ بی بی کے متعلق سوچ کر وہ افسردہ ہوگئے۔

"جانے ہم زندگی میں کبھی مل بھی پائیں گے کہ نہیں ایک رشتہ تھا اور ہم نے انہیں گنوادیا۔ متاع حیات کوئی یوں کھوتا ہے۔" انہیں اداسی نے آن گھیرا۔

"محبت میں سازشیں کیا پڑیں ہم بھی غافل ہوکر رہ گئے۔ ہم پر شکوے شکایت واجب نہ تھے مگر ہم نے شک بھی کیا اگرچہ واجب نہ تھا جس محبت کو ہم نے خود خیرباد کہا تھا اس کی طرف پلٹ کر آنا اور اس سے وفا کی امید رکھنا عبث تھا۔

اگر چہ فاطمہ نے بے وفائی نہ کی تھی مگر ہم مرد تھے اور مرد کی سوچ ایک نقطے سے آگے نہیں بڑھی۔ عورت پر تہمت لگانا' شک کرنا جیسے اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں یہ تک نہ سوچا کہ فاطمہ نے ہم سے کیا ثبوت مانگا' انہوں نے ہم سے کہا پوچھ گچھ کی' وفا کو ثابت کرنے کے لیے کیا امتحان لیا؟ عورت اس متعلق سوچتی بھی نہیں' مگر ہم مردوں کی سوچ اس نقطے سے شروع ہو کر گھوم گھام کر اس نقطے پر آ جاتی ہے۔ یہ حق فاطمہ کو بھی تھا کہ ہم پر تہمت لگائیں اور سوال اٹھائیں مگر انہوں نے حرف ملامت نہ کیا اور ہم کیا قصے لے بیٹھے۔ وفا کو ہم اپنی جاگیر تصور کرتے ہیں اور بے وفائی کی سختی عورت کے سر ٹانگ دیتے ہیں۔ چلو ثابت کرو کتنی وفادار ہو' وقار الحق بات شرمندگی کی ہے مگر آپ ایک سطحی مرد رہے۔ آپ کا دل میلا تھا تب ہی تو نکلنے سے قبل آپ فاطمہ سے رابطہ تک نہ کیا دل صاف ہوتا تو آپ نے ان سے ضرور پوچھا ہوتا۔ ہمراہ چلنے کی درخواست کی ہوتی مگر ہم تو بات دل سے نکال ہی نہ پائے۔ عورت کے دل میں کسی قدر گنجائش رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے اور مرد کے دل کو اس کشادگی سے محروم رکھا ہے۔ عورت مرد کی بے وفائی کو بھی معاف کرنے کی ہمت رکھتی ہے مگر مرد فقط سوچ بھی لے کہ وہ بے وفا ہو گئی تو محض سوچ کو بھی دل سے نکال نہیں پاتا۔ محض ایک سوچ دل میلا کر دیتی ہے اور بدگمانیاں بڑھتی جاتی ہیں جیسے کہ ہمارے درمیان دوریاں بڑھیں ہم نے بے وفائی کی کہانی کو محبت میں جگہ دی اور محبت کو الجھا دیا یا پھر یہ الجھنیں ہمارے دل سے شروع ہوئیں۔" وقار الحق نے گہری سانس خارج کی۔ افراتفری ذرا تھمی تو اپنا محاسبہ کرنے کا موقع ملا اور عقدہ کھلا کہ ان دونوں میں کچھ حصہ اپنا بھی تھا۔ دل کو اس سوچ نے پُر ملال کر دیا تھا مگر سچ ہی تھا جس قربت کے وہ خواہاں تھے۔ وہ قربت ہاتھ لگی تھی تو وہ بدگمانیوں میں گرے جاتے تھے محبت عجیب تھی خود الجھتی تھی تو اور بھی الجھا دیتی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"ہم پاکستان قطعاً نہیں جائیں گے۔" جنت بی بی نے حتمی لہجے میں کہا تھا جب سے خبر ہوئی تھی کہ وقار الحق ہجرت کر گئے ہیں وہ اسی نقطے پر سوچ رہی تھیں۔

"ہم کیوں جائیں پاکستان؟ ہم خود کی اپنے نظریات کی نفی کریں گے اگر ہم نے پاکستان جانے کے متعلق سوچا بھی تو ہم بھگوڑے نہیں' یہاں اپنے آباؤ اجداد کی نشانیاں چھوڑ کر ہم نہیں جا سکتے۔ جس کو جانا ہے جائے ہماری بلا سے ہم کم ہمتوں میں نام کیوں لکھوائیں' محبت نظریات سے بڑی نہیں ہو سکتی۔ ہم نظریاتی سوچ کا گلہ نہیں گھونٹ سکتے' ہم مسلم لیگ کے حمایتی کیونکر بن سکتے ہیں جبکہ ہم دو قومی نظریے کو بھی رد کرتے ہیں ہم کانگریس کے ہمراہ کھڑے ہیں ہم بزدل نہیں کہ اپنے ملک کو چھوڑ کر پاکستان دوڑیں جائیں۔ جو بے وقوفی سب کر رہے ہیں ہم بھی کریں ضروری نہیں۔" انہوں نے گہری سانس بھر کر سوچا مگر پھر وقار الحق کا خیال آیا تو عجیب بے چین سی ہو کر ٹہلنے لگیں۔ اسی وقت پنکج آ گئے۔

"کیا ہوا..... آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہی ہیں۔ پاکستان ہجرت کرنے کا ارادہ ہے کیا؟" وہ مسکرائے جنت بی بی نے خاموشی سے انہیں دیکھا فوری طور پر کوئی جواب نہ دیا۔

"کیا سوچ رہی ہیں' محبت کی کشش کھینچ رہی ہے کیا آپ کو؟" وہ مسکرائے مگر اس لطیف سے طنز پر بھی جنت بی بی خاموش رہیں پنکج نے ان کا چہرہ بغور دیکھا۔

"وقار الحق کے تعاقب میں جانا چاہتی ہیں آپ افف..... یہ محبت بھی کتنا بے بس کر دیتی ہے ناں؟" وہ ہنسے جنت بی بی نے انہیں گھورا۔

"ہم پاکستان نہیں جا رہے۔" انہوں نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"کیا مطلب.....! واقعی..... مگر آپ تو وقار الحق سے محبت کرتی ہیں ناں؟" پنکج نے ان کی محبت کا حوالہ دیا۔ تب وہ الجھ کر موڑھے پر بیٹھ گئیں اور تھکے ہوئے انداز میں گہری سانس خارج کی۔

"ہم وقار الحق کو نہیں بھول سکتے۔" وہ جیسے خود کلامی میں بولیں۔

"کچھ کہا آپ نے؟" پنکج چونکے مگر جنت بی بی متوجہ نہ ہوئیں' وہ جیسے اپنے آپ میں گم تھیں' فیروزی ساڑھی میں ان کا حسن دوآشتہ ہو رہا تھا۔ پنکج ایک لمحے کو یک ٹک دیکھے گئے پھر یک دم نگاہ پھیر گئے۔

"ہم بھاگنے والی نسل کی آنکھیں بند کر کے تقلید نہیں کر سکتے۔ ہمارا نظریہ یہ نہیں۔"

"مگر محبت....." وہ جیسے عجیب کشمکش کا شکار دکھائی دیں۔ جانے کیا سوچ کر پنکج نے ان کا ہاتھ تھاما اور ان کی مخروطی انگلیوں کی حرارت کو محسوس کیا۔ جنت بی بی چونکیں۔ ان کے ہاتھ سے یک دم اپنا ہاتھ کھینچ لیا پنکج کچھ عجلت کا شکار نظر آئے۔

"آپ پاکستان نہ جائیں' آپ جیسی بلند خیال دوشیزہ کی سوچ سے وہ ریاست ہم آہنگ ہیں۔ آپ دقیانوسی خیالات کی نہیں۔" پنکج مسکرائے ان کی نظروں میں عجیب سا تاثر دکھائی دیا۔ جنت بی بی کچھ محتاط ہو کر اٹھیں اور قدرے دوری جا بیٹھیں۔ پنکج اٹھے اور عین ان کے برابر آ بیٹھے۔

"آپ لبرل سوچ کی حامل ہیں۔ اس سیکولر ریاست میں ہی آپ کی بقا ہے مجھے نہیں لگتا آپ اس نظریاتی ریاست سے میل کھائیں گی۔" پنکج نے مسکراتے ہوئے ان کے گرد بازو حمائل کیے۔ وہ بدک کر پیچھے ہٹیں۔

"آپ..... آپ کو جانا چاہیے۔" وہ کھڑی ہوئیں۔ پنکج جنت بی بی کی حسن کی ضیاؤں سے پاگل ہو رہے تھے ان کا ہاتھ تھام کر ان کو خود پر گرا لیا۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ؟ دور ہٹیے۔" جنت چیخیں وہ پُرسکون انداز میں ہنس دیے۔

"پاس رہنا ہے تو پھر دوریاں کیسی۔ فاصلوں کو کوئی حق نہیں کہ درمیان رہیں۔" وہ حواس کھو رہے تھے۔ جنت بی بی کمرے کی طرف دوڑیں مگر دروازہ بند کرنے سے قبل وہ پوری قوت سے دروازہ دھکیل کر اندر آ گئے۔ جنت بی بی نے خود کو بے حد بے بس محسوس کیا تھا۔ پنکج کی آنکھوں میں ہوس صاف دکھائی دے رہی تھی۔ فرار کی راہیں جیسے مسدود ہو کر رہ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

"محبت سب سے بڑی آزمائش ہے۔ اس سے بڑا کوئی امتحان نہیں' محبت کی شرط ہے اگر اس کی آزمائش سے گزر جاؤ تو محبت وہ سب بخش دیتی ہے جس کی تمنا کرو۔" فاطمہ بی بی بڑبڑائی انداز خود کلامی کا سا تھا۔ یہ محض ان کی سوچ ہو سکتی تھی مگر کبھی کبھی انسان خود کو بہلا کر سکون محسوس کرتا ہے سو وہ بھی ایسی خوش فہمی میں رہنا چاہتی تھیں کہ ان تمام صعوبتوں سے گزر کر جب وہ منزل پر پہنچیں گی تو محبت ان کی منتظر ہو گی ایسا ہونا ضروری نہ تھا مگر محبت خوش فہم تھی۔ خوش گمانی کا ہاتھ تھام کر چل رہی تھی۔ تاج بیگم نہیں چاہتی تھیں کہ وہ کسی خوش گمانی میں رہیں مگر وہ فی الحال اس متعلق ان سے کوئی بات کرنا نہیں چاہتی تھیں۔

"وقار الحق پاکستان پہنچ چکے ہوں گے ناں؟" وہ براہ راست کسی سے مخاطب نہیں تھی مگر غالباً اس لمحے انہیں وقار الحق کا ذکر کرنا اچھا لگا رہا تھا۔

"انہوں نے ہم سے رابطہ نہیں کیا چندا' ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔" ہاجرہ اماں نے کہا۔ "ہم جب محل سے نکل رہے تھے تو نواب صاحب کی بھی خبر نہ تھی۔ ہمیں چونکہ ہجرت کرنا تھی سو ہم حلیمہ کو لے کر تاج بیگم کی طرف آ گئے ایسی افراتفری مچی تھی کہ کسی کو کسی کا ہوش تھا نا خبر۔ چھوٹے نواب کسی کام سے دوسرے شہر گئے ہوئے تھے ان کی بھی خبر نہیں کہ لوٹے کہ نہ لوٹے اگر وہ لوٹے ہوتے تو ہم مل کر آغاز سفر کرتے مگر ایسا نہ ہوا' نواب صاحب بھی لاپتا ہو گئے اور وقار الحق کی بھی کچھ خبر

نہ تھی ہم بے بس لاچار عورتیں اکیلے کس قابل تھیں۔ تاج بیگم نے اپنے ہمراہ لیا تو ہم بھی پاکستان جانے کو تیار ہو گئے۔ اللہ کرے وقار بچہ خیریت سے ہو اور نواب صاحب کو بھی اللہ پاک اپنے پاک سائے میں رکھیں ہم نے اس گھر کا نمک کھایا ہے۔ ہاتھ جب بھی دعا کو اٹھتے ہیں ان کی خیریت چاہتے ہیں۔" ہاجرہ اماں نے کہا تو فاطمہ بی بی نے گہری سانس خارج کی۔

"جانے کیوں دل سے ایک آواز آتی ہے کہ وقار الحق خیریت سے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ ان کی سلامتی کی دعا مانگی ہے۔ چاہے وہ ہمارے ہمراہ ہیں یا نہیں لیکن ہم انہیں خیریت سے دیکھنے کے خواہاں ہیں۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ پاکستان پہنچ کر ہمارا انتظار کریں گے۔" وہ مدہم لہجے میں بولیں۔ پھر سر جھکا گئیں اور سرگوشی کے لیے انداز میں بولیں۔

"اور کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ ہمارے منتظر ہیں کہ نہیں ہماری ہر سانس ان سے وابستہ تھی اور رہے گی۔ محبت مشروط نہیں ہم ہجرت اپنی آس پر کر رہے ہیں کہ اس منزل کے اختتام پر وہ ہمارے منتظر ہوں گے۔ یہی سوچ ہے جو ہمیں توانائی دیتی ہے اور ہمارے جسم میں حرارت کا باعث بنتی ہے۔ تمام تر تکالیف کے باوجود ہم ایک عزم سے قدم اٹھا رہے ہیں تو فقط اسی سوچ کے ہمراہ۔" وہ مثبت انداز میں سوچ رہی تھیں اور کوئی ان کی ہمت کو توڑنا نہیں چاہتا تھا۔ سو تاج بیگم نے ایک لفظ نہ کہا اور چپ چاپ رخت سفر باندھ لیا۔

"اس بیمار لڑکی کو بھی ہمراہ لینا ہے سو کچھ جڑی بوٹیاں بھی ہمراہ لینی ہوں گی۔" ہاجرہ اماں متفکر ہوئیں' اس لڑکی کی حالت قدرے بہتر تھی کہ اٹھ کر اپنے قدموں پر چل پھر رہی تھی۔ اگرچہ تاج بیگم متفکر تھیں مگر فاطمہ بی بی اس لڑکی کے بنا یہاں سے آگے بڑھنا نہیں چاہتی تھیں اور ان کی خواہش وہ ٹال نہیں سکتی تھیں۔ سو مجبوراً اس لڑکی کو بھی ہمراہ لے لیا تھا۔

"شاکرہ آپ ٹھیک ہیں ناں؟" ہاجرہ اماں نے قصداً پوچھا۔ لڑکی نے سر ہلایا تو تاج بیگم قدرے مطمئن ہوئیں۔

"اماں جان پریشان نہ ہوں اس سفر میں کوئی کسی پر بوجھ نہیں۔ سب قافلے کا حصہ ہیں اور جانے کس کے قدم ہمیں منزل تک ساتھ خیریت کے پہنچا دیں۔" حلیمہ خالہ نے کہا تو تاج بیگم نے سر ہلا دیا تھا۔

❀.....❀.....❀.....❀

کھلا آسمان تھا اور قدم تھے کہ ہمت ہارنے کو تیار نہ تھے۔

"میں تھک گئی ہوں بیٹی تھوڑا رکیں تو ستا لیں۔" پھوپی جان نے کہا تو آیت کو مجبوراً قدم روکنا پڑے۔ اپنے سامان میں موجود پانی کی بوتل نکال کر ان کی طرف بڑھائی' ایک گھر کے سامنے مختصر سی سیڑھیاں تھیں' ان کو وہاں بٹھایا۔ وہ پانی کے دو گھونٹ لے کر سانس لینے لگیں۔

"کبھی سوچا نہ تھا کہ گھر کے ہوتے ہوئے بے گھر ہوں گے اور در بدر ٹھوکریں کھانا پڑیں گی۔ ایک لمحے کی پناہ مل جائے تو غنیمت لگتی ہے اب اپنے گھر کا آرام و سکون تیاگ دیا ہم نے۔" پھوپی جان سوچ کر مسکرائی۔ وہ حوصلہ نہیں کھو رہی تھیں مگر تھک گئی تھیں۔

"ہمت کریں پھوپی جان' ابو جان ہمارے منتظر ہیں اور ہمیں اس تاریکی کا فاکدہ اٹھا کر دلی تک پہنچنا ہے۔ دن میں سفر بہت دشوار ہوگا۔" آیت نے ان کی ہمت بندھائی وہ سر ہلاتے ہوئے مسکرا دیں۔

"جانتی ہوں بچی کرنال سے کئی لوگ ہجرت کر رہے ہیں۔ مگر بھیا کو جو حرف دیے تھے ان کی پاسداری کو دلی پہنچنا ضروری ہے۔" انہوں نے مدہم لہجے میں کہا۔

"کچھ بھوک لگی ہو تو چنے دوں؟" آیت نے پوچھا۔

"ارے نہیں کھا لیا تو طبیعت بوجھل ہو جائے گی ہمارے سامان میں چنے موجود ہیں ہم خود کھانا نہیں چاہ رہے۔"

انہوں نے بوتل کا ڈھکن لگا کر آیت کی طرف بڑھایا اور اٹھ کھڑی ہوئیں گویا کہا کہ اب میں سفر کو توانا ہوں آیت نے ان کا ہاتھ تھام کر ان کو اٹھنے میں مدد دی۔

"ابھی تو بہت چاک و چوبند اور توانا ہیں آپ پھوپی جان ہم سے زیادہ فعل دکھائی دیتی ہیں ماشاء اللہ۔ ہمت مت ہاریے گا۔ اس سفر میں اپنی ہمت آپ ہیں۔" آیت کے کہنے پر پھوپی جان مسکرا دیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

جنت بی بی کے ساتھ جس طرح کی بربریت کا مظاہرہ ہوا تھا وہ انہیں زندہ لاش میں مبتلا کر گئی تھیں۔ پنکج وہاں سے چلے گئے تھے۔ وہ نیم مردہ سی پڑی تھیں۔ جب ریحان میاں کی آواز سنائی دی تھی۔

"جنت بی بی آپ ٹھیک ہیں؟" دور سے ریحان میاں کی آواز سن کر ان کی منجمد آنکھوں میں حرکت ہوئی۔ جس طرح گھر کی حالت تکپٹ تھی ان کو لگا تھا شاید بلوائی لوٹ کھسوٹ کی نیت سے گھر میں گھس گئے ہیں۔ سو انہوں نے دور سے ہی پکار کر جنت بی بی کی خیریت معلوم کی مگر ان میں بولنے کی سکت نہ تھی۔ وہ کمرے میں داخل ہونا چاہتے تھے مگر یک دم منہ پھیر گئے پھر اس طرح منہ پھیرے آگے بڑھ کر پلنگ کی چادر کو ان کے وجود پر ڈال دیا تھا۔

"کون آیا تھا گھر؟ کس نے آپ کی یہ حالت....." ریحان میاں ان کی حالت پر چیخ پڑے مگر جنت بی بی کچھ بولنے کے قابل نہ تھیں۔

"ہم اسٹیشن کی طرف جا رہے تھے سوچا آپ سے پوچھ لیں کہ ہمراہ چلیں گی۔ بتائیں ہمیں کون آیا تھا یہاں' آپ نے گھر کا در کیوں کھولا؟" وہ بے حد بوکھلا گئے تھے جنت بی بی کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ ان کا سرد ہاتھ تھام کر مسلنے لگے۔

"پ.....پ.....پا.....نی....." جنت بی بی نے پکارا تو وہ پانی لینے کو دوڑے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"آپ کو اپنی والدہ کی سننا چاہیے تھی اگرچہ ہم آپ کے فیصلوں پر اثر انداز ہونا نہیں چاہتے مگر وہ ماں ہیں اور ماں کا دل دکھانا ٹھیک نہیں۔" کرم دین چاچا رجت سنگھ کی والدہ کے جانے کے بعد بولے۔

رجت سنگھ خاموش رہا' اس کا چہرہ جذبات سے عاری تھا جیسے وہ جذبات میں بہہ جانے کے خوف میں مبتلا خود کو سنبھالے بیٹھا ہو۔ کرم دین چاچا کو اس اونچے لمبے نوجوان کے چہرے میں ایک معصوم بچے کا چہرہ دکھائی دیا جو اپنی ماں سے ملاقات کے بعد عجیب سہما سا بیٹھا تھا۔ کرم دین چاچا نے ان کی پشت تھپتھپائی لفظ کبھی کبھی کافی نہیں ہوتے سو انہوں نے لفظ تلاشنے ضروری خیال نہ کیے۔

"رشتے جس قدر مضبوط کرتے ہیں اسی قدر کم ہمت بھی کر دیتے ہیں چچا جان' ہم خود کو بہت ناتواں محسوس کر رہے ہیں۔" رجت سنگھ نے اس لمحے خود کو جذبات کے دھاروں پر بہنے سے روکا۔ آنکھوں میں ٹھہری نمی کو بہہ جانے دیا۔ کرم دین چاچا دانستہ وہاں سے اٹھ گئے۔

"جہانگیر محمد کچھ وقت تنہا بیٹھو مجھے امید ہے تم کسی فیصلے پر پہنچ سکو گے۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئے۔

❁.....❁.....❁.....❁

"شیر دل کے والد جہاں ملازم تھے یہ ایک امیر ہندو آدمی کی حویلی تھی۔ اس کی اولاد نہیں تھی۔ وہ اکیلا تھا سو کوئی ذمہ داری نہ ہونے کے باعث خود کو سیاست میں کھپا دیا۔ وہ کانگریس کے ہمراہ کام کرتا تھا مگر جیسے ہی پاکستان بننے کی خبر پھیلی اس نے حویلی کے تمام ملازموں کو اٹھا لیا اور ان میں سے ہندو ملازم الگ کیے اور ان سے کہہ کر مسلمان ملازمین پر خوب زد

https://pklibrary.com/

وکوب کرایا۔ ہندو ملازمین نے کتنی بیٹیوں کو بے آبرو کیا اور وہ ہندو راجہ خوب محظوظ ہوتا رہا۔ وہ جیسے نیم پاگل تھا شراب کے نشے میں دھت رہتا۔ مال و دولت کی فراوانی ہو تو کئی برائیاں آ جاتی ہیں سو اس موئے ہندو میں بھی ہزار برائیاں گھر کر گئیں۔ اکثر ملازمین کے بچوں پر نیت خراب رہتی۔ ایک دن ابا جان کو گھر آنے میں دیر ہوئی تو میں ان کی خبر لینے ان کی ملازمت پر پہنچی اور ان کی نظر مجھ پر پڑ گئی مگر ابا ایک بہادر آدمی تھے اور اصولوں پر سمجھوتا نہ کرتے تھے سو ان سے مدعا کہنے کی ہمت ان کی نہ ہوئی مگر جب پاکستان بننے کی خبر آئی تو انہوں نے ابو جان کو بھاری معاوضہ دے کر ملازمت چھوڑ کر جانے سے منع کیا۔ ابو جان بھی کانگریس کے کارکن تھے۔ سو انہوں نے یہ کہہ کر ان کی رقم واپس کر دی کہ میں غور و فکر کروں گا کہ پاکستان ہجرت کرنا ہے کہ نہیں۔ بھارت بننے کی خبر پر انہوں نے اس قلعے میں بڑے جشن کا اہتمام کیا تھا۔" شاکرہ بولتے ہوئے رکی۔ تاج بیگم نے انہیں بغور دیکھا۔

"پھر کیا ہوا؟" حلیمہ خالہ نے بے چینی سے پوچھا۔

"اس موئے ہندو کی نیت خراب تھی سو اس نے ابو جان کے مشروب میں زہر ملا دیا اور مجھے گھر سے بلوایا کہ تمہارے ابو کی طبیعت بگڑ گئی ہے۔ ابو کہہ کر گئے تھے کہ ہم یہاں نہیں رہیں گے۔ ان کا ارادہ خالہ جان کے کنبے کے ہمراہ پاکستان ہجرت کرنے کا تھا۔ اس کی خبر اس ہندو مالک کو ہو گئی تھی۔ سو اس نے ابو جان کو زہر دیا اور جب میں ابو جان کو لینے وہاں پہنچی تو اس نے میری آبرو ریزی کی اور وہیں پھینک کر چلا گیا۔ بلوائی چونکہ جگہ جگہ حملہ آور ہو رہے تھے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کیے ہوئے تھے سو اس واقعے کو بلوائیوں کے حملے کا رنگ دیا۔ آپ لوگ وہاں نہ آتے تو شاید میں بھی دم توڑ جاتی۔" وہ رنجیدہ ہوئی۔

"چلو ہمت نہ ہارو تم۔ تمہیں اللہ نے نئی زندگی دی ہے۔ تمہارا بچنا اور پاکستان ہجرت کرنا لکھا تھا سو ایسا ممکن ہوا' وہ پروردگار جانتا ہے کس کس شے کی حاجت ہے سو وہ اسباب بناتا ہے۔ تمہاری زندگی باقی تھی سو ہم بہانہ بنے۔" ہاجرہ اماں نے اس کی ہمت بڑھائی۔ تاریکی میں چلتے ہوئے وہ دبی دبی آواز میں باتیں کر رہی تھیں تاکہ ان کی موجودگی کی خبر نہ ہو' دبے پاؤں چلتے ہوئے ان کا قافلہ آگے بڑھ رہا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

رات کی تاریکی میں سفر آسان ہو گا ایسا پھوپی جان نے قیاس کیا تھا مگر کچھ دور چل کر جب وہ ایک گلی میں مڑنے والے تھے تب ہی ایک گروہ نے انہیں گھیر لیا تھا۔

"پھوپی جان نے آیت کا ہاتھ تھام کر بھاگنا چاہا مگر ان من چلوں نے چاروں سمت پھیل کر راستہ روک لیا تھا۔ وہ ہندو لڑکوں کا ایک ٹولہ تھا جو رات کی تاریکی میں جمع ہو کر ایک نکڑ پر بیٹھا تھا۔

"کہاں جاتی ہیں ماتا جی' ایسا خزانہ ساتھ لیے؟ جس شے کو چھپا کر تجوری میں رکھنا چاہیے اسے اس سے ہمراہ لیے پھرتی ہیں۔" ایک من چلے نے قریب ہو کر کہا آیت دبک کر پیچھے ہوئی تھی۔

"چلو ہم پناہ دیتے ہیں ایسے بے سر و سامان لوگوں کو۔ بھاگ کیوں رہی ہیں ماتا جی؟ ہم کوئی غیر ہیں ہم دل میں اتنی جگہ رکھتے ہیں کہ آپ کی بٹیا کے ہمراہ آپ کے لیے بھی خوب جگہ بن جائے گی۔" ایک من چلا بولا تو سب خوب ہنسے۔ وہ گھیرا تنگ کر رہے تھے اور آیت کی سانسیں خشک ہو رہی تھیں۔

"ہمیں جانے دو پیچھے ہٹ جاؤ۔" آیت نے ڈرے بغیر چیخ کر کہا تو من چلے ہنسنے لگے۔

"کیسی تیکھی مرچ سی چھوکری ہے' ماتا شری کنیا کو کیا کھا کر پیدا کیا؟" ایک نے آواز کسی تو سب شور مچانے لگے۔

"ماتا شری پریشان مت ہوں' ہم ہیں ناں خوب حفاظت کریں گے' چلو ہمارے ہمراہ چلو۔" ایک نے پاس آ کر

ہمدردی کی۔

"دور ہٹو۔" پھوپی جان نے ڈپٹا۔

"اوہ بڑھیا بھی کم نہیں، پتری تیکھی مرچ ہے تو ماتا شری بھی کم نہیں۔" ایک ہنسا اور آیت کا آنچل کھینچا۔ دوپٹا سر سے سرک گیا۔ وہ جو دوپٹے کے کونے سے چہرہ چھپائے ہوئے تھی ساکت رہ گئی۔ یک دم سر ڈھانپا اور اپنے گرد تنی چادر کو مضبوطی سے تھام لیا۔

"ہمیں بھاگنا ہوگا پھوپی جان آپ تیار ہیں۔" وہ مدہم آواز میں پھوپی کے قریب کان کر کے بولی۔

"ایسا ممکن نہیں..... یہ نوجوانوں کا گروہ ہے ہم ان کا دھیان بٹاتے ہیں تم بھاگ جاؤ۔" پھوپی جان نے کہا۔

"ہم آپ کو تنہا چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔" آیت انکاری ہوئی۔

"اوہ ہو کیا مسیہ ہے محترمہ تو ہم سے کہو۔" ایک نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر آیت کی کلائی پر چٹکی کاٹی۔ وہ سسک کر رہ گئی اور بے ارادہ اپنا سامان والا بیگ اس کے سر پر دے مارا اس ہجوم میں ہلچل مچی۔ موقع پا کر آیت نے دوڑ لگائی مگر وہ ٹولہ پیچھا کرنے لگا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ہاجرہ اماں تھک گئی تھیں مگر مروت کے مارے بول نہیں رہی تھیں کہ کہیں ان کے باعث سفر رک جائے۔ فاطمہ بی بی نے ان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے تاج بیگم کو رکنے کا کہا۔

"دادی جان ہم تھک گئے ہیں تھوڑی دیر یہاں رک جائیں۔"

"پگلی ہوئی ہے کیا؟ ان جھاڑیوں میں کوئی سانپ بچھو نکل آیا تو ایسا ویرانہ ہے۔ یہاں لٹیرے بھی ٹکرا سکتے ہیں یوں بھی بلوائی بھی وہی کام کر رہے ہیں جو لٹیرے کرتے ہیں سو راہ سے ہٹ کر اس طرح جھاڑیوں میں چلنے کا کوئی سبب نہ رہے گا۔ اس سے بہتر ہوگا کہ ہم سینہ ٹھونک کر سڑک پر چلیں۔" تاج بیگم نے بے نقط سنا ڈالیں فاطمہ ہاجرہ اماں کا منہ دیکھ کر رہ گئیں۔

"اے بیٹی رہنے دو ہم تھکن سے دوچار نہیں۔" ہاجرہ اماں کے متعلق سن کر تاج بیگم نے انہیں وہی رکنے کا کہہ کر سڑک کی طرف راہ لی۔ شومئی قسمت وہاں سے ایک تانگہ جا رہا تھا اور کوچوان ادھیڑ عمر آدمی شکل سے بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ تاج بیگم نے تانگے والے کو روکا اس نے ناچار تانگہ روک لیا مگر ساتھ ہی صاف گوئی سے بولا۔

"اماں آگے جانے کی درخواست مت کرنا ہم آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔ ہمارا بچہ بیمار ہے اس کی دوادارو کرنے کو تانگہ نکالنا پڑا ورنہ اس لوٹ کھسوٹ میں ہم تو گھر پر ہی دبکے بیٹھے ہوتے۔" اس نے اپنی رام کتھا سنائی تو تاج بیگم اس کی دلیلوں سے اکتا کر بولیں۔

"میاں جانتے ہیں ہم تمہارے تانگہ کو چین تھوڑا نہ لے جا رہے ہیں۔"

"ارے اماں چین کو چلے جائیں گے وہاں گا کوئی مسئلہ نہیں آفت تو یہاں مچی ہے بلوائیوں کے ہتھے لگ گئے تو دو چار پیسے کمانے سے بھی جائیں گے۔" وہ عجب ڈرا ہوا تھا تاج بیگم نے اس کی تاویلیں سن کر گہری سانس لی۔

"میاں ہماری بھی سن لو اپنی ہی سنائے جاؤ گے کیا؟" تاج بیگم کا بردبار لہجہ کام آیا اور وہ سننے پر قائل ہوا۔

"چلیے آپ کہیے۔"

"ہمارے ہمراہ ایک بیمار لڑکی ہے پیدل سفر مشکل ہوگا ہمیں کسی محفوظ مقام تک چھوڑ دو جو دام کہو گے دیں گے جتنے ٹکے لینے ہوں کھل کر بتا دو۔" تاج بیگم نے دو ٹوک کہا۔ اس کی نظر تاج بیگم کی کلائیوں میں چمکتے سنہری کنگن پر پڑی تو لالچ

https://pklibrary.com

سے اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"نکوں کا ہم کیا کریں گے اماں جان۔ جوکھوں میں ڈالنا ہی ہے تو کھل کر دام کھرے کروں۔" تانگے والے کی باچھیں کانوں سے جا لگیں پیلے دانت اور بھی نمایاں ہو گئے تاج بیگم کو اپنے کنگن کے عوض یہ غنیمت لگا سو انہوں نے آواز دے کر فاطمہ بی بی اور دیگر خواتین کو بلا لیا اور سامان سمیت سب ایک ایک کر کے تانگے میں سوار ہو گئیں۔

"اب شرافت سے ہمیں محفوظ مقام پر پہنچاؤ۔" تاج بیگم نے کلائی سے کنگن اتار کر اس کے ہاتھ تھما دیے۔ وہ کھل کر مسکرایا اور یکہ آگے بڑھا دیا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ریحان کی جان پہچان تھی اس لیے ایک ہندو طبیب کو پکڑ لایا اس نے فوری طبی امداد دی۔

"کتنے دن میں حالت سنبھل جائے گی؟" ریحان میاں نے پوچھا۔ جنت کی حالت دیکھ کر ان کا برا حال تھا۔

"دوائیاں دی ہیں۔ امید ہے جلد حالت سنبھل جائے گی۔ جو دوائیاں دے کر جا رہے ہیں وہ بھی وقت پر کھلاتے رہیں۔ بھگوان نے چاہا تو کنیا جلد بہتر ہو جائے گی۔" طبیب نے معاوضہ لے کر باہر کی راہ لی ریحان میاں کی حالت غیر تھی۔ وہ لاکھ بدنیت اور غیر دیانت دار سہی مگر جنت بی بی کے حق میں کبھی انہوں نے برا نہیں چاہا تھا۔ ہمیشہ ان کا ہر حکم آنکھیں بند کیے پورا کیا تھا۔ چاہے وہ کسی کے لیے کتنی بھی پریشانی کا باعث بنتا مگر ہر جائز ناجائز حکم بجالانا جیسے ان پر فرض تھا۔

"جنت بی بی آنکھیں کھولیے آپ ہمیں سن رہی ہیں ناں؟" طبیب جو دوا دے کر گیا تھا اس کا اثر یقیناً فوری نہ ہو سکتا تھا مگر ریحان میاں اوتالوے سے جنت بی بی کا ہاتھ تھام کر ان کے سرہانے ٹک گئے۔

"جلدی سے تندرست ہو جایئے جنت بی بی۔ آپ اس طرح بیماری کے بستر پر بڑی اچھی نہیں لگتیں۔" ریحان میاں نے مدھم لہجے میں انہیں پکارا مگر جنت بی بی نے فی الفور آنکھیں کھول کر نہ دیکھا

❁.....❁.....❁.....❁

آیت نے جیسے ہی دوڑ لگائی تھی ایک من چلے نے ان کا آنچل کھینچ لیا مگر وہ اس کی پروا کیے بنا سرپٹ دوڑی تھیں پھوپی جان اپنے سامان والے تھیلے سے ان من چلوں کو ہٹانے لگیں۔

"بڑھیا کیا دم ہے تجھ میں اور تیری کنیا بھاگ گئی تجھے یہاں چھوڑ کر اب تیرا کیا ٹھکانہ ہے؟" پھوپو جان بے دم ہو کر گر گئیں تب وہ من چلے انہیں چھوڑ کر چلتے بنے۔

"آیت جانے کتنی دور گئی ہو گی۔ بنا چادر کے ننگے سر۔ اف یا اللہ یہ مشکل گھڑی کیسے ٹلے گی کیا کریں ہم؟" وہ جس طرح زمین پر گری تھیں اس سے لاتعداد چوٹیں آئیں گھٹنا بھی چھل گیا تھا کئی لمحے زمین پر چت پڑی گہرے سانس لیتی رہیں۔

"آیت کی مدد فرما میرے رب۔ اس بچی کو اپنی حفاظت میں لے۔" دل سے دعا مانگی۔

❁.....❁.....❁.....❁

شیر دل ماں کی گود میں دبکا وقار الحق کو دیکھ رہا تھا۔ وقار الحق اس کی حرکت پر مسکرائے۔

"شیر دل میاں کیا سوچ رہے ہیں آپ..... کیا ڈر لگ رہا ہے؟" وقار الحق نے ہاتھ تھام کر ان کو اپنی طرف بلایا وہ اپنی اماں کی گود سے اٹھ کر ان کے برابر آن بیٹھے اور مسکراتے ہوئے بولے۔

"ہم سوچ رہے تھے آپ ایسے شہزادوں سے دکھتے ہیں تو آپ کی دلہن کیسی ہو گی؟" شیر دل کا دماغ اپنی روش پر دوڑ رہا

https://pklibrary.com/

تھا۔ وقار الحق کو ان کے معصومانہ سوال پر ہنسی آئی تب ہی بولے۔

"آپ کو ہم شہزادوں جیسے کیوں لگے؟"

"کہانیوں میں سنا امی جان اکثر شہزادوں کی کہانیاں سناتی ہیں خوب صورت اور بہادر شہزادے۔ جو شہزادی کو ظالم جن کی قید سے رہائی دلاتے ہیں۔" شیر دل کا معصوم دماغ اس مشکل گھڑی میں بھی الف لیلیٰ کی کہانیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ان کی معصومیت پر وقار الحق کو پیار آیا اور انہوں نے شیر دل کی پیشانی چوم لی۔

"کاش ہم شہزادی کو ظالم جادوگر کی قید سے رہائی دلا سکتے مگر....." وہ بڑبڑائے شیر دل چونکا۔

"آپ نے کچھ کہا چچا جان؟" شیر دل کے پوچھنے پر وقار الحق مسکرائے اور نفی میں سر ہلا دیا۔

"اچھا بہادر، نڈر اور خوب صورت شہزادے کی شہزادی کیسی ہوتی ہیں؟" ان کی دلچسپی بڑھی تو پوچھ لیا تھا شیر دل کچھ دیر کو سوچتا رہا پھر مسکرا دیا۔

"شہزادی تو بہت ہی خوب صورت ہوتی ہوگی ناں؟"

"جیسے؟" وقار الحق متعجب ہوئے۔

"جیسے..... جیسے خوب بڑی آنکھیں لمبے بال، معصوم چہرہ خوب آن بان شان اور نرم دل۔" ننھے شیر دل کا تخیل کمال کا تھا وقار الحق بے ساختہ انداز میں سر ہلانے لگے پھر مدہم لہجے میں گویا ہوئے۔

"ہماری شہزادی بھی کچھ ایسی ہی ہے۔"

"اوہ..... آپ اپنی شہزادی سے ملے ہیں تو پھر آپ ان کے ہمراہ کیوں نہیں؟ ہر کہانی کے آخر میں امی جان نے یہ ہی بتایا کہ پھر شہزادہ اور شہزادی ہنسی خوشی رہنے لگے۔" ننھے شیر دل کو وقار الحق کی کہانی کا اختتام متجسس کو گیا۔ وقار الحق کے لبوں سے مسکراہٹ معدوم ہو گئی۔

"ہماری کہانی کا انجام شاید ابھی ہوا نہیں، جب انجام آئے گا تو ہم بھی ہنسی خوشی رہیں گے۔" وہ مدہم لہجے میں بولے۔ اداسی تھی ان کے لہجے میں۔

"اگر آپ اپنی شہزادی کو ظالم جادوگر کی قید میں چھوڑ آئے ہیں تو آپ کی کہانی کا انجام ہنسی خوشی رہنے والا کیسے ہوگا؟ اس خوشی والے اختتام کے لیے تو آپ کو اپنی شہزادی کے ہمراہ ہونا چاہیے تھا ناں؟" وہ ذہین و فطین بچہ تھا اپنی دانست میں کمال سوچتا اور بولتا تھا۔ وقار الحق خاموش رہ گئے تھے۔

"آپ اداس ہو گئے؟" بچے نے ان کے چہرے کے تاثرات کو بغور جانچا۔ وقار الحق نے نفی میں سر ہلایا اور شیر دل کے بال بکھیرتے ہوئے مسکرائے۔

"آپ ایسی دلچسپ باتیں کرتے ہیں..... ہم اداس کیسے ہو سکتے ہیں۔" وقار الحق کی بات پر شیر دل مسکرایا۔

"ایسا تو امی جان بھی کہتی ہیں مگر سچی ہمیں بھی نہیں پتا ہم ایسی باتیں کیسے کر لیتے ہیں مگر چچا جان ہمیں اپنا فطین طوطا بلاتے تھے اور روز ہمیں چوری بھی کھلاتے تھے ان کو لگتا تھا مکھن والی چوری کھا کر ہم اور بھی فر فر بولنے لگیں گے اور ایسا ہوا بھی۔ یہ چچا جان کی چوری کا ہی کمال ہے کہ ہم اتنا اچھا بول لیتے ہیں۔ ہمارے چچا جان بھی آپ جیسے پیارے سے شہزادے ہیں اور ان کی دلہن بھی بہت نرم دل ہے بالکل کہانی کے شہزادے والی شہزادی۔" ننھے شیر دل کی باتیں واقعی دلچسپ تھیں۔ وقار الحق مسکرانے پر مجبور ہو گئے تھے مگر شاید ان کی آنکھوں کی اداسی شیر دل نے بھانپ لی تھی تب ہی بولا۔

"آپ پریشان نہ ہوں آپ کی شہزادی پاکستان میں مل جائے گی۔" وقار الحق چونکے۔

"آپ کو کیسے خبر؟"

https://pklibrary.com/

"ہمارا دل کہتا ہے اور ہمارا دل کبھی غلط نہیں کہتا ہم نے چچا جان سے کہا تھا کہ ان کے کبوتر اڑ جائیں گے اور ایک دن جب انہوں نے پنجرے کا دروازہ کھولا اور تمنا کی کہ وہ اڑا کر واپس لوٹ آئیں گے تو وہ نہیں لوٹے چچا جان پنجرے کا دروازہ کھولے شام تک منتظر رہے۔" شیر دل نے عجیب داستان سنائی۔

"اوہ..... مگر ایسا کیوں ہوا پرندے کہاں گئے؟ پالتو پرندے تو دانہ چگ کر واپس پنجرے میں لوٹ آتے ہیں۔" وقار الحق نے داستان میں مکمل دلچسپی ظاہر کی۔ ننھا شیر دل پُر افسوس انداز میں سوچنے لگا پھر اداس سا بولا۔

"دادا جان مرحوم کہتے تھے مصیبت کو جان لینے کا ہنر پرندوں کو سب سے زیادہ ہے سو شاید انہی کی بات سچ ثابت ہوئی جیسے ہی پاکستان کے بننے کی خبر پھیلی پرندے بھی اڑن چھو ہو گئے۔ شاید وہ بھی پاکستان کو اڑان بھر گئے ہوں گے؟" اس نے وقار الحق کی رائے چاہی وقار الحق نے اس ذہین بچے کی بات سن کر آہستگی سے سر ہلا دیا۔

"آپ نے درست قیاس کیا وہ پاکستان جانے کو اڑان بھر گئے ہوں گے۔"

"ہم جب پاکستان جائیں گے تو ایک پنجرہ چھت پر رکھ کر اس کا دروازہ کھول دیں گے تا کہ جب وہ پرندے اڑتے ہوئے پاکستان پہنچیں تو ان کے لیے پنجرے موجود ہو ایسا کرنا مناسب ہوگا ناں چچا جان؟" ننھے شیر دل نے وقار الحق کی رائے چاہی اور انہوں نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

خوف بہت سی تبدیلیوں کا مظہر بنتا ہے اور خوف کی دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ جس قدر کمزور کرتا ہے اسی قدر بہادر بھی بنا دیتا ہے۔ یہ خوف ہی تھا جس سے ڈر کر آیت سرپٹ دوڑی تھی تو یہ بھی خوف ہی تھا جس نے ان کے اندر ایک نئی توانائی بھر دی تھی اور وہ بھاگتی چلی گئی تھیں۔ بنا اس بات کی پروا کیے کہ ان کا سر کسی آنچل سے ڈھکا نہیں اور کوئی چادر ان کے تن کو لپٹے ہوئے نہیں۔ وہ بے پردہ تھیں مگر پاؤں رک نہ رہے تھے عزت کے لیے وہ ننھے سر کو فراموش کر گئی تھی۔ تحفظ کے لیے کوئی جھجک نہ تھی کہ ان کے سر پر آنچل نہیں سر پر آسمان تھا اور ان کو وہ آسمان غنیمت لگ رہا تھا۔

"یا اللہ مدد فرما اپنے پیارے نبی ﷺ کے صدقے میری عزت کو محفوظ رکھ کسی طرح ابو جان تک پہنچ جاؤں میرے مولیٰ میرے پروردگار اپنا کرم کر دے تو نا ممکنات کو ممکنات میں بدلنے والا ہے میرے رب ذرے سے آفتاب تک سب تیرے سامنے جھکے تیری مرضی کے منتظر ہیں میرے مولیٰ مدد فرما اس مشکل گھڑی میں تنہا نہ چھوڑ میرے پروردگار بے آسرا نہ رکھ۔" جانے ایسی ہمت آیت میں کیسے آ گئی تھی کہ قدم رک نہ رہے تھے کوئی توانائی جیسے قدموں سے لپٹ گئی تھی۔ یہ اس پروردگار کا کوئی کرم تھا یا مدد کہ وہ نڈر بھاگتی رہی تھی۔ ذہن و دماغ ایک نقطے پر مرکوز تھا۔ بس کسی طرح ان فاصلوں کو عبور کر لوں نگاہ کچھ دیکھ نہ رہی تھی۔ سماعت کچھ سن نہ رہی تھی۔ بے پردگی کا کوئی احساس نہ تھا۔ بس ایک بات ذہن میں تھی کہ ابو جان سے جا ملنا ہے اور وہ منتظر ہیں پاکستان جانا ہے اس ریاست میں قدم رکھنا ہے جہاں ان کو اس طرح بے پردگی میں بنا آنچل کے خوف سے بھاگنا نہیں پڑے گا۔ وہ ایک لگن سے دوڑ رہی تھی جب یک دم کسی سے ٹکرائی۔

"یا اللہ..... رحم....." لب سے بے ساختہ نکلا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

لالچ لاکھ بری چیز سہی مگر یہی چیز کسی اور کے حق میں سود مند ہو تو لالچ برا نہیں لگتا تاج بیگم کو غنیمت لگا تھا کہ تانگے والا مان گیا اور ان کا سفر سہولت اختیار کر گیا۔ کنگن کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوئیں تو محفوظ راستے بھی دکھائی دیے اور یکے میں جتے گھوڑے بھی تھے وہ خوب بھاگ رہے تھے۔

"اماں فکر نہ کیجیے ہم آپ کو محفوظ مقام تک چھوڑ دیں گے۔" یکے والے نے مسکرا کر کہا تاج بیگم نے گہری سانس لی۔

https://pklibrary.com/

''دادی جان آپ کی کلائی کا کنگن کہاں گیا؟'' فاطمہ بی بی نے چونک کر ان کی کلائی دیکھی' تاج بیگم خاموش رہیں تب فاطمہ بی بی نے اخذ کرلیا کہ یہ گھوڑے اس قدر تیزی سے کیونکر دوڑ رہے ہیں۔

یکے والا راستوں سے خوب واقف لگتا تھا اب تک سفر سکون سے کٹا تھا اور کوئی بدمزگی نہ ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

ریحان میاں جنت بی بی کے سرہانے ٹکے بیٹھے رہے حتیٰ کہ بیٹھے بیٹھے اونگنے لگے۔ رات کے کسی پہر جنت بی بی کی آواز کان میں پڑی تو ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔

''جی کہیے۔'' نیند سے جاگنے کے باوجود وہ چاک و چوبند دکھائی دیے جنت بی بی آنکھیں وا کیے انہیں دیکھ رہی تھی۔

''آپ خیریت سے ہیں؟'' ریحان میاں نے بے چینی سے پوچھا۔ جنت بی بی نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ ریحان میاں کو قدرے تسلی ہوئی۔ اٹھے اور پانی کا گلاس اٹھا کر ان کی طرف بڑھایا۔ سہارا دے کر جنت بی بی کو اٹھایا اور پانی کا گلاس ان کے لبوں سے لگا دیا۔ انہوں نے چند گھونٹ لیے اور گلاس پرے ہٹا دیا۔

''جنت بی بی آپ تندرست ہو جایئے ہم نے ارادہ باندھ لیا ہے۔ ہم پاکستان چلے جائیں گے۔'' ریحان میاں نظروں میں بے چینی سمیٹے بولے۔ جنت بی بی نے کوئی جواب نہ دیا۔

''آپ دل کی بہت اچھی ہیں جنت بی بی' مگر اتنا اچھا ہونا بھی کبھی کبھی نقصان کا باعث بنتا ہے۔ آپ دنیا کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ ہم نے آپ میں ایک معصوم بچہ دیکھا ہے۔ جو بظاہر بچہ دکھتا ہے سب ہنس ہنس کر دینا چاہتا ہے مگر کر نہیں پاتا۔'' ریحان میاں مدہم لہجے میں بولے۔ جنت بی بی نے خالی نظروں سے انہیں دیکھا اور تکیے پر سر رکھ دیا۔

''آپ ہمارے ہمراہ پاکستان چلیں گی ناں؟'' ریحان میاں نے پوچھا۔ جنت بی بی نے کوئی جواب نہ دیا۔ ریحان میاں کچھ دیر خاموش رہے پھر دھیمی آواز میں بولے۔

''ہم پاکستان نہیں جانا چاہتے تھے جنت بی بی مگر اب ہم سوچتے ہیں کہ یہی مناسب ہے ہم آپ کو اس حالت میں دیکھ کر ڈر گئے ہیں۔ اماں کہتی ہیں اپنا مارے بھی تو چھاؤں میں ڈالتا ہے۔ دشمن کا کیا بھروسا کرنا جو بغل میں چھرا لیے پھرتا ہے' نظریات تو ہمارے بھی آپ والے ہیں مگر نظریات کو کبھی کبھی بدل دینا چاہیے۔ بزرگوں کی نشانیاں کیا دینے والی ہیں تا قبروں سے کوئی مدد کرنے کو آئے گا۔ بزدل کہلانا اور یہاں سے فرار ہو کر پاکستان جانا اور مفرور کہلانا زیادہ بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ یہاں رہ کر ان ظالموں کے ہاتھوں عزت کا جنازہ نکالا جائے جو آج ان حالات میں ان کا ساتھ دینے پر کسی مروت کا مظاہرہ نہیں کرتے وہ کھل کر کس طرح کی مروت دکھائیں گے؟ نہرو جی کے خیالات اور ان کی سیکولر ریاست ان کے حواریوں کو مبارک ہو' جو قوم منہ میں رام رام اور بغل میں چھری دبا کر چلنے کی روایت رکھتی ہو ان کے ہمراہ رہ کر کچھ ہاتھ نہیں آنے والا۔ سو ہم بزدل' بھگوڑے' مفرور کہلانے میں زیادہ فخر محسوس کریں گے۔ ہندوستان' ہندوؤں کی سرزمین ہے۔ اس کا اندازہ' انقلابی نظریات رکھنے والوں کو بھی ایک دن خوب ہو جائے گا۔ ہندو قوم کسی کی دوست ہوئی ہے جواب ہوگی۔ نہرو کے سیکولر نظریات پر ہی اس ہندو ریاست کی سچائی ایک دن سب کی نظروں کے سامنے آ جائے گی۔ یہی سیکولر ہندو کل کھڑے ہو کر اس سیکولر ریاست کی نئی بنیاد رکھنا چاہیں گے اور اس ریاست کو ہندوؤں کی نظریاتی ریاست میں بدل دیں گے۔ تب مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ ان پر یہ حقیقت آشکار ہوگی کہ یہاں سے بھاگنے والے مسلمانوں نے کس قدر درست فیصلہ کیا تھا اور مسٹر جناح کے نظریات کس درجہ اہم تھے۔'' ریحان میاں دل سے آج بول رہے تھے۔ جنت بی بی ان کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

''ان فسادات سے ہی ساری حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔ اس زمین پر جہاں کل تک ہندو مسلمانوں کی حکومت دیکھتے

https://pklibrary.com/

رہے ہیں آج انہی مسلمانوں کی گردنیں کاٹ رہے ہیں یہ ان کے اندر کی نفرت ہی ہے۔ مسٹر جناح کے نظریہ تقسیم کے اعلان سے ہی واضح ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہ دو قومی نظریہ نہ ہوتا تو آج تقسیم کا یہ اعلان ایک پُرامن بٹوارہ سامنے لاتا مگر یہاں تک جیسے سکھوں اور ہندوؤں نے لوٹ کھسوٹ مچا کر انسانیت کو ہی خدا حافظ کہہ دیا ہے۔ دو قومی نظریہ نہ ہوتا تو آج مسلمان خواتین کی عزتیں محفوظ ہوتیں۔ مسلمانوں کے گھر نہ اجڑ رہے ہوتے' کوکھ میں بچے دم نہ توڑ رہے ہوتے۔ آسمان ایسی قیامت دیکھ رہا ہے کیونکہ اس قوم کی نفرت عود کر باہر آ رہی ہے' کل تک جو قوم ان پر حکمرانی کرتی تھی آج اسے نقصان پہنچا کر زک دے کر اپنے اندر کے چھوٹے انسانوں کو تسکین دے رہے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ یہ تسکین کب تک سکون کا باعث بنے گی۔ مسلمانوں کا حوصلہ کہاں ٹوٹ رہا ہے؟ بٹوارے کا خمیازہ بھگت کر بھی مسلمانوں کے قدم کہاں رک رہے ہیں؟ ٹرینیں یہاں سے لاشوں سے بھر کر جاتی بھی ہیں تو سفر رک کہاں رہا ہے؟ مسلمان ہاری ہوئی قوم نہیں ہے نا کبھی ہوگی اور ہم ہاری ہوئی قوم کے ہمراہ کھڑا ہونا نہیں چاہتے۔ اخلاقی قدروں سے گری ہوئی اس قوم کے ہمراہ آج کھڑے ہو گئے تو کل ہماری آنے والی نسلیں ہمیں معاف نہیں کریں گی۔ ہم آج اپنے نظریات کو قربان کرتے ہیں' اپنے آنے والے کل پر سو کل ہماری نسلیں غلامی میں سانس نہ لیں' اس قوم کی من مانیاں نہ دیکھیں' سو ہم ہجرت کرنے کو تیار ہیں۔ کیا آپ ہمارا ساتھ دیں گی جنت بی بی؟'' ریحان میاں نے پوچھا جنت خاموشی سے انہیں دیکھنے لگیں' ان کی آنکھیں ویرانیوں سے بھری تھیں' زندگی خالی شے دکھائی دے رہی تھی۔ ریحان میاں نے جانے کیا سوچ کر ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ ان کے وجود کی حرارت جنت بی بی کے وجود میں جیسے سرائیت کرنے لگی تھی۔

رات کے اندھیرے میں تیزی سے متحرک یکے کو یک دم جیسے کسی قوت نے روک دیا تھا۔ گھوڑوں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔

''ہم تانگہ آگے نہیں بڑھا سکتے اماں۔'' یکے کا مالک بے بسی سے بولا مگر تاج بیگم نے سختی سے انہیں گھورا۔

''تم نے سونے کے ایک کنگن کے عوض مدد کا وعدہ کیا ہے تم اپنے وعدے سے مکر نہیں سکتے۔'' تانگے کا مالک بے بسی سے انہیں دیکھنے لگا۔

''جانور خطرہ بھانپ لیتا ہے اماں۔ ہمارا کیا قصور؟ جانور نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں آپ خواتین کے لیے مشکل گھڑی ہے ہم آپ کی مدد کرنے کو مائل بھی ہیں مگر یہ جانور.....'' تانگے والے نے بھی پریشانی بیان کی۔ تاریکی میں کچھ واضح دکھائی نہ دے رہا تھا مگر کہیں کچھ گڑبڑ ضرور تھی۔ جسے جانور بھانپ چکے تھے۔

''یا الٰہی مدد۔'' فاطمہ بی بی بڑبڑائی تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

https://pklibrary.com/

محبت فاتح عالم

اُم زویا

احوالِ غمِ ذات سنانے سے رہا میں
اب خود کو تماشا بنانے سے رہا میں
ہر بار میں تذلیلِ انا کر نہیں سکتا
ہر بار اسے جا کے منانے سے رہا میں

کون روتا ہے یہاں رات کے سناٹوں میں
میرے جیسا ہی کوئی ہجر کا مارا ہوگا
کام مشکل ہے مگر جیت ہی لوں گا اس کو
میرے مولا کا وصی جونہی اشارہ ہوگا

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی اچھی اسٹوڈنٹ ہوکر وہ اپنی چھوٹی بہن سے ایسا سلوک کیوں کرتی ہے؟ کیا اس کا سب کوئی نفسیاتی گروہے مسز واسطی؟" شہر کے بہترین اسکول کی پرنسپل انتہائی سنجیدگی سے ان سے مخاطب تھیں جو سر جھکائے متفکر اور ملول بیٹھی تھیں۔

"دونوں بہنوں کی عادتوں میں اتنا فرق ہے کہ یقین ہی نہیں آتا کہ یہ ایک ہی گھر میں پرورش پارہی ہیں لیکن ہمارے لیے زیادہ قابل غور اور قابل فکر بات شائنہ کا رویہ ہے۔ بلاشبہ وہ ہمارے اسکول کے بہترین طلباء میں شمار ہوتی ہے' ہمیں بحیثیت استاد اس سے کوئی شکایت نہیں لیکن ہمارے اسکول میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پہ بھی پورا زور دیا جاتا ہے اور مجھے ڈر ہے کہ اگر شائنہ کا رویہ ایسا ہی رہا تو زینا شدید ترین احساس کمتری کا شکار ہوسکتی ہے۔"
میڈم فاطمہ اپنے خدشات کا اظہار کررہی تھیں جو اسماء واسطی کو بھی دن رات ستاتے رہتے تھے۔ وہ گہری سانس بھر کر گویا ہوئیں۔

"میں یہ سب محسوس کرتی ہوں اور شائنہ کو بہت سمجھاتی بھی ہوں لیکن اسے بچپن سے ہر جگہ اتنی زیادہ اہمیت و محبت ملی ہے کہ وہ زینا کو ملنے والی ذرا سی توجہ بھی برداشت نہیں کرپاتی۔ اسی لیے میں ان دونوں کو الگ اسکول میں رکھنا چاہتی تھی لیکن شائنہ نے بہت ضد کرکے زینا کے ساتھ ہی ایڈمیشن لیا۔" وہ انتہائی مایوس لگ رہی تھیں۔

"ان دونوں کو الگ رکھنا اس مسئلے کا حل نہیں ہے آئی نو یہ آپ کا گھریلو معاملہ ہے لیکن آپ اور آپ کے ہزبینڈ اس مسئلے کو سنجیدگی سے حل کرنے کی کوشش کریں' ورنہ زینا کی شخصیت پہ اس کے سنگین اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔"
انہوں نے بات ختم کی تو اسماء واسطی ان کا شکریہ ادا کرکے اٹھ کھڑی ہوئیں۔

گاڑی میں بیٹھ کر انہوں نے تھکے ہوئے انداز میں سر سیٹ کی پشت پر ٹکایا اور ڈرائیور کو گھر چلنے کا کہا۔ ان کا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ الفاظ کے ذرا سے فرق سے ایسی ہی شکایات پچھلے اسکولوں کے اساتذہ نے بھی کافی مرتبہ کی تھیں اور آج ان کو اچھی طرح اندازہ ہوگیا تھا کہ اسکول بدلنا بالکل ہی فائدہ مند ثابت نہیں ہوا تھا۔

https://pklibrary.com/

دلگرفتہ سے انداز میں سوچتے ہوئے ان کا ذہن ماضی کے جھروکوں میں جھانکنے لگا تھا۔

شائنہ واسطی، رؤف واسطی اور اسماء واسطی کی پہلی اور انتہائی لاڈلی بیٹی تھی۔ قدرت کچھ لوگوں کو ہر نعمت سے بہت ہی فراخ دلی سے نوازتی ہے اور بلاشبہ شائنہ کا شمار بھی انہی لوگوں میں سے ہوتا تھا۔ سنہری کانچ سی آنکھیں، سنہرے مائل بھورے گھنگھریالے بال اور گلابی رنگت کے ساتھ وہ بالکل گڑیا جیسی لگتی تھی۔ ماں باپ کی اس میں جان تھی تو دادی اور پھوپھو کو اس کے بغیر گھر ویران لگتا تھا۔ ایک سال کی عمر سے ہی چلنا اور بولنا شروع کر دیا تھا۔ باتیں بھی اتنی مزے کی کرتی تھی کہ راہ چلتے لوگ بھی رک کر پیار کرتے تھے۔ بے حد لاڈ پیار اور تعریفوں نے اسے چھوٹی عمر سے ہی قدرے ضدی اور خود پسند بنا دیا تھا۔ اسماء بھی کبھار اسے ٹوکتیں تو سب ہی ان کے پیچھے پڑ جاتے کہ اسے کچھ نہ کہا کریں۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ پانچ سال تک ان کے گھر مزید کوئی اولاد نہ ہوئی اور شائنہ اکلوتی اولاد ہونے اور سب کی بھرپور محبت وصول کرتی رہی۔

پانچ سال بعد اسماء دوبارہ امید سے ہوئیں۔ اس دفعہ ان کی ساس نند شدت سے بیٹے کی خواہش مند تھیں اور اٹھتے بیٹھتے یہی ذکر چھیڑے رکھتیں۔ بعض اوقات تو اسماء خوف زدہ ہو جاتیں کہ اگر ان کی خواہش کے برعکس بیٹی ہوئی تو جانے دونوں کیسا برتاؤ کریں گی، شوہر کی طرف سے وہ مطمئن تھیں کہ انہوں نے کبھی ایسی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اسماء کو ساتواں مہینہ لگا تھا کہ ان کی ساس پہ فالج کا شدید حملہ ہوا اور ان کا پورا جسم بالکل ناکارہ ہو کر رہ گیا۔ اس اچانک افتاد پہ سب ہی پریشان ہو گئے تھے۔ ان کی نند مسرت تو ماں کی پریشانی میں بالکل ہی بچی بن گئی تھی۔ بات بے بات رو پڑتی، کھانے پینے میں تنگ کرتی، اب حال یہ تھا کہ ایک طرف بیمار لاچار ساس، دوسری طرف بے حال ہوتی نند اور اس پہ چھوٹی بچی کے ساتھ پورے گھر کی ذمہ داری نبھانے والی صرف ایک اسماء کی ذات تھی۔ وہ بھاری بے ڈول وجود کے ساتھ سارے کام کرنے کے چکر میں ہلکان رہتیں، ہر بار ڈاکٹر انہیں اپنا خیال رکھنے کو کہتی

Books.jaanshayari.com

جس کا انہیں سرے سے وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ ان کی اور بچہ کی صحت متاثر ہو رہی تھی لیکن وہ ایسی کمن چکر بنی ہوئی تھیں کہ خود پر توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ لاکھ علاج معالجہ کرایا لیکن ان کی ساس کی طبیعت بگڑتی ہی چلی گئی اور بلآخر ایک دن وہ دنیا چھوڑ گئیں۔ اسماء کا نواں مہینہ تھا لیکن وہ اپنی حالت کو بھلائے مسرت کو بھی سنبھال رہی تھیں اور تعزیت کے لیے آنے والوں سے بھی مل رہی تھیں۔

ادھر مرد حضرات جنازہ لے کر نکلے ادھر اسماء کو دردزہ شروع ہو گیا تھا۔ ان کی حالت بھانپتے ہوئے محلے کی ایک خاتون اپنی گاڑی میں انہیں اسپتال لے گئیں جہاں محض آدھے گھنٹے بعد ہی انہوں نے ایک کمزور سی بچی کو جنم دیا تھا۔ مسلسل بے آرامی سے ان کی اپنی طبیعت بھی صحیح نہیں تھی۔ وہ تو شکر کر رہی تھیں کہ اس بھاگ دوڑ سے بچی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا۔ انہوں نے گھر فون کیا تو مسرت سے بات ہوئی۔ انہوں نے بیٹی کا بتا کر رؤف کو بھیجنے کا کہا تو اس نے انتہائی رکھائی سے کہا۔

"پھر بیٹی..... آپ امی کی آخری خواہش بھی پوری نہیں کر سکیں؟"

"مسرت یہ سب اللہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ خیر تم رؤف کو آتے ہی بھیج دینا....." کمزور سی آواز میں انہوں نے کہنا چاہا تو اس نے بدتمیزی سے بات کاٹ دی۔

"ایسا تو کوئی کارنامہ نہیں انجام دیا آپ نے جسے دکھانے کو بے تاب ہو رہی ہیں۔ بھائی کو بتا دوں گی ٹائم ملے گا تو آ جائیں گے۔" اس نے کہہ کر لائن کاٹ دی اسماء کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ جانتی تھیں کہ مسرت زبان کی کڑوی ہے لیکن اس نازک وقت میں جب انہیں بھی جذباتی سہارے کی ضرورت تھی۔ اس کی باتوں نے انہیں بہت دکھی کر دیا تھا پھر وہ شام تک انتظار کرتی رہیں لیکن رؤف صاحب نہ آئے۔

بچی اور اسماء دونوں نارمل تھے تو شام میں ہاسپٹل سے چھٹی ملنے پہ وہ اپنی پڑوسن کے ہمراہ ہی گھر واپس چلی آئیں۔ گھر کے دروازے پہ لوگوں سے ملتے رؤف صاحب کو دیکھ کر انہیں آنسو چھپانے مشکل ہونے لگے۔ وہ بچی کو لیے آگے بڑھیں تو رؤف صاحب انہیں دیکھ کر جیسے ششدر رہ گئے اور تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔

"اسماء..... تم..... یہ..... کب.....؟" ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہیں لیکن پڑوسن خاتون نے انہیں تاسف سے دیکھا۔

"بہت افسوس کی بات ہے رؤف بھائی جانے والی کہ غم میں آپ نے اس زندہ وجود کو بھی مردہ سمجھ لیا۔ اتنے مشکل مرحلے سے گزر کر جب اس نے اطلاع دی تب بھی آپ نہیں آئے۔ مجھے آپ سے اس بے رحم رویے کی امید نہیں تھی۔" اور رؤف کبھی اسماء اور کبھی بچی کو دیکھ رہے تھے۔

"رہنے دیں بھابی..... اندر چلتے ہیں۔" اسماء نے نقاہت سے کہا تو وہ ہوش میں آئے۔

"اسماء بخدا مجھے کچھ علم نہیں میں تو تدفین کے بعد کھانے وغیرہ کا انتظام کرنے مصروف تھا میں یہی سمجھتا رہا کہ تم اندر مہمانوں کو دیکھ رہی ہو ورنہ کیا ایسا ممکن تھا کہ میں تمہیں ایسی حالت میں تنہا چھوڑ دیتا۔" وہ بچی کو ان کے ہاتھ سے لیتے ہوئے بولے تو اسماء الجھیں۔

"لیکن میں نے تو مسرت کو فون کر کے آپ کو فوراً بھیجنے کا کہا تھا۔" وہ دھیرے سے بولیں۔ باتیں کرتے ہوئے وہ لوگ اندر پہنچے تو سب لوگوں نے اسماء کو بچی کی مبارک باد دے کر اسے آرام کی غرض سے کمرے میں بھیج دیا۔ کمرے میں آ کر رؤف نے مسرت کو بلوایا جواب تک نظر نہیں آئی تھی۔ اس کے آتے ہی انہوں نے پوچھا۔

"تم نے مجھے اسماء کے فون کے بارے میں کیوں نہیں بتایا؟"

"میں بھول گئی تھی۔" اس کے رکھائی سے کہنے پہ رؤف نہ چاہتے ہوئے بھی غصے میں آ گئے۔

"کیا مطلب ہے تمہارا..... یہ کوئی بھولنے والی بات تھی؟ اسماء اس حالت میں بچی کے ساتھ وہاں اکیلی رہی

https://pklibrary.com/

اور تم..... بہت افسوس کی بات ہے۔" انہوں نے سخت لہجے میں کہا تو مسرت رونے لگی۔

"بس کریں' واقعی بھول گئی ہوگی' آؤ مسرت' اپنی بھتیجی سے تو مل لو۔" اسماء نے ماحول نارمل کرنا چاہا لیکن مسرت چیخ کر بولی۔

"نہیں دیکھنا مجھے اس منحوس کو جو آنے سے پہلے ہی میری ماں کو کھا گئی۔"

"مسرت.....!" رؤف زور سے چیخے تو وہ پاؤں پٹختی ہوئی باہر نکل گئی۔ رؤف شرمندگی سے ہکا بکا بیٹھی اسماء کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ماں کی وفات نے اس کے دماغ پر اثر ڈالا ہے۔ تم اس کی باتوں کو دل سے نہ لگانا' یہ سب تو ہم پرستی ہے' اللہ نے ہمیں اپنی رحمت سے نوازا ہے اس کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔" ان کے الفاظ نے اسماء کے دل کو مطمئن کر دیا تھا۔

صحیح کہتے ہیں کہ ساری دنیا چاہے کچھ بھی کہتی رہے لیکن شوہر کے چند تسلی و محبت بھرے بول پر تکلیف کا ازالہ کر دیتے ہیں۔ آہستہ آہستہ گھر کی رونقیں معمول پر آ گئی۔ مسرت نے اسماء اور رؤف سے اپنی بدکلامی کی معافی مانگ لی تھی لیکن اسماء نوٹ کرتی تھیں کہ زینا کو وہ بالکل بھی پسند نہیں کرتی تھی۔ وہ پاس لیٹی روتی رہتی لیکن مسرت اسے ہاتھ تک نہ لگاتی۔ اسماء ہی اپنے کام چھوڑ کر اسے آ کر اٹھاتیں۔ ہاں شائنہ سے مسرت کا التفات کچھ اور بڑھ گیا تھا۔ وہ اسے مزید اہمیت دینے لگی تھی اور شائنہ جو زینا کی آمد کے بعد سے ماں کی بٹی ہوئی توجہ پہ شدید چڑچڑی ہوگئی تھی' اس اہمیت پہ پھوپو کے قریب ہوتی چلی گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

چند سال بعد مسرت کی شادی ہوگئی لیکن اتنے عرصے میں وہ شائنہ کو چپکے چپکے زینا سے اتنا متنفر کر چکی تھی کہ وہ زینا کو ایک آنکھ برداشت نہیں کرتی تھی۔ زینا جس چیز کو پسند کرتی اس سے چھین لیتی' ایک دفعہ زینا نے منع کرنا چاہا تو شائنہ نے اسے بری طرح سے مارا تھا۔ جب تک اسماء اسے روکتیں وہ زینا کا اچھا خاصا حشر کر چکی تھی۔ زینا کے دل میں اس کی طرف سے ایسا خوف بیٹھ گیا تھا کہ پھر اس نے کچھ کہنا ہی چھوڑ دیا تھا اور شائنہ تو جیسے اور شیر ہوگئی تھی۔ اپنی پسند کا کھلونا لینے کے بعد وہ زینا کا کھلونا بھی توڑ دیا کرتی تھی۔ اسماء اس کی شدت پسندی سے بہت خائف اور پریشان رہتی تھیں۔ انہوں نے ڈانٹ' پیار ہر طرح سے اسے سمجھایا' اس وقت تو فرماں بردار بن کے سر ہلا دیتی لیکن اس نے اپنی روش برقرار رکھی۔ تنگ آ کر انہوں نے سب ایسے ہی چلنے دیا کہ بڑے ہو کر وہ سنبھل جائے گی اور یہیں ان سے غلطی ہوگئی تھی۔ کیونکہ بچپن کے اس دور میں جو گرہیں بن جاتی ہیں وہ عمر کی ساتھ ساتھ الجھتی چلی جاتی ہیں اور یہ ہی ہوا بھی تھا۔

اب شائنہ آٹھویں اور زینا چوتھی کلاس میں تھی اور شائنہ ماں کی وجہ سے گھر میں پابند رہتی تو اسکول میں وہ زینا کو خوب تنگ کرتی۔ کبھی اس کا ہوم ورک غائب کر دیتی' کبھی کسی اور بچے کا لنچ باکس اس کے بیگ میں چھپا کر ڈانٹ پڑوا دیتی اور آج تو حد ہی ہوگئی تھی۔

زینا اپنی دوستوں کے ساتھ سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ شائنہ کے ایک دم ٹانگ اڑا دینے سے وہ پانچ چھ سیڑھیوں سے گرتی چلی گئی۔ اس کے ماتھے سے خون بہنے لگا تھا۔ اسکول کلینک میں اس کی بینڈیج کر دی گئی۔ شکر ہے ٹانکے نہیں آئے تھے۔ شائنہ نے تو چپکے سے یہ کارروائی کی تھی لیکن زینا کی ایک دوست نے اسے ٹانگ اڑاتے دیکھ لیا تھا۔ جب ہی ٹیچر کے پوچھنے پہ اس نے بتایا کہ زینا گری نہیں بلکہ اسے گرایا گیا تھا۔ ٹیچر نے پرنسپل کو آگاہ کیا اور انہوں نے اسماء کو بلوا لیا تھا۔ ساری بات جان کر اسماء بہت فکر مند ہوگئی تھیں لیکن اس مسئلے کا حل ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تو وہ اپنے تکلیف دہ خیالات سے نکلیں' گھر واپس آ کے بھی ان کا دل دماغ بہت منتشر تھا۔ رات انہوں نے شوہر کے سامنے سب بیان کیا' انہوں نے بھی شائنہ کو بلا کے سمجھایا' وہ ان کی بے

https://pklibrary.com/

حد لاڈلی تھی اس لیے وہ اسے کبھی ڈانٹتے نہیں تھے لیکن ضروری باتوں پہ روک ٹوک ضرور کرتے تھے۔ شائنہ جس لاپروائی سے سب کر رہی تھی' صاف لگ رہا تھا وہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال رہی ہے۔ اسماء گہری سانس لے کر رہ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

وقت کا پہیہ اپنی مخصوص رفتار سے چلتا رہا۔ بھاگتے دوڑتے دن رات اپنے ساتھ کئی تبدیلیاں لائے لیکن شائنہ کے دل میں موجود کدورت نہ نکال سکے۔ شائنہ ٹیکسٹائل انجینئرنگ کر رہی تھی اور زینا بی فارمیسی کی طالبہ تھی۔ دونوں بہنوں میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ ایک شعلہ جوالہ تھی تو دوسری چاندنی کی طرح ٹھنڈی اور نرم مزاج۔ بچپن سے ہی حد درجہ محبت اور توجہ سمیٹ کر شائنہ حد درجہ مغرور' پُر اعتماد اور خاصی خود پسند ہو گئی تھی۔ اسماء اس کی طبیعت سے واقفیت رکھنے کی بناء پر زینا کو خصوصی اہمیت اور توجہ دیا کرتی تھیں اور ان کی ہی انتھک محنت کا نتیجہ تھا کہ مسرت اور شائنہ کے بدترین رویے کے باوجود زینا کسی احساس کمتری کا شکار نہیں رہی تھی۔ گو وہ شائنہ جتنی پُر اعتماد نہیں تھی لیکن پہلے کی طرح لوگوں کا سامنا کرنے سے گھبراتی نہیں تھی۔ اس کا دھیما انداز اور پُر خلوص رویہ دوسروں کو گرویدہ کر لیا کرتا تھا۔ اس نے اس بات سے سمجھوتا کر لیا تھا کہ اس کی بڑی بہن حسن و ذہانت کے لحاظ سے غیر معمولی ہے اور اسے کبھی اس سے کوئی مقابلہ نہیں کرنا اور وہ اس سمجھوتے سے بہت مطمئن بھی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

شائنہ فیصل آباد کی ایک ٹیکسٹائل مل سے تین مہینے کی ٹریننگ لے کر آج ہی لوٹی تھی اور اب کھانے کی میز پر بیٹھی باپ کو تفصیلات بتا رہی تھی۔ تب ہی اس کی نگاہ کچن سے چاول کی ٹرے لاتی زینا پر پڑی اور وہ چونک سی گئی۔ پہلے چھ مہینے پراجیکٹ' پیپرز کی تیاری اور پھر تین مہینے کی ٹریننگ کے دوران وہ گھر سے تقریباً غائب ہی رہی تھی اور اس عرصے میں زینا میں واضح تبدیلی آ گئی تھی۔ پستہ گرین اور بے بی پنک امتزاج کے اسٹائلش سے سوٹ میں بالوں کی ڈھیلی سی چوٹی آگے کیے وہ بہت نکھری نکھری سی لگ رہی تھی۔ شائنہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"یہ لیں اور اب بتائیں میں نے امی جیسی بریانی پکائی ہے یا نہیں؟" زینا نے چہکتے ہوئے رؤف صاحب سے کہا تو وہ مسکرا کر چاول پلیٹ میں نکالنے لگے۔

"ہوں..... بھئی آج تو تمہارا انعام پکا۔" ان کے خوشدلی سے کہنے پہ زینا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ شائنہ کو لگا جیسے وہ پس منظر میں چلی گئی ہو۔ یہ وہ کیسے سہہ سکتی تھی' جب ہی پلیٹ پٹخ کر بولی۔

"امی آپ کو پتا ہے مجھے بریانی پسند نہیں تو پھر کیوں پکائی۔" اس کے کہنے پہ زینا نے اسے دیکھا اور مسکرائی۔

"غصہ مت کرو شائنہ' تمہاری پسند کا روسٹ میں لے کر آتی ہوں' بس دو منٹ میں ریڈی ہو جائے گا..... یہ لو امی لے بھی آئیں۔" شائنہ نے اسے نظر انداز کرتے ہوئے روسٹ کا پیس اپنی پلیٹ میں رکھا اور کھانے لگی۔

"آج کا کھانا بہت مزے کا ہے۔" رؤف صاحب نے تعریف کی تو اسماء بولیں۔

"سب کچھ زینا نے مجھ سے مدد لیے بغیر پکایا ہے۔"

"واقعی.....! شاباش زینا۔" وہ خوشگوار حیرت سے بولے۔

"جی میری بیٹی بہت ہنر مند ہو گئی ہے۔ یہ ڈریس بھی اس نے خود ہی سیا ہے' اچھا ہے ناں؟" اسماء تفاخر سے کہہ رہی تھیں اور نوالے شائنہ کے حلق میں اٹک رہے تھے۔

"میرے ہوتے ہوئے اس کی اتنی تعریف..... ناممکن۔"

"بابا آپ مجھے ایک بوتیک بنوا دیں۔ میں اپنی ڈگری کو استعمال کرنا چاہتی ہوں۔" وہ ایک دم بولی تو رؤف صاحب نے اثبات میں سر ہلایا۔

"اور زینا میں تمہیں اپنے بوتیک میں ٹیلر کی جاب دوں گی۔ آخر تم اتنی اچھی سلائی کر لیتی ہو۔" اس کے تمسخر سے کہنے پر اسماء ناگواری سے ٹوکنے والی تھیں کہ زینا مسکرا کے

https://pklibrary.com/

بولی۔

"سوچ لو شائنہ! اتنا مہنگا ٹیلر افورڈ کر لو گی؟ ایسا کرو پہلے بوتیک کو اسٹیبلش کر لو پھر میں سوچوں گی۔" اس کے مزاحیہ انداز پہ اسماء اور رؤف صاحب مسکرا دیئے جب کہ شائنہ کا غصے سے برا حال ہو گیا تھا۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ اس کی چند دن کی غیر موجودگی میں زینا گھر پر چھا گئی تھی۔ وہ بے دلی سے کھانا کھا کر اٹھ گئی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

زینا یونیورسٹی سے تھکی ہاری گھر پہنچی تو اسماء کا کھلا کھلا چہرہ دیکھ کر سمجھ گئی کہ ضرور کوئی خاص بات ہے۔ وہ ماں کی ایسی ہی مزاج آشنا تھی اسماء کے کھانا میز پر رکھتے ہی بولی۔

"اب بیٹھ جائیں اور بتائیں چہرہ کس بات پر اتنا چمک رہا ہے؟" شوخی سے بولی تو اسماء ہنس دیں۔

"تمہیں میری دوست نوشابہ یاد ہے؟"

"ہاں وہی ناں جو اسلام آباد میں رہتی ہیں اور آپ کی بچپن کی دوست ہیں۔"

"ہاں وہی آج اس کا فون آیا تھا۔"

"اچھا...... کیسی ہیں وہ کراچی آئی ہوئی ہیں کیا؟" اس نے کھانا کھاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں...... اصل میں اس نے ایک خاص مقصد سے فون کیا تھا۔ اس نے اپنے بھتیجے کے لیے شائنہ کا پرپوزل دیا ہے۔"

"واؤ...... زبردست جب ہی آپ اتنی خوش ہیں، ویسے موصوف کرتے کیا ہیں؟ کیونکہ آپ جانتی ہیں ناں کہ ہماری پرنسز کتنے ہی پرپوزل ٹھکرا چکی ہیں تو کیا یہ ان کے معیار پہ پورا اترے گا؟" وہ اب ہاتھ روکے پوچھ رہی تھی۔

"ارے اکلوتا لڑکا ہے۔ فارن کوالیفائیڈ ہے اور اب یہاں کسی ملٹی نیشنل کمپنی میں بہت اچھی پوسٹ پر ہے۔ نوشابہ کے بھائی بھابی کافی عرصے پہلے ایک ایکسیڈنٹ میں انتقال کر گئے تھے تو اب شادی کے حوالے وصی نے ساری ذمہ داری پھوپو پہ ڈال دی اور اس نے شائنہ کا ذکر کر دیا ہے اس سے۔"

"ہوں، ویسے بڑی بات ہے کہ آنٹی نے اپنی فیملی کی لڑکیاں چھوڑ کر شائنہ کا انتخاب کیا۔" وہ برتن اٹھا کر سنک میں رکھتے ہوئے بولی۔

"اصل میں اس کی دوسری بہنوں کے صرف بیٹے ہیں اور سسرال اس کا زمیندار ٹائپ ہے، لڑکیوں کو زیادہ پڑھانے لکھانے کا رواج نہیں ہے، اب فارن کوالیفائیڈ بندے کے ساتھ ان کا جوڑ کہاں بنتا۔" ان کی باتیں ختم ہونے تک زینا چائے بنا چکی تھی۔

"بھئی تفصیلات کے حساب سے تو یہ آئیڈیل پرپوزل ہے، اب دیکھیں بابا اور آپی کیا کہتے ہیں؟" اس نے چائے کا کپ اسماء کو پکڑایا تو وہ پرسوچ انداز میں اسے دیکھ کر رہ گئیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

زینا کے پیپرز ہو رہے تھے۔ تھیوری ایگزام ہو چکے تھے اور پریکٹیکلز باقی تھے۔ وہ یونیورسٹی پہنچی تو وائیوا لیب کے باہر لڑکیوں کا جمگھٹا لگا دیکھ کر چونک گئی۔ اس نے کاریڈور میں بیٹھی اپنی دوست سے پوچھا تو وہ جیسے چڑ کر بولی۔

"ارے یار کوئی نئے سر وائیوا لینے آئے ہیں اور یہ لڑکیاں ایسے پاگل ہو رہی ہیں جیسے اس سے پہلے کوئی شکل آدمی نہیں دیکھا۔ چہ چہ کیا سوچتے ہوں گے بیچارے ان لڑکیوں کے بارے میں؟" وہ جلی بھنی تبصرہ کر رہی تھی۔ زینا کو بھی افسوس سا ہوا تب ہی ان کی ایک کلاس فیلو پاس آ کر جوش سے بولی۔

"زینا تم نے سر وشیق کو دیکھا؟"

"یہ کون ہیں؟" وہ حیران ہوئی۔

"ارے جا کر دیکھو تو سہی میں تو سمجھی تھی کہ خوب صورت لڑکے تو دنیا سے عنقا ہی ہو گئے ہیں لیکن یار کیا خوب پرسنالٹی ہے۔ میری تو ان پر سے نظر ہی نہیں ہٹ رہی تھی۔" وہ دل پہ ہاتھ رکھے بولی۔

"وہ ہمارے استاد ہیں، ان کے بارے میں ایسی بات کرنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔" ردا کے ناگواری سے کہنے پہ وہ

Books.jaanshayari.com

منہ بنانے لگی۔

اپنے رول نمبر پر زینا اندر گئی تو سامنے موجود شخصیت کو دیکھ کر اسے لڑکیوں کی تعریفیں جائز لگنے لگیں۔ سرو شق واقعی شاندار شخصیت کے مالک تھے۔ گندمی رنگت' ستواں ناک' چہرے پہ متانت اور سب سے نمایاں ان کی کالی چمک دار آنکھیں تھیں۔ ایک نظر میں ہی ان کا جائزہ لے کر وہ سنبھل سی گئی اور وائیوا دے کر باہر نکل آئی۔ ردا بھی اس کے انتظار میں تھی۔ دونوں باتیں کرتی ہوئی کینٹین کی طرف چل دیں۔

"تمہیں سر وشق کیسے لگے؟" ردا نے چپس کھاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"ہوں..... اچھی پرسنالٹی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اچھے کردار کے مالک ہیں' ایک دفعہ بھی نظر ملا کے بات نہیں کی۔" اس نے صاف گوئی سے کہا تو ردا نے تائید کی۔

"ہاں بالکل میں نے بھی یہی نوٹ کیا' آج کل تو لگتا ہے الٹا زمانہ آ گیا ہے۔ لڑکے نظر جھکا کے بات کرتے ہیں اور لڑکیاں کاریڈور میں کھڑی تاڑتی رہتی ہیں۔" اس کے جلے کٹے انداز پہ زینا کی ہنسی نکل گئی تو اسے دیکھ کر ردا خود بھی ہنس دی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

نوشابہ نے بتایا تھا کہ وصی کراچی ہی شفٹ ہو گیا ہے اور وہ ایک دو دن میں رؤف صاحب سے ملنے آئے گا۔ شائستہ نے سب سن کر بھی کوئی خاص ردعمل نہیں ظاہر کیا تھا۔ تعلیم اور جاب تو اچھی تھی لیکن وہ لڑکے کو دیکھے بغیر ہرگز کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اسماء بہت پُرجوش تھیں کیونکہ وہ اس فیملی کو بہت اچھی طرح جانتی تھیں اور شدت سے یہ رشتہ ہو جانے کی خواہش مند تھیں۔

اتوار کی شام کو اطلاعی گھنٹی بجی تو رؤف صاحب نے آنے والے مہمان کو خوش آمدید کہا۔ پہلی نظر میں ہی انہیں وہ بہت پسند آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسماء بھی ڈرائنگ روم میں چلی آئیں اور اسے دیکھ کر بہت خوش تھیں۔ بے حد وجیہہ' مؤدب اور سلیقے سے گفتگو کرتا یہ لڑکا انہیں داماد کی حیثیت سے بہت مناسب لگا تھا۔ وہ زینا کو چائے کا کہنے کچن میں آئیں تو وہ جیسے بے صبری سے منتظر تھی۔

"امی کیسے ہیں وصی بھائی؟"

"ارے بہت اچھا۔ بس اللہ کرے کہ بات بن جائے۔" انہوں نے کہا تو وہ مچل سی گئی۔

"امی مجھے بھی اندر آنے دیں ناں۔"

"اچھا آ جاؤ لیکن تھوڑی دیر بیٹھ کر اٹھ جانا۔" اس نے تیزی سے سر ہلایا۔ وہ ٹرالی لے کر اندر داخل ہوئی تو بابا سے بات کرتے شخص کو دیکھ کر بے ساختہ ہی اس کے منہ سے نکلا۔

"سر..... آپ؟" رؤف صاحب اسماء اور وشق ایک ساتھ ہی اس کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ خجل سی ہو گئی۔

"کسے کہہ رہی ہو زینا؟" اسماء حیران سی پوچھنے لگیں تو اس نے وشق کی طرف اشارہ کیا۔

"سر..... کل آپ ہمارا وائیوا لینے آئے تھے ناں' آپ کو یاد ہے؟" رؤف صاحب نے حیرانی سے وشق کو دیکھا۔

"بیٹا آپ تو بتا رہے تھے کہ....."

"جی جی انکل' اصل میں میرا ایک دوست ان کے ڈپارٹمنٹ کا وائیوا ایگزامنر ہے لیکن اسے ڈبل نمونیا ہو گیا تو اس نے مجھ سے فیور مانگا' اس کے (ڈین) سے بات کر کے میں ایکسٹرنل ایگزامنر کے طور پر گیا تھا۔"

"اچھا..... اس سے ملو یہ میری چھوٹی بیٹی زینا ہے' کل اس نے ذکر تو کیا تھا کہ آج کوئی نئے ایگزامنر آئے ہیں لیکن اندازہ نہیں تھا کہ وہ آپ ہوں گے۔" اسماء نے مسکرا کر کہا تو وشق نے دھیمی سی مسکراہٹ کے ساتھ زینا کو دیکھا۔

تھوڑی دیر بعد شائستہ بھی ڈرائنگ روم میں آ گئی۔ رسمی سے تعارف کے بعد وشق باقی وقت رؤف صاحب سے ہی باتیں کرتا رہا' جب کہ شائستہ بڑی باریک بینی سے اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ بلاشبہ وہ اس کی پسند کے معیار پہ پورا اترتا تھا۔ بہت خوشگوار ماحول میں چائے پی گئی۔ دو گھنٹے

https://pklibrary.com/

وہاں گزار کر ویشق نے جانے کی اجازت چاہی۔ اسماء نے اسے کھانے کے لیے روکنا چاہا لیکن وہ شائستگی سے معذرت کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے جانے کے بعد گھر میں کافی دیر تک اسی کے بارے میں باتیں ہوتی رہیں۔

"امی آپ تو ان کو وصی کہہ رہی تھیں لیکن ان کا نام ویشق ہے۔" زینا کو یاد آیا۔

"ارے وہ نوشابہ اسے پیار سے وصی کہتی ہے تو میں سمجھی یہ ہی نام ہے۔" وہ جھینپ کے مسکرائیں۔

"ہماری بیٹی کو ویشق کیسا لگا؟" رؤف صاحب نے شفقت سے شائنہ سے پوچھا۔ تو وہ بے نیازی سے بولی۔

"ہوں... ٹھیک ہیں۔"

"بس ٹھیک.....!" زینا ہلکے سے چیخ اٹھی۔ "اللہ کا خوف کرو شائے جب سر ہمارے کالج میں آئے تو لڑکیاں تو ان کی پرسنالٹی پہ فدا ہو رہی تھیں اور تم بس ٹھیک کہہ رہی ہو۔" اس کے کہنے پہ شائنہ نے نخوت سے ناک چڑھائی۔

"میں ان اسٹوپڈ لڑکیوں کی طرح صرف ظاہری شخصیت سے متاثر نہیں ہوتی۔"

"خیر بچہ ادب آداب میں بھی بہت اچھا تھا۔" رؤف صاحب اس کے انداز گفتگو سے بہت متاثر لگ رہے تھے۔ "لیکن بہرحال آخری فیصلہ شائنہ کا ہی ہوگا' کہو کیا کہتی ہو؟" ان کے کہنے پہ اسماء نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ وہ اتنا اچھا رشتہ کسی بے وقوفی کی وجہ سے گنوانا نہیں چاہتی تھیں۔

"امی میں آپ کو سوچ کر جواب دوں گی۔" شائنہ کے لاپروائی سے کہنے پہ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

اگلے دن اسماء نے نوشابہ کو فون کیا کہ جان سکیں وثیق کے کیا تاثرات ہیں۔

"اسے تو تم سب بہت اچھے لگے' خاص کر تمہاری بہت تعریف کر رہا تھا۔"

"میری.....؟" اسماء حیران ہوئیں۔

"ہاں کہہ رہا تھا آنٹی بالکل مما جیسی لگیں' اصل میں

بھائی بھابی کے انتقال کے بعد ہمیشہ ہاسٹلز وغیرہ میں رہا میں چاہنے کے باوجود ساتھ نہیں رکھ سکی تو اسے گھریلو ماحول بہت متاثر کرتا ہے۔ وہ باہر کے روکھے پھیکے ماحول سے گھبرا کر ہی واپس آیا ہے کہ یہیں اپنا گھر بسائے گا۔"

"صحیح کہہ رہی ہو۔ اس کے انداز میں کوئی دکھاوا یا بناوٹ نہیں تھی ورنہ تو آج کل ایک سال ہی باہر گزار کر لوگ خود کو دوسروں سے اعلیٰ اور برتر سمجھنے لگتے ہیں۔" اسماء نے ان کی تائید کی۔

"وہی تو' سچ کہوں تو وصی مجھے اپنی اولاد کی طرح عزیز ہے۔ تب ہی تو میں نے شائنہ کے لیے سوچا کہ وہ بھی مجھے اتنی ہی پیاری ہے' دونوں ہی چندے آفتاب' چندے ماہتاب ہیں غضب کی جوڑی لگے گی۔" نوشابہ تفصیلی بات کرنے کی عادی تھیں۔

"بالکل' بس میں ایک دو روز میں تمہیں فائنل بتادوں گی۔" اسماء نے چند باتیں کر کے فون رکھ دیا۔ تب ہی شائنہ چلی آئی۔ بلیو ریڈ اور گرے کامبی نیشن کے خوب صورت شرٹ ٹراؤزر میں اپنے گھنگھریالے بالوں کو سمیٹ کر آگے کی طرف ڈالے وہ اتنی خوب صورت لگ رہی تھی کہ نظر لگ جانے کے ڈر سے اسماء نے زیرلب دعا پڑھ کر اس پہ پھونکی دی۔

"امی کچھ کھانے کو دیں' بہت بھوک لگ رہی ہے۔" وہ کرسی پہ تقریباً گرتے ہوئے بولی تو اسماء نے جھٹ پٹ کھانا اس کے آگے رکھ دیا۔ اپنا فیورٹ چائنیز مینیو دیکھ کر اس کی بھوک چمک اٹھی۔

"واؤ مام..... یو آر گریٹ۔" بہت کم ہی وہ ایسے اظہار کرتی تھی' اسماء مسکرادی پھر کچھ سوچ کر اس کے سامنے کرسی پہ بیٹھ گئیں۔

"پھر تم نے کیا فیصلہ کیا شائنہ؟ نوشابہ کو ہاں کہہ دوں؟" ان کے پوچھنے پر ایک پل کو اس کے ہاتھ تھمے پھر ماں کو دیکھا اور دھیرے سے مسکرا کر سر ہلادیا۔ اسماء نے بے ساختہ اٹھ کر اسے گلے لگالیا۔

"خوش رہو' میں تمہارے بابا کو بتاتی ہوں۔" وہ اسے پیار کر کے اندر چلی گئیں تو وہ مسکراتے ہوئے کھانا کھانے لگی۔ رات بھر اس نے بہت سوچا اور جب ڈھونڈنے سے بھی کوئی خامی نظر نہیں آئی تو اس نے وثیق کے حق میں فیصلہ کرلیا تھا۔

رؤف صاحب بھی اس کے فیصلے سے بہت خوش تھے۔ خوش تو زینا بھی تھی لیکن ان دنوں میں کبھی اتنی بے تکلفی رہی ہی نہیں تھی کہ وہ اس سے اس رشتے کے حوالے سے کوئی چھیڑ چھاڑ کرتی تو بس اتنا ہی بولی۔

"بہت مبارک ہو شائنہ' تم دونوں کا کپل بہت اچھا لگے گا۔" اور خلاف توقع اور خلاف معمول شائنہ نے مسکرا کے تھینک یو کہا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

رؤف صاحب' اسماء اور زینا وثیق کے گھر بھی ہو آئے تھے۔ چار سو گز پہ بنا خوب صورت سا گھر جس کی سب سے بڑی خوب صورتی اس کا لان تھا۔ وثیق کو باغبانی کا بہت شوق تھا اس نے انواع واقسام کے پھولوں کے پودے لگا رکھے تھے۔ گھنی گھاس سے مزین لان میں مختلف رنگوں کے کھلے پھول ملین کے اعلیٰ ذوق کا پتا دے رہے تھے۔ وثیق تھوڑا گھبرا رہا تھا' ظاہر ہے گھر میں اکیلا تھا سو مہمان داری کے فن سے قطعی ناآشنا تھا۔ اس نے فون پر آرڈر کر کے کچھ منگوانا چاہا لیکن رؤف صاحب نے منع کردیا۔ پہلی ملاقات کے برعکس آج وہ شلوار قمیص میں ہلکی بڑھی شیو کے ساتھ اور زیادہ وجیہہ لگ رہا تھا۔ زینا نے چائے بنائی اور ساتھ ریفریشمنٹ کا سامان رکھا جو وثیق کے بتانے پہ اس نے کیبنٹ سے نکال لیا تھا۔

"بیٹا تم کھانے کا کیا انتظام کرتے ہو؟" اسماء نے اچانک خیال آنے پہ پوچھا تو وہ جھینپ سا گیا۔

"آنٹی دوپہر کا کھانا تو زیادہ تر باہر ہی کھالیتا ہوں اور پھر گھر آ کر رات کا پکالیتا ہوں۔"

"تمہیں کھانا پکانا آتا ہے؟" انہوں نے ہنستے ہوئے پوچھا تو وہ بھی دھیرے سے ہنسا۔

"مما پاپا کے بعد سے اکیلا ہی رہا ہوں تو جیسا تیسا پکا

https://pklibrary.com/

ہی لیتا ہوں۔"

"اکیلے تھے اب نہیں ہو۔ بس کل سے دوپہر اور رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھانا۔" اسماء کے کہنے پہ وثیق سٹپٹا سا گیا۔

"ارے..... نہیں آنٹی آپ تکلف نہ کریں پلیز۔"

"تکلف کی کیا بات ہے بیٹا اپنا گھر ہوتے ہوئے تم ہوٹلوں سے کھانا کھاؤ یہ ہمیں اچھا نہیں لگے گا۔" اسماء نے کہتے ہوئے رؤف صاحب کی طرف دیکھا کہ وہ بھی کہہ دیں تاکہ اس کی جھجک دور ہو جائے۔

"تمہاری آنٹی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ کھانا ہمارے ساتھ کھایا کرو اب تو تم ہمارے گھر کے فرد ہو بیٹا۔" ان کے اپنائیت سے کہے پہ وثیق نے دھیرے سے سر ہلا دیا تھا۔

❁----❁----❁----❁

اس دن کے بعد سے وثیق نے دوپہر کا کھانا واسطی ہاؤس میں کھانا شروع کر دیا تھا۔ اس وقت شاذ و نادر ہی شائنہ گھر پہ ہوتی تھی سو ان کی ملاقات کم کم ہی ہوتی۔ البتہ اسماء کے بہت کہنے کے باوجود بھی وثیق رات کے کھانے کے لیے نہیں رکتا اسے رؤف صاحب کی موجودگی میں جھجک سی محسوس ہوتی تھی تو اسماء اس کو رات کا کھانا پیک کر کے دے دیتی تھیں جو وہ گھر جا کر کھا لیتا تھا۔

وثیق کے دوست کو ڈاکٹر نے ڈیڑھ دو مہینے کا ریسٹ بتایا تھا تو اس کی غیر حاضری میں وثیق وزیٹنگ فیکلٹی کی حیثیت سے اپلائیڈ کیمسٹری کا سبجیکٹ پڑھا دیا کرتا تھا۔ ہفتے کو اس کی آفس سے چھٹی ہوتی تھی سو اس دن وہ دو کلاسز لے کر ہفتے بھر کا کورس پورا کروا دیا کرتا تھا۔ کچھ اس کی شاندار پرسنالٹی اور کچھ پڑھانے کا بہترین انداز تھا کہ وہ بہت جلد ہی طالبہ میں مقبول ہو گیا تھا۔ کچھ لڑکیوں نے اس کی طرف پیش قدمی بھی کی تھی، لیکن اس کے دوٹوک انداز پہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی تھیں۔ زینا بھی دن بدن اس کی مختلف خوبیوں کی معترف ہوتی جا رہی تھی لیکن اس نے کسی سے بھی ذکر نہیں کیا تھا کہ وثیق اس کا ہونے والا بہنوئی ہے اور سب کی طرح اسے "سر" ہی کہتی تھی اور اسے اتنی عادت ہو گئی تھی کہ گھر میں بھی اسے "سر" ہی کہہ کر مخاطب کرتی تھی۔

❁----❁----❁----❁

آج گھر کی گاڑی خراب تھی تو رؤف صاحب نے زینا کو یونیورسٹی سے پک کرنے کے لیے آفس کی گاڑی بھیج دی تھی۔ وہ یونیورسٹی سے نکلی ہی تھی کہ اسماء نے اسے فون کر کے ٹیلر سے اپنے کپڑے لانے کا کہہ دیا۔ وہ بری طرح الجھ کر رہ گئی تھی۔

"امی..... میں اکیلی؟" وہ بھیڑ بھاڑ والی جگہوں سے تھوڑا گھبراتی تھی۔ اب تک اس کی شاپنگ اسماء ہی کیا کرتی تھیں۔ وہ شاذ و نادر ہی بازار جاتی تھی کجا اکیلے بازار جانا۔

"اکیلی کیا مطلب، جہاد پہ نہیں بھیج رہی، بس ٹیلر سے کپڑے لے آؤ، مجھے آج شام دعوت میں پہننے ہیں اب گاڑی خراب ہے تو میں کیسے لاؤں، تمہارے راستے میں پڑے گا اسی لیے تمہیں کہا۔" ان کے حتمی لہجے میں کہنے پہ اس نے مجبوراً حامی بھری اور ڈرائیور کو مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا۔ لاکھ اس نے خود میں اعتماد پیدا کر لیا تھا لیکن یہ سچ تھا کہ بچپن کی یادداشتیں جن میں ہر جگہ اس کا اور شائنہ کا مقابلہ کیا جاتا تھا، اب بھی اس کے ذہن میں محفوظ تھیں جس طرح لوگ کبھی حیرانی اور کبھی تمسخر سے اسے دیکھتے۔

"یہ شائنہ کی سگی بہن تو نہیں لگتی۔" وہ قصور نہ ہوتے ہوئے بھی شرمندہ ہو جاتی ایسا نہیں تھا کہ وہ کم صورت تھی لیکن شائنہ کی بے تحاشا سرخ سفید رنگت کے سامنے اس کی گندمی رنگت دب سی جاتی۔ بچپن میں ہر تقریب سے واپسی پہ وہ اسماء کی گود میں سر رکھے خوب روتی۔

"امی میں شائنہ کی طرح پیاری کیوں نہیں ہوں؟"

"ارے کس نے کہہ دیا تم تو اتنی پیاری ہو بالکل پری ہے میری بیٹی۔" اسماء محبت سے اس کے گھنیرے بال سہلاتیں لیکن وہ مچل جاتی۔

"نہیں سب شائنہ کی تعریف کرتے ہیں، مجھے کوئی پسند نہیں کرتا۔" اور یہ احساس اس کے دل میں جڑ پکڑتا چلا

گیا۔ بڑے ہونے کے ساتھ اس نے رونا چھوڑ کر اس بات سے سمجھوتا کرلیا تھا کہ وہ ایک بہت عام سی لڑکی ہے اور اس میں کوئی بھی ایسی بات نہیں ہے جو کسی کو پسند آسکے۔ یہی وجہ تھی کہ اپنے گھر اور تعلیمی ادارے کے علاوہ ہر تیسری جگہ جانے سے گھبراہٹ محسوس کرتی تھی۔

"بیٹا مارکیٹ آ گئی ہے۔" ڈرائیور کی آواز اسے خیالوں سے باہر کھینچا۔

"بابا آپ دس منٹ یہیں انتظار کریں' میں آتی ہوں۔" وہ جلدی جلدی آگے بڑھ گئی۔ کپڑے لے کر شاپ سے نکلی تو سامنے ڈیکوریشن پیسز کی دکان پہ نظر پڑی اور شیشے کے بنے ہوئے خوب صورت سے گلاب کے پھول پہ اٹک گئی۔ بہت ہی نفاسات سے ترشا ہوا گلاب تھا جسے چھونے پہ مختلف رنگوں کی شعاعیں نکلتی تھیں۔ ایسے انوکھے پیسز کم ہی ملتے ہیں سو زینا نے فوراً خرید لیا اور واپس آ گئی۔ دھوپ اتنی شدید تھی کہ آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔ وہ تیزی سے چلتی ہوئی گاڑی تک پہنچی اور دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"بہت ہی تیز دھوپ ہے' جلدی چلیں بابا۔" بولتے ہوئے اسے گاڑی کا اندرونی ماحول مختلف سا لگا اور جیسے ہی آنکھیں کچھ دیکھنے کے قابل ہوئیں' ڈرائیونگ سیٹ پہ بابا کی جگہ ایک خوش شکل نوجوان کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے۔

"کک..... کون ہیں آپ..... علی بابا کہاں ہیں؟"

"وہ تو چالیس چوروں کے ساتھ چلے گئے۔" شوخی سے جواب دیا گیا۔

"جی.....؟ دیکھیے مسٹر آپ میری گاڑی سے اتریں۔" اغوا کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے متعلق کئی واقعات اس کے دماغ میں گردش کر رہے تھے اور اپنے تھرتھر کانپتے دل کو سنبھالتے ہوئے وہ بہ مشکل خود کو پُراعتماد ظاہر کر رہی تھی۔

"اور نہ اتروں تو.....؟"

"تو میں..... میں لوگوں کو اکٹھا کرلوں گی۔ یوں دن دہاڑے آپ مجھے اغوا نہیں کرسکتے۔" کوشش کے باوجود آنسو آنکھوں پہ لڑھک آئے تب ہی شیشے پہ ہونے والی ناک پر اس نے اچھل کر دیکھا تو علی بابا کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی۔ وہ ہلکے سے چیخی۔

"علی بابا یہ..... یہ....."

"بیٹا آپ غلط گاڑی میں بیٹھ گئی ہیں۔ آپ کی گاڑی وہاں کھڑی ہے۔" علی بابا کے جملے نے اس پر گویا گھڑوں پانی پڑ گیا تھا۔

"کیا.....! لیکن آپ نے تو اس دروازے کے پاس گاڑی کھڑی کی تھی ناں؟" اس نے اٹکتے ہوئے پوچھا' وہ اپنے چہرے پہ اس اجنبی کی مسکراتی نظروں کو صاف محسوس کر رہی تھی۔

"بیٹا گاڑی ابھی بھی وہیں ہے' آپ دوسرے رستے سے باہر آئی ہیں۔" علی بابا دروازہ کھول کر اس کے ہاتھ سے شاپر لیتے ہوئے بولے تو اس اجنبی کے قہقہے نے زینا کو مزید شرمندہ کردیا۔ سرخ ہوتے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ تیزی سے نکلی اور اپنی گاڑی کی طرف چل دی تھی۔

گاڑی میں بیٹھا شہروز شاہ دیر تک اس کی بوکھلاہٹ یاد کر کے ہنستا رہا۔ وہ پارکنگ میں اپنے دوست کا انتظار کر رہا تھا کہ کھٹاک سے دروازہ کھول کر بے تکلفی سے بیٹھتی لڑکی کو دیکھ کر حیران رہ گیا لیکن اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ خاصا محظوظ کن تھا۔ شہروز مسکراتے ہوئے شوخ سی دھن کی سیٹی بجانے لگا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

زینا سارے راستے شرمندگی و خجالت کے ملے جلے تاثرات میں گھری رہی اسے رہ رہ کے اس اجنبی کا قہقہہ یاد آ رہا تھا۔

"توبہ..... کیا سوچ رہا ہوگا کس قدر احمق لڑکی ہے۔" اسے اپنی بے وقوفی پہ خوب غصہ آ رہا تھا اور جب اسماء کو بتایا تو انہوں نے بھی تقریباً سر ہی پیٹ لیا۔

"حد ہوتی ہے حواس باختگی کی زینا..... تمہیں اپنی گاڑی کی پہچان نہیں ہے؟" ان کے گھرکنے پہ وہ مزید چڑ گئی۔

"اپنی گاڑی کی ہے' وہ آفس کی گاڑی تھی' مجھے تو اس کا نمبر بھی نہیں پتا۔ یہ بھی بلیک گاڑی ہے۔ وہ بھی بلیک گاڑی تھی بس میں بیٹھ گئی۔" اس کی بات جاری تھی کہ اطلاعی گھنٹی بجی۔

"تم منہ ہاتھ دھولو' میں دیکھتی ہوں۔" وہ فریش ہو کر میز پہ آئی تو وثیق کو دیکھ کر سلام کیا' اس کے متبسم چہرے کو دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ اس کا تازہ کارنامہ اسماء سنا چکی ہیں' اس نے شاکی نظروں سے ماں کو دیکھا تو وہ انجان بن گئیں۔

"کیا ہوا.....؟ ایسے یک ٹک کیوں دیکھ رہی ہو' کھانا شروع کرو۔"

"وہ تو میں شروع کر رہی ہوں لیکن پھر بھی میں آپ کو بتادوں میں نے کوئی بے وقوفی نہیں کی' بس غلط فہمی ہوگئی تھی۔" بچوں کی طرح اپنی صفائی دیتی وہ اسماء اور وثیق کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔ ان کو ہنستا دیکھ کر وہ جھینپ کر خود بھی ہنسنے لگی۔

"اسی لیے تو کہتا ہوں کہ میں تمہیں پک کر لیا کروں گا۔" وثیق مسکراتے ہوئے بولا تو وہ ہلکے سے نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں ناں..... ابھی تو میں نے کسی دوست کو بتایا بھی نہیں ہے' پتا ہے میں نے سوچا ہے کہ آپ دونوں کی شادی میں اپنی پوری کلاس کو بلاؤں گی اور جب سب کو پتہ چلے گا کہ یونیورسٹی کے سب سے ہینڈسم ٹیچر سے میری بہن کی شادی ہوئی ہے تو..... ان لڑکیوں کی شکل دیکھنے والی ہوگی۔" وہ مزے لیتے ہوئے بولی تو وثیق جھینپ سا گیا۔

"اچھا..... گویا وثیق کے کافی پرستار ہیں یونیورسٹی میں۔" اسے جھینپتا دیکھ کر اسماء نے بھی چھیڑا۔

"کیا خالہ آپ بھی' یہ زینا تو بس یونہی۔" وہ سٹپٹا سا گیا تو اسماء ہنسنے لگیں۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا آپ امی کو خالہ کیوں کہتے ہیں' یہ آپ کی پھوپو کی دوست ہیں یا ہونے والی ساس تو خالہ پکارنے کی کیا تک ہے؟" کئی بار کا کیا سوال زینا نے پھر سے کیا تو وثیق مسکرا دیا۔

"پھر کبھی بتاؤں گا۔" اس نے ہر دفعہ کا دیا ہوا جواب دہرایا تو وہ منہ بناتی ہوئی کھانا کھانے لگی۔

اسماء کے بعد وثیق وہ دوسرا شخص تھا جس سے زینا کی ذہنی ہم آہنگی ہوئی تھی۔ اس سے بات کرتے ہوئے زینا کو کبھی احساس نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کا مذاق اڑائے گا بلکہ اکثر بے دھیانی میں اس سے اپنے احساسات تک شیئر کر جاتی تھی اور وہ ایک دوست اور اچھے سامع کی طرح اس کی باتیں سنتا اور مشورے بھی دیتا تھا۔ شائنہ تو اکثر طنز کرتی تھی کہ وثیق کے روپ میں زینا کو ایک سہیلی مل گئی ہے۔ البتہ وہ خود کبھی کبھی بری طرح چڑ جاتی تھی۔ اس نے ہمیشہ ہر جگہ سے تعریف سمیٹی تھی لیکن وثیق نے کبھی کوئی ایک تعریفی جملہ نہ کہا تھا' وہ اکثر اپنی طرف سے بہترین ڈریس اپ ہو کر اس کے سامنے آتی لیکن وہ ایک سرسری سی نظر ڈال کر باقی لوگوں سے باتوں میں مصروف رہتا کہ اسے ساس' سسر یا سالی کے سامنے منگیتر کو بار بار دیکھنا یا اس سے بے تکلفی سے باتیں کرنا اچھا نہیں لگتا تھا لیکن یہ بے خبری شائنہ کی خود پسندی کو شدید زک پہنچاتی تھی اور اس کی بھڑاس وہ زینا پہ نکالا کرتی تھی جسے زینا وثیق کی موجودگی میں خوشدلی سے نظر انداز کر دیا کرتی تھی لیکن وثیق اس کا رویہ دیکھ کر الجھ جاتا تھا۔ ابھی بھی یہ ہی ہوا تھا۔ وہ تینوں آج کے واقعے پہ باتیں کر رہے تھے جب شائنہ کی آمد ہوئی تھی۔

"السلام علیکم!" اس نے زور سے سلام کیا تو تینوں اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ لائم یلو اور شاکنگ پنک کلر کے خوب صورت کرتے شلوار میں کھلے بالوں کے ساتھ وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ وثیق نے ایک مسکراتی نظر سے جواب دینے کے بعد بغیر کچھ کہے پھر سے کھانا شروع کر دیا تو شائنہ کو سخت غصہ آیا۔

"آؤ شائنہ..... تم بھی آجاؤ۔" اسماء نے اسے کہا اور زینا کو مسکرا کے دیکھا۔

"ہاں بھئی اس کو سنانے کی اجازت ہے؟" ان کے کہنے پہ زینا اور وثیق ہنسنے لگے۔ شائنہ نے ابرو چڑھا کے

https://pklibrary.com/

ان کو دیکھا۔ اسماء بھی ہنستے ہوئے اسے آج کا قصہ سنانے لگیں پوری بات سن کر وہ تمسخرانہ لہجے میں بولی۔

"فار گاڈ سیک زینا' کبھی تو انسانوں والی حرکتیں کیا کرو' کتنا چیپ امپریشن پڑا ہوگا تمہارا۔" زینا کا چہرہ ایک دم پھیکا پڑا۔ اسے وثیق کے سامنے بے حد شرمندگی محسوس ہوئی' وہ ایک دم اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شاید میرا موبائل بج رہا ہے' آپ لوگ کھائیے' میں آتی ہوں۔" وہ کہتی ہوئی اندر چلی گئی' وثیق کو شائستہ کے رویے پہ افسوس ہوا۔ برا تو اسماء کو بھی لگا لیکن وثیق کی وجہ سے چپ رہیں جب کہ شائستہ لاپروائی سے کھانا کھاتی رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

زینا سخت بوریت محسوس کر رہی تھی' رؤف صاحب کے بزنس فرینڈ نے نئے گھر کی خوشی میں پارٹی دی تھی اور اسماء زبردستی زینا کو بھی ساتھ لے آئی تھیں ورنہ اسے ایسی تقریبات سے بہت گھبراہٹ ہوتی تھی اور اب بھی وہ اس محفل میں خود کو احمق محسوس کر رہی تھی لیکن مجبوراً بیٹھی رہی۔ تب ہی ایک نک سک سے تیار خاتون اسماء رؤف سے آ کر بڑے پُرتپاک انداز میں ملیں۔

"کیسی ہیں مس رؤف؟ آج تو بہت دنوں بعد آپ سے ملاقات ہو رہی ہے۔"

"الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔ واقعی بہت دنوں بعد ملنا ہوا' یہ میری چھوٹی بیٹی زینا ہے۔" ان کے متعارف کروانے پہ وہ خاتون زینا کی طرف متوجہ ہوئیں اور ایک دم ان کی آنکھوں میں ستائش ابھری۔

"ماشاءاللہ' ارے اتنی پیاری بیٹی کو کہاں چھپا کے رکھا تھا آپ نے؟" وہ زینا کو خود سے لپٹاتے ہوئے بولیں تو زینا بری طرح سے کنفیوز ہوگئی' اسماء مسکرا کے رہ گئیں۔

پھر وہ خاتون زینا کے ساتھ دیر تک باتیں کرتی رہیں' زینا بھی دھیرے دھیرے ان کے سوالات کے جواب دے رہی تھی۔ تب ہی عقب سے ایک مردانہ آواز آئی۔

"مام..... ابھی آپ کتنی دیر رکیں گی؟" ان خاتون کے ساتھ ساتھ زینا نے بھی بے ساختہ پیچھے مڑ کر دیکھا اور پھر اس کا دل چاہا وہ لمحوں میں وہاں سے غائب ہو جائے۔ ابھی گاڑی والے واقعہ کو اتنے دن نہیں ہوئے تھے کہ وہ اس اجنبی کو بھول جاتی جو اس وقت سامنے کھڑا تھا اور اس کے چہرے پہ پھیلنے والی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ بھی اسے پہچان گیا ہے۔

"آؤ شہروز۔" مسز شاہ نے اپنے بیٹے کو زینا سے ملوایا۔ "یہ واسطی انکل کی چھوٹی بیٹی زینا ہے اور زینا یہ میرا بیٹا شہروز ہے۔" زینا نے بہ مشکل مسکرا کر کے دھیرے سے سر ہلایا۔

"نائس ٹو میٹ یو زینا۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے میں نے آپ کو پہلے کہیں دیکھا ہے؟" اس کا لہجہ سنجیدہ مگر آنکھوں میں حد درجہ شرارت تھی۔ زینا ایک دم گھبرا سی گئی اسماء مسکرا کے بولیں۔

"ارے نہیں بیٹا' یہ تو پارٹیز وغیرہ میں جاتی ہی نہیں ہے۔ آج بھی بہت ضد کر کے لائی ہوں۔" شہروز اسماء سے باتیں کرنے لگا' وہ اس کی مصروفیات کے متعلق پوچھنے لگیں' خوش شکل اور پُراعتماد سا یہ لڑکا انہیں کافی اچھا لگا تھا۔

کھانے کا وقت ہوا تو زینا اپنی پلیٹ لے کے کونے والی میز پہ آ کر بیٹھ گئی۔ اسے ذرا بھی شبہ ہوتا کہ یہاں اس کی شہروز سے ملاقات ہو جائے گی تو وہ کبھی یہاں نا آتی اور اس پہ شہروز کی شرارت بھری نظریں اسے مزید الجھا رہی تھیں۔ وہ بے دھیانی میں نوڈلز یونہی پلیٹ میں گھما رہی تھی۔

"یہ نوڈلز کی پریڈ کب تک جاری رہے گی؟" بالکل قریب سے ابھری شوخ سی آواز پہ کانٹا اس کے ہاتھ سے چھوٹتے چھوٹتے بچا۔ بغیر سر اٹھائے بھی وہ جان گئی تھی کہ یہ آواز کس کی تھی۔ اتنی دیر میں شہروز اس کے سامنے کرسی پہ بیٹھ چکا تھا۔

"آپ کیا آج اپنی زبان گھر بھول آئی ہیں؟" وہ مسلسل اسے زچ کر رہا تھا۔ بے تحاشا دھڑکتے دل کے

باوجود زینا نے پُر اعتماد نظر آنے کی بھرپور کوشش کی اور خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔

"ارے آپ تو کچھ بول ہی نہیں رہیں' شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں؟" وہ ذرا سا اس کی طرف جھک کر پوچھنے لگا تو زینا نے سر اٹھا کے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جی..... میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔"

"ارے میں وہی ہوں جو آپ کو کنڈیپ کرتے کرتے رہ گیا۔" اس کے شرارت سے کہنے پہ شرمندگی کے مارے زینا کی ہتھیلیوں میں پسینہ آ گیا' اس نے بھی آر یا پار کرنے کا سوچا۔

"دیکھیے مسٹر..... وہ صرف ایک غلط فہمی تھی جو ہوئی اور کلیئر ہو گئی' اب آپ اس کو بنیاد بنا کے بلاوجہ کی باتیں نہ کریں' میں اجنبیوں سے باتیں نہیں کرتی۔" اس نے بے رخی کی حد کر دی۔ یہ الگ بات کہ اتنا کہنے میں ہی اس کی پوری ہمت صرف ہو گئی تھی لیکن سامنے والے پر اس کی بات کا الٹا ہی اثر ہوا تھا۔

"دیٹس ویری گڈ..... تو پھر ہم دوستی کر لیتے ہیں تاکہ اجنبیت دور ہو جائے۔"

"مسٹر شہروز' آپ مجھے غلط سمجھ رہے ہیں' میں انجان لڑکوں سے دوستیاں نہیں کرتی۔" غصے سے اس کی آواز لرزنے لگی۔

"نہیں زینا آپ مجھے غلط سمجھ رہی ہیں' میں نے آپ کو دوستی کی آفر اس لیے کی ہے کیونکہ..... آپ دوسروں سے بہت مختلف ہیں۔" اس کے مدھم لہجے میں کہنے پہ زینا کا دل بے حد تیزی سے دھڑکا۔

"آپ کو یقین نہیں آئے گا۔ میں اس دن کی چند منٹوں کی ملاقات کے بعد سے آپ کو بھول نہیں سکا' میں آج بالکل بھی آنا نہیں چاہ رہا تھا لیکن اب سوچ رہا ہوں کہ اگر نہیں آتا تو..... میرا تو بہت نقصان ہو جانا تھا۔" گمبھیر لہجے میں کہتے ہوئے وہ دلکشی سے مسکرایا اور زینا..... اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی اس کی شخصیت کو بھی اس طرح یاد رکھ سکتا ہے۔ ایک لمحے کو اسے لگا جیسے وہ اسے بے وقوف بنا رہا ہے لیکن اس کی آنکھوں اور لہجے سے جھلکتی پسندیدگی صاف ظاہر تھی مگر وہ بھی کیا کرتی' اپنی کم صورتی کا احساس اس کے بہت اندر تک ایسا کنڈلی مارے بیٹھا تھا کہ کوئی اس کی تعریف بھی کرتا تو بھی اسے یقین نہیں آتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ شہروز کی باتوں پہ چاہنے کے باوجود کوئی ردعمل نہیں دے پائی اور وہ خاموشی سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتا رہا تھا۔

"کچھ کہو ناں زینا' کم از کم یہ ہی بتا دو کہ تمہیں میری باتیں بری تو نہیں لگیں؟" آپ سے تم پہ آتے ہوئے اس نے دھیرے سے پوچھا تو زینا خشک ہوتے ہونٹوں کو تر کرتی جھٹکے سے اٹھی۔

"امی مجھے ڈھونڈ رہی ہوں گی' میں چلتی ہوں۔" وہ کہہ کر تیزی سے چلی گئی تو شہروز گہری سانس بھر کر رہ گیا۔

اسے گھبرائی گھبرائی سی یہ نازک سی لڑکی واقعی بہت اچھی لگی تھی۔ بے شک اس کی بہت سی لڑکیوں سے دوستی تھی لیکن زینا واسطی ان سب سے مختلف لگی تھی۔ اس کے چہرے کی معصومیت اسے سب میں ممتاز کرتی تھی۔ بڑی بڑی غلافی آنکھوں پہ گھبراہٹ سے اٹھتی گرتی پلکیں اور شرم و خفت سے بار بار گلابی پڑتا چہرہ۔

"کچھ تو بات ہے تم میں۔" شہروز دھیرے سے گنگنایا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

شائنہ گرمی کے نئے ڈیزائن کی نمائش کے سلسلے میں اسلام آباد جا رہی تھی' اس لیے آج کھانے پہ اسماء نے خاص اہتمام کیا تھا۔ اسماء کھانا نکالنے کی غرض سے کچن کی طرف گئیں تو لاؤنج میں شائنہ اور وثیق ہی رہ گئے تھے' زینا کالج سے آ کر چینج کرنے چلی گئی تھی۔

"تو آپ نے میری بات نہیں مانی..... کیا تھا اگر آپ میرے ساتھ چلتے؟" شائنہ نے خفگی سے شکوہ کیا۔ "آپ میری خاطر اپنی مصروفیت میں سے وقت نہیں نکال سکتے؟" اس نے ادا سے بال جھٹک کر پوچھا تو وثیق متانت سے بولا۔

https://pklibrary.com

"بات مصروفیت کی نہیں ہے شائنہ لیکن اکیلے ہم دونوں کا جانا مناسب نہیں لگتا' ہمارے بڑوں کو ہم پہ اتنا اعتبار ہے کہ ہم اس طرح بات چیت کر لیتے ہیں' ملتے ہیں لیکن ہمیں اس آزادی کا ناجائز فائدہ تو نہیں اٹھانا چاہیے ناں۔"

"پتا نہیں کس زمانے کی باتیں کرتے ہیں آپ۔" وہ چڑ کر بولی۔ "مجھے یقین ہے کہ اگر آپ کہتے تو بابا ہم دونوں کو ضرور بھیج دیتے' میری باقی فرینڈز بھی اپنے فیانسی یا فرینڈز کے ساتھ ہی آئیں گی۔" اس کی ضد پہ وثیق گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"ان کی فیملی ویلیوز (اقدار) ہم سے مختلف ہوں گی' تمہیں تو اچھی طرح پتا ہے کہ ہم دونوں کی فیملیز میں شادی سے پہلے ایسے اکیلے گھومنا پھرنا اچھا نہیں سمجھا جاتا' ہاں اگر تم زینا کو بھی ساتھ لے لو تو پھر الگ بات ہے۔" وثیق نے اسے سمجھانا چاہا لیکن زینا کا نام سن کر تو وہ ہتھے سے ہی اکھڑ گئی تھی۔

"فار گاڈ سیک وثیق..... ہم دونوں کے بیچ زینا کا کیا ذکر اور ویسے بھی اس اولڈ سول (بڈھی روح) کو لے جا کر مجھے اپنی بے عزتی نہیں کروانی۔" اس کے تلخی سے کہنے پہ وثیق بھی کوئی سخت بات کہنے والا تھا کہ اسماء کو آتا دیکھ کر خاموش ہو گیا۔ کھانے کے دوران عام سے انداز میں بات چیت ہوتی رہی' البتہ شائنہ کا موڈ خاصا خراب ہو گیا تھا۔ زینا کا بے تکلفی سے وثیق سے بات کرنا اسے زہر لگ رہا تھا اور اس کے ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

"خالہ کھانا بہت مزے کا ہے۔" وثیق نے دل سے تعریف کی تو اسماء خوش ہو گئیں۔ "کافی عرصے بعد گھر کا کھانا کھانے لگا ہوں تو بہت اچھا لگتا ہے۔" وہ خلوص سے بولا تو زینا بے ساختہ شرارت سے بولی۔

"ہوں..... امی پھر تو آپ شائنہ کو ایسے ہی اچھے کھانے پکانا سکھا دیں تاکہ سر ہمیشہ اس سے خوش رہا کریں' وہ کیا کہتے ہیں معدے سے گزر کر دل کا راستہ جاتا ہے۔" اس نے مسخرے پن سے کہا تو وثیق اور اسماء مسکرا دیے جب کہ غصے سے کھولتی شائنہ کو اپنی بھڑاس نکالنے کا موقع مل گیا اور وہ تڑخ کر بولی۔

"مجھے ان بودے سہاروں کی کوئی ضرورت نہیں ہے' ہاں تم یہ سب ضرور سیکھو' شاید اسی وجہ سے کوئی تمہیں بھی پسند کر ہی لے۔" اس درجہ ہتک پہ زینا کا چہرہ لمحہ بھر کو تاریک اور پھر شدت سے سرخ ہوا تھا' آنکھوں میں اترتے پانی کو چھپانے کے لیے اس نے سر نیچے کر لیا لیکن ضبط ٹوٹنے کے ڈر سے اگلے ہی پل "ایکسیوزمی" کہتی اندر چلی گئی۔

"بہن سے بات کرنے کا یہ کیا طریقہ ہے شائنہ؟" اسماء وثیق کی موجودگی کے باوجود غصے سے بولیں' جب کہ وہ اب سکون سے بیٹھی آئسکریم سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ اسماء کو وثیق سے شرمندگی محسوس ہوئی جو کھانے سے ہاتھ کھینچ کر ان کے بہت روکنے پر بھی ضروری میٹنگ کا کہہ کر نکل گیا۔ لان سے گزرتے ہوئے اسے کونے میں گھٹنوں پہ سر رکھے زینا نظر آئی' وہ سمجھ گیا کہ یقیناً وہ رو رہی ہو گی۔ چند لمحے اسے دیکھ کر وہ آگے بڑھ گیا' چاہنے کے باوجود وہ اس کے پاس نہیں رکا کیونکہ اکثر عزت نفس ایسے مجروح ہوتی ہے کہ ہمدردی بھی مرہم لگانے کے بجائے مزید تکلیف دیتی ہے اور وہ اس سادہ دل معصوم سی لڑکی کو تکلیف دینے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ سو چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ کر باہر نکل گیا۔ جب کہ اندر اسماء شائنہ کو ڈانٹ رہی تھیں۔

"تمہارے ساتھ آخر مسئلہ کیا ہے' کیوں اتنا برا بی ہیو کرتی ہو اس کے ساتھ' تمہیں یہ بھی خیال نہیں آیا کہ وثیق پہ کتنا برا تاثر پڑے گا؟"

"اوہ کم آن..... یہ میرا اور زینا کا معاملہ ہے' وثیق کو کیوں پرابلم ہو گی؟" وہ چڑ کر بولی۔

"کیونکہ ہر کوئی تمہاری طرح بے حس نہیں ہوتا اور وثیق کو محبت کرنے والے پُرخلوص ہم سفر کی تلاش تھی ورنہ لڑکیوں کی کمی نہیں تھی اسے' مجھے ڈر ہے کہیں خدانخواستہ....."

https://pklibrary.com/

"واٹ......! کہ وشق مجھے ری جیکٹ کردیں؟ ناممکن مجھ جیسی پرفیکٹ لڑکی ان کو مل ہی نہیں سکتی۔" وہ گردن اٹھا کر غرور سے بولی تو اسماء کا دل جانے کیوں کانپ سا گیا تھا۔

❁......❁......❁......❁

باقی پورا دن زینا بہت چپ چاپ سی رہی تھی رات کی فلائٹ سے شائستہ اسلام آباد چلی گئی۔ کھانے سے فارغ ہوکر زینا کمرے میں چلی گئی رہ رہ کے اسے وشق کے سامنے ہونے والی بے عزتی کا سوچ کر رونا آرہا تھا وہ حد درجہ دلگرفتہ سی سونے کے لیے لیٹ گئی۔ اس کی آنکھ لگی ہی تھی کہ سیل کی رنگ ٹون سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسکرین پہ اجنبی نمبر چمک رہا تھا۔ اس نے کال ریسیو کی۔

"السلام علیکم!"

"وعلیکم السلام کیسی ہو زینا؟" شہروز کی آواز پہچان کر اس کی نیم وا آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔

"جی......کون بات کررہا ہے؟" اس نے انجان بننا چاہا تو شہروز مسکرایا۔

"میں مان نہیں سکتا کہ تمہاری یادداشت اتنی خراب ہوگی۔"

"آپ کو میرا نمبر کہاں سے ملا؟" وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی اور اگلے ہی پل شہروز کے قہقہہ لگانے پہ پچھتائی۔

"گڈ......یعنی تم مجھے بھولی نہیں ہو تو بات یہ ہے کہ ڈیئر کہ جب لگن سچی ہو تو راہیں خود بخود آسان ہوجاتی ہیں۔"

"آپ نے مجھے اس وقت فلاسفی سنانے کے لیے فون کیا ہے؟" وہ گھڑی دیکھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہہ کر اٹھ بیٹھی۔

"جو سنانے کے لیے فون کیا ہے وعدہ کرو سن کر بھاگ نہیں جاؤ گی۔" شہروز کے معنی خیز لہجے پہ اس کا دل زور سے دھڑکا۔

"دیکھیے مسٹر......"

"شہروز......"

"دیکھیے مسٹر شہروز۔"

"اوں ہوں......صرف شہروز۔"

"کیا پرابلم ہے آپ کے ساتھ کیوں پریشان کررہے ہیں مجھے؟" وہ جھنجھلا کر بولی تو اس نے ایک سرد آہ بھری۔

کوئی تعویذ ہو رد و بلا کا
میرے پیچھے محبت پڑ گئی ہے

"پریشان میں نہیں کررہا پریشان تو تم نے کردیا ہے مجھے۔ جب سے ملی ہو ہر جگہ تم ہی دکھتی ہو میں کیا کروں؟" لہجے میں زمانے بھر کی بے بسی لیے وہ پوچھ رہا تھا اور زینا کا دل اس کے کانوں میں دھڑکنے لگا تھا جب کہ وہ کہہ رہا تھا۔

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا کہ میں نے کبھی تم سا حسین نہیں دیکھا میں نے ہر طرح کا حسن دیکھا ہے لیکن جو دلکشی اور معصومیت تمہاری شخصیت میں ہے اس نے تمہیں درنایاب بنادیا ہے تمہارا گلابی ہوتا چہرہ......"

"مسٹر شہروز......" اس کی بات کاٹ کر زینا تلخی سے بولی۔ "ہمارے پیرنٹس بہت اچھے فرینڈ ہیں اس لیے میں نے آپ سے اتنی بات کرلی ورنہ میں اجنبی لڑکوں سے بات نہیں کرتی اور میں آپ کو خود سے فلرٹ کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتی سمجھے آپ...... آئندہ مجھے کال مت کیجیے گا۔" اس کی بات کے جواب میں دوسری طرف خاموشی سی چھا گئی اور جب وہ بولا تو اس کی آواز میں غصہ نمایاں تھا۔

"تم......تمہیں لگتا ہے میں تم سے فلرٹ کررہا ہوں؟ اوکے فائن اب تمہاری غلط فہمی دور کرکے ہی تم سے ملوں گا۔" یہ کہہ کر اس نے لائن کاٹ دی۔ زینا گم صم سے انداز میں فون کو دیکھتی رہ گئی۔ اسے شہروز کا لہجہ سچا لگا لیکن اس کی باتیں......وہ کیسے مان لیتی کہ کوئی اس پر بھی دل ہار سکتا ہے اس جیسی معمولی لڑکی کو دوسروں میں ممتاز سمجھتا ہے۔ وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی آئینے کے سامنے آکھڑی ہوئی۔ لمبی لمبی پلکوں سے سجی غلافی آنکھیں بے داغ صاف رنگت اور سب سے بڑھ کر بے تحاشا لمبے گھنے بال

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

لیکن شائنہ کی سرخ سفید رنگت اور سنہری آنکھوں کے سامنے ہمیشہ کی طرح اسے اپنا آپ بے حد عام سا لگا پر آج شہروز کی باتوں نے اسے الجھا دیا تھا۔ وہ دیر تک اسی بارے میں سوچتی رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وثیق ابھی تھکا ہارا گھر آ کر بیٹھا تھا۔ دو تین دن سے مصروفیت بہت بڑھ گئی تھی۔ کل تو وہ کھانا کھانے روف ہاؤس بھی نہیں جا سکا تھا' اس نے سوچا کہ فون کر کے بتا دے گا لیکن پے در پے اسی میٹنگز رہیں کہ وہ رات گئے فارغ ہوا تھا پھر اسے فون کرنا مناسب نہ لگا۔ آج بھی کچھ ایسا ہی شیڈول تھا' اب کہیں جا کے فراغت ہوئی تھی تو اس نے سوچا دو پہر میں وہاں چلا جائے کہ تب ہی اس کے سیل پہ کال آنے لگی' زینا کا نمبر دیکھ کر اس نے مسکراتے ہوئے کال ریسیو کی۔

"ہیلو....."

"زینا بول رہی ہوں۔ اگر برا نہ مانیں تو امی یاد کر رہی ہیں' آ جایئے گا۔" انتہائی خفا لہجے میں بات کہہ کر اس نے فوراً لائن کاٹ دی۔ وثیق حیران رہ گیا۔ پھر روف ہاؤس پہنچنے تک وہ اس کی ناراضی کی وجہ ہی سوچتا رہا۔ دروازہ زینا نے ہی کھولا تھا' پھولے ہوئے منہ سے سلام کر کے وہ اندر چلی گئی۔ وثیق الجھا ہوا اندر آیا اور اسماء کو سلام کیا۔

"وعلیکم السلام بیٹا' کیسے ہو؟" انہوں نے پیار سے پوچھا تو وہ مسکرایا۔

"بالکل ٹھیک۔"

"کل تم آئے نہیں' طبیعت ٹھیک تھی تمہاری؟" ان کے فکرمندی سے پوچھنے پہ وہ شرمندہ سا ہو گیا۔

"جی خالہ اصل میں کل آفس میں ایک فارن ٹیم آئی ہوئی تھی' بس اسی چکر میں پورا دن وہیں لگ گیا اور میں آپ کو فون بھی نہیں کر سکا۔" اس نے تفصیل بتائی تو انہیں اطمینان ہوا۔

"شکر ہے ورنہ میں تو پریشان ہو گئی تھی' اصل میں تم فون ریسیو نہیں کر رہے تھے ناں تو فکر ہو رہی تھی' اب وجہ سمجھ میں آ گئی۔" ان کے کہنے پہلے ہی زینا ٹرے میں چائے اور دیگر لوازمات لے آئی اور چپ چاپ رکھ کر باہر نکل گئی۔ وثیق پوچھ ہی بیٹھا۔

"اس کا موڈ کیوں آف ہے خالہ؟"

"ارے کچھ نہیں' یہ تو بے وقوف ہے بس۔" اسماء نے ٹالنا چاہا۔

"پھر بھی' کیوں اتنی چپ چپ ہے؟"

"اصل میں کل تمہارا برتھ ڈے تھا ناں تو ہم نے تمہیں سرپرائز دینے کا سوچا تھا' اب شائنہ تو یہاں ہے نہیں تو اس نے تمہارے لیے کافی اہتمام کیا تھا' پہلے کافی انتظار کیا پھر فون کرتی رہی' تم نہیں آئے تو غصہ آ گیا' میں نے کہا بھی کہ مصروف ہو گا لیکن بس پہلے غصہ کیا پھر رو دی کہ میں نے اتنی محنت کی....." وہ بتاتے ہوئے ہنسنے لگیں اور وثیق حیران رہ گیا۔ مما بابا کے بعد اس نے کبھی سالگرہ منائی ہی نہیں اور مناتا بھی کس کے ساتھ اور اب اتنے عرصے بعد کسی کو اس کی سالگرہ یاد تھی تو وہ پہنچ نہیں سکا تھا' اسے افسوس ہوا۔ اسماء اس کی خاموشی پہ کہنے لگیں۔

"تم فکر نہیں کرو اس کا غصہ ایسا ہی ہے' ابھی ہے اور تھوڑی دیر میں غائب۔ تم چائے پیو میں چاول تیار کر لوں۔"

"اچھا..... میں ذرا اس کی ناراضی تو دور کر دوں۔" وہ مسکراتا ہوا باہر آ گیا' جانتا تھا وہ اپنے مخصوص پودے کے پاس بیٹھی ہوئی ملے گی اور وہ وہیں بیٹھی ہوئی تھی' وثیق دبے قدموں اس تک پہنچا اور بولا۔

"کیا بہت ناراض ہو؟" اس کے پوچھنے پر مڑ کر خفگی سے اسے دیکھا۔

"آئی ایم سوری زینا..... میں کل اتنا بزی تھا کہ تمہاری کال ریسیو نہیں کر سکا۔"

"میں نے اتنی تیاری کی تھی اور آپ..... اب ایسی بھی کیا مصروفیت کہ بندے کو اپنی برتھ ڈے بھی یاد نہ رہے؟" اس کے کہنے پہ وثیق کے چہرے پہ تاریک سایہ لہرایا۔

"سچ پوچھو تو مجھے یہ دن یاد ہی نہیں رہتا' مما بابا کے بعد

https://pklibrary.com/

کبھی سالگرہ منائی ہی نہیں' اکیلے کیا مناتا۔"

"سر آپ اکیلے تھے' اب تو نہیں ہیں ناں' ہم سب آپ کے اپنے ہیں' ان شاء اللہ ہر خوشی ساتھ ساتھ منایا کریں گے۔" وہ اسے بچوں کی طرح بہلاتے ہوئے بولی۔ تو وہ اس پُرخلوص محبت سے گندھی لڑکی کو دیکھتا رہ گیا۔ ایک پل کو اسے خیال آیا کہ شائنہ جو اس کی شریک حیات بننے والی تھی' اسے تو شاید اس کی سالگرہ کا دن بھی نہیں یاد ہوگا اور یہ اتنا اہتمام کیے بیٹھی تھی پھر سر جھٹک کر اسے دیکھنے لگا جو افسوس سے کہہ رہی تھی۔

"سچ کل آپ آتے تو اتنا خوش ہوتے' میں نے پزا اور کیک خود بنایا تھا۔"

"تو آج کھلا دو' میں آج بھی خوشی سے ہی کھاؤں گا۔" وثیق کے کہنے پہ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا کھلا دوں' مجھے اتنا غصہ آیا کہ میں نے سب کچھ ماسی کے بچوں کو کھلا دیا۔" اس کے بے ساختہ کہنے پہ وثیق کا قہقہہ بلند ہوا تو وہ اپنی ہنسی چھپاتی اندر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

رؤف صاحب اور اسماء کسی رشتے دار کے گھر جانے کے لیے نکلے تھے' انہیں گئے دس منٹ ہی ہوئے تھے کہ اطلاعی گھنٹی بجی۔

"اس وقت کون آ گیا؟" اس نے سوچتے ہوئے دروازہ کھولا تو مسز شاہ اور ان کے ساتھ شہروز کو دیکھ کر گھبرا سی گئی۔

"السلام علیکم!" اس نے ایک طرف ہو کے انہیں اندر آنے کا راستہ دیا۔

"وعلیکم السلام بیٹا۔" وہ اندر آتے اسے لپٹا کے بولیں۔

"مسز واسطی مصروف تو نہیں ہیں؟" وہ اس کی ہمراہی میں اندر آتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

"ایکچوئلی آنٹی امی تو گھر پہ نہیں ہیں۔" انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر اس نے دھیمے لہجے میں بتایا۔ "آپ بیٹھیے میں انہیں کال کر دیتی ہوں۔"

"ارے نہیں بیٹا' ان کا پروگرام ڈسٹرب ہو جائے گا۔" مسز شاہ نے اسے روکنا چاہا۔

"کوئی بات نہیں آنٹی' وہ ابھی نکلے تھے' میں انہیں کال کرتی ہوں آپ پلیز ویٹ کریں۔" وہ کہہ کر باہر آ گئی اور خود کو نارمل کرنے لگی۔ اتنی سی دیر میں ہی وہ خود پہ شہروز کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر چکی تھی۔ سر جھٹک کر اس نے اسماء کو کال کر کے مہمانوں کے آنے کا بتایا۔ ادھر ڈرائنگ روم میں مسز شاہ مسکرا کے دھیرے سے شہروز سے کہہ رہی تھیں۔

"میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اپنی ساری دوستوں کو چھوڑ کر تم اس کا انتخاب کرو گے؟"

"وائے مام' ازنٹ شی کیوٹ؟" (کیوں کیا یہ پیاری نہیں ہے؟)

"بے شک اور معصوم بھی بہت ہے۔ مجھے تمہاری خواہش پہ حیرانی ہی نہیں بہت خوشی بھی ہے۔" وہ اس کے بازو پہ ہاتھ رکھتے ہوئے پیار سے بولیں' تب ہی زینا جوس کے گلاس لے کر اندر آ گئی۔

"بس آنٹی امی آنے ہی والی ہیں۔" اس نے انہیں جوس کا گلاس پکڑاتے ہوئے بتایا اور جھکی نظروں سے ہی ٹرے شہروز کے سامنے کی۔

"تھینکس۔" اس نے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا۔ فیروزی رنگ کے سوٹ میں اس کی اجلی رنگت اور دمک رہی تھی' حسب عادت دوپٹے نے سر کے سارے بالوں کو ڈھانپا ہوا تھا۔ پلکوں کی لرزش بہت واضح تھی' شہروز کے ہونٹوں پہ خفیف سی مسکراہٹ آ گئی۔

مسز شاہ زینا کے معمولات اور تعلیم کے بارے میں باتیں کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر میں ہی اسماء اور رؤف صاحب آ گئے تھے۔ زینا چائے کے انتظام کے لیے کچن میں چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اسماء لوازمات کا جائزہ لینے آئیں تو بہت پُرجوش لگ رہی تھیں' زینا نے پوچھا تو ٹال گئیں اور اسے جلدی چائے لانے کا کہہ کر اندر چلی گئیں۔

جب وہ چائے لے کر اندر پہنچی تو شہروز روف صاحب سے اور اسماء مسز شاہ سے باتوں میں مصروف تھیں۔ اس نے پلیٹیں سرو کیں تو مسز شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس بٹھالیا۔

"ان تکلفات کو چھوڑو' میرے پاس بیٹھو۔" وہ جھجکتے ہوئے ان کے پاس بیٹھ گئی تو انہوں نے اسے اپنے بازو کے گھیرے میں لیتے ہوئے روف صاحب سے کہا۔

"بس بھائی صاحب اب جواب دینے میں زیادہ دیر نہ کیجئے گا اور میں امید کرتی ہوں کہ آپ انکار نہیں کریں گے' میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ زینا ہمارے گھر میں بہت خوش رہے گی۔" وہ بہت محبت سے کہہ رہی تھیں اور زینا ہونق سی بیٹھی تھی۔ اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ یہ لوگ آج اس مقصد سے آئے ہوں گے۔ اس نے ذرا کی ذرا نظر اٹھائی تو سامنے بیٹھا شہروز اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نظروں کے تصادم پہ اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تو زینا جلدی سے نظریں جھکا گئی۔

"بس ذرا ہم اپنی بڑی بیٹی داماد سے ڈسکس کرلیں پھر جلدی ہی آپ کو بتائیں گے۔" اسماء نے مسکرا کے ان سے کہا۔

ان کے جانے کے بعد زینا کچن سمیٹنے لگی۔ وہ بہت عجیب محسوس کر رہی تھی اور غائب دماغی سے سارے کام نمٹا رہی تھی کہ اسماء نے اسے آواز دی۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ وہاں آئی تو روف صاحب نے اسے پیار سے اپنے پاس بٹھایا۔

"میں اس فیملی کو جانتا ہوں' تھوڑے ماڈرن ہیں لیکن اچھے لوگ ہیں' اب فائنل فیصلہ تمہارا ہوگا' میں نے شائنہ کو بھی وقت دیا تھا' تم بھی اچھی طرح سوچ لو پھر بتا دینا اوکے۔ اور میری بیٹی جو بھی فیصلہ کرے گی میں ویسا ہی کروں گا۔" ان کے اتنے مان سے کہنے پہ اس کی آنکھیں بھیگ گئیں' اس نے ان کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔

"مجھے یقین ہے میرے بابا میرے لیے بہترین فیصلہ کریں گے اور ان کا فیصلہ مجھے بخوشی قبول ہوگا۔" اس فرماں برداری پہ اسماء کے دل سے اس کے لیے ڈھیروں دعائیں نکلیں اور روف صاحب نے اس کی پیشانی چوم لی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

اگلے ہی دن اسماء نے شائنہ کو فون کر کے تفصیلات بتا دی تھیں' اسے تو زینا سے ہی دلچسپی نہیں تھی تو اس کے پروپوزل کو کیا اہمیت دیتی جب ہی بولی۔

"میرا انتظار کیوں کر رہی ہیں امی' ٹھیک ہی ہوگا' اب اگر اس کے لیے کوئی رشتہ آ ہی گیا ہے تو فوراً ہاں کر دیں کہیں....."

"شائنہ....." اسماء نے تاسف سے اسے ٹوکا۔ "بہت ہی اچھے لوگ ہیں اور شہروز تو....."

"اوکے اوکے امی آپ ڈن کر دیں' ابھی مجھے دیر ہو رہی ہے' بعد میں بات کرتے ہیں۔" اس نے جلدی سے کہہ کر لائن کاٹی تو اسماء کو خود پہ غصہ آنے لگا کہ آخر اسے بتایا ہی کیوں' جسے زینا سے ذرہ برابر لگاؤ نہیں تھا۔ انہوں نے روف صاحب کے کہنے کے مطابق اسی شام مسز شاہ کو اپنی رضامندی دے دی تھی۔ وہ تو جیسے انتظار میں تھیں' فوراً منگنی پہ زور دینے لگیں۔

"دراصل نگہت ہمارے خاندان میں منگنی کو اچھا شگن نہیں سمجھا جاتا' اسی لیے ڈائریکٹ شادی ہی کی جاتی ہے۔" اسماء نے بتایا تو وہ بغیر برا مانے کہنے لگیں۔

"کوئی بات نہیں' اصل میں شہروز کو اتنی مشکل سے کوئی لڑکی پسند آئی ہے کہ میں اب شادی میں دیر نہیں کرنا چاہتی' بس شاہ صاحب اگلے مہینے فارن ٹرپ سے واپس آ جائیں تو ہم تاریخ رکھنے آئیں گے' تب تک زینا آپ کے پاس ہماری امانت ہے۔" ان کے محبت سے کہنے پہ اسماء مسکرا دیں۔

زینا عشاء کی نماز پڑھ کر اٹھی ہی تھی کہ سیل فون بجنے لگا' ایک ہاتھ سے جائے نماز پکڑے دوسرے سے اس نے بنا دیکھے ہی کال ریسیو کی۔

"ہیلو۔"

https://pklibrary.com/

"اب تو تمہیں یقین آ گیا ہوگا کہ میں تم سے فلرٹ نہیں کر رہا تھا۔" لہجہ دھیما لیکن انداز جتاتا ہوا تھا۔

"آئی ایم سوری۔ میں اس دن ذرا روڈ ہو گئی تھی۔" اس نے حسب عادت فوراً ہی اپنی غلطی مان لی۔

"ڈونٹ بی سوری یار! ایک طرح سے اچھا ہی ہوا اگر تم اس دن اتنا روڈلی بی ہیو نہیں کرتیں تو شاید میں اتنا بڑا فیصلہ اتنی جلدی نہ کر پاتا۔" وہ بے تکلفی سے بولا تو زینا دھیمے سے مسکرائی۔

"خوش ہو؟" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد شہروز نے پوچھا تو وہ "جی" کہہ کر رہ گئی۔ شہروز جھنجھلا سا گیا۔

"کیا جی یار..... تم کھل کر بات کیوں نہیں کرتی؟"

"میرا نام زینا ہے یار یار کیا ہوتا ہے؟" وہ بھی خفگی سے بولی تو شہروز زور سے ہنسا۔

"گڈ گڈ..... اب ٹھیک ہے تو مائی ڈیئر زینا یہ تو بتاؤ میں تمہیں کیسا لگتا ہوں؟" شوخ لہجے نے اس کو مزید بوکھلا دیا تھا۔ اس نے راہ فرار ڈھونڈنی چاہی۔

"وہ..... میں..... ایکچوئلی میرا کل ٹیسٹ ہے تو مجھے اسٹڈی کرنی تھی تو میں جاؤں؟"

"یہ میرے سوال کا جواب ہے؟" وہ خفا ہوا۔ "اور ویسے بھی مجھے سب پتا ہے کہ تمہارے پیپرز ختم ہو چکے ہیں تو اب آپ صبح شام دن رات مجھے اسٹڈی کریں سمجھیں؟" اس کے شرارت سے کہنے پہ وہ خاموش ہو گئی۔

"زینا....." اس نے پھر پکارا۔ "میں نے پوچھا میں تمہیں کیسا لگتا ہوں؟"

"وہ..... امی آواز دے رہی ہیں میں چلتی ہوں اپنا خیال رکھیے گا اللہ حافظ۔" اس نے جلدی سے کہہ کر لائن کاٹی تو دوسری طرف شہروز اس کا شرم سے لال چہرہ سوچ کر مسکرا کے رہ گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

پیپرز کے بعد فراغت ہی فراغت تھی اس لیے آج کل زینا کے دو ہی مشاغل تھے۔ نئے پکوان پکانا اور گانے سننا۔ اس وقت بھی وہ اپنی پسندیدہ گانا لگائے کباب کے لیے قیمہ پیس رہی تھی اور ساتھ ساتھ گنگنا بھی رہی تھی۔

کہہ دو ایک بار بجنا.....

ایسا بھی کیا مجھ میں.....

اپنی دھن میں گاتے ہوئے وہ پلٹی اور پیچھے کھڑے وثیق کو دیکھ کر ڈر سی گئی۔

"کیا سر.....! آپ بھی چپکے سے آ جاتے ہیں؟" اس نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وثیق نے اسے گھورا۔

"محترمہ میں علی الاعلان ڈور بیل بجا کے آیا تھا خالہ نے آپ کو اتنی آوازیں دیں لیکن کوئی جواب نہ پا کر میں یہاں آیا تو دیکھا موسیقی کا شوق پورا کیا جا رہا ہے۔" اس کے بتانے پہ زینا حیران سی رہ گئی۔

"ارے مجھے پتا ہی نہیں چلا شاید مشین کی آواز میں بیل سنائی نہیں دی۔"

"ویسے میں تو خالہ کی سنائی ہوئی خوشخبری کی مٹھائی کھانے آیا تھا۔" وہ خلاف عادت شوخی سے بولا تو زینا جھینپ سی گئی۔

"اور مجھے پتا چلا کہ یہ وہی گاڑی والے صاحب ہیں؟" وثیق کو اس چھیڑ چھاڑ میں مزہ آ رہا تھا جب کہ زینا بے ساختہ بول اٹھی۔

"یہ امی بھی ناں کوئی بات ہضم نہیں کر سکتیں۔" وثیق ہنسنے لگا زینا نے سر جھکا کے مسکراہٹ چھپائی۔

"اچھا یہ تو بتاؤ تمہیں شہروز کیسا لگا؟" اور اس سوال پہ زینا کے چہرے پہ پھیلنے والی شفق نے چند لمحوں کے لیے وثیق کو مبہوت سا کر دیا تھا۔

ایک بار پھر غیر ارادی طور پر اس نے شائنہ اور زینا کا موازنہ کیا تھا۔ اسے حسرت ہی رہی تھی کہ کبھی تو شائنہ ان کے مابین رشتے کے حوالے سے کسی شرم و حیا کو اظہار کرے اسے تو سوائے اپنے کوئی اور دکھتا ہی نہ تھا۔ ان کے بیچ موضوع گفتگو ہمیشہ شائنہ کی ذات اس کی قابلیت اس کی کامیابیوں اور ہر طرف سے ملنے والی ستائش کے گرد ہی گھومتی رہتی تھی۔ اسے اپنی سحر طراز شخصیت کا زعم ہی اتنا تھا

https://pklibrary.com/

کہ بعض دفعہ وہ وثیق کو محسوس ہونے والی ناگواری بھی نوٹ نہیں کر پاتی تھی اور اس وقت زینا کا مانند گلاب کھلا کھلا چہرہ دیکھ کر اسے شہروز کی خوش بختی پہ رشک آ رہا تھا۔ اس نے سوچا کہ صحیح کہتے ہیں شرم و حیا ہی عورت کا اصل زیور ہوتا ہے۔ گھریلو سادہ لباس میں حسب عادت سر کے بالوں کو ڈھانپے دھلے دھلائے چہرے والی یہ لڑکی گلابی پڑتے چہرے کے ساتھ کم از کم اسے ساری دنیا کی لڑکیوں سے حسین لگی تھی۔ وثیق ٹھٹکا' یہ وہ کیا سوچنے لگا تھا۔ اپنی بے قابو سوچوں کو لگام ڈالتے ہوئے دھیرے سے پوچھا۔

"تم خوش ہو ناں زینا؟" وہ کرسی پہ بیٹھ گیا تھا' اس کے سامنے چائے کا کپ رکھ کے زینا بھی سامنے والی کرسی پہ بیٹھ گئی۔

"خوشی سے زیادہ مطمئن ہوں۔" کپ کے کناروں پہ انگلی پھیرتی وہ دھیرے سے بولی۔ "مجھے اس بات کا اطمینان ہے کہ پہلی بار مجھے کسی نے میری ذات کے حوالے سے پسند کیا ہے ورنہ ہر جگہ شائنہ واسطی کی بہن کی حیثیت سے متعارف ہوتے' میں بالکل ہی پس منظر میں چلی جاتی تھی' میں کون ہوں' کیا ہوں' میرے کیا خیالات ہیں' کیا طرز زندگی ہے' کبھی کسی نے جاننے کی زحمت ہی نہیں کی کیونکہ شائنہ..... خیر اس میں اس کا تو کوئی قصور نہیں۔" بے دھیانی میں کہتے ہوئے اسے خیال آیا کہ وہ جسے اپنا دوست سمجھ کر جذبات و احساسات شیئر کر رہی ہے وہ شائنہ کا ہونے والا شوہر ہے اور اس پہ شائنہ کا کوئی برا تاثر نہیں پڑنا چاہیے جب ہی ایک جملہ کہہ کر بات سمیٹ گئی بلکہ ماحول میں رچی خاموشی کو توڑنے کی خاطر شوخی سے بولی۔

"ویسے سر ایک بات تو ہے' لائف پارٹنر کے معاملے میں آپ بہت لکی ہیں۔"

"لیکن شہروز سے کم۔" وثیق نے برجستگی سے کہہ کر اسے لاجواب کر دیا تو وہ سٹپٹا کر رہ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

شائنہ کے موسم گرما کے ملبوسات کو بہت پذیرائی ملی تھی۔ وہ ڈھیروں تعریفیں اور سندیں لیے واپس آئی تھی۔ اس کی کامیابی کی خوشی میں اسماء نے گھر میں ہی دعوت رکھی تھی۔ شہروز اور وثیق بھی مدعو تھے' شہروز کی فیملی میں کوئی شادی تھی تو وہ نہیں آ سکا تھا جب کہ وثیق نے آنے کی ہامی بھر لی تھی۔

اسماء نے شائنہ کو شہروز کی تصویر دکھا کے فیملی کی تفصیلات سے آگاہ کیا' وہ تو تصویر دیکھ کر ہی چونک گئی تھی۔ اس کے حساب سے تو زینا کو اس کی حیثیت سے زیادہ مل گیا تھا' اندر عجیب سی بے چینی نے کروٹ لی تھی' جو مزید بڑھ گئی جب پتا چلا کہ بات طے ہونے پہ مسز شاہ نے زینا کو خوب صورت سا گولڈ بریسلیٹ پہنایا تھا۔ وہ پوری کوشش کر رہی تھی کہ اس کی دلی کیفیت چہرے سے عیاں نہ ہو سو قصداً بے نیازی ظاہر کرتی سب سنتی رہی۔ غصہ تو اسے وثیق پہ بھی تھا جس نے صرف ایک فون کر کے اس کی خیریت پوچھی تھی' نہ ہی کوئی جذباتی یا رومانوی مکالمہ اور نہ ہی کوئی "مس یو" جیسا ایس ایم ایس بھیجا تھا' اسے وثیق کے اتنا "کول" رہنے پہ اپنی ہتک سی محسوس ہوتی تھی۔

شام کو وہ بہت دل سے تیار ہوئی تھی۔ آج وہ ہر حال میں وثیق کو چونکانا چاہتی تھی۔ لائٹ گولڈن کلر کے گھیر دار پیروں کو چھوتے فراک کے ساتھ میرون دوپٹے پاجامے میں وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔ گھنگھریالے بالوں کو اس نے ایک طرف سمیٹ کر کندھے پہ ڈالا ہوا تھا۔ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو فخر سے دیکھتے ہوئے اس کی گردن مزید اکڑ گئی تھی۔ پرفیوم کا اسپرے کر کے وہ کمرے سے نکلی تھی۔ وثیق ڈرائنگ روم میں بیٹھا رؤف صاحب سے باتیں کر رہا تھا۔ جو آج آفس سے لیٹ آئے تھے۔ شائنہ داخل ہوئی تو ان کے لحاظ کی وجہ سے اس نے دوبارہ اس کی طرف نہیں دیکھا لیکن اس کا اس طرح نظر پھیر لینا شائنہ کو جیسے آگ لگا گیا تھا۔ رؤف صاحب چینج کرنے کی غرض سے کمرے سے نکلے تو زینا بھی باہر آ گئی تاکہ شائنہ اور وثیق باتیں کر لیں وثیق شائنہ کی طرف متوجہ ہوا۔

"اور کیسی رہی تمہاری ایگزیبیشن؟" اس کے پوچھنے

https://pklibrary.com/

پہ شائنہ نے تیوری چڑھائی۔

"بڑی بات ہے آپ کو میرا بھی خیال آیا ورنہ اس گھر میں آپ میرے علاوہ سب سے ملنے آتے ہیں۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔" وثیق مسکرایا۔ "ویسے تم نہ بھی بتاؤ تو مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ تمہارے ڈیزائن بہت پسند کیے گئے بہت مبارک ہو۔" اس کے بات پلٹنے پہ وہ سخت بدمزہ ہوئی اور سپاٹ لہجے میں "تھینک" کہا۔ وثیق نے ریپر میں لپٹا ہوا ایک پیکٹ اس کی طرف بڑھایا۔

"تمہاری کامیابی پہ میں تمہارے لیے گفٹ لایا ہوں۔" شائنہ کی آنکھیں چمکیں۔ اس نے تیزی سے پیکٹ لیا وہ مختلف اندازے لگاتے ہوئے ریپر اتارنے لگی لیکن اندر سے نکلنے والی نازک اور خوب صورت سی گھڑی دیکھ کر اس کی ساری خوشی غارت ہوگئی۔ اس کے چہرے پہ ناپسندیدگی کا تاثر اتنا واضح تھا کہ وثیق پوچھ بیٹھا۔

"پسند نہیں آئی؟" شائنہ نے ایک تیکھی نگاہ اس پہ ڈال کر گھڑی سامنے میز پہ تقریباً پٹخ ہی دی۔

"آپ نے پہلی بار مجھے گفٹ دیا اور وہ بھی اتنا عام سا زینا کو اس کے فیانسی نے گولڈ بریسلیٹ گفٹ کی ہے۔" بالآخر دل کی چبھن زبان پہ آ ہی گئی تھی۔ یہی وہ بات تھی جس کی وجہ سے اسے بات بے بات غصہ آ رہا تھا اور اس غصے کو اس گفٹ نے اور ہوا دے دی تھی۔ جب کہ اپنے لائے تحفے کی اس ناقدری پہ وثیق کو بہت بے عزتی محسوس ہوئی تھی۔

"گفٹ کی خاصیت کا اندازہ اس کی قیمت سے نہیں دینے والے کے جذبات سے لگانا چاہیے۔" وہ سنجیدگی سے بولا تو شائنہ جھینپ سی گئی۔

"میرے نزدیک جو جتنا اہم ہو اسے اتنا ہی بہترین اور قیمتی گفٹ دینا چاہیے۔ جیسا کہ شہروز نے زینا کو دیا۔"

"تم بار بار ان سے اپنا مقابلہ کیوں کر رہی ہو؟" وثیق الجھ سا گیا تب ہی اسماء اندر آئیں۔ پھر ڈنر کے دوران بھی وہ خاموش ہی رہا اسے شائنہ کے آج کے رویے نے بہت

❁.....❁.....❁.....❁

"میں نے پہلی بار دیکھی ہے جو سگی اولادوں میں اتنا فرق کرتی ہے۔" مسرت جو بھتیجیوں کے رشتے طے ہونے کا سن کا مبارک باد دینے آئی تھیں دونوں لڑکوں کی تصاویر اور فیملی کے بارے میں جاننے کے بعد طنزیہ بولیں تو اسماء انہیں حیرانی سے دیکھنے لگیں۔

"کیا مطلب ہے تمہارا..... کیا فرق کیا ہے میں نے؟"

"زندگی بھر آپ زینا کو بہتر چیز دیتی رہیں۔" میں چپ رہی لیکن اب تو حد ہی ہوگئی میری شہزادی شائنہ کے لیے آپ کو یہ چند ہزار کمانے والا ملا جس کے نہ کوئی آگے نہ پیچھے نہ گھر میں نوکر چاکر اور یہ زینا..... برا مت مانیے بھابی لیکن وہ شہروز جیسے شاندار لڑکے کے شایان شان تو ہرگز نہیں ہے۔" انہوں نے سفاکی کی حد کر دی تھی۔

"تم بھول رہی ہو کہ زینا بھی تمہاری ہی بھتیجی ہے۔" ان کی باتوں پہ اسماء شدید دکھ کی لپیٹ میں آئیں۔

"ہوتو ہو..... لیکن میں تو بھئی سچ کہتی ہوں زینا کے لیے کوئی عام سا لڑکا بھی چلے گا لیکن شائنہ جیسی غیر معمولی لڑکی کے لیے آپ نے اتنا عام سا لڑکا چنا بڑے افسوس کی بات ہے۔" زینا سے بے بنیاد نفرت انہیں اس کی خوشی پہ جھلسائے دے رہی تھی اور ان کے لیے لوازمات سے بھری ٹرے اندر لاتی زینا ان کا آخری جملہ سن کر بول پڑی۔

"ارے نہیں پھوپو ان دونوں کا کپل تو اتنا خوب صورت لگتا ہے آپ جانتی ہیں میرے کالج کی ساری لڑکیاں تو سر کی پرسنالٹی پہ فدا ہیں اور پھر ان کی اپنی جاب بھی اتنی اچھی ہے تو....."

"میں تم سے بات نہیں کر رہی۔" مسرت نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا تو وہ ایک دم چپ ہوگئی۔

"اور ویسے بھی تم تو اتنا زیادہ پا کر خوش تو ہوگی ہی تمہیں بہن کی تکلیف کیوں نظر آئے گی۔" ان کے بے لاگ تبصرے پہ زینا ہکا بکا رہ گئی۔

اور زینا کی مرضی سے تمہارے بھائی نے طے کیے ہیں اور یہ چاروں بہت خوش ہیں' تم بلاوجہ وہم نہ پالو۔" انہوں نے بہ مشکل غصہ ضبط کر کے نرم لہجے میں کہا تو مسرت استہزائیہ ہنسیں۔

"مرضی..... ہونہہ ارے میری شائنہ اتنی بھولی ہے اسے اپنے اچھے برے کی کیا سمجھ لیکن آپ تو سمجھ دار ہیں ناں۔" ان کی باتیں زینا سننے کے باوجود سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ آخر انہیں اعتراض کس بات پر تھا۔ تب ہی شائنہ چلی آئی اور اسے دیکھ کر مسرت ہاتھ میں پکڑا کیک پیس نخوت سے پلیٹ میں رکھ کر اسے چٹا چٹ چومنے لگیں۔

"کیسی ہے میری جان؟"

"ٹھیک ہوں' پھوپو آپ کیسی ہیں؟" وہ ان مظاہروں سے بہت الجھتی تھی' تب ہی دھیرے سے ان سے الگ ہوئی۔

"ارے میں تو خوشی خوشی آئی تھی لیکن جب پتا چلا کہ تمہارے ساتھ کیا ناانصافی ہونے جا رہی ہے تو بس دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔" انہوں نے نادیدہ آنسو پونچھے۔

"مسرت تم چائے پیو۔ شائنہ تم چینج کر کے کھانا کھالو۔" اسماء مسرت کی فطرت سے آگاہ تھیں جب ہی شائنہ کو وہاں سے ہٹانا چاہا لیکن مسرت نے اسے گلے سے لگالیا۔

"تم فکر نہ کرنا شائنہ' میں جانتی ہوں تم نے ماں باپ کے لحاظ میں وثیق کے رشتے کو ہاں کہا ہے ورنہ کیا میں اپنی شہزادی کا اسٹینڈرز نہیں جانتی' تمہاری شادی وہیں ہوگی جہاں تم دل سی راضی ہوگی۔" بھرائے لہجے میں کہتے ہوئے وہ بڑی چالاکی سے شائنہ کی برین واشنگ شروع کر چکی تھیں' وہ الجھ سی گئی۔

"لیکن پھوپو میں نے اپنی مرضی سے ہی وثیق کے لیے ہاں کی ہے۔"

"اور اس نے تمہیں ایک چھلا تک نہیں دیا' یہ زینا کو بھی تو بریسلیٹ ملا ناں' اب چھڑا چھانٹ لڑکا ہے' نند شتے طے ہونے پہ کوئی اچھا تحفہ اور شادی کا سامان بھی ایسا روکھا سوکھا ہی ہوگا' کیا تمہارے شادی کے حوالے سے کوئی ارمان نہیں ہیں؟" انہوں نے اندھیرے میں تیر چلایا اور وہ بالکل صحیح لگا تھا' شائنہ چپ سی ہوگئی۔

اسماء اور زینا تو پہلے ہی اندر چلی گئی تھیں سو اب مسرت کھل کر کھیل رہی تھیں۔ اپنی اس بھتیجی جس سے انہیں پیدائش کے وقت سے ہی نفرت تھی' کی خوشی کو وہ اپنی عیاری سے دکھ میں بدلنے والی تھیں۔ کچن میں مصروف زینا نہیں جانتی تھی کہ اس کی پھوپو اس کی سگی بہن کو مہرے کی طرح استعمال کر کے اسے بساط زندگی پہ کیسی مات دینے چلی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

شہروز اکثر زینا کو فون کر لیتا تھا اور اس کی جان گویا مشکل میں آجاتی تھی۔ شہروز کے الفاظ و انداز خاصے بے باک ہوتے تھے اور وہ زینا سے بھی ایسا ہی رسپانس چاہتا تھا۔ کبھی کبھی تو زینا کو اسے ٹوکنا پڑ جاتا تھا جس پر وہ چڑ سا جاتا۔

"کیا یار ہماری شادی ہونے والی ہے' اب اپنے دل کا حال تمہیں نہیں سناؤں تو کس سے کہو؟"

"ہر بات' ہر چیز اپنے وقت پہ اچھی لگتی ہے۔" زینا نے اسے آرام سے سمجھانا چاہا لیکن اس نے "صحیح وقت" کے حوالے ایسا جملہ کہا کہ زینا کا دماغ جھنجھنا کے رہ گیا۔ اس نے فوراً اللہ حافظ کہہ کر لائن کاٹ دی تھی۔

"اف توبہ..... اب میں ان کی کال ریسیو ہی نہیں کروں گی۔" اس نے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔

اور یہ اس کے دو دن بعد کی بات تھی کہ شہروز نے اسے پھر کال کی تھی۔ اس نے کال ریسیو نہیں کی' بیل بج بج کے ختم ہوگئی۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے بعد پھر کال آنے لگی تھی اور جب اس بار بھی زینا نے کال ریسیو نہیں کی تو پھر فوراً ہی میسج آیا تھا۔

"تم میرا فون کیوں نہیں ریسیو کر رہی ہو؟"

"کیونکہ آپ بہت عجیب باتیں کرتے ہیں۔" زینا نے ڈھکے چھپے الفاظ میں وجہ بتائی' فوراً ہی جواب آیا۔

"بہت ہی ظالم لڑکی ہو' ملنے پہ تو پہلے ہی راضی نہیں ہو اور اب بات بھی نہیں کر رہیں' ویسے میری کون سی بات عجیب لگی تمہیں؟" سوال کے آخر میں ایک شرارتی سا اسمائیلی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ اس کے گریز کی وجہ سمجھ رہا ہے' بے اختیار ہی زینا کے لبوں پہ ایک شرمگیں سی مسکراہٹ پھیل گئی اور عین اسی وقت شائنہ نے لاؤنج میں قدم رکھا اور سامنے بیٹھی زینا کو دیکھ کر وہ چونکی تھی۔ صوفے سے ٹیک لگائے دونوں بازو گھٹنوں کے گرد لپیٹے موبائل پہ کچھ پڑھتے ہوئے اس کا چہرہ کھلا کھلا لگ رہا تھا۔ حسد و جلن کی لہر نے شائنہ کو سرتاپا بھگو دیا تھا' زینا اتنی مگن تھی کہ اسے شائنہ کی آمد کا علم نہیں ہو سکا تھا اور وہ اسے چبھتی نظروں سے مسیج کرتے دیکھ رہی تھی' تب ہی اس کے ذہن میں خیال آیا تھا' وہ قصداً زور سے چلتی دھپ سے صوفے پہ بیٹھی تھی' زینا ایک دم چونکی۔

"ارے تم کب آئیں؟"

"کافی دیر ہو گئی' تم بزی تھیں' میں بہت تھک گئی ہوں' مجھے چائے لا دو۔" سپاٹ لہجے میں کہتی ہوئی وہ صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی' زینا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"سینڈوچ بھی کھاؤ گی؟" اسے شائنہ بہت تھکی تھکی سی لگی۔

"ہوں۔" اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تو وہ جلدی سے چلی گئی' اس کے جاتے ہی شائنہ نے لپک کر اس کا سیل فون اٹھایا جو وہ ساتھ لے جانا بھول گئی تھی اور جلدی جلدی سارے ایس ایم ایس پڑھنے لگی۔ جیسے جیسے وہ پڑھتی رہی غصے سے اس کا برا حال ہوتا رہا' شہروز کی وارفتگیوں کا بیان' زینا کی تعریفیں اور اس سے ملنے پہ اصرار...... ایسا کوئی اظہار' کوئی فقرہ کبھی دشتی نے تو اس سے نہیں کہا تھا۔

تب ہی میسج ٹون دوبارہ بجی' اس نے کچن کی طرف نگاہ کی' کام کرتی زینا نظر آرہی تھی' چپکے سے اس نے میسج پڑھا۔

"بس صرف ایک بار ملنے آجاؤ' میں نے تمہیں اتنے دن سے نہیں دیکھا۔" التجائیہ انداز تھا' ایک کوندا سا شائنہ کے ذہن میں لپکا اور اس نے جلدی جلدی ٹائپ کیا۔

"اب اتنا کہہ رہے ہیں تو بتائیے کب اور کہاں آؤں؟" شہروز تو خوشی سے بے حال ہو گیا' فوراً ہی اسے اگلے دن ملنے کی جگہ اور ٹائم لکھ بھیجا' شائنہ نے اوکے کرتے ہوئے اس سے وعدہ کر لیا اور پھر سارے میسج ڈیلیٹ کر کے فون آف لائن کر دیا اور آنکھیں موند کے پہلے کی طرح بیٹھ گئی۔

زینا اسے چائے دے کر اپنا سیل فون چیک کرنے لگی اور شہروز کا مزید کوئی میسج نہ دیکھ کر دوبارہ رکھ دیا۔ اس نے کونے میں چھوٹا سا لکھا ہوا آف لائن نوٹ ہی نہیں کیا تھا۔

شہروز دیئے گئے وقت کے مطابق مقررہ جگہ پہنچ چکا تھا۔ یہ ساحل سمندر پہ بنا ہوا ایک خوب صورت کیفے تھا اور یہاں کی کافی اور اسنیکس اسے بہت پسند تھے۔ اسی لیے اس نے زینا کو یہاں بلایا تھا اور اب اسے انتظار کرتے ہوئے ایک گھنٹہ ہو رہا تھا۔ اس نے ایک دوبار کال بھی کی لیکن زینا نے فون ریسیو ہی نہیں کیا۔ انتظار کی کوفت اب غصے میں ڈھل رہی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹہ انتظار کے بعد وہ جھٹکے سے اٹھا اور چند قدم ہی چلا تھا کہ سامنے سے آتے وجود سے بری طرح ٹکرایا۔

"اوہ گاڈ......" مترنم سی آواز پہ شہروز نے ٹکرانے والی شخصیت کو دیکھا تو ایک پل کو دیکھتا ہی رہ گیا۔ بلاشبہ وہ حسن و نزاکت کا حسین امتزاج تھی۔ بلیک اور فیروزی قمیص اور ٹراؤزر پہ اسٹائلش سا اسٹالر گلے میں ڈالے وہ شہروز کے انتہائی قریب کھڑی تھی کہ اس کی کراہ نے اس کو چونکا دیا۔

"آئی ایم سوری' آر یو آل رائٹ؟" اس نے پوچھا تو اس نے سر پکڑا۔

"مجھے چکر آرہا ہے' پانی مل سکتا ہے؟" انگریزی میں وہ نزاکت سے بولی۔

Books.jaanshayari.com

"پلیز آپ یہاں بیٹھیے میں پانی منگواتا ہوں۔" شہروز نے قریب رکھی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور خود میز کے دوسری طرف کرسی پہ بیٹھ گیا۔ اس نے پانی کے ساتھ کافی اور اسنیکس آرڈر کردیے تھے۔ پانی پی کے وہ لڑکی اٹھنے لگی تھی کہ شہروز نے روکا۔

"پلیز بیٹھ جایئے میں نے کافی آرڈر کی ہے۔"

"تو تھینک۔"

"اس کا مطلب آپ نے مجھے اس چوٹ کے لیے معاف نہیں کیا۔"

"ارے ایسی بات نہیں ہے۔"

"تو پھر میرے ساتھ کافی پی کر ثابت کیجیے۔" اس کی ضد پہ وہ مسکرادی۔

"اوکے ویسے میں نے مائنڈ نہیں کیا تھا اٹ واز جسٹ این ایکسیڈنٹ۔" (یہ بس ایک حادثہ تھا)

"آ بیوٹی فل ایکسیڈنٹ۔" (ایک خوب صورت حادثہ) شہروز نے بے ساختہ کہا تو وہ ادا سے مسکرائی۔

"بائی دا وے آئی ایم شہروز شاہ یور گڈ نیم؟"

"شائنہ رؤف۔"

"رؤف.....؟" وہ چونکا۔ "آپ مسٹر رؤف کو جانتی ہیں؟" اس نے تکا لگایا تو وہ شرارت سے بولی۔

"اپنے فادر کو کیوں نہیں پہچانوں گی۔" شہروز کچھ پل کو حیران رہ گیا۔

"یعنی آپ زینا کی سسٹر ہیں۔"

"آپ زینا کو کیسے جانتے ہیں؟ اوہ ایک منٹ آپ شاہ انکل کے بیٹے شہروز ہیں..... امی سے آپ کا ذکر سنا تھا آپ کے پروپوزل کے وقت میں یہاں نہیں تھی اسی لیے آپ سے ملاقات نہیں ہوسکی۔"

"لیکن زینا نے تو آپ کو میرے بارے میں بتایا ہوگا۔"

"نہیں وہ ذرا ریزرو سی لڑکی ہے زیادہ بات چیت پسند نہیں کرتی۔"

"پھر بھی اس نے کچھ تو کہا ہوگا میرے بارے میں؟" شہروز نے اشتیاق سے پوچھا۔

"کچھ خاص نہیں ایکچوئلی وہ ابھی مزید پڑھنا چاہتی تھی لیکن بابا نے اس کی مرضی کے بغیر آپ لوگوں کو او کے کردیا تو وہ تھوڑی اپ سیٹ تھی شروع شروع میں۔" شائنہ فراٹے سے جھوٹ بول رہی تھی۔

"مطلب یہ رشتہ زینا کی رضامندی سے نہیں ہوا؟" شہروز الجھا۔

"ہوا تو نہیں تھا لیکن وہ جلدی سمجھوتا کرلے گی۔" اس نے بے نیازی سے کہتے ہوئے کافی کا سپ لیا اور اطراف میں نگاہ دوڑائی۔

"بیوٹی فل پلیس آپ یہاں آتے رہتے ہیں؟"

"ہوں..... لیکن آج خاص مقصد سے آیا تھا۔" شہروز کو پھر سے زینا کی وعدہ خلافی یاد آئی۔

"وہ کیا؟"

"زینا نے مجھ سے آج یہاں ملنے کا کمٹ کیا تھا پر وہ آئی ہی نہیں۔" وہ شاکی لہجے میں بولا تو شائنہ تاسف سے اسے دیکھنے لگی۔

"بٹ زینا تو اپنی فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں گئی ہے۔"

"واٹ.....؟" شہروز کو جھٹکا لگا۔ "لیکن اس نے مجھے کنفرم آنے کا کہا تھا۔"

"آپ نے کہیں اس کو آنے کے لیے فورس تو نہیں کیا تھا؟" اس نے اچانک پوچھا تو وہ چونکا۔

"کیوں یہ آپ نے کیوں پوچھا؟"

"یہ اس کی پرانی عادت ہے وہ اپنی مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کرتی اب ہوسکتا ہے آپ کے فورس کرنے پہ اس نے ہامی بھرلی ہو لیکن دیکھ لیں آئی نہیں لیکن یہ اچھی بات نہیں ہے میں اسے سمجھاؤں گی۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ "میں خود اس سے بات کروں گا۔"

"ارے پھر تو وہ اور ضد پکڑ لے گی آپ ویٹ کریں اسے آپ سے معافی مانگنی چاہیے غلطی تو اس کی ہے۔"

شائنہ نے ہمدردی سے کہا تو اس نے تائید میں سر ہلایا۔
"ہوں..... یو آر رائٹ۔" پھر اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ "تھینکس فار یور اینڈوائس۔" (مشورے کا شکریہ)
"مائی پلیئر۔" وہ نزاکت سے مسکرائی تو گال میں پڑے بھنور نے شہروز کی توجہ کھینچ لی تھی۔ اسے اس لڑکی میں عجیب سا سحر محسوس ہو رہا تھا۔ زینا کے نہ آنے کی ساری کوفت شائنہ سے ملنے کے بعد بھاپ بن کر اڑ گئی تھی۔ وہ اس کی کمپنی کو بہت انجوائے کر رہا تھا اور شائنہ اپنے پلان کا پہلا مرحلہ کامیابی سے پار کر چکی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وثیق اب گھر کے فرد کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ اسماء کو تو اس سے نوشابہ کے حوالے سے بھی انسیت تھی لیکن رؤف صاحب بھی اسے بہت پسند کرتے تھے۔ اکثر باتوں میں اس سے مشورے بھی لے لیتے تھے اور وہ بھی یہاں آ کر بہت اپنائیت محسوس کرتا تھا لیکن..... افسوس اور تشویش کی بات یہ بھی کہ جس کی وجہ سے اس کا رشتہ اس گھر سے جڑا تھا۔ وہ اب تک اس کے دل میں کوئی احساس جگانے میں کامیاب نہیں ہو سکی تھی۔ وہ اکثر آئندہ آنے والی زندگی کے بارے میں سوچ کر فکر مند ہو جاتا تھا کیونکہ اس نے اپنی شریک حیات کے بارے میں جو خاکہ بنا رکھا تھا شائنہ اس سے بہت مختلف تھی۔ وہ اپنی ذات کی فکر میں اس بری طرح گرفتار تھی کہ اس سے گھر داری کی توقع کرنا فضول ہی تھا اور ایسے میں بلا ارادہ ہی وہ اس کا اور زینا کا موازنہ کرنے لگتا لیکن کچھ دنوں سے وہ بہت الجھا ہوا تھا۔ انجانے میں ایک دو بار کے موازنے کی بات الگ تھی لیکن وہ اپنے دل کی بدلتی حالت سے پریشان تھا' جو ہمک ہمک کر زینا کے نام کا ورد کرنے لگا تھا۔ شروع شروع میں اس نے اس کیفیت کو جھٹلانا چاہا' خود کو بہلایا اور چند دن کے لیے واسطی ہاؤس نہیں گیا اور ان ہی دنوں میں اس پر یہ تلخ انکشاف ہوا کہ وہ زینا کا کس حد تک عادی ہو گیا ہے۔ اس سادہ دل اور پُرخلوص لڑکی کا سحر پوری طرح اسے جکڑ چکا ہے اور اس میں اس کا کوئی قصور بھی نہیں تھا۔ زینا بالکل ویسی ہی تھی جیسی شریک حیات کی اسے خواہش تھی لیکن وہ اس حقیقت سے نظریں نہیں چرا سکتا تھا کہ اس کی شادی شائنہ سے ہونے والی تھی اور زینا اسے اسی حوالے سے اتنی عزت دیتی تھی۔
دل کی ایسی انوکھی اور ناممکن سی خواہش کا سر کچلنے کے لیے اس نے ہر ترکیب آزمالی تھی لیکن وہ تو اس خاموشی سے دل کی مکین بنی تھی کہ وثیق چاہ کر بھی خود کو شائنہ کے ساتھ کے لیے آمادہ نہیں کر پا رہا تھا اور اسی شش و پنج میں مبتلا تھا کہ کیا کرے وہ اس موڑ پہ آ کر شادی سے انکار کر کے اتنے اچھے لوگوں کو دکھی نہیں کرنا چاہتا تھا اور یہ بھی نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ باقی زندگی ایسی منافقت کے ساتھ کیسے گزار پائے گا۔ تنگ آ کر اس نے خود کو حالات کے دھارے پہ چھوڑ دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

پھر شہروز زینا کے معذرتی فون کا انتظار ہی کرتا رہا اور اس سب سے انجان زینا' شہروز کے کال اور میسج نہ آنے پہ مطمئن تھی کہ شاید وہ اس کا نقطۂ نظر سمجھ کر ایسا کر رہا ہے اور اس غلط فہمی کا سب سے زیادہ فائدہ شائنہ اٹھا رہی تھی۔ اپنی بہن کی سادہ فطرت سے آگاہی کی بناء پر وہ اس کھیل کو بہت آسانی سے اپنے حق میں کر رہی تھی۔ چند دنوں میں ہی شہروز کو زینا کی طرف سے اتنا بدگمان کر چکی تھی کہ وہ اس کا نام بھی نہیں لیتا تھا اور لیتا بھی کیوں' شائنہ کی شخصیت کا جادو اس کے سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ چند ہی ملاقاتوں میں وہ ایک دوسرے کے خاصے قریب آ گئے تھے اور ایک دن اس نے ماں کے سامنے زینا سے شادی سے انکار کر دیا تھا۔
"تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے شہری؟" وہ حیران سی رہ گئیں۔ "اب جب کہ شادی میں چند دن رہ گئے ہیں تم شادی سے انکار کر رہے ہو آخر کیوں؟"
"کیونکہ وہ میرے ٹائپ کی نہیں ہے مام۔" وہ بے نیازی سے بولا تو انہیں غصہ آ گیا۔
"تو تمہیں پہلے یہ خیال نہیں آیا تھا' میں نے بار بار کہا

تھا کہ اچھی طرح سوچ کر فیصلہ کرنا' اس وقت تم نے رات سے دن کرنا مشکل کر دیا تھا کہ ابھی چلیں' ابھی چلیں اور اتنی جلدی تمہارا ارادہ بدل گیا۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولیں تو وہ چڑ گیا۔

"مجھے اس کی معصومیت اچھی لگی تھی' میں نے سوچا تھا کہ اسے اپنے رنگ میں ڈھال لوں گا لیکن وہ اتنی ضدی ہے کہ اس کی نظر میں میری کوئی اہمیت ہی نہیں ہے' ہم دونوں میں بالکل بھی انڈر اسٹینڈنگ (ہم آہنگی) نہیں ہے۔" اس نے نخوت سے کہا۔

"بیٹا انڈر اسٹینڈنگ کے لیے ساتھ رہنا ضروری ہوتا ہے ابھی سے......"

"تو ماما...... چند دنوں میں ہی میری شائنہ سے اتنی اچھی انڈر اسٹینڈنگ ہوگئی ہے کہ بغیر کہے ہی ایک دوسرے کی بات سمجھ جاتے ہیں۔" وہ بولا تو نگہت شاہ نے اسے تاسف سے دیکھا۔

"میں پھر کہوں گی شہروز کہ تم غلط فیصلہ کر رہے ہو' جو لڑکی اپنی سگی بہن کی راہ کھوٹی کرے وہ تم سے کیسے مخلص ہو سکتی ہے آپ سمجھائیے ناں اسے؟" انہوں نے آخر میں اویس شاہ کی طرف دیکھا لیکن وہ اپنے لیپ ٹاپ پہ نظریں جمائے سپاٹ لہجے میں بولے۔

"زندگی مجھے یا تمہیں نہیں اسے گزارنی ہے تو اچھا ہے کہ اپنی مرضی کی لڑکی سے ہی شادی کرے۔"

"یس...... تھینک یو ڈیڈ۔" ان کی حمایت پہ شہروز خوش ہوا۔

"آپ سمجھ نہیں رہے' واسطی صاحب سے اتنے پرانے ٹرمز خراب ہو جائیں گے' پھر کتنا برا لگے گا کہ ایک بہن کے رشتے سے انکار کر کے دوسری کا مانگیں گے۔"

"افوہ آپ اتنا ہائپر کیوں ہو رہی ہیں' آج کل تو شادیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ یہاں تو ابھی منگنی بھی نہیں ہوئی۔ آپ کل ہی ان سے بات کریں اور جلدی کی ڈیٹ فکس کریں۔" وہ ہمیشہ کی طرح اپنا فیصلہ سنا کر چلے گئے اور مسز شاہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ شہروز نے ان کو بازو کے گھیرے میں لے لیا۔

"ڈونٹ وری ماما' شائنہ آج کل میں اپنے پیرنٹس سے خود ہی بات کر لے گی' آپ کو صرف ڈیٹ فائنل کرنے کی بات کرنی ہوگی۔" وہ انہیں بچوں کی طرح بہلا رہا تھا اور وہ مسٹر اور مسز واسطی کا سامنا کرنے کے خیال سے ہی شرمندہ ہو رہی تھیں۔

زینا آج جلدی سو گئی تھی' آدھی رات کو پیاس سے اس کی آنکھ کھلی تو فریج تک آئی لیکن شائنہ کے کمرے کی لائٹ آن دیکھ کر اور اس کے کمرے سے آتی آوازوں پہ حیران ہوتی وہ دروازے تک ہی پہنچی تھی کہ اندر سے اسماء کی عصیلی آواز ابھری۔

"تم ہوش میں تو ہو' کیا اول فول بک رہی ہو؟"

"اول فول...... میں نے تو صاف بات کی ہے' آپ ہی سمجھنا نہیں چاہ رہیں۔" شائنہ کا لہجہ بے پروا سا تھا' زینا متجسس سی ہوئی کہ ایسی کیا بات تھی جس پر اسماء کو اتنا غصہ آ رہا ہے۔

"شادی بیاہ کو بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے تم نے؟ یہ کوئی کھلونا یا ڈریس نہیں ہے جو زینا سے لے کر تمہیں دے دوں' کان کھول کر سن لو تمہاری شادی دمشق سے اور زینا کی شہروز سے ہی ہوگی۔" وہ اٹل لہجے میں بولیں۔

"اور آپ بھی سن لیجئے شہروز اور میں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں' اگر آپ نہ مانیں تو...... تو ہم کورٹ میرج کر لیں گے۔" اس نے دھماکہ ہی تو کیا تھا جس سے زینا کی پوری ہستی لرز کر رہ گئی تھی۔ اس نے بے اختیار سہارے کے لیے دیوار تھامی۔

"چٹاخ......" اسماء نے بپھر کر اسے تھپڑ جڑ دیا۔

"بکواس بند کرو' بہت خود سر ہو گئی ہو تم' تمہاری ہر ضد پوری کرنے کا یہ صلہ ملا ہے ہمیں کہ آج تم اس طرح ہمیں ذلیل کرنے چلی ہو' تم کچھ بھی کرو یا کہو شادی تو تمہاری دمشق سے ہی ہوگی۔"

"امپاسبل...... اور ویسے بھی میں دمشق کو سب بتا چکی

BooksJaanshayari.com

ہوں تو وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائیں گے۔" اس کے ہٹ دھرمی سے کہنے پہ اسماء کا دل ڈوب کے ابھرا۔

"میرے اللہ۔" انہوں نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔ "تم نے وشق سے سب کہہ دیا' شائنہ بالکل ہی حیا بیچ کھائی ہے تم نے' ذرا بھی اپنے ماں باپ کی عزت کا خیال نہیں کیا اور تو اور یہ بھی نہیں سوچا کہ شادی سے پہلے رشتہ ٹوٹ جانے کے بعد تمہاری بہن کا کیا ہوگا......" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بول رہی تھیں کہ اس نے ان کی بات کاٹ کر آرام سے کہا۔

"کیا ہوگا' اس کی شادی وشق سے کردیں' آخر دونوں میں اتنی دوستی ہے' اچھا کپل رہے گا۔" دوستی پہ زور دیتے ہوئے وہ طنزیہ ہنسی تو زینا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔

"شائنہ......" وہ ہلکے سے چیخی۔ اسماء اور شائنہ نے چونک کر اسے دیکھا' جس کے چہرے کی رنگت زرد ہورہی تھی۔

"کس کی اجازت سے تم دوسروں کی زندگیوں پر اپنے فیصلے مسلط کرنا چاہتی ہو؟"

"مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت ہے بھی نہیں' من پسند شریک زندگی منتخب کرنا میرا جائز حق ہے اور میں نے اسے استعمال کیا ہے اور پھر تم اتنی چراغ پا کیوں ہورہی ہو؟" اس کے چہرے پہ خبیثانہ مسکراہٹ ابھری۔ "وشق بھی برا تو نہیں ہے' بقول تمہارے کئی لڑکیاں اس پہ مرتی ہیں۔"

"شائنہ اپنی زبان کو لگام دو۔" اسماء جو ہکا بکا کھڑی اس کے زبان کے جوہر دیکھ رہی تھیں دبی دبی آواز میں چلائیں۔ انہیں ڈر تھا کہ کہیں رؤف صاحب نہ جاگ جائیں۔

"زینا تم اپنے کمرے میں جاؤ اور اب اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوگی' تم دونوں کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لیے تمہارے ماں باپ زندہ ہیں' ہم مرجائیں تو جو دل چاہے کرتی رہنا۔" سختی سے کہہ کر وہ ساکت کھڑی زینا کا ہاتھ پکڑ کر اس کے کمرے میں لے آئیں۔ وہ ایک دم رودی۔

"یہ سب کیا ہورہا ہے امی؟" وہ خوف زدہ سی پوچھ رہی تھی' اسماء نے گہری سانس لی۔

"کچھ نہیں تم فکر مت کرو۔" انہوں نے اس کا کندھا تھپتھپایا۔

"لیکن اس نے تو سر سے بھی کہہ دیا اور وہ...... وہ اور شہروز......" اس کا انداز بے ربط تھا' اسماء کو اس پہ ترس آیا۔

"زینا میں تمہارے ساتھ ہرگز ناانصافی نہیں ہونے دوں گی' تم سب مجھ پہ چھوڑ دو اور ریلیکس ہوجاؤ۔" وہ اسے کہہ کر باہر نکل گئیں لیکن جانتی تھیں کہ جو طوفان شائنہ نے اٹھایا تھا وہ کسی کو بھی پرسکون نہیں رہنے دے گا۔

❋......❋......❋......❋

کال بیل پہ وشق کی آنکھ کھلی تھی' اس نے گھڑی دیکھی' صبح کے گیارہ بج رہے تھے' ہفتے کا دن تھا سو وہ اب تک سو رہا تھا۔

"اس وقت کون آگیا؟" اس نے سوچتے ہوئے دروازہ کھولا اور اسماء کو دیکھ کے حیران رہ گیا۔

"ارے خالہ آپ؟"

"کیوں کیا میں اپنے بیٹے کے گھر نہیں آسکتی؟" انہوں نے مسکرا کے پوچھا تو وہ ان کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے آیا۔

"کیوں نہیں' اتنی خوشی ہورہی ہے آپ کو دیکھ کر' میں تو بس یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے کال کردیتیں تو میں آپ کو لینے آجاتا۔" انہیں پیار سے صوفے پہ بٹھا کر وہ ان کے پاس ہی بیٹھ گیا۔ وہ محبت سے اس کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ نیند کے خمار سے لال آنکھیں' ماتھے پہ بکھرے بال اور چہرے پہ سجی پرخلوص مسکراہٹ' ان کے دل سے ہوک سی نکلی۔

"تم نے ہیرے کی قدر ہی نہیں کی شائنہ۔" جب کہ ان کی دلی کیفیت سے بے خبر وشق ان کے آنے پہ بہت خوش تھا۔

"اچھا یہ بتائیے کہ میں آپ کے لیے کیا بناؤں...... یا ہم دونوں کہیں باہر کھانا کھانے چلیں؟" اس کی اپنائیت

اسماء کے دل کو ٹکرے ٹکڑے کر رہی تھی' اتنے اچھے انسان کو تکلیف پہنچانے کا خیال ہی شدید نادم کر رہا تھا۔

"بس تم مجھے پانی لا دو۔"

"ابھی لایا۔" وہ گم صم سی اس کی پشت دیکھتی رہیں۔ رات بھر سوچنے کے بعد انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وثیق سے بات کریں گی لیکن یہاں آ کر ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کہیں تو کیا کہیں' دماغ بالکل کام نہیں کر رہا تھا۔ جب ہی وثیق پانی لایا تو وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھتی رہیں' وہ ان کے غیر معمولی تاثرات پہ چونکا۔

"خالہ..... کیا بات ہے آپ ٹھیک تو ہیں؟" اس نے نرمی سے ان کا ہاتھ تھام کر کہا۔ تو ان کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر رو دیں۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا پلیز....." وثیق تو سناٹے میں آ گیا۔

"خالہ یہ.....! یہ کیا کر رہی ہیں پلیز یہ....." وہ بری طرح بوکھلا گیا۔

"شائنہ نے مجھے تم سے اور نوشابہ سے نظریں ملانے کے لائق نہیں چھوڑا۔" وثیق بے اختیار گہری سانس لے کر رہ گیا' اب بات اس کی سمجھ میں آئی تھی' اس نے اسماء کے کندھے کے گرد بازو پھیلائے۔

"آپ پلیز پہلے پانی پئیں اور رونا بند کریں' میرے لیے اس سے زیادہ تکلیف کی بات کوئی نہیں ہے' آپ روئیں مت۔" وہ جتنا ان سے پیار بھرے لہجے میں بات کر رہا تھا اتنا ہی ان کا دل بھرا آ رہا تھا۔ بہ مشکل خود کو سنبھال پائیں۔ انہیں پانی پلا کر گلاس میز پہ رکھ کے وہ ان کے قدموں میں بیٹھا تو وہ جھجکیں لیکن وثیق نے بھی آج ان سے اپنا حال دل کہنے کا سوچ لیا تھا۔

"اکثر زینا پوچھتی تھی ناں کہ میں آپ کو خالہ کیوں کہتا ہوں' آج بتا رہا ہوں کیونکہ مجھے آپ میں مما کی جھلک نظر آتی ہے' جس طرح آپ گھر' شوہر اور بچوں کے لیے محبت نچھاور کرتی ہیں' اگر مما ہوتیں تو شاید ہمارا گھر بھی ایسا ہی ہوتا۔" اس نے پیار سے کہا۔

"اور اگر آپ برا نہ مانیں تو آپ کو مما کی جگہ سمجھ کر اپنے دل کی بات شیئر کروں؟" اس نے بڑے مان سے پوچھا تو وہ دھیرے سے سر ہلا کے رہ گئیں لیکن اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کہاں سے شروع کرے۔

"اگر میں کہوں کہ شائنہ کے انکار نے مجھے ایک مشکل سے نکال دیا ہے تو غلط نہیں ہوگا۔ یہ سچ ہے کہ میرے اور اس کے خیالات بالکل نہیں ملتے' ہم ایک ہو بھی جاتے تو دریا کے دو کناروں کی طرح ہوتے جو ساتھ چلتے ہیں لیکن ایک نہیں ہو پاتے خالہ..... مما بابا کے بعد میں گھر کے سکون کو ترستا رہا تھا' مجھے ایسی لڑکی چاہیے تھی جو اس مکان کو گھر بنا دے' جو میری مما اور آپ جیسی ہو' جسے میری پرواہ ہو اور مجھے لگتا ہے کہ ایسی لڑکی صرف..... زینا ہے۔" اس کے اٹک اٹک کے کہنے پہ اسماء بری طرح چونکیں۔ "یقین کریں جب مجھ پہ یہ انکشاف ہوا تو میں بہت پریشان ہوا تھا جبھی میں نے کچھ دن آپ کے گھر آنا بھی چھوڑ دیا تھا لیکن میرے دل میں اس کے ساتھ کی خواہش گہری ہوتی چلی گئی۔ بالآخر میں نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا کہ وہ ہی اس مشکل کا حل نکالے اور جب شائنہ نے مجھے فون کیا تو مجھے لگا کہ..... کہ جیسے میری دعاؤں کو قبولیت مل گئی ہو۔" وہ نظریں جھکائے کہہ رہا تھا' اسماء کی مسلسل خاموشی پہ وہ گھبرا سا گیا۔

"پلیز خالہ آپ مجھے غلط مت سمجھیے گا' میری نیت میں کوئی کھوٹ نہیں ہے اور نہ اس سب میں زینا کا کوئی قصور ہے..... وہ تو بالکل انجان ہے۔ یہ خواہش تو میرے دل کی پیدا کردہ ہے۔ خالہ میں..... میں اسے بہت خوش رکھوں گا' کیا آپ میری یہ خواہش پوری کریں گی؟" جھجکتے ہوئے اس نے اپنا مدعا بیان کیا اور اسماء ساکت بیٹھی سوچ رہی تھیں کہ دعائیں اس طرح بھی قبول ہوتی ہیں' انہیں سب سے زیادہ فکر زینا کی ہی تھی اور جانتی ہی نہیں تھیں کہ اللہ نے کیسا چاہنے والا شریک سفر اس کے نصیب میں لکھ دیا ہے۔

"خالہ کچھ تو کہیے۔" وہ مضطرب سا انہیں دیکھ رہا تھا'

https://pklibrary.com/

بے ساختہ انہوں نے اس کا چہرہ تھام کر اس کی پیشانی چوم لی۔

"خوش رہو میرے بچے' تم نے ایک دکھی ماں کی تکلیف دور کی ہے' اللہ تمہارا دامن دنیا کی خوشیوں سے بھر دے۔" ان کے کہنے پہ وثیق کے اندر ڈھیروں اطمینان اتر گیا تھا۔

"تھینک یو سو مچ خالہ۔" اس نے ان کے ہاتھ چوم لیے۔

"لیکن میں نوشابہ سے کیا کہوں گی؟" انہیں پھر سے فکر ہوئی۔ "اس شائنہ نے تو مجھے شرمندہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اللہ کرے کبھی....."

"نہیں خالہ۔" وثیق نے ایک دم انہیں ٹوکا۔ "ماں کی بددعا عرش کو ہلا دیتی ہے آپ پلیز اسے کچھ مت کہیں۔" انہوں نے حیرانی سے اسے دیکھا

"میں مانتا ہوں کہ اس کا طریقہ غلط ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ میں اس کے ساتھ اور زینا شہروز کے ساتھ کبھی خوش نہیں رہ پاتے کیونکہ شائنہ اور شہروز ایک ہی دنیا کے باسی ہیں' ان سے ہماری ذہنی مطابقت ہو ہی نہیں سکتی تھی۔" اس نے صاف گوئی سے کہا تو اسماء نے سر جھٹکا۔

"اور ہاں ابھی جو کچھ میں نے آپ سے کہا' زینا سے مت کہیے گا۔"

"لیکن وہ..... وہ شاید تم سے شادی پہ تیار نہ ہو۔" انہیں فکر ہوئی۔

"اگر آپ اور انکل راضی ہیں تو پھر اسے منانا میرا کام ہے' ابھی نہ سہی شادی کے بعد سہی لیکن بات میں خود ہی کروں گا۔" اس کے کہنے پہ انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

ساری رات زینا کی گویا کانٹوں پہ گزری تھی۔ اس کا دل پتے کی طرح لرز رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ شائنہ اور شہروز..... یہ سب کب اور کیسے ہوا؟ شہروز تو اسے پسند کرتا تھا' اسی کی ایماء پہ یہ رشتہ ہوا تھا پھر اس رشتے میں یہ دراڑ کب پڑی؟ اس نے تھک کر سر ہاتھوں پر گرا لیا کہ شائنہ ایک بار پھر اس کی من پسند چیز پہ قبضہ کرنا چاہ رہی تھی لیکن یہ کسی کھلونے کا نہیں زندگی بھر کا معاملہ تھا۔

"نہیں نہیں..... امی ایسا نہیں ہونے دیں گی' وہ یقیناً سب سنبھال لیں گی۔" اس نے خود کو تسلی دی۔

پھر سارا دن وہ منتظر ہی رہی کہ اس حوالے سے اسماء کچھ کہیں لیکن اگلے تین چار دن تک اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ اسماء بظاہر نارمل نظر آتی۔ سارے کام نمٹاتی تھیں البتہ شائنہ سے اس کا ایک دو بار سامنا ہوا تھا اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق وہ زینا کو تیکھی نظروں سے دیکھتی گزر جاتی اور یہ اس کے چار دن بعد کی بات تھی جب رات گئے اسماء زینا کے پاس آئی تھیں۔

"نماز پڑھ لی؟" اسے جائے نماز لپیٹتے دیکھ کر انہوں نے بات شروع کی۔

"جی..... بس اب سونے کا ہی سوچ رہی تھی۔" اسماء کے انداز میں غیر معمولی جھجک دیکھ کر اس کا دل سہم سا گیا تھا جب ہی دھیرے سے بولی۔ کچھ پل اسماء اسے دیکھتی رہیں پھر اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے سامنے بیڈ پر بٹھا لیا۔

"امی آپ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں؟" بالآخر زینا نے ڈرتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔ وہ گہرا سانس لے کر بولیں۔

"زینا..... تم مجھ پہ بھروسا کرتی ہو؟" اس غیر متوقع سوال پہ وہ حیران سی رہ گئی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب تمہیں یہ یقین ہے ناں کہ میں کبھی تمہارا برا نہیں چاہوں گی اور تمہارے لیے بہترین فیصلہ کروں گی؟" ان کی غیر معمولی سنجیدگی زینا کو کسی خطرے کا احساس دلا رہی تھی۔ تاہم وہ خشک ہونٹوں پہ زبان پھیرتی ہوئی بولی۔

"جی۔"

"تو پھر ہم وثیق سے تمہاری شادی کر رہے ہیں۔" انہوں نے ہمت کر کے کہہ ہی دیا اور ان کی گرفت میں موجود زینا کا ہاتھ بے جان سا ہو گیا تھا۔ وہ پھٹی پھٹی

https://pklibrary.com/

آنکھوں سے انہیں دیکھتی رہی۔

"کس سے.....؟" انتہائی دھیمی آواز میں اس نے یقین دہانی چاہی کہ شاید اس نے غلط سنا ہو۔

"وثیق سے۔" اسماء کے دہرانے پہ وہ سختی سے آنکھیں میچ گئی۔ اسماء دکھ سے اسے دیکھ رہی تھیں لیکن اس وقت وہ اسے صرف پیار سے ہی سمجھا سکتی تھیں۔

"بیٹا وثیق بہت اچھا ہے اور تم اس کے ساتھ بہت خوش رہو گی....."

"کیوں کیا..... کیوں کیا آپ نے ایسا؟" وہ روتے ہوئے جھٹکے سے سر اٹھا کر بولی۔

"آپ نے تو کہا تھا کہ کچھ غلط نہیں ہوگا پھر..... پھر یہ سب کیا ہے؟ آپ نے شائنہ کا ساتھ دیا' وہی کیا جو وہ چاہتی ہے یعنی کہ آپ بھی یہ مانتی ہیں کہ شہروز میری اوقات سے زیادہ تھا اور میں اس کے لائق نہیں تھی۔" غصے اور دکھ سے اس کی آواز پھٹ رہی تھی۔ اسماء نے اس کے آنسو پونچھے۔

"ایسا نہیں ہے زینا' تم جانتی ہو میں نے تم دونوں کی لڑائی میں ہمیشہ تمہارا ساتھ دیا' اس نے تمہاری چیز لی تو میں نے تمہیں دوسری لا کر دی لیکن....."

"چھوٹے چھوٹے کھلونوں کے لیے میرا ساتھ دیا اور میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی اٹھا کے اس کے دامن میں ڈال دی۔" وہ تڑپ کر بولی۔

"زینا..... بات کو سمجھو' ساری بات تمہارے بابا کو بھی پتا چل چکی ہے' انہوں نے بھی شائنہ سے بات کی لیکن..... لیکن وہ بے حیائی اور خود غرضی کی سب حدوں کو پار کر چکی ہے۔ باپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر فخریہ اپنے عاشقی کے قصے سنا رہی تھی۔ انہوں نے تب ہی یہ فیصلہ کر لیا کہ تم دونوں کی جلد از جلد شادی کر دیں گے اور..... اور اس کے بعد ہم اس سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔" ان کی آواز بھرا گئی لیکن سدا کی مزاج آشنا یہ بیٹی بھی اس وقت ان کی بات نہیں سمجھ پا رہی تھی۔

"لیکن امی اس سب میں میرا کیا قصور؟ ٹھیک ہے شہروز مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتا مت کرے لیکن میں سر سے شادی نہیں کروں گی۔"

"کیوں..... کیا برائی ہے وثیق میں؟"

"برائی اچھائی مجھے نہیں پتا' بس مجھے ان سے شادی نہیں کرنی۔"

"زینا کیوں بے کار کی ضد کر رہی ہو؟" وہ بے بسی سے بولیں تو وہ دکھ سے انہیں دیکھتی رہی۔

"ضد..... میں ضد کر رہی ہوں؟ ضد تو میں نے کبھی کی ہی نہیں امی ورنہ آج ایسے تہی دامن نہ بیٹھی ہوتی اور آپ بھول رہی ہیں کہ سر سے شائنہ کا رشتہ طے ہوا تھا۔ وہ مجھ سے شادی پہ کیوں راضی ہوں گے بھلا؟"

"وثیق کی رضامندی سے ہی یہ شادی ہو رہی ہے۔" اسماء کے انکشاف پہ وہ بے یقین نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔

"وثیق نے اس مشکل وقت میں جب سگی بیٹی نے زمانے میں ذلیل کرنے کا پورا انتظام کر لیا تھا' واقعی بیٹا بن کر دکھایا ہے' وہ تم سے شادی کے لیے رضامند ہے کیونکہ وہ تو تم سے....." اسماء بے دھیانی میں اس کا راز دل افشاء کرتے کرتے سنبھل سی گئیں' جب کہ زینا کچھ اور ہی سوچ رہی تھی' اس اندھیرے میں اسے روشنی کی ایک کرن نظر آئی تھی۔

"اگر آپ اور انکل راضی ہیں تو پھر اسے منانا میرا کام ہے' ابھی نہ سہی شادی کے بعد سہی لیکن بات میں خود ہی کروں گا۔" اس کے کہنے پہ انہوں نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

وثیق آج آفس سے کافی لیٹ ہو گیا تھا۔ کھانا کھا کر وہ لیٹا ہی تھا کہ کال آنے لگی۔ اسے شدید کوفت ہوئی کہ اس وقت تھکن کے باعث کسی سے بات کرنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا جب ہی فون بجنے دیا لیکن مسلسل بجتی رنگ ٹون پہ چڑ کر سیل اٹھایا لیکن زینا کالنگ دیکھ کر چونک سا گیا۔

"ہیلو۔" دوسری طرف خاموشی چھائی رہی۔

https://pklibrary.com/

"ہیلو زینا..... تم ہو ناں؟"

"جی۔" ہلکی سی سسکی ابھری۔

"کیا بات ہے زینا..... تم رو رہی ہو؟" اس کی بھرائی آواز پہ وہ پریشان ہوا۔ "زینا کوئی پرابلم ہے تو شیئر کرو پلیز ڈرو مت۔" وہ رسان سے بولا تو اس کی سسکیوں میں کچھ توقف آیا۔

"سر..... یہ سب..... یہ آپ..... پلیز اس شادی کو رکوا دیجیے۔" بے ربط آواز' اداس لہجہ' مسلسل رونے سے بھرائی ہوئی آواز' وثیق کا دل بوجھل ہو گیا۔

"لیکن شادی رکوانے کی وجہ کیا ہو گی؟" اس کے پوچھنے پہ وہ چونک سی گئی۔

"مطلب..... اس لیے رکوایئے کیونکہ آپ کی شادی شائنہ سے طے ہوئی تھی' اب امی بابا کے لحاظ میں آپ مجھ سے....."

"شادی زندگی بھر کا معاملہ ہے زینا۔" وہ اس کی بات کاٹ کر بولا۔ "میں نے کسی کے لحاظ میں نہیں بلکہ اپنی رضامندی سے اس شادی کے لیے آمادگی ظاہر کی ہے۔"

"کیوں..... آخر کیوں؟" وہ جھنجھلائی۔ "کیوں مجھ پہ احسان کر رہے ہیں یا پھر آپ شائنہ کے انکار کا بدلہ مجھ سے لیں گے؟" اس نے بدگمانی کی انتہا کر دی' وثیق کو بے حد افسوس ہوا۔

"میں سمجھتا تھا کہ ہم اچھے دوست ہیں لیکن تمہاری نظروں میں' میں اتنا گرا ہوا انسان ہوں گا تو اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔" اس کے لہجے سے جھلکتے تاسف نے زینا کو شرمندہ کر دیا' وہ پست لہجے میں بولی۔

"سوری..... میں پریشانی میں غلط بات کہہ گئی' آپ بہت اچھے ہیں' اسی لیے تو کہہ رہی ہوں کہ پلیز اس شادی سے انکار کر دیں۔"

"لیکن کیوں زینا..... تم نے خود مجھ سے کہا تھا کہ تم شہروز سے محبت نہیں کرتیں تو جب ایسی کوئی دلی وابستگی نہیں تو مجھ سے شادی پہ کیا اعتراض ہے؟" اس نے الجھ کے پوچھا تو وہ جیسے پھٹ پڑی۔

"اعتراض ہے' بالکل ہے' کیا میرے نصیب میں شائنہ کی ٹھکرائی ہوئی چیزیں ہی رہ گئی ہیں۔" اس کی بات پہ سدا کے حلیم الطبع وثیق کا چہرہ احساس توہین سے سرخ ہو گیا' تاہم زینا کی ذہنی حالت کو سمجھتے ہوئے اس نے صرف یہ کہا۔

"تمہیں شاید خود بھی اپنے الفاظ کی سنگینی کا اندازہ نہیں ہے' بعد میں بات کرتے ہیں۔" لیکن وہ بری طرح چیخ اٹھی۔

"مجھے آپ سے نہ ابھی نہ آئندہ کبھی کوئی بات نہیں کرنی' آپ بس اس شادی سے انکار کر دیں۔" اس کی ہٹ دھرمی پہ وثیق ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اور نہ کروں تو.....؟"

"تو..... تو میں نکاح کے وقت سب کے سامنے انکار کر دوں گی۔"

"ٹھیک ہے' میں بھی دیکھنا چاہتا ہوں کہ والدین کی عزت اور اپنی بے بنیاد ضد اور انا میں سے تم کس کو اہمیت دو گی۔" اس نے کہہ کر لائن کاٹ دی جب کہ زینا گم صم سے انداز میں بیٹھی رہ گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وثیق نے نوشابہ کو بتا دیا تھا کہ وہ شائنہ کے بجائے زینا سے شادی کر رہا ہے۔ وہ تھوڑی حیران تو ہوئیں لیکن ان کے لیے خوشی کی بات یہ تھی کہ ان کے چہیتے بھتیجے کی شادی ان کی بہترین دوست کی ہی ایک بیٹی سے ہو رہی تھی۔ وہ شادی سے تین ہفتے پہلے ہی تیاریوں کے سلسلے میں آ گئی تھیں اور روز ہی بازاروں کے چکر لگنا شروع ہو گئے تھے۔ انہوں نے کئی بار زینا کو ساتھ لے جانا چاہا لیکن وہ دامن بچا جاتی۔ دوسری طرف شائنہ کے تو آج کل قدم زمین پہ نہیں ہواؤں میں تھے' وہ ہر چیز شہروز کے ساتھ جا کر خود خرید رہی تھی اور وہ بھی دونوں ہاتھوں سے اس پہ دولت لٹا رہا تھا لیکن گھر کے باقی مکینوں سے نہ ہی شائنہ کو کوئی مطلب تھا نہ پروا اور نہ ہی کوئی لحاظ باقی رہا تھا۔

شادی میں چند دن ہی رہ گئے تھے۔ من پسند شریک

https://pklibrary.com/

حیات کے مل جانے کی خوشی نے شائنہ کے حسن کو دوآتشہ کردیا تھا پھر بھی وہ گھنٹوں کے حساب سے پارلر جاکر جانے کیا کیا کرواتی رہتی' جب کہ زینا تو گویا دنیا ہی تیاگ بیٹھی تھی۔ دنوں کپڑے نہ بدلتی' لمبے بال ڈھنگ سے سنورنے کو ترس گئے تھے' اسماء اس کی حالت دیکھ کر کڑھتی تھیں لیکن جانتی تھیں کہ اس وقت اس کی بات ماننا نقصان کا ہی باعث ہوتا' تب ہی اسے قصداً نظر انداز کیے تیاریوں میں لگی رہیں۔ آج وہ اسے پارلر جانے کا کہنے کمرے میں آئیں تو اس نے سنتے ہی منع کردیا' انہیں شدید غصے نے آگھیرا۔

"کیا تماشا ہے زینا..... یہ کیا سوگ کی سی فضا بنا رکھی ہے تم نے؟"

"کیوں آپ کے لاڈلے دلارے وثیق مجھے اس پژمردہ چہرے کے ساتھ قبول نہیں کریں گے کیا؟" وہ طنزیہ ہنسی۔

"جب نصیب پہ سیاہی بھر چکی ہو تو چہرہ چمکانے سے کچھ حاصل ہوگا۔" اس کے سفاکی سے کہنے پہ انہوں نے دہل کر لاحول پڑھا۔

"فضول باتیں مت کرو' دو دن بعد شادی ہے پارلر جاؤ' فیشل وغیرہ کرواؤ اور کل مہندی والی گھر آکے مہندی لگائے گی....."

"میں نے کہہ دیا نہ کہ میں نہیں جاؤں گی....."

"تو ٹھیک ہے ایسا کرو مجھے اور اپنے بابا کو زہر دے دو۔" وہ زور سے چیخیں تو وہ لرز کے رہ گئی۔

"سادی دنیا کو ہنسنے کا موقع تو نہیں ملے گا ناں' بجائے یہ کہ لوگ شائنہ کے دمکتے اور تمہارے ماتم زدہ چہرے کا مقابلہ کریں' ہماری آنکھیں ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں تو اچھا ہے' مار دو ہمیں اپنے ہاتھ سے۔" وہ ہذیانی انداز میں کہ رہی تھیں کہ زینا نے انٹرکام اٹھا کر ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا کہا اور خود الماری سے پرس اور چادر نکال کر چپ چاپ چلی گئی۔

اس کے جاتے ہی اسماء کا ضبط جواب دے گیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیں۔ اپنی لاڈلی اور صابر بیٹی کے ساتھ ایسا برتاؤ کر کے ان کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا لیکن وہ اس نادان کو ابھی چاہ کے بھی نہیں سمجھا سکتی تھیں کہ جس رشتے میں بندھنے کے خیال سے وہ اتنی آزردہ تھی' آگے جا کر اسی توسط سے اسے کتنی خوشیاں ملنے والی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

بالآخر شادی کا دن بھی آپہنچا تھا۔ دونوں دلہنیں ہال میں پہنچ گئی تھیں۔ شائنہ کو تو قدرت نے فیاضی سے حسن سے نوازا تھا سو آج بھی ریڈ اور فیروزی امتزاج کے گاؤن شرارے میں بیش قیمت جیولری کے ساتھ وہ دیکھنے والی آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی لیکن دیکھنے والوں نے یہ بھی ضرور کہا کہ آج زینا کی چھب ہی نرالی ہے۔ ہمیشہ ماتھے تک سر ڈھانپنے اور بالکل سادی رہنے والی زینا کو آج میک اپ اور جیولری کے ساتھ خوب صورت ہیئر اسٹائل اسے کوئی اور ہی زینا بنا رہا تھا۔ میرون اور گرین کرتی شرارے میں اس کی بے داغ رنگت دمک رہی تھی۔ خود سے بے نیاز چہرے پہ جنون سمیٹے وہ ہر نظر کو ٹھہرنے پہ مجبور کر رہی تھی۔

نکاح نامے پہ سائن کرتے وقت اس کا ہاتھ ذرا سا کانپا لیکن اپنے کندھوں پہ اسماء کے ہاتھوں کا دباؤ محسوس کر کے وہ آنسو پیتے ہوئے سائن کرنے لگی' مبارک سلامت کے بعد جب کمرہ خالی ہوا تو اسماء نے محبت سے اسے گلے لگانا چاہا لیکن وہ ان کا ہاتھ ہٹا کر دو قدم پیچھے ہوگئی۔ وہ حیرانی سے دیکھنے لگیں۔

"جو آپ نے چاہا میں نے وہی کیا' ایک ان چاہے رشتے میں بندھ کر اپنی ذات اور زندگی کے تمام تر اختیارات اس شخص کو سونپ دیے ہیں۔ جسے میں نے کبھی اس حوالے سے سوچا تک نہیں صرف اس لیے کہ آپ لوگوں کے نام اور عزت پہ حرف نہ آئے لیکن اب ایک فیصلہ میں نے بھی کیا ہے۔" اس کے قطعی لہجے پہ اسماء چونکیں۔

"کیسا فیصلہ؟"

"آج کے بعد میرا آپ دونوں اور اس گھر سے کوئی

تعلق نہیں ہوگا' سمجھ لیں آپ کی زینا نام کی کوئی بیٹی تھی ہی نہیں۔" اس نے بے رحمی سے کہا۔ اسماء کو اپنی سماعت پہ دھوکا سا ہوا۔

"زینا....."

"پلیز امی آج کے بعد نہ میں آپ کے گھر آؤں گی نہ آپ میرے..... ہونہہ میرا تو اب کوئی گھر ہی نہیں رہا' اتنے سال جس گھر میں اتنے مان سے رہی' میرے ماں باپ نے کسی فالتو سامان کی طرح مجھے نکال کر کسی کے بھی حوالے کردیا۔" وہ خود اذیتی کے عجیب عالم میں تھی۔ "بس آپ یہ سمجھ لیں کہ میری رخصتی نہیں ہورہی' میرا جنازہ جارہا ہے۔" اس نے سفاکی کی حد کردی تھی۔ اسماء نے بے اختیار منہ پہ ہاتھ رکھ کر سسکیوں کو روکا کہ زینا کو اسٹیج پہ لے جانے کے لیے کزنز وغیرہ آگئی تھیں..... وہ روبوٹ کی طرح ان کے ساتھ چلتی ہوئی اسٹیج پہ آگئی جب کہ وثیق اس کی سج دھج پہ ایک نظر ڈال کر بڑی مشکل سے نظریں ہٹا پایا تھا' اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ وہ دلہن کے روپ میں ایسا غضب ڈھائے گی۔ خود وہ گولڈن کام والی آف وہائٹ شیروانی پاجامے میں روایتی انداز میں کلاہ پہنے بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔ کئی خواتین نے اسماء سے زینا کے شوہر کی خاص کر تعریف کی تھی کہ جس کے آگے بلیو شیروانی اور میرون پاجامے میں ملبوس خوش شکل شہروز بھی ذرا دبتا ہوا ہی دکھ رہا تھا۔

رخصتی کے وقت دونوں دلہنیں گاڑیوں تک پہنچیں' دنیا دکھاوے کو رؤف صاحب اور اسماء نے شہروز اور شائنہ کو گلے لگایا اور جب رؤف صاحب بڑے دل سے زینا کو بازوؤں کے گھیرے میں لینے کو آگے بڑھے تو وہ آہستگی سے پیچھے ہٹ گئی۔ دو دو باراتوں کے رش میں باقی مہمان تو یہ نوٹ نہیں کرسکے لیکن رؤف صاحب کو جھٹکا سا لگا' انہوں نے اسماء کی طرف دیکھا' جن کے چہرے کے غیر معمولی تاثرات کسی گڑبڑ کی نشاندہی کررہے تھے۔ انہوں نے زینا کے سر پہ ہاتھ رکھا تو وہ آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔ گاڑی چل دی اور خون کے آنسو روتے دل کے ساتھ وہ اپنے والدین اور پچھلی ان گنت انمول یادیں چھوڑ کر نئے سفر پر روانہ ہوگئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

جب وہ اس گھر میں پہلی بار آئی تھی تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اگلی بار وہ اس حیثیت سے یہاں آئے گی۔ اس گھر کی دہلیز سے اندر قدم رکھتے ہی اسے اپنے اعصاب منجمد سے ہوتے محسوس ہورہے تھے۔ تمام آوازیں گھنٹیوں کی مانند سماعت سے ٹکرا رہی تھیں' خود پہ پڑتی لوگوں کی ستائشی نظریں بھی اسے اپنا مذاق اڑاتی محسوس ہورہی تھیں۔ شدید ترین اعصابی کشمکش سے ہار کر جو اس نے ایک دم ہی ساتھ چھوڑا تو وہ لہرا کر ساتھ چلتی نوشابہ کے بازوؤں میں بے ہوش ہوگئی جو بہ مشکل ہی اسے سنبھال پائی تھیں۔ ایک دم شور سا مچ گیا۔ نوشابہ کی بیٹیاں مہمانوں کو دیکھنے لگیں اور نوشابہ وثیق کی مدد سے زینا کو کمرے میں لے گئیں۔ مہمانوں میں ہی ایک خاتون ڈاکٹر نے چیک اپ کرکے تھکن کو ہی بے ہوشی کی وجہ بتایا تھا' انہوں نے انجکشن دے دیا تو وثیق نوشابہ کو زینا کے پاس چھوڑ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے کسمسا کے آنکھیں کھولیں تو خود کو اجنبی جگہ پا کر کچھ لمحے تو وہ کچھ سمجھ ہی نہیں سکی پھر نوشابہ کی آواز پہ چونکی جو پیار سے اس کے ہاتھ سہلا رہی تھیں۔

زینا..... کیا ہوگیا بیٹا بہت تھک گئی تھیں؟" اس نے دھیرے سے اثبات میں سر ہلایا۔

"اب بہتر ہو؟" اس نے دوبارہ سر ہلایا۔

"چلو اب تھوڑا سا کچھ کھالو۔" ان کی بیٹی ٹرے میں کھانا لے آئی تھی' اسے دیکھ کر مسکرائی' زینا آہستہ سے اٹھی۔

"عفرا' وثیق سے بھی کھانے کا پوچھ لو' اس نے بھی ابھی نہیں کھایا ہوگا۔" ان کے کہنے پہ اس کی دماغی رو وثیق کی طرف گئی جو کہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ سر جھٹک کر چینج کرنے چلی گئی۔ کپڑے بدل کر وہ ایزی فیل کررہی تھی لیکن کھانے کو اس نے منع کردیا مگر نوشابہ کے از حد اصرار

https://pklibrary.com/

پہ چند لقمے زہر مار کرنے ہی پڑے۔

"چلو اب تم بیٹھو میں وشق کو بھیجتی ہوں' بچہ تمہاری وجہ سے بہت پریشان ہو گیا تھا۔" انہوں نے شرارت سے کہا تو اسے آنے والے لمحوں کے خیال سے وحشت سی ہونے لگی۔ اس کا دل چاہا اس منظر سے غائب ہو جائے۔ ناخن سے مہندی کھرچتے وہ انہی تکلیف دہ سوچوں میں الجھی ہوئی تھی کہ کھٹکے کی آواز پہ اندر آتے وشق کو دیکھ کر اس کے سارے زخم ہرے ہو گئے تھے۔ وشق نے اندر آ کر دروازہ بند کیا اور اس کی طرف بڑھا جو بیڈ کے ایک کنارے پہ پیر لٹکائے بے تاثر چہرہ لیے بیٹھی تھی۔

"کیسی طبیعت ہے زینا؟" اس کے پوچھنے پہ زینا نے تنفر سے منہ پھیر لیا۔

"زینا تم....." اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے کندھے کو چھوا تھا کہ وہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑی تھی۔

"ہاتھ مت لگائیے گا مجھے۔" اس نے غصے سے وشق کا ہاتھ جھٹکا۔ "آپ ایک انتہائی خود غرض اور بے حس انسان ہیں' جسے صرف اپنی مرضی کرنی تھی سو آپ نے کر لی۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ آپ نے شائنہ کو نیچا دکھانے کے لیے مجھ سے شادی کی ہے لیکن افسوس آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ مجھ سے نفرت کرتی ہے تو آپ میرے ساتھ کتنا ہی بدترین سلوک کر لیں اسے پرواہ نہیں ہوگی۔" وہ استہزائیہ ہنسی تو وشق نے اسے پانی کا گلاس دیا۔

"یہ پیو اور میری بات سنو۔"

"بند کیجیے یہ شائستگی کے ڈھونگ۔" اس نے ہاتھ مار کر گلاس دور پھینک دیا۔ وشق نے بے تحاشا ضبط کرتے ہوئے اسے دیکھا جو قطعی حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔

"میں نے آپ کو کیا سمجھا اور آپ کیا نکلے۔ کیا تھا اگر آپ میری بات مان لیتے' آپ کو تو ایک سے ایک اچھی لڑکی مل جاتی لیکن آپ نے اس شادی کے ذریعے شائنہ کے لگائے ہر الزام کی تصدیق کر دی۔ میں ساری زندگی نظر اٹھا کر نہیں چل سکتی۔ میری ذات کا فخر چھین لیا آپ نے۔" وہ کہتے ہوئے بری طرح رونے لگی۔ وشق کے لیے یہ صورت حال متوقع لیکن خاصی تکلیف دہ تھی۔ یہ لڑکی اسے خود سے بھی زیادہ عزیز ہو گئی تھی اور اس وقت اس کی ٹوٹی بکھری حالت اس سے دیکھی نہیں جا رہی تھی تب ہی ایک قدم چل کر اس کے قریب ہوا۔

"تم اس وقت غصے اور صدماتی کیفیت میں ہو تو میرا کچھ بھی کہنا بے کار رہے گا' ہاں یہ جان لو کہ میں ہرگز اتنا سطحی نہیں ہوں کہ ایک قطعی بے قصور لڑکی سے اس جرم کا بدلہ لوں جو اس نے کیا ہی نہیں' میں نے تم سے شادی کیوں کی' تمہیں ضرور بتاؤں گا لیکن اس وقت جب تم میری بات نہ صرف سننے بلکہ سمجھنے کی حالت میں ہو گی۔ فی الحال تم ریسٹ کرو۔" وہ نرمی سے کہہ کر بیڈ پر لیٹ گیا جب کہ زینا نے ساری رات صوفے پہ بیٹھے گزار دی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

وشق کو بہت مشکل سے ہی نیند آئی تھی۔ خیال کی رو بھٹک بھٹک کر ذرا سے فاصلے پہ بیٹھی زینا پہ ہی جا ٹھہرتی جو کبھی رونے لگتی' کبھی گم صم ہو جاتی۔ وہ بہت بے چین رہا تھا' ایک لمحے کو اس کا دل چاہا کہ اس کی ساری غلط فہمی دور کر دے اور اسے بتائے کہ وہ اسے کس قدر چاہنے لگا ہے لیکن جانتا تھا کہ اس وقت زینا کی ذہنی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ اس بات کو قبول کر پاتی سو خود پہ جبر کر کے لیٹا رہا۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو صوفے پہ گٹھڑی بنی زینا کو دیکھ کر کسی برے خیال سے دہل کر وہ اس تک پہنچا تو دیکھا وہ اسی حالت میں سو رہی تھی۔ چہرے پر آنسوؤں کی واضح لکیریں تھیں۔ وشق کو تکلیف سی ہوئی۔ اس نے ایک دو بار آواز دی لیکن وہ شاید بہت دیر سے سوئی تھی۔ سو اس وقت گہری نیند میں تھی۔ وشق نے دھیرے سے اس کا گال تھپتھپایا' زینا نے مندی مندی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا اور اسے خود پر جھکے دیکھ کر گھبرا سی گئی۔ وحشت اور ڈر کے تاثرات اس تیزی سے اس کی آنکھوں میں اترے کہ وشق فوراً ہی سیدھا ہو کر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"تم بیڈ پر لیٹ جاؤ' ساری رات بے آرام رہی ہو۔"

"آپ کو میری فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

https://pklibrary.com/

وہ چیخی تو وثیق گہرا سانس لیتا واش روم چلا گیا۔ زینا نے اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں تھاما' نجانے رات کے کون سے پہر آنکھ لگ گئی تھی اور اب سر میں دھماکے ہو رہے تھے۔ اس نے کھڑی دیکھی' نو بج رہے تھے سو مزید سونے کا ارادہ ملتوی کر کے ایک ہلکے سے کام والا کاٹن کا سوٹ لے کر فریش ہونے چلی گئی۔ وثیق نہا کر باہر چلا گیا کہ نوشابہ اور ان کی بڑی بیٹی کمرے میں آ گئی تھیں۔ زینا نے انہیں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام' خوش رہو لیکن یہ کیا بیٹا اتنا سادہ سوٹ' ڈھنگ سے تیار کیوں نہیں ہوئیں؟" اور پھر اس کے نہ نہ کرنے کے باوجود انہوں نے اسے کام والے کپڑے نکال کر دیے اور ہلکا پھلکا میک اپ بھی کر دیا۔

"ماشاء اللہ..... اب لگ رہی ہو ناں نو بیاہتا۔" انہوں نے اس کی پیشانی چومی' جب کہ زینا کا دل چاہ رہا تھا کہیں ایسی جگہ بھاگ جائے جہاں کوئی اسے ڈھونڈ نہ سکے۔

ولیمہ شام میں تھا۔ نوشابہ نے اسے وثیق کے ساتھ میکے بھیجا تو وہ گھر سے نکلتے ہی وثیق سے بولی۔

"مجھے وہاں نہیں جانا۔"

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہوا۔

"میں اس گھر اور گھر والوں سے سارے ناتے ختم کر کے نکلی تھی سو اب مر کر بھی وہاں نہیں جاؤں گی۔" اس کے قطعی لہجے پہ وثیق نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"لیکن زینا..... امی بابا تمہاری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔"

"آپ ہیں ناں ان کے سب سے بڑے ہمدرد اور محسن' آپ چلے جائیں لیکن میں نے کہہ دیا نہیں جاؤں گی تو نہیں جاؤں گی۔" وہ ڈریش بورڈ پر ہاتھ مار کر بدتمیزی سے بولی تو وثیق نے دانت پہ دانت جما کر خود کو کچھ کہنے سے روکا پھر ایک ڈیڑھ گھنٹہ سڑکوں پہ گاڑی دوڑا کر وہ گھر واپس لوٹ آئے۔ اس دوران وثیق نے کال کر کے اسماء کو نہ آنے کی وجہ بتا دی تھی۔ وہ جو رات سے ہی بے چین تھیں' زینا کے نہ آنے کا سن کر تڑپ کر رہ گئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

ولیمے کے دو دن بعد نوشابہ بھی اپنے گھر کے لیے روانہ ہوئیں اور زینا کو اس گھر میں وثیق کے ساتھ اکیلے رہنے کا سوچ کر ہی ہول اٹھنے لگے تھے۔ وہ نادان نہیں تھی کہ شادی شدہ زندگی کے تقاضے نہ سمجھ پاتی لیکن اس کے دل میں وثیق کے خلاف اتنی بدگمانی تھی کہ وہ خود کو اس کے ساتھ کے لیے آمادہ ہی نہیں کر پا رہی تھی۔ نوشابہ کے جاتے ہی اس نے اپنا کمرہ الگ کر لیا اور سارا دن اسی کمرے میں قید رہتی۔ دل چاہتا تو کچھ کھا لیتی نہیں تو اسے پروا ہی نہیں تھی کہ گھر کیسے چل رہا ہے۔

وثیق نے آفس جوائن کر لیا تھا۔ وہ ناشتہ خود ہی بناتا تھا۔ ایک آدھ دفعہ اس نے زینا کے لیے بھی ناشتہ بنایا لیکن وہ سارا دن ویسے ہی رکھا رہا' زینا نے ہاتھ تک نہیں لگایا تھا۔ وثیق نے فی الحال اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا تھا۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ بہت سارے ریڈی میڈ ٹن فوڈز لا کر فریزر کر دیے تھے کہ جب وہ بھوک سے بے حال ہو جاتی تو پھر جو دل چاہتا نکال کر کھا لیتی اور پھر سے کمرے میں بند ہو جاتی۔ وثیق کی تو وہ شکل دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی۔ اسماء نے اسے دو تین بار کال کی لیکن اس نے لائن کاٹ دی۔ حقیقتاً وہ خود کو کالے پانی کی سزا دے رہی تھی اور وثیق کو کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اسے نارمل زندگی کی طرف کیسے لے کر آئے۔ بہت دیر سے لینڈ لائن نمبر پہ بیل ہو رہی تھی' زینا نظر انداز کرتے ہوئے اٹھی تو چڑ کر فون اٹھایا۔

"ہیلو۔"

"زینا بھابی بات کر رہی ہیں؟" مردانہ آواز میں استفسار کیا گیا تو وہ طرز تخاطب پہ الجھ سی گئی۔

"جی آپ کون؟"

"السلام علیکم بھابی' میں وثیق کا دوست حسام بات کر رہا ہوں۔ برا مت مانیے گا آپ کا شوہر ایک نمبر کا جھوٹا اور دھوکے باز آدمی ہے۔" حسام کی بلا تکان بولنے کی عادت کا وثیق اکثر ذکر کرتا تھا اور زینا کو اس کا آج اچھی طرح اندازہ

https://pklibrary.com/

ہو رہا تھا۔

"کب سے ہم دوست اس سے شادی کی دعوت کھلانے کو کہہ رہے ہیں لیکن ہر بار ٹال جاتا ہے کہ بیگم میکے گئی ہیں جب ہی میں نے آج لینڈ لائن پہ فون کیا اور اس کا جھوٹ پکڑا گیا۔" وہ اپنی بات پہ خود ہی محظوظ ہو کے ہنسا۔ کوفت سے اس کی باتیں سنتی زینا روکھے لہجے میں بولی۔

"ابھی وہ گھر پہ نہیں ہیں' ان کے سیل پہ کال کر لیجیے۔" اور دوسری طرف خاموشی سی چھا گئی پھر حسام بولا تو اس کا انداز سنجیدہ اور محتاط تھا۔

"آئی ایم سوری بھابی میں نے آپ کو ڈسٹرب کیا' دعوت کا تو صرف مذاق تھا' امید ہے آپ نے مائنڈ نہیں کیا ہوگا۔" اس کے معذرتی لہجے پہ زینا کو ایک دم ہی اپنے رویے کی بدصورتی کا احساس ہوا اور وہ بے ساختہ کہہ اٹھی۔

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے' مجھے برا نہیں لگا۔"

"گڈ..... تو پھر ہماری دعوت پکی؟" وہ فوراً چہکا تو زینا بے اختیار مسکرائی۔

"جی..... کل آپ اور آپ کی وائف کھانا ہمارے ساتھ کھایئے گا۔" کچھ لمحوں کو سب کچھ بھول بھال کر وہ وہی پرانی زینا بن گئی تھی۔ جس میں مسرت اور خوش اخلاقی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

"یہ ہوئی ناں بات' اب اپنے شوہر کو بھی یہ سمجھا دیں جو مجھے گھورے جا رہا ہے۔" حسام نے شوخی سے کہتے ہوئے فون وثیق کو دیا تو زینا کے چہرے کے عضلات تن سے گئے۔ وثیق کے ہیلو کہتے ہی اس نے کھٹاک سے ریسیور رکھ دیا تھا۔ شام کو وثیق گھر پہنچا تو خلاف معمول وہ اسے لاؤنج میں نظر آئی' اسے دیکھتے ہی تلخی سے بولی۔

"اپنے دوستوں کو اپنے تک ہی محدود رکھیں۔ مجھے بلاوجہ کی دعوتیں بھگتانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" وثیق کو اس کی بات بہت ناگوار گزری جب ہی سنجیدگی سے بولا۔

"مجھے بالکل امید نہیں تھی کہ تم کال ریسیو کرو گی پھر بھی بے فکر رہو کوئی دعوت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

"اس دفعہ میں خود سے کہہ چکی ہوں تو اپنے دوستوں کو فیملیز کے ساتھ بلوا لیں' آئندہ میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔" اس کے چڑ کر کہنے پہ وثیق حیران رہ گیا لیکن کہا بس یہ ہی۔

"تمہیں کچھ کرنا نہیں پڑے گا' میں سب کھانا آرڈر کر دوں گا۔" وہ بغیر کوئی جواب دیے اندر چلی گئی تو وثیق نے اسی کو غنیمت جانا اور وہیں بیٹھ کر ٹی وی آن کر لیا' تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس کی آنکھوں کے سامنے ایک پرچا لہرایا تو وہ چونکا۔

"یہ سارا سامان لا کر دیجیے' کھانا میں خود پکاؤں گی' تیار کھانے تو ہوٹل میں بھی مل جاتے ہیں پھر گھر بلانے کی کیا ضرورت تھی۔" اکھڑ لہجے میں اس نے کہا۔ وثیق نے بڑی مشکل سے مسکراہٹ دبائی اور ایک نظر اشیاء کی لسٹ پہ ڈالی۔

"لیکن اس میں بہت سی چیزیں تو مجھے پتا ہی نہیں کہاں سے ملیں گی۔" اس نے سادگی سے کہا۔ "تمہیں پرابلم نہ ہو تو ساتھ چلو اور اپنی مرضی سے دیکھ کر لے لینا۔"

"مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔" وہ چیخ کر بولی تو ایک لمحے کو وثیق چپ سا ہو گیا۔

"اٹس اوکے' میں ہی لے آتا ہوں۔" اس نے دوبارہ لسٹ پڑھی اور پھر الجھ گیا۔

"یہ دال چینی ایک ساتھ کیوں لکھی ہے؟ اور دال کون سی لانی ہے یہ بھی تو بتاؤ؟" اس کے پوچھنے پہ زینا نے اس کا چہرہ جانچا کہ کیا وہ مذاق کر رہا ہے لیکن اس کے تاثرات قطعی سنجیدہ تھے۔ وہ گہری سانس لے کر اندر گئی اور دو منٹ بعد ہی دوپٹا سلیقے سے پھیلائے اسکارف سر پر لیے تیار کھڑی تھی۔

"چلیے....." سپاٹ لہجے میں کہہ کر وہ باہر کی طرف چل دی تو وثیق ایک خوشگوار سے احساس میں گھر گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

اگلے دن اتوار تھا۔ وثیق دیر سے اٹھا اور حسب عادت فریش ہو کر ناشتہ بنانے چلا آیا کہ شادی کے بعد بھی

بیچارے کو ناشتہ خود ہی بنانا پڑتا تھا لیکن کچن میں قدم رکھتے ہی وہ ٹھٹھک سا گیا۔ پیازی کلر کے سوٹ میں دوپٹا سر پہ لپیٹے وہ کبابوں کا مصالحہ پیس رہی تھی' ساتھ ہی ایک پلیٹ میں میوے کٹے رکھے تھے' ایک چولہے پہ شاید یخنی بن رہی تھی' وہ اپنے کام میں اتنی محو تھی کہ وثیق کو کھنکھار کر اپنی آمد کا بتانا پڑا' ایک نظر اس پہ ڈال کے وہ پھر سے مصروف ہوگئی۔ تاہم اس کی طرف سے رخ موڑ لیا تھا۔

"وہ میں ناشتا بنانے آیا تھا۔" اس نے بات کرنے کا بہانہ ڈھونڈا۔

"ابھی کچن فارغ نہیں ہے۔" ٹکڑ توڑ جواب حاضر تھا۔

"مجھے بس دس منٹ لگیں گے۔" وہ مسکراہٹ دباتا گویا ہوا تو وہ چڑ کر رہ گئی۔

"کوئی بچے ہیں آپ' جو بھوک برداشت نہیں ہو رہی' دیکھ نہیں رہے ابھی میرا کام پھیلا ہوا ہے۔ کیا چاہیے آپ کو ناشتے میں؟" اس کے تیور دیکھ کر وثیق نے جلدی جلدی چیزوں کے نام بتائے اور دس منٹ کے اندر اندر ناشتہ میز پہ لگ چکا تھا۔ وہ اس صورت حال کو خاصا انجوائے کر رہا تھا' ناشتہ کرتے ہوئے اس کے کانوں میں اسماء کی باتیں گونج رہی تھیں۔

"ایسا کب تک چلے گا وثیق' فارغ رہ کر تو وہ اور باؤلی ہو جائے گی' اسے کسی مصروفیت میں لگاؤ' تم نے تو اسے بالکل ہی ہتھیلی کا چھالا بنا لیا ہے۔" وہ باقاعدگی سے ان کے پاس جاتا تھا اور وہ تمام صورت حال سے واقف تھیں اور آج ثابت ہو گیا تھا کہ واقعی ان کا کہنا صحیح تھا۔ اس دعوت کے چکر میں تلخ لہجے میں ہی سہی وہ بات تو کر رہی تھی۔ گھر میں نظر تو آ رہی تھی' ورنہ وہ تو کئی کئی دن کی اس کی جھلک دیکھنے کو ترس جاتا تھا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر وہ اسٹڈی میں کچھ آفس فائلز پہ کام کرنے لگا۔ کام نمٹاتے ہوئے اسے دوپہر ہو گئی تھی۔ اس نے باہر آ کے دیکھا تو گھر واقعی چم چم کر رہا تھا۔ اتنے دنوں سے زینا نے گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا تھا' وثیق ہی ہر اتوار کو صفائی کر لیا کرتا تھا لیکن آج گھر کا حال دیکھ کر وہ خود سے ہی شرمندہ ہو گئی تھی اور پھر جو لگی تو پنکھوں سے لے کر دروازے کھڑکیاں بھی چمکا کر پُرسکون ہوئی تھی۔ وثیق تو اس کی پھرتیاں دیکھ کر حیران تھا جو رات کے کھانے کی تیاری اور تفصیلی صفائی کے ساتھ دوپہر کا کھانا بھی میز پر لگا چکی تھی۔ وہ آستین چڑھاتا کرسی پر بیٹھنے لگا تو وہ جو میز سیٹ کر رہی تھی پلٹ کر جانے لگی۔

"تم بھی کھانا کھا لو۔ صبح سے مصروف ہو۔" وثیق نے روکنا چاہا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" کھٹ سے جواب دے کر وہ اندر چلی گئی' وہ گہری سانس لے کر کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ مٹر قیمہ کے ساتھ چاول اس کی پسندیدہ ڈش تھی اور پھر اشتہا انگیز خوشبو' وہ ڈٹ کر کھانا کھانے لگا' ایک عرصے بعد اس نے یوں سیر ہو کر کھانا کھایا تھا۔

آٹھ بجے تک کھانا بالکل تیار تھا۔ وثیق نے اپنے چار دوستوں کو ان کی بیویوں سمیت بلایا تھا۔ لوگوں کو فیس کرنے کی عادت کی وجہ سے زینا اندر ہی اندر خائف تھی لیکن آنے والی مہمان خواتین اس سے بہت اچھے سے ملیں۔ مرد حضرات کی تو اپنی ہی محفل جم گئی تھی جب کہ خواتین اس کی مدد کے خیال سے کچن میں آ گئی تھیں۔

"ارے آپ نے تو سب تیاری کر رکھی ہے واؤ....." متعدد ڈشز کی تیاری کے باوجود کچن سلیقے سے سمٹا ہوا چمچما رہا تھا' تب ہی وثیق کے دوست احمر کی وائف نے سراہتے ہوئے کہا۔

"یہ سب آپ نے اکیلے کیا ہے؟" اسے کھانا نکالتے دیکھ کر حسام کی بیوی مصباح حیرانی سے پوچھ رہی تھی اور اس کی حیرانی بجا بھی تھی۔ چائنیز رائس' شاشلک' چاؤمن' سوپ' بہاری بوٹی اور کباب کے ساتھ میٹھے میں کیک اور فروٹ ٹرائفل بھی تھا۔ زینا ان کی حیرانی پہ دھیرے سے مسکرا دی۔

"امیزنگ بھابی' آپ سے تو کلاسز لینی پڑیں گی۔" ایک اور دوست کی بیوی نے رشک سے کہا تو زینا کو اپنا

https://pklibrary.com/

اعتماد بحال ہوتا محسوس ہونے لگا۔

پھر ان سب نے مل کر کھانا لگایا تھا۔ کھانا اتنا ذائقہ دار اور زبردست تھا کہ وہ لوگ تعریف کر کر کے نہیں تھک رہے تھے' وثیق نے چپکے سے نظر اس پر ڈالی جو فیروزی کلر کے سوٹ میں دوپٹا سر پر لپیٹے اس وقت کافی خوش نظر آ رہی تھی۔ اسے اطمینان سا ہوا کہ کتنے دنوں بعد اس نے زینا کے چہرے پہ مسکان دیکھی تھی۔ جب کہ زینا اس وقت اس قدر پذیرائی پہ بہت ہی اچھا محسوس کر رہی تھی۔ تب ہی حسام بولا۔

"اب سمجھ میں آ رہا ہے کہ وثیق لنچ کے لیے بھاگا بھاگا گھر کیوں آتا ہے۔ جب اتنے ذائقہ دار کھانوں کی عادت پڑ جائے تو آفس کینٹین کا کھانا بندہ ہضم ہی نہیں کر سکتا۔" اس کے مسخرے پن سے کہنے پہ سب ہی ہنس دیئے جب کہ وثیق کا اپنا سر پیٹ لینے کو دل چاہا۔ بے ساختہ ہی زینا نے اس کی طرف تیکھی نظروں سے دیکھا تو وہ نظریں چرا گیا اور وہ کلس کر رہ گئی۔

دعوت بہت اچھی رہی تھی۔ رات گئے مہمانوں کو اللہ حافظ کر کے وثیق اندر آیا تو وہ کڑے تیوروں سے اسے گھورتی پائی گئی۔

"یہ کیا دھوکے بازی کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ؟" وہ تڑخ کر بولی تو وثیق انجان بن گیا۔

"کیسی دھوکے بازی؟"

"بنیں مت۔" اس نے ہاتھ میں پکڑی پلیٹ زور سے پٹخی۔ "روزانہ بھاگ بھاگ کر جہاں جاتے ہیں وہیں دعوت کا انتظام کرواتے' کل سے مجھے کیوں خوار کیا ہوا ہے؟" بیویوں کے مخصوص اسٹائل میں کمر پہ ہاتھ رکھے وثیق کو اس لمحے وہ اتنی اپنی اپنی سی لگ رہی تھی کہ وہ چند ثانیے کو اسے دیکھتا رہا' زینا اس کی محویت پہ گڑبڑا سی گئی۔

"ویسے مجھے جاننے کا کوئی شوق نہیں ہے لیکن..... لیکن..... پھر بھی..... آپ روزانہ کہاں جاتے ہیں؟" اس کے تفتیشی انداز پہ وثیق زیر لب مسکرایا۔

"تم خوامخواہ ناراض ہو رہی ہو' بدگمان ہونے کی ضرورت نہیں' میں کھانا کھانے امی کے پاس جاتا ہوں۔"

اس کے بتانے پر وہ ایک پل کو ساکت ہوئی پھر غصے کی ایک شدید لہر اس کے اندر اٹھی۔

"کیوں..... وہاں کیوں جاتے ہیں آپ؟ میں اس گھر سے ہر رشتہ توڑ کر آئی ہوں اور آپ وہاں جاتے رہتے ہیں۔ مجھے اذیت اور شکست دینے میں بہت مزا آتا ہے آپ کو؟" وہ بلند آواز میں بولی۔

"ایسی بات نہیں ہے زینا' تم جانتی ہو مجھے باہر کے کھانے اچھے نہیں لگتے۔ پہلے خود پکا لیتا تھا پھر اب تو کافی عرصے سے تم لوگوں کے ساتھ ہی کھاتا رہا تھا تو اب آفس کا کھانا بالکل ہضم نہیں ہوتا تو امی نے کہا کہ میں وہیں کھا لیا کروں۔" اس کے نرمی سے وضاحت دینے پہ وہ مزید بھڑکی۔

"آپ وہاں ہرگز نہیں جائیں گے نہ ان سے کوئی تعلق رکھیں گے' انہوں نے جتنی مہربانی ہم پہ کر دی وہی کافی ہے' مزید عنایات لینے کی ضرورت نہیں ہے۔" اس کی آواز بھرائی۔

"اوکے..... اوکے تم ٹینس مت ہو' میں نہیں جاؤں گا۔" اس نے مصالحتی انداز اختیار کیا۔ "چلو اب ریسٹ کرو' صبح سے کام میں لگی ہوئی ہو۔"

"نہیں میں سب برتن وغیرہ سمیٹوں گی۔" وہ نروٹھے پن سے کہہ کر میز صاف کرنے لگی۔

"صبح کر لینا یار..... تھکن نہیں ہو رہی تمہیں؟" وثیق زچ سا ہوا۔

"میرا کچن پھیلا ہوا ہو تو مجھے نیند نہیں آتی' آپ جایئے میں سب صاف کر کے ہی سوؤں گی۔" مصروف انداز میں کہے گئے اس کے الفاظ پہ وثیق چونکا۔ یہ پہلی بار تھا کہ زینا نے اس گھر سے کسی وابستگی کا اظہار کیا تھا' بالآخر پتھر میں ایک سوراخ تو ہو ہی گیا تھا' وہ اسی میں خوش ہو گیا تھا۔ پلٹ کر کمرے کی طرف جاتے ہوئے اسے آواز آئی۔

"کل سے ڈرائیور کو بھیج کر لنچ گھر سے منگوا لیا

https://pklibrary.com/

کریں۔"

"ٹھیک ہے۔" وثیق نے پلٹے بغیر جواب دیا اور کمرے میں آتے ہی زور سے ہنس دیا۔ آخرکار وہ اس جذباتی لڑکی کی نفسیات کو سمجھ گیا تھا اور اسے ہینڈل کرنا اب وثیق کو مشکل نہیں لگ رہا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

آنے والے دنوں میں زینا کے رویے میں تھوڑی تبدیلی آ گئی تھی۔ گو کہ اس کے لیے وثیق کو بہت برداشت کا مظاہرہ کرنا پڑ رہا تھا لیکن اس نے ہار نہیں مانی تھی۔ وہ یہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ زبردستی وہ زینا سے کام کروا بھی لے تو وہ نارمل لائف کی طرف نہیں آئے گی۔ تب ہی اس سے کچھ کہا ہی نہیں تھا اور وہ اسی چڑ میں آہستہ آہستہ سب کام اپنے ہاتھ میں لیتی چلی جا رہی تھی۔ ایک رات کھانا کھاتے ہوئے وثیق نے اس سے پوچھا۔

"تمہیں یاد ہے زینا میں نے تم سے اپنی ایک بوا جی کا ذکر کیا تھا؟" وہ سن کے بھی ان سنی کا تاثر دیے کھانا کھاتی رہی، وثیق نے بات جاری رکھی۔

"وہ ہماری شادی میں نہیں آ سکی تھیں، سو اب تم سے ملنے آ رہی ہیں، کل دوپہر کی فلائٹ ہے ان کی، دیکھنا تمہیں ان سے مل کر بہت اچھا لگے گا۔" اس کی بات ختم ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور برتن سمیٹنے لگی۔ وثیق نے اسے اکسایا۔

"تم نے کچھ کہا نہیں زینا..... میری بات سنی بھی یا نہیں؟"

"سن لی، کیا کہوں؟ آپ کا گھر ہے، آپ کے رشتے دار ہیں جسے چاہے لائیں۔" بے رخی سے کہتی وہ کچن میں چلی گئی تو وہ گہرا سانس لیتا کرسی کی پشت سے سر ٹکا گیا۔ بلاشبہ اس طرح کا رویہ کسی بھی مرد کی برداشت کا اچھا خاصا امتحان ہوتا تھا لیکن یہاں مقابل وہ ہستی تھی جو اس کی متاعِ حیات تھی، سو اپنی انا کو تھپک کر رہ جاتا تھا۔

یہ جو سلسلہ چل نکلا ہے جہاں میں رشتوں کا
تم کچھ لے دے کے ہمارے کیوں نہیں ہو جاتے

زیرِ لب شعر پڑھتے ہوئے وہ مسکرا دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

بوا جی کی آمد نے زندگی پہ چھائے جمود کو ایک چھناکے سے توڑ دیا تھا۔ وہ وثیق کے ابو کی پھوپو تھیں۔ وثیق ان سے بہت مانوس تھا۔ جب ان کے بیٹے کی جاب دبئی میں ہوئی تو وہ وہاں شفٹ ہو گئی تھیں۔ وثیق کے ابو کے انتقال کے بعد وہ اب آئی تھیں۔ بہت ہی زندہ دل اور چاق و چوبند خاتون تھیں۔ زینا پہ پڑنے والی ان کی پہلی نگاہ ناقدانہ اور دوسری پُرستائش تھی۔ اس کا ماتھا چوم کر بولیں۔

"ماشاء اللہ سدا سکھی رہو۔ خوب پھولو پھلو، میرے پیر میں فریکچر ہو گیا تھا تب ہی تمہاری شادی میں نہ آ سکی؟ جیسے ہی طبیعت صحیح ہوئی اپنے بچوں سے ملنے آ گئی۔" پُرخلوص انداز میں کہتیں زینا کو وہ بہت اپنی اپنی سی لگیں۔

اس نے رات کے کھانے پر خاصا اہتمام کر لیا تھا۔ مٹن بریانی، چکن کڑھائی، چپلی کباب کے ساتھ شاہی ٹکڑے بھی بنائے تھے۔ کرسی پر بیٹھ کر بوا جی نے ایک نظر سجی ہوئی میز پہ ڈالی اور سنجیدگی سے زینا سے بولیں۔

"میں تو کافی دن تم لوگوں کے پاس رکنے آئی تھی لیکن شاید تمہیں میرا آنا اچھا نہیں لگا۔" ان کے ایسے کہنے پر وہ ایک دم پریشان ہو کر ان کے قریب آئی۔ حیران تو وثیق بھی ہوا لیکن ان دونوں کے بیچ میں بولا نہیں۔

"ایسا کیوں کہہ رہے ہیں پھوپو؟"

"ارے بھئی پورے ہفتے کا کھانا ایک ہی دن میں کھلا دو گی تو یہی سمجھوں گی ناں کہ فٹافٹ کھاؤ اور فوراً جاؤ۔" ان کے مصنوعی خفگی سے کہنے پر زینا کا سانس بحال ہوا اور ایک بے ساختہ مسکراہٹ چہرے پہ آئی۔ بھلے وہ ساری دنیا سے ناراض اور کٹ گئی تھی لیکن بڑوں کی تکریم کی تلقین جو گھٹی میں پڑی تھی اس سے وہ چاہ کر بھی منحرف نہیں ہو سکتی تھی۔ جب ہی بوا جی کی ناراضی کا سوچ کر فکرمند ہو گئی تھی۔ وہ ان کی پلیٹ میں چاول نکال کر دھیرے سے بولی۔

"چلیں آج غلطی ہو گئی، کل سے آپ سے پوچھ کر کھانا پکاؤں گی۔" اور اس کی سعادت مندی پہ بوا جی نہال

ہوگئی تھیں۔ کھانا بہت تعریف کر کے کھایا اور کھانے کے بعد اپنی انگلی سے اتار کر ایک انگوٹھی زینا کو پہنائی۔ زینا نے انکار کرنا چاہا لیکن ان کے اصرار پہ چپ ہوگئی۔

کھانا کھا کے وثیق کچھ آفس فائلز پہ کام کرنے اسٹڈی میں چلا گیا اور زینا بواجی کے کمرے میں ہی آ گئی تھی۔ کام نمٹانے کے بعد وثیق نے سوچا کہ تھوڑی دیر بوا جی سے گپ شپ کر لی جائے' وہ ان کے کمرے کے دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ اندر سے ان کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اے بی تم یہاں کیوں رک گئی ہو؟ جاؤ اپنے کمرے میں۔" تو وثیق ٹھٹھک کر رہ گیا۔ یہ تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا کہ بواجی کو الگ الگ کمروں کا کیا جواز دے گا۔ اس نے دروازے کی جھری سے اندر دیکھا تو سامنے ہی زینا کا حیران پریشان چہرہ دیکھ کر بے اختیار اس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"وہ بواجی..... میں..... میں آپ کے پاس سوؤں گی ناں..... اگر آپ کو رات میں کسی چیز کی ضرورت پڑ گئی تو....."

"ارے میں کوئی بچی ہوں جو آدھی رات میں اٹھ کر روؤں گی۔" ان کی بات پر وثیق کا قہقہہ نکلتے نکلتے رہ گیا۔ "کچھ چاہیے ہوگا تو خود لے لوں گی' تم اپنے کمرے میں جاؤ' بچہ تمہارا انتظار کر رہا ہوگا۔" ان کی بات پہ زینا کا بے ساختہ سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر وثیق کا دل زور سے دھڑکا۔

"انہوں نے خود ہی مجھ سے کہا ہے کہ میں آپ کے پاس رہوں۔" زینا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کس بہانے سے اس کمرے میں رکے۔ ادھر بواجی بالکل بھی ظالم سماج نہیں بننا چاہتی تھیں۔

"بھئی یہ تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ کچھ دن ہوئے ہیں تمہاری شادی کو میری وجہ سے الگ الگ سوؤ گے' تم تکلف نہ کرو ورنہ میں بے آرام ہو جاؤں گی۔" ان کے دو ٹوک انداز پہ زینا کے چہرے پہ ایسا بے چارگی والا تاثر ابھرا کہ وثیق بے آواز ہنس دیا۔ وہ جانتا تھا کہ بواجی اپنی منوا کر ہی رہیں گی۔ تب ہی اس کے ذہن میں ایک خیال یا ارادہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ خلاف عادت چہرے پہ شرارتی مسکراہٹ سجائے اس نے کمرے کی سیٹنگ میں چند ضروری تبدیلیاں کیں اور وقت سے پہلے ہی لائٹ آف کر کے سونے کے لیے لیٹ گیا۔

زینا مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق بواجی کے کمرے سے (جواب تک اس کا کمرہ تھا) سے نکل آئی۔ نہ چاہنے کے باوجود وہ وثیق کے کمرے کی طرف چل دی کیونکہ کہیں اور سونے میں بواجی کے سامنے سارا بھرم کھل جانے کا اندیشہ بہر حال موجود تھا۔ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس کے دل کی دھڑکن اچانک بڑھ گئی تھی۔ اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا تو اندر نائٹ بلب روشن دیکھ کر اسے ڈھارس ہوئی کہ وثیق کا سامنا تو نہیں کرنا پڑے گا۔

"بس صوفے پہ چپکے سے لپٹ جاتی ہوں اور فجر کے وقت باہر نکل آؤں گی' انہیں تو شاید پتا بھی نہیں چلے گا۔" دل ہی دل میں پلاننگ کرتی وہ دھیرے سے دروازہ بند کر کے اندر آئی تو صوفے پہ رکھے پرنٹر اور بڑے بڑے دو تین شاپنگ بیگ دیکھ کر کھول کر رہ گئی۔ اسے یاد آیا کہ کل ہی وثیق یہ سارا سامان لے کر آیا تھا لیکن سامان اب تک سیٹ نہیں ہوا تھا' یہ اسے پتا نہیں تھا۔ اس نے ایک چور نظر وثیق پہ ڈالی جو چادر سینے تک تانے بے خبر سو رہا تھا۔ وہ بے آواز چلتی ہوئی بیڈ کے دوسری طرف آ گئی' چند ثانیے کھڑی لب کاٹتی رہی پھر مجبوراً بیڈ کے ایک کونے پہ ایسے لیٹی جیسے کہ ابھی بھاگ کھڑی ہوگی۔

پلکوں کی اوٹ سے یہ سارا منظر دیکھتے وثیق کو عجیب گدگدی سی ہو رہی تھی' اسے پتا تھا کہ اگر وہ کمرے میں آئی تو یقیناً صوفے پہ ہی لیٹے گی' جب ہی وہاں اتنا سامان رکھ دیا تھا جو اس اکیلی سے اٹھ ہی نہ پاتا اور یوں اس کی بروقت عقل مندی سے وہ اب اس کے پاس لیٹی ہوئی تھی۔ یک بیک ہی اس کے دل کی دھڑکنیں بڑی مدھر تال الاپنے لگی تھیں۔ اس احساس نے اسے اپنی گرفت میں لینا شروع کر دیا تھا کہ ہاتھ بھر کے فاصلے پہ لیٹی اس لڑکی پہ وہ مکمل

استحقاق رکھتا ہے اور لڑکی بھی کون..... جس نے اس جیسے خشک بندے کو محبت جیسے جذبہ سے متعارف کروایا تھا' جو واقعتاً اس کی لگی بندھی زندگی میں ایک معطر جھونکے کی طرح آ کر اس کے جینے کا مقصد ہی بدل گئی تھی۔ بے لگام جذبات اور بے ہنگم دھڑکنوں کے شور سے گھبرا کے اس نے پورا دھیان اس طرف لگانا چاہا کہ اس وقت زینا کیا سوچ رہی ہوگی۔

ادھر زینا بہت بے آرامی محسوس کر رہی تھی' وہ دو تین بار پلٹ پلٹ کر وثیق کو دیکھ چکی تھی لیکن اسے ہنوز سوتا پا کر تھوڑی مطمئن سی ہوگئی تھی۔ اسے بے اختیار ہی بواجی کی اس بات پہ جھنجھلاہٹ سی ہونے لگی۔ اسے یاد آیا شائستہ اکثر کہتی تھی۔

"مروت اور لحاظ تو تم میں اتنا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے کہ کوئی تمہیں کچل بھی جائے تو تم اف تک نہیں کرو گی۔" اس کی بات کے ساتھ ہی اس کی یاد آئی اور پھر بہت سی پرانی یادیں..... گویا دل کے سارے زخموں کے ٹانکے دھڑا دھڑ ا کھل سے گئے۔ بے ساختہ ہی اس کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی جسے اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ کر روکنا چاہا لیکن پاس ہی لیٹے وثیق نے اس سسکی میں ڈوبے درد کو پوری طرح محسوس کر لیا تھا۔ اس کا دل چاہا کہ اس نازک سی جذباتی لڑکی کو سینے سے لگا کے اس کے سارے آنسو پونچھ لے لیکن..... لیکن اس کی ذہنی حالت کے پیش نظر برداشت کر کے لیٹا رہا' زینا کتنی ہی دیر بے آواز روتی رہی اور اس کا دھیرے دھیرے کانپتا وجود وثیق کی ساری نیند اڑا لے گیا۔

کچھ دیر بعد زینا نے نیند میں ہی اس کی طرف کروٹ لی تو بے اختیار اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ بھیگی پلکیں اور چہرے پہ آنسوؤں کی لکیریں اسے بے قرار کر گئی تھیں۔ وہ ہاتھ اس کے چہرے تک لے جا کر واپس لے آیا۔

"کاش میں تمہاری بدگمانی مٹا کر تمہیں بتا سکوں کہ تم میرے لیے کیا حیثیت رکھتی ہو' تمہارا ایک ایک آنسو مجھے اپنے دل پہ گرتا محسوس ہوتا ہے' لیکن مجھے بھی اللہ کی ذات پہ پورا یقین ہے کہ جیسے اس نے بن مانگی دعا کی طرح تمہیں میری زندگی میں شامل کر دیا ہے ویسے ہی وہ تمہارے دل کو میری طرف مائل بھی کر دے گا۔" وہ اس کے معصوم چہرے پہ نظریں جمائے سوچ رہا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

چند دن تو بواجی سب دیکھتی رہیں پھر زینا کو آڑے ہاتھوں لے لیا۔

"میں پوچھتی ہوں کہ تمہارے پاس کوئی ڈھنگ کے کپڑے زیور نہیں ہیں کیا؟ یہ کیا پھیکے پھیکے رنگ پہنے رہتی ہو۔ ارے آج کل تو کنواری لڑکیاں کیسے کیسے فیشن کرتی ہیں اور تم بیاہتا ہو کر سر جھاڑ منہ پھاڑ گھومتی رہتی ہو۔" وہ سر جھکائے ان کی سن رہی تھی۔

"وہ..... بواجی..... مجھے کبھی بھی زیور وغیرہ کا شوق نہیں رہا....."

"آئے یہ کیا بات ہوئی۔" اس کی منمناہٹ کو انہوں نے قطعی رد کیا تو وہ بے بسی سے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ "تمہیں دیکھ کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ نو بیاہتا ہو' نہ ہاتھ میں چوڑی' نہ آنکھوں میں کاجل' دو جنے ہو گھر میں پھر بھی یہ چوڑا دوپٹا ماتھے تک لپیٹی رہتی ہو پہلے تو میں سمجھی کہ شاید کنجی ہو۔" ان کے خفگی سے کہنے پہ بے اختیار اس کی ہنسی نکل گئی۔

"ہنسو مت' غضب خدا کا' اللہ نے ایسے پیارے بال دیے ہیں' لپیٹ لپاٹ کر ان کا ستیاناس کیے رکھتی ہو' ایسی پیاری شکل ہے لیکن میاں بیچارہ روز کیا دیکھے کہ ایک تمبو میں لپٹی بیوی بیٹھی ہے۔" ان کے بھی بولنے کا اپنا ہی انداز تھا یہ اور بات کہ اپنے بچے کے لاڈ میں وہ زینا کو سخت عاجز کر رہی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

وثیق کل رات نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے سر درد محسوس کر رہا تھا' جب ہی جلدی گھر چلا آیا۔ بواجی اور زینا کو سامنے نہ پا کر یہ ہی سوچا کہ سو رہی ہوں گی اور خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کے اپنے کمرے کے اندرونی منظر نے اسے دروازے پر ہی ٹھٹھک کر رکنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

https://pklibrary.com/

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے رائل بلیو کرتے پاجامے میں ملبوس دونوں ہاتھوں میں ہم رنگ چوڑیاں پہنے..... وہ کون تھی..... کیا زینا.....؟ وثیق کو یقین کرنا مشکل ہونے لگا اور آتا بھی کیسے اس نے کبھی اسے کسی گہرے رنگ میں یا کھلے سر دیکھا ہی نہ تھا اور اب جو دیکھ لیا تھا تو نگاہ پلٹ کر آنے کو تیار ہی نہ تھی۔ جب کہ وہ اس کی آمد سے قطعی بے خبر بواجی کے آڈر کے مطابق کپڑے چوڑیاں پہن کر اپنے عکس سے خود ہی نظریں چرائی اپنے نم سلکی لمبے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔ بالوں کو سلجھا کے وہ بیڈ سے دوپٹہ اٹھانے کو پلٹی تھی کہ دروازے میں ایستادہ وثیق کو دیکھ کر لمحے بھر کو ساکت سی رہ گئی پھر جھپٹ کر دوپٹا اٹھایا اور سر پر لپیٹ لیا' خفت و شرم سے سرخ چہرہ لیے وہ چیخ کر بولی۔

"آپ کو دروازہ ناک کرنا نہیں آتا؟" وثیق ابھی تک مبہوت سا اس کے دمکتے وجود کو دیکھ رہا تھا' اس کی نظروں کے ارتکاز نے زینا کو گڑبڑا سا دیا تو وہ تیزی سے اس کے پاس سے ہوتی ہوئی باہر نکل گئی اور وثیق جیسے کسی خوب صورت خواب سے بیدار ہو گیا تھا۔ اس نے پلٹ کر کچن کی طرف جاتی زینا کو دیکھا۔ جو تیزی سے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل دے رہی تھی۔ وہ دھیمی سی مسکراہٹ لیے اندر آ کے جوتوں سمیت ہی بیڈ پر لیٹ گیا۔

"واہ..... وثیق صاحب واہ..... آپ نے تو شرافت میں اچھے اچھوں کو پیچھے چھوڑ دیا' یعنی کہ شادی کے تین مہینے دس دن بعد آپ کو یہ پتا چلا ہے کہ آپ کی بیوی کے بالوں کا رنگ کیا ہے واہ....." وہ خود ہی اپنا مذاق اڑاتے ہوئے ہلکے سے ہنس دیا۔

ادھر زینا چاہ کر بھی وثیق کی خود پہ گڑی نظریں بھول نہیں پا رہی تھی۔ جن میں ستائش واضح تھی۔ جھنجھلاہٹ اور گھبراہٹ میں اس سے سارے کام گڑبڑ ہو رہے تھے۔ رات کے کھانے کے لیے وثیق میز پہ آیا تو ایک چور نظر اس پہ ڈالی جو بالوں کا سادہ سا جوڑا بنائے کھانا سرو کر رہی تھی کہ بواجی وثیق سے کہنے لگیں۔

"ارے وثیق تم دونوں کہیں گھومنے پھرنے نہیں جاتے ہو کیا؟" ان کے اچانک پوچھنے پہ وہ گڑبڑا سا گیا۔

"کیوں نہیں بوا جاتے ہیں ناں' بس ذرا آج کل مصروفیت زیادہ ہے ورنہ ہم لوگ شروع میں تو بہت سیر و تفریح کرتے تھے" اس نے بات بنائی۔

"ارے تو کبھی ہفتہ اتوار کو ہی کہیں نکل جایا کرو تم لوگ تو بالکل ہی مشین کی طرح کام میں لگے رہتے ہو۔"

"اچھا آپ ناراض مت ہوں آپ دونوں ہفتے کو تیار رہیے گا' کہیں چلیں گے۔"

"لو اب بھلا اس سیر و تفریح میں میرا کیا کام۔" انہوں نے اسے گھورا۔ "ایسا کرو کھانا تو ہو گیا ہے' میرا غزلوں کا پروگرام آنے والا ہے' تم دونوں جا کر کوئی پان قلفی ہی کھا آؤ۔" ان کے کہنے پہ وثیق کی ہنسی نکل گئی۔

"ہم کیا بچے ہیں جو آپ قلفی کا لالچ دے رہی ہیں؟"

"افوہ۔" انہوں نے ماتھے پہ ہاتھ مارا پھر رازداری سے اس کے قریب ہوئیں۔ "ارے دیکھ نہیں رہے ہو آج کیسی پیاری لگ رہی ہے' میں نے زبردستی تیار کروایا ہے' اب تم کہیں گھما پھرا لاؤ تو اس کا بھی دل بڑھے گا ورنہ سوچے گی کہ میاں کو اس کے سجنے سنورنے سے کوئی شغف نہیں ہے۔" کچن میں برتن سمیٹتی زینا پہ نظر جمائے وہ دھیمی آواز میں جلدی جلدی بول رہی تھیں۔ وثیق کو بواپہ پیار آ گیا۔

"اچھا..... جیسے آپ کی مرضی لیکن..... اس سے آپ کہیں کہ میرے ساتھ چلے ورنہ میں کہوں گا تو آپ کی وجہ سے نہیں جائے گی۔" وثیق ہنستے ہوئے بولا تو بواجی نے کھٹ سے اسے آواز دے کر وثیق کے ساتھ جانے کا آرڈر دے دیا۔

بواجی کے موڈ کے پیش نظر اس نے آنا کانی مناسب نہ سمجھی اور دوپٹا لپیٹ کر باہر آ گئی جہاں گاڑی میں بیٹھا وثیق اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"کہاں چلیں؟" مین روڈ پہ آ کر وثیق نے اس سے پوچھا تو وہ غصے سے بولی۔

"پوچھ تو ایسے رہے ہیں جیسے میں نے پروگرام بنایا تھا۔"

نہیں بنایا تھا تو اب بنالو۔" وثیق نے اسے ایک نظر دیکھ کر کہا۔

"مجھے آپ کے ساتھ کہیں جانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔" وہ نجانے کیوں اتنا جھنجھلا رہی تھی۔

"ہوں..... مجھے پتا ہے لیکن بوا جی نے کہا کہ....."

"بوا جی' بوا جی' بوا جی میں عاجز آ گئی ہوں۔" وہ ایک دم چیخی۔ "مجھ سے اب اور ڈرامے نہیں کیے جاتے اور آپ بھی سن لیں اگر وہ جلدی یہاں سے نہیں گئیں تو میں ہی کہیں چلی جاؤں گی۔" اس قدر بدزبانی کبھی بھی اس کا شیوہ نہیں رہی تھی۔ وثیق نے تاسف سے اسے دیکھا پھر اس کی دماغی حالت کے پیش نظر احتیاطاً پوچھ بیٹھا۔

"کہاں جاؤ گی تم؟" اور وہ اس کی بات کو اور ہی رنگ میں لے گئی۔

"اوہ..... یہ تو میں بھول ہی گئی تھی کہ میرا تو کوئی گھر ہی نہیں ہے لیکن آپ فکر نہ کریں' ابھی اس شہر میں دارالامان ختم نہیں ہوئے ہیں۔" جذباتی انسان بلا سوچے سمجھے بولتے وقت خود کو نقصان اور چاہنے والوں کو تکلیف پہنچانے کا سبب بن جاتا ہے اور یہ ہی ہوا تھا۔ اس کی اب تک کی تمام بدتمیزیاں بخوشی سہتے وثیق کی برداشت اس بات پر جیسے جواب دے گئی تھی۔ گاڑی کے ٹائر زور سے چرچرائے اور اس نے روڈ کے کنارے گاڑی روک کر غصے سے اس کی طرف دیکھا۔

"کیا کہا تم نے دارالامان..... دماغ ٹھیک ہے تمہارا؟" اسے پہلی بار غصے میں دیکھ کر وہ سہم سی گئی اور غیر محسوس طریقے سے دروازے سے لگ گئی جب کہ وثیق لب بھینچے اپنے غصے پہ قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کی طرف انگلی اٹھا کر بولا۔

"تم مانو یا نہ مانو' یہ گھر تمہارا ہے' تم ہی اس کی مالکن ہو کم از کم میری زندگی میں تو تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی۔ ہاں میں مر جاؤں تو جو چاہے کرنا۔" اس کے الفاظ پر وہ دہل کر رہ گئی۔ جب کہ وثیق نے جھٹکے سے گاڑی آگے بڑھائی۔ پورے رستے وہ انتہائی ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا آیا تھا اور گھر آ کے بھی اس نے ہمیشہ کی طرح زینا کے پہلے اترنے کا انتظار بھی نہیں کیا بلکہ اپنی طرف کا دروازہ دھاڑ سے بند کر کے کمرے میں چلا گیا۔ اس کا غصہ دیکھ کر زینا کا غصہ اور جھنجھلاہٹ جیسے ہوا میں تحلیل ہو گئے تھے۔ وہ مرے مرے قدموں سے بوا جی کے پاس گئی' جو اسے آتا دیکھ کر خوش ہو گئی تھیں۔ انہیں سامان بیگ میں رکھتا دیکھ کر زینا چونکی۔

"یہ سامان.....؟ آپ کہیں جا رہی ہیں کیا؟"

"ہاں بیٹا' نوشابہ کئی بار فون کر چکی ہے' آج تو باقاعدہ ناراض ہو رہی تھی تو میں نے وثیق سے کہہ کر کل کی سیٹ کروالی تھی۔" اور زینا کو کچھ دیر پہلے کہی اپنی بات پہ افسوس ہونے لگا' وہ اپنے غصے میں بوا جی کے بارے میں غلط بات کہہ گئی تھی' حالانکہ وہ اسے بہت اچھی لگی تھیں۔

"بوا جی جلدی آیئے گا' ابھی تو تھوڑے سے دن رہی ہیں آپ۔" اس نے خلوص دل سے کہا تو وہ اسے پیار سے دیکھنے لگیں۔

"ہاں چندا ضرور آؤں گی' مجھے بھی تم بالکل اپنی بیٹی جیسی لگی ہو۔" ان کے کہنے پہ وہ آبدیدہ سی ہو گئی۔ دفعتاً وثیق کے غصے کا خیال آیا تو آج اس کے کمرے میں جانے کی ہمت نہ ہوئی تب ہی ان سے بولی۔

"بوا جی کل تو آپ چلی جائیں گی تو آج میں آپ کے پاس لیٹ جاؤں؟ ڈھیر ساری باتیں کریں گے۔" اس کے کہنے پہ بوا جی تھوڑی حیران ہوئیں' یہ پہلی بار تھا کہ اس نے خود سے اتنی بات کی تھی ورنہ اس پہ تو کسی مورت کا گمان ہوتا تھا۔ انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اس رات وہ دونوں دیر تک باتیں کرتی رہیں۔ بوا جی کی باتوں کا دائرہ وثیق کی خوبیوں کے گرد ہی گھومتا رہا۔

"بہت ہی محبت کرنے والا ہے میرا بچہ' ماں باپ کی آنکھ کا تارا تھا' اس کی ماں کو بھولانے کا بہت شوق تھا' کیا خبر تھی یہ خوشی کا دن دیکھ نہیں پائے گی بیچاری....." انہوں نے آنکھیں صاف کیں۔ "اکلوتا تھا مگر نہ کبھی لاڈ پیار سے بگڑا نہ فضول ضدیں کرتا تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ تم جیسی

https://pklibrary.com/

پیاری اور سلجھی ہوئی لڑکی اس کی زندگی میں شامل ہوئی ہے بس بیٹا میرے وثیق کا بہت خیال رکھا کرو اس نے بے حد محبتیں سمیٹنے کے بعد ایک طویل عرصہ بالکل اکیلے گزارا ہے بہت تشنگی ہے اس کے اندر لیکن وہ کسی سے کہتا نہیں مگر میں جانتی ہوں۔ ہاں یہ ہے کہ شادی کے بعد میں نے اس کو بہت پُرسکون اور مطمئن محسوس کیا ہے۔ اللہ تم دونوں کو ہنستا بستا رکھے خوش رکھے۔" وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے دھیرے دھیرے کہہ رہی تھیں اور وہ گم صم سی انہیں سن رہی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

رات باتیں کرتے کافی دیر ہوگئی تھی تو صبح بھی اس کی آنکھ تھوڑی دیر سے کھلی وثیق کے آفس جانے میں پندرہ منٹ رہ گئے تھے۔ تیزی سے ناشتہ بنا کر اسے بلانے آئی تو کمرہ خالی تھا۔ وہ ناشتہ کیے بغیر ہی آفس چلا گیا تھا۔ اس کا احساس شرمندگی اور گہرا ہو گیا تھا۔ وہ غائب دماغی سے چلتی ہوئی باہر آئی۔ ہر بار کی طرح اس بار بھی اسے اپنے رویے کی بدصورتی کا احساس پشیمان کر رہا تھا لیکن وثیق کے ردعمل نے اسے نڈھال سا کر دیا تھا۔ گیارہ بجے کے قریب وثیق گھر آ کر بوا جی کو سامان سمیت ایئرپورٹ لے گیا تھا۔ اس نے زینا سے بات تو دور اس کی طرف دیکھا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔ وہ بوا جی کو رخصت کرتے وقت ایک دو بار اسے چور نظروں سے دیکھ رہی تھی جو اس کی طرف سے قطعی بے نیازی برت رہا تھا۔ زینا کو عجیب سی بے چینی محسوس ہونے لگی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

بوا جی کے جانے کے بعد گھر بھائیں بھائیں کرنے لگا تھا۔ ایک ڈیڑھ ہفتہ سے ان کے دم سے کافی رونق تھی لیکن اب وہی سناٹا در و دیوار سے لپٹ گیا تھا۔ زینا سارا دن بولائی بولائی سی پھرتی رہی۔ اللہ اللہ کر کے شام ہوئی تو غیر ارادی طور پر وہ وثیق کا انتظار کرنے لگی۔ اسے احساس تھا کہ اس نے کل کافی غلط باتیں کہہ دی تھیں۔ معافی مانگنے کی ہمت نہیں تھی سو ازالے کے طور پر آج وثیق کی پسند کا کھانا پکایا تھا لیکن آج وہ نجانے کہاں رہ گیا تھا۔ بظاہر وہ ٹی وی دیکھ رہی تھی لیکن بے قرار نظریں گھڑی کی سوئیوں پر ٹھہر جاتیں جو اب نو بجا رہی تھیں وہ سات بجے تک گھر آ جاتا تھا۔ ایک دو بار فون کرنے کا خیال دل میں آیا تو اس نے خود کو ڈپٹا اور اپنا دھیان بٹانا چاہا۔ نماز پڑھ کے فارغ ہوئی تو ساڑھے دس بج رہے تھے اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔ ایسی بھی کیا لاپروائی کہ بندہ فون کر کے لیٹ آنے کا بھی نہ بتا سکے۔

"تم نے کب اسے یہ احساس دلایا کہ کوئی یہاں اس کا انتظار بھی کرتا ہے؟" اندر سے اٹھنے والی طنزیہ آواز پہ وہ خود سے نظریں چرا گئی۔ بے اختیار ہی کل کی جھڑپ ذہن میں آ گئی۔

"میں مر جاؤں تو جو جی چاہے کرنا۔" اس کی بات یاد آتے ہی زینا کا دل کانپ اٹھا اور اپنی انا کو بالائے طاق رکھ کر اس نے وثیق کو کال ملائی۔ پہلی ہی بیل پہ کال ریسیو کر لی گئی۔

"آ رہا ہوں۔" بغیر اس کی بات سنے دو لفظ بول کر لائن کاٹ دی گئی۔ زینا نے غصے سے سیل فون صوفے پہ اچھال دیا۔

"ہونہہ ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے کہ مزاج ہی نہیں مل رہے بھلے ساری رات نہ آئیں مجھے کیا۔" وہ غصے سے ہوتی ہوئی ٹہلتی رہی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد گیٹ پہ گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو وہ جی جان سے جل گئی۔

"میں نوکر ہوں جو اب گیٹ بھی کھولوں۔" وہ بچکانہ انداز میں چڑی۔ وثیق ہمیشہ خود ہی دروازہ کھول کر گاڑی اندر لے آتا تھا لیکن آج ہارن پہ ہارن دے رہا تھا۔ ایک ڈیڑھ منٹ بعد وہ جھلائی ہوئی باہر نکلی اور مین گیٹ کھول دیا وہ تیزی سے گاڑی اندر لے آیا۔ زینا گیٹ بند کر کے پلٹی اور غصے سے بولتی ہوئی اس کے قریب آئی۔

"کل سے میں اتنی رات تک....." اور باقی الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔ گاڑی سے اترتے وثیق کے ماتھے سے خون بہتا دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی تھی۔

https://pklibrary.com/

"کیا ہوا یہ.....؟ آپ....." خوف و پریشانی کے مارے اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ وثیق نے ایک نظر اس پہ ڈالی۔

"ریلیکس' میں ٹھیک ہوں۔" اور لڑکھڑاتے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ زینا کو اپنے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وثیق کے ماتھے سے بہتا ہوا خون اس کی شرٹ کو اچھا خاصا داغ دار کر گیا تھا۔ وہ ہمت مجتمع کرتی کمرے میں چلی آئی۔ جہاں وہ بغیر کپڑے بدلے جوتے پہنے ہی بیڈ پر نیم بے ہوش سا پڑا تھا۔ وہ بے حد پریشان ہوئی۔ اس کے قدموں کی آہٹ پہ وثیق نے ذرا کی ذرا آنکھیں کھولی تھیں۔

"کک..... کیا ہوا یہ؟" وہ فکر مندی سے اس کے قریب کھڑی تھی۔

"مائنر (چھوٹا) سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔" وہ رک رک کر بولا۔

"پانی لا دو گی پلیز۔" وہ آنکھیں موندے دھیرے سے بولا تو وہ تیزی سے روم فریج سے پانی لے آئی۔

"یہ لیں۔" اس نے گلاس آگے بڑھایا لیکن اب وثیق پہ پوری طرح غشی طاری ہو چکی تھی' زینا نے ایک قدم آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھپتھپایا لیکن اسے کوئی ردعمل نہ دیتے دیکھ کر وہ گھبرا کے زور سے بولی۔

"آنکھیں کھولیں پلیز' یہ پانی پی لیں۔" وہ تمام غصہ اور بیگانگی بھلائے اس کے قریب بیٹھ کر اسے جھنجھوڑنے لگی' لیکن بے سود' اس کی حالت زینا کے اوسان خطا کیے دے رہی تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے' اس نے چوٹ کی نوعیت دیکھنے کے لیے ماتھا چھوا تو وہ بھٹی کی طرح تپ رہا تھا۔ اسے پتا بھی نہیں چلا اور بے آواز آنسو اس کا چہرہ بھگونے لگے۔ تب ہی سیل فون کی بجتی رنگ ٹون پہ وہ بری طرح چونکی' اس نے تیزی سے وثیق کی شرٹ کی اوپری جیب میں رکھا فون نکالا اور کال ریسیو کر لی۔

"ہیلو۔"

"السلام علیکم بھابی' حسام بول رہا ہوں' وثیق پہنچ گیا گھر؟" اور وہ بے اختیار ہو کر رونے لگی۔

"ان کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے' خون بھی بہت بہہ رہا ہے' آپ پلیز جلدی سے کسی ڈاکٹر کو لے آئیں۔" دوسری طرف حسام بھی بے حد پریشان ہو گیا۔

"اوہ گاڈ..... او کے بھابی' میں دس منٹ میں ڈاکٹر کو ساتھ لے کے آتا ہوں' آپ پلیز حوصلہ رکھیں۔" اور واقعی دس منٹ کے اندر وہ اپنی وائف اور ڈاکٹر کے ساتھ پہنچ گیا تھا۔ اس کی وائف مصباح روتی ہوئی زینا کو تسلی دینے لگی' جب کہ حسام ڈاکٹر کو تفصیل بتانے لگا۔

"اصل میں ہمارے ایک دوست کو خون کی ضرورت تھی' وثیق نے اسے خون دیا تھا۔ ہم ساتھ ہی ہاسپٹل سے نکلے تھے لیکن گھر آتے ہوئے یہ سب ہو گیا۔ آپ دیکھ لیں اگر کوئی سیریس بات ہے تو ہم ہاسپٹل چلتے ہیں۔" شوخ طبیعت حسام اس وقت خاصا فکر مند لگ رہا تھا۔

"نہیں سیریس بات نہیں ہے۔ ماتھے کی چوٹ کی میں نے ڈریسنگ کر دی ہے۔ ایکچوئلی خون دینے کے بعد ویسے ہی تھوڑی کمزوری ہو جاتی ہے اور پھر مزید خون بہنے کی وجہ سے یہ بے ہوش ہو گئے ہیں' ڈرپ لگا دی ہے' ان شاء اللہ تھوڑی دیر میں ہوش آ جائے گا۔ مناسب ہو گا کہ کل بھی یہ ریسٹ کریں۔" ماہرانہ انداز میں تسلی دے کر ڈاکٹر نے دواؤں کا پرچا حسام کو دیا۔ وہ شکریہ ادا کرتا انہیں گیٹ تک چھوڑ آیا تھا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آپ لوگوں کا شکریہ کیسے ادا کروں' میں بالکل....." زینا نے نم آواز میں کہا تو حسام اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"اچھی سی کافی پلا کر آپ کا شکریہ ادا ہو جائے گا۔" اس کے شرارت سے کہنے پہ مصباح ہنسی تو وہ بھی دھیرے سے مسکرا دی۔ وہ دونوں کچن میں چلی آئیں اور حسام وثیق کے پاس ہی بیٹھ گیا' تھوڑی دیر بعد ہی ہلکی سی کراہ کے ساتھ وثیق نے آنکھیں کھولیں تو حسام کو بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"تم.....! تم اس وقت؟" وہ اٹھنے لگا کہ سر میں اٹھنے

والی میں نے دوبارہ لینے پر مجبور کردیا۔

"لیٹے رہو۔" وہ اسے مصنوعی غصے سے گھورتے ہوئے بولا۔ "منع کیا تھا کہ خون نہ دے لیکن ساری دوستی تم نے تو آج ہی نبھائی تھی ناں اوپر سے نجانے کس بیچارے کو ٹھونک دیا اور خود یہاں آ کے بے ہوش ہوگئے۔ اتنی مشکل سے ٹائم نکال کر بیگم کے ساتھ رومانٹک موی دیکھنے بیٹھا تھا کہ سب چھوڑ چھاڑ ڈاکٹرز کو لینے بھاگنا پڑا۔" حسام حسب عادت شروع ہوگیا تھا۔ وشق نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روکا۔

"لیکن تمہیں پتا کیسے چلا؟"

"تم نے مجھے کتے نے کاٹا تھا جو تجھے فون کرلیا کہ گھر پہنچ گیا ہے تو بھابی سے بات ہوئی بیچاری اس بری طرح رو رہی تھیں انہوں نے ہی تیری حالت کا بتایا تھا۔" اس کی بات جاری تھی کہ وہ دونوں کافی لیے اندر آئیں اور وشق کو ہوش میں دیکھ کر زینا تیزی سے آگے بڑھی پھر حسام کا خیال کرکے جھجک کر رک گئی۔ تاہم وشق اس کا روہانسا چہرہ اور انداز میں فکرمندی نوٹ کررہا تھا۔ مصباح پوچھنے لگی۔

"اب کیسا فیل کررہے ہیں وشق بھائی؟"

"بہت بہتر ہوں بھابی، بہت معذرت میری وجہ سے آپ لوگوں کو اتنی زحمت اٹھانا پڑی۔"

"اب آپ بھی غیروں والی باتیں کریں گے، ابھی آپ کی بیگم بھی ایسی ہی گفتگو کررہی تھیں۔" مصباح خفگی سے بولی تو وہ ہنس دیا۔

زینا کافی سرو کرکے خاموشی سے ایک طرف بیٹھ گئی۔ وشق کو دیئے گئے انجکشن میں سکون آور دوا بھی شامل تھی سو وہ دس منٹ بعد دوبارہ سوگیا۔ تھوڑی دیر بعد زینا نے ہی ان دونوں کو گھر جاکر آرام کرنے کو کہا۔ حسام نے کچھ دیر مزید رکنے کو کہا بھی لیکن اب وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔

"جزاک اللہ بھائی...... بس اب آپ لوگ بھی ریسٹ کریں، کل تو آپ کو آفس بھی جانا ہوگا۔"

"اوکے لیکن کوئی بھی بات ہو تو بلاتکلف کال کرلینا۔" مصباح اس سے گلے ملتے ہوئے بولی، زینا تو ان دونوں

naeyufaq.com

آنچل کی جانب سے ایک اور آنچل

ماہنامہ حجاب کراچی

محبت نفرت کی آمیزش سے مزین ناقابل فراموش کہانیاں

عشق دی بازی

خاندانی رسم ورواج کس طرح لڑکیوں کو باغی کرتا ہے
ریحانہ آفتاب کے نوک قلم سے نکلی ایک خوب صورت تحریر

عشق نگر کے مسافر

ایک حادثے نے اسے عشق نگر کا مسافر بنا دیا
ندا حسنین کی دلکش اور مدتوں یاد رہ جانے والی کہانی

آنگن کی چڑیا

قارئین کے تعارف پر مبنی سلسلہ

عالم میں انتخاب

ہر ماہ ایک شاعر کا انتخاب

اس کے علاوہ

بزم سخن، کچن کارنر، دوست کا پیغام آئے، منتخب اشعار، غزلیں، اقتباسات اور دیگر قارئین کی دلچسپی کے مدنظر مستقل سلسلے

Info@naeyufaq.com

(021)35620771/2

0300-8264242

https://pklibrary.com/

کے خلوص کی سچے دل سے قدردان ہوگئی تھی۔ ان دونوں کے جانے کے بعد وہ دروازہ لاک کر کے وشق کے کمرے میں ہی آ گئی تھی۔ ایک نظر اسے دیکھا جو گہری نیند سو رہا تھا اور پھر وہیں جائے نماز بچھا کر شکرانے کے نوافل ادا کیے۔ پھر تسبیح ہاتھ میں لے کر بیڈ کے قریب ہی کرسی رکھ کر بیٹھ گئی۔

اسے کرسی پہ بیٹھے گھنٹہ ہو گیا تھا۔ اس نے ماتھا چھو کر دیکھا تو وشق کا بخار قدرے کم ہو گیا تھا۔ واپس کرسی پہ بیٹھتے ہوئے اس کی نظر غیر ارادی طور پر وشق کے چہرے پہ ٹھہر سی گئی۔

"یار یہ ٹیچر کم ہیرو زیادہ لگتے ہیں۔" اپنی ایک سہیلی کا فقرہ یاد آیا۔

"مجھے تو لگتا تھا کہ خوب صورت مرد دنیا سے عنقا ہو گئے ہیں لیکن سر وشق تو لفظ خوب صورت کی مجسم تصویر ہیں۔"

"ارے اتنا ہی حسین ہے تو اپنی زینا کا بیاہ کر دو ناں اس سے ویسے بھی کتنی تعریفیں کر رہی ہے اس کی۔"

"آپ بلاوجہ پریشان ہو رہی ہیں امی' ان کی تو اتنی 'دوستی' ہے کہ شادی کے بعد یہ دونوں زیادہ خوش رہیں گے۔" مختلف تعریفی فقروں کے ساتھ یاد آ جانے والے مسرت اور شائنہ کے جملے تازیانے کی طرح لگے تھے۔ اس نے فوراً نظریں ہٹائیں اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کے تھکے ہوئے انداز میں آنکھیں موند لی تھیں۔

❁......❁......❁......❁

صبح اس کی آنکھ کھلی تو نو بج رہے تھے۔ وشق ہنوز سو رہا تھا۔ اس کی عادت تھی کہ سیل فون میں الارم لگا کے سوتا تھا اور وہ زینا نے رات کو ہی آف کر دیا تھا سو وہ مطمئن ہو کر کسلمندی دور کرنے کی غرض سے دوسرے کمرے کے غسل خانے میں نہانے چلی گئی۔

وشق نے کروٹ بدلی تو گھڑی پہ نظر پڑتے ہی اسے کرنٹ سا لگا۔ وہ بے اختیار تیزی سے اٹھا۔ یہ الگ بات کہ جلدی جلدی میں اس کا سر چکرا کے رہ گیا تھا۔ رات کو اندازہ نہیں ہوا تھا لیکن اسٹیئرنگ سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کے سینے میں بھی خاصا درد تھا جس کی وجہ سے اٹھنا بیٹھنا بھی متاثر لگ رہا تھا لیکن آج اس کی بہت اہم میٹنگ تھی' سو وہ ہرگز بھی چھٹی کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ وہ جلدی جلدی تیار ہوا اور باہر نکل کر زینا کو ڈھونڈا' وہ نظر نہیں آئی تو ناشتہ کیے بغیر ہی آفس کے لیے نکل گیا۔ زینا نہا کر بال سکھا کے وشق کے کمرے میں آئی تو اسے نہ پا کے یہ ہی سوچا کہ وہ واش روم میں ہوگا۔ وہ ناشتہ بنانے چلی آئی۔ دس منٹ بعد پھر جا کے دیکھا تو کمرہ ہنوز خالی دیکھ کر اسے فکر سی ہوئی۔ اس نے جھجکتے ہوئے واش روم کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن وہ تو کھلا ہوا تھا۔ وہ الجھ سی گئی۔ اس نے کار پورچ میں آ کر دیکھا اور گاڑی کو موجود نہ پا کر اسے ایک دم غصے نے آ گھیرا۔ اس نے فوراً وشق کو کال ملائی۔

"آپ کہاں ہیں؟" اس نے چھوٹتے ہی پوچھا۔

"آفس جا رہا ہوں۔" اور یہ سن کر وہ جیسے پھٹ ہی پڑی۔

"ناراضی اور غصہ مجھ پہ ہے تو مجھ سے کہیں' یہ بغیر ناشتہ آفس جانے کی کیا روٹین بنالی ہے؟ اور آپ کو ڈاکٹر نے آج ریسٹ کرنے کو کہا تھا۔"

"میں ناراض نہیں ہوں' بس تھوڑی جلدی میں تھا آج بہت ضروری میٹنگ تھی تو......"

"زندگی اور صحت سے زیادہ اہم کچھ نہیں ہوتا لیکن آپ...... آپ کیوں میری بات مانیں گے' جو جی میں آئے کریں۔" اس کے الفاظ اسے ہی لوٹا کر لائن کاٹ دی اور وہیں صوفے پہ بیٹھ کر رونے لگی۔ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ کیوں لیکن آنسو بہہ چلے جا رہے تھے۔

"بلاوجہ رات بھر سرہانے بیٹھی رہی' پاگل ہوں میں بھی' کیا ضرورت تھی اتنا پریشان ہونے کی۔" بے سروپا سوچوں سے دماغ الجھ ہی رہا تھا اور وہ بس روئے جا رہی تھی کہ لاؤنج کا دروازہ کھول کر وشق اندر داخل ہوا اور اسے زور و شور سے آنسو بہاتے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

"کیا ہوا زینا...... کیوں رو رہی ہو؟" وہ تیزی سے

Booksjaanshayari.com

https://pklibrary.com/

آگے بڑھا۔

"دماغ خراب ہے اس لیے رو رہی ہوں اور آپ کیوں واپس آ گئے؟" وہ تڑخ کر بولی تو وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کے بے چارگی سے بولا۔

"کیسے جاتا' گھر سے نکلا تو تم نے ڈانٹ دیا' باس کا فون آیا تو اس نے جھاڑ دیا کہ ریسٹ کرو۔ ادھر حسام بے بھاؤ کی سنانے لگا' اس سے بات کر رہا تھا کہ کانسٹیبل نے فون استعمال کرنے پہ چالان کاٹ دیا' مزید کچھ نہ ہو جانے کے ڈر سے الٹے پیروں گھر بھاگ آیا۔" اس نے خلاف عادت کچھ ایسے مزاحیہ انداز میں سارا نقشہ کھینچا کہ بے اختیار ہی زینا کی ہنسی چھوٹ گئی۔ وثیق نے بے حد چونک کر اسے دیکھا جو نجانے کتنے عرصے بعد اپنے مخصوص انداز میں ہنسی تھی۔

"کہتے ہیں اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے' واقعی اس ایکسیڈنٹ سے میرا بھی فائدہ ہو گیا۔" زینا جواب اپنی آنکھیں پونچھ رہی تھی اس کی بات پہ حیران رہ گئی۔

"کیسا فائدہ؟"

"مجھے میری کھوئی ہوئی دوست واپس مل گئی۔" وثیق کے کہنے پہ وہ ایک پل کو چپ سی ہو گئی تو وثیق اس کے قریب آ کے اس کی آنکھوں میں جھانک کر پوچھنے لگا۔

"مل گئی ناں؟" دوستانہ مسکراہٹ سے سجے اس کے پُرخلوص چہرے کو دیکھتی زینا دھیرے سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"گریٹ..... پھر آج تو اسی خوشی کو سیلیبریٹ کریں گے۔" اس نے خوشی سے ہاتھ پھیلائے اور بے اختیار درد سے کراہ کے رہ گیا۔ زینا ہنس دی۔

"جی نہیں آج آپ ریسٹ کریں گے' کمرے میں چلیے میں ناشتہ لاتی ہوں۔" بڑے عرصے بعد وہ اسی دوستانہ ٹون میں بولی تھی لیکن وثیق نے فوراً نفی میں سر ہلا دیا۔

"ہرگز نہیں' اتنا بھی بیمار نہیں ہوں میں' اچھا تم ایسا کرو یہیں ناشتہ لے آؤ' میں ہم دونوں کے پسندیدہ گانے لگاتا ہوں۔" وہ کہہ کر سی ڈی ڈھونڈنے لگا تو وہ مسکراتی ہوئی کچن میں چلی گئی۔ اتنے دنوں کی ٹینشن سہنے کے بعد وہ خود کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ اسے لگا جیسے نجانے کتنے عرصے بعد اس نے کھل کر سانس لیا ہو' اپنی فطرت کے خلاف وہ بدمزاجی اور بدکلامی تو کرتی تھی لیکن اندر ہی اندر بے چینی بھی رہتی تھی اور آج جیسے اس بے چینی کو نکاسی مل گئی تھی۔

تو اس طرح سے میری زندگی میں شامل ہے
جہاں بھی جاؤں یہ لگتا ہے تیری محفل ہے

لاؤنج سے آتے اپنے پسندیدہ گانے کی آواز پہ اس نے پلٹ کر دیکھا تو وثیق سے نظر ٹکرائی جو گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا' وہ بے ساختہ سٹپٹائی۔ تب ہی وثیق نے خود کو سنبھلاتے ہوئے زور سے پوچھا۔

"ڈنر سے پہلے ناشتہ بن جائے گا؟" تو وہ اسے گھورتے ہوئے ٹرے لے کر لاؤنج میں چلی گئی۔ وثیق اتنی دیر میں چینج کر کے آ گیا تھا اور اب سادہ سے ٹراؤزر اور آدھی آستین کی ٹی شرٹ میں بے تکلفی سے ناشتہ کر رہا تھا' اس کو خوشگوار موڈ میں دیکھتے ہوئے زینا نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

"آئی ایم سوری' پرسوں میں غصے میں غلط باتیں کر گئی تھی۔" اسے نادم دیکھ کر وثیق کو شرارت سوجھی۔

"صرف پرسوں؟"

"جی..... خاص کر بوا جی کے بارے میں' میں نے سب بکواس کی تھی۔ وہ بہت اچھی ہیں اور مجھے ان کے اس جلدی چلے جانے پر دل سے افسوس ہے' آپ پلیز ان کو دوبارہ بلوا لیں۔" اپنی بات ختم کر کے اس نے وثیق کو دیکھا جو ہاتھ میں ٹوسٹ پکڑے اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا؟"

"میں نے بوا جی کے حوالے سے بالکل برا نہیں مانا تھا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم کبھی کسی بڑے سے بدلحاظی کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ مجھے غصہ تمہاری دوسری بات پہ آیا تھا۔ سچ بتاؤ میرا غصہ جائز تھا ناں؟" اس کے پوچھنے پر وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔

"دوبارہ ایسا کہو گی؟" اس نے نفی میں سر ہلایا تو وہ سینے

https://pklibrary.com/

پہ ہاتھ رکھ کے ذرا سا پیچھے ہوا وہ بری طرح گھبرا گئی۔

"کیا ہوا..... کیا ہوا ہے آپ کو؟"

"تمہاری اتنی فرماں برداری میرا دل سہہ نہیں پا رہا۔" اس کے شرارت سے کہنے پہ زینا نے منہ پھلا لیا۔

"بہت برے ہیں آپ۔" اور وثیق قہقہہ لگا کر ہنس دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

زینا نے پورے دل سے گھر اور گھر کی ذمہ داریوں سمیت وثیق کے تمام کاموں کو سنبھال لیا تھا۔ ان دونوں کے درمیان پہلے کی طرح دوستی کا رشتہ استوار ہو گیا تھا لیکن وہ اپنے مابین شرعی رشتے سے قصداً نظریں چرا رہی تھی۔ بارہا اس نے وثیق کی نظروں کو بولتے محسوس کیا تھا لیکن وہ سمجھ کر بھی ان دیکھا کر جاتی تھی۔ نجانے کیوں اس کا دل یہ یقین کرنے میں متامل تھا کہ اس شادی میں وثیق کی رضا مندی شامل ہے اسے لگتا کہ وہ یہ رشتہ محض وضع داری میں نبھانا چاہتا ہے۔ اس کی تمام ذہنی کشمکش کو سمجھتا وثیق اسے ایڈجسٹ ہونے کے لیے پورا پورا وقت دے رہا تھا۔ تاہم اسے عام زندگی کی طرف پلٹتے دیکھ کر وثیق نے اسے امی بابا سے ملنے کا کہا لیکن وہ سنجیدگی سے اسے ٹوک گئی۔

"میں آپ سے ریکوئسٹ کرتی ہوں کہ اس موضوع پہ ہمارے درمیان نہ کوئی بات ہو گی اور نہ آپ مجھے مجبور کریں گے۔"

"لیکن زینا....."

"پلیز....." اس کے قطعیت بھرے لہجے پہ وہ چپ ہو گیا لیکن زینا اندر ہی اندر متضاد کیفیات کا شکار رہنے لگی تھی۔ ان دونوں ہستیوں سے وہ دنیا میں سب سے زیادہ پیار کرتی تھی لیکن جس طرح اس کی مرضی کے خلاف انہوں نے اسے وداع کیا تھا' وہ اذیت بھرے لمحات اسے بھلائے نہیں بھولتے تھے اور یہ ہی وجہ تھی کہ سب کچھ صحیح ہونے کے باوجود وہ وثیق کے ساتھ نارمل ازدواجی زندگی نہیں گزار پا رہی تھی۔ مسرت اور شائستہ کی باتوں نے اس شادی پر سچ کی مہر لگا دی تھی اور یہ تکلیف اسے سکون نہیں لینے دیتی تھی۔

اس وقت بھی وہ ان ہی سوچوں میں گھری ہوئی تھی جب اس کا سیل فون بجا۔ اس نے چونک کر دیکھا اور اسکرین پہ امی کالنگ دیکھ کر اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھایا لیکن پھر رک گئی فون بج بج کر خاموش ہو گیا۔ اس نے فون اٹھایا اور کال لاگ میں نمبر دیکھا۔ اسے ری ڈائل کرنے لگی لیکن انا آڑے آ گئی اور وہ فون واپس رکھ کر کمرے سے نکل آئی۔ رات کا جانے کون سا پہر تھا جب ہلکی سی چیخ کے ساتھ اس کی آنکھ کھلی تھی۔ بہت ہی بھیانک خواب دیکھا تھا کہ اس کی جزئیات یاد کر کے وہ پوری طرح پسینے میں نہا گئی تھی۔ دل الگ زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ کچھ دیر وہ خود پہ قابو پانے کی کوشش کرتی رہی پھر مجبوراً وثیق کے کمرے کے دروازے کو ناک کیا۔ وثیق نے دروازہ کھولا تو اس کا بدحواس چہرہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

"زینا.....! کیا ہوا' خیریت ہے؟" وہ ہاتھ مسلتے ہوئے بولی۔

"آئی ایم سوری آپ کی نیند خراب کر دی لیکن..... مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے' پتا نہیں کس چیز سے لیکن..... ڈر لگ رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔" وہ الجھی الجھی سی کہہ رہی تھی جواباً وثیق نے ایک گہرا سانس لے کر بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اسے اندر آنے کا رستہ دیا۔ وہ سست روی سے چلتی ہوئی صوفے پہ بیٹھ گئی تو وہ اس کے سامنے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔

"میں جانتا ہوں کہ تمہاری اس کیفیت کا سبب کیا ہے؟" اس کی بات پہ زینا بری طرح چونکی۔

"آپ کیسے جانتے ہیں؟" وہ حیران ہوئی۔

"وہ ایسے کہ جن سے ہمارے دل جڑے ہوں ان کے دکھ سکھ' تکلیف' پریشانی کی خبر ہمارا وجدان بغیر کسی رابطے کے بھی دے دیتا ہے۔" وہ ناسمجھی سے اس کی شکل دیکھ رہی تھی۔

"بابا کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے زینا۔" زینا کا سانس سینے میں اٹک گیا۔

"کیا.....!" اس کے لب بے آواز ہلے۔

https://pklibrary.com/

"ہاں' دو تین دن سے بلڈ پریشر کافی ہائی تھا' آفس سے چھٹی لی ہوئی تھی' آج دوپہر میں طبیعت بگڑی تو امی نے فوراً مجھے کال کی' میرا فون سائلنٹ پر تھا تو انہوں نے تمہیں کال کی۔ تم نے بھی جواب نہیں دیا۔ وہ تو شکر ہے اتنے میں' میں نے کال بیک کرلی تو وہ روتے ہوئے مجھے بلانے لگیں پھر ان کو ہاسپٹل لے گئے' مائنر اٹیک تھا لیکن......" وشق اور بھی تفصیلات بتا رہا تھا لیکن اس کا ذہن اسی بات پہ اٹک گیا تھا کہ اس کی ماں نے تکلیف میں اسے پکارا اور وہ اپنی انا کا پرچم بلند کیے ان کی پکار کو نظر انداز کر گئی تھی۔ اسے خود سے نفرت ہونے لگی۔ بات مکمل کر کے وشق نے اسے دیکھا جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی' اس کے چہرے پہ اتنی وحشت تھی کہ وشق کو لگا اسے ہی کچھ نہ ہو جائے۔ اس نے دھیرے سے اس کا کندھا ہلایا۔

"زینا......" اس نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

"وہ...... وہ ٹھیک ہیں؟" اسے اپنے حلق میں کانٹے سے پڑتے محسوس ہو رہے تھے۔

"ہاں لیکن اگلے اڑتالیس گھنٹے انڈر آبزرویشن رہیں گے۔ تھوڑی دیر کے لیے ہوش میں آئے تھے تو تمہارا نام لے رہے تھے۔" اور اس کا ضبط جواب دے گیا۔ وہ دونوں ہاتھ چہرے پہ رکھے زور زور سے رونے لگی۔ وشق نے ترحم آمیز نظروں سے اسے دیکھا اور پانی کا گلاس دیا لیکن وہ تو بس روئے جا رہی تھی۔

"زینا پلیز سنبھالو خود کو۔" بالآخر اسے ٹوکنا پڑا لیکن وہ ٹوٹی ڈال کی طرح اس کے کندھے سے آ لگی۔

"مجھے بابا کے پاس لے چلیں پلیز...... ابھی چلیں۔" وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ وشق نے اس کا سر تھپتھپایا۔

"اوکے اوکے...... لیکن پہلے چپ ہو جاؤ' ایسے جاؤ گی تو امی کو کیسے سنبھالو گی' تمہیں اندازہ ہے ناں وہ اس وقت خود کو کتنا اکیلا محسوس کر رہی ہوں گی۔" اس کے دھیمے انداز میں سمجھانے پر اس نے آنسو پونچھے اور بڑی آس سے اسے دیکھا۔

"ابھی چل رہے ہیں ناں؟"

"ہاں ہاں بالکل چلو۔" وشق نے گاڑی کی چابی' والٹ اور موبائل اٹھایا اور وہ دوپٹے کو سر پہ لپیٹتی باہر نکل آئی۔ راستے بھر وہ روتی رہی اور وشق اسے سمجھاتا رہا تھا۔

"محبت' نفرت' غصہ ناراضی' خوشی اور غمی یہ سارے جذبات زندگی سے مشروط ہیں۔ زندگی ہے تو یہ سب چیزیں معنی رکھتی ہیں ورنہ ان کی کوئی وقعت نہیں۔ تم سوچو ذرا ان والدین کا حال جنہوں نے زندگی بھر ناز و نعم اور محبت سے دو اولادوں کو پالا اور عمر کے اس دور میں انہیں کیا سہنا پڑا' ایک بیٹی کی نافرمانی اور دوسری بیٹی نے تو سارے تعلق ہی توڑ دیے۔" اس کے آنسوؤں میں روانی آ گئی۔

"کیا قصور تھا ان کا؟ یہی ناں کہ تمہیں دنیا والوں کے طنز و طعنوں سے بچانے کے لیے وقت مقررہ پر تمہاری شادی کر دی لیکن تم پر صرف اپنی تکلیف کی فکر سوار تھی' ایک بار بھی ان کے بارے میں نہیں سوچا' شکر کرو زینا کہ تمہیں ان سے معافی مانگنے کا موقع مل رہا ہے ورنہ اکثر تو اولاد کے ہاتھ صرف پچھتاوا ہی آتا ہے۔" وشق نے لوہا گرم دیکھ کر صحیح چوٹ لگائی اور اسے پوری طرح اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ اتنی ہی بے کل ہو گئی تھی۔

کمرے کا دروازہ کھول کر وہ بے قراری سے اندر بڑھی۔

"امی......" اسماء نے چونک کر اسے دیکھا' لمحہ بھر کو اپنی بصارت پہ یقین ہی نہ آیا' وہ اسے پورے چار ماہ بعد دیکھ رہی تھیں' وہ تڑپ کر آگے بڑھی اور ان سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ اسماء نے اسے ننھی بچی کی طرح بانہوں میں چھپا لیا تھا۔

"امی مجھے معاف کر دیں' امی پلیز میں بہت بری ہوں معاف کر دیں مجھے۔" وہ بری طرح رو رہی تھی۔

"بس میری جان بس۔" وہ اسے چوم رہی تھیں' گلے لگا رہی تھیں' اتنے دنوں بعد ان کی پیاسی ممتا کو قرار آیا تھا۔

Booksjaanshayari.com

https://pklibrary.com/

انہوں نے اسے خود سے الگ کیا۔

"آؤ اپنے بابا کو دیکھ لو تمہاری جدائی میں اپنا کیا حال کرلیا ہے؟" مسکن دواؤں کے زیر اثر سوئے رؤف صاحب کو دیکھ کر پھر سے اس کے آنسو بہنے لگے۔ اس نے ان کے ہاتھ چومے ماتھے پہ بوسہ دیا اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھ گئی۔

"بابا....." اس نے رندھی ہوئی آواز میں پکارا۔ "بابا آنکھیں کھولیں پلیز۔" اس نے ان کے گال پہ ہاتھ رکھا تو انہوں نے دھیرے سے آنکھیں کھول دیں۔

"زینا.....!" نقاہت بھری آواز میں انہوں نے پکارا تو وہ ان سے لپٹ گئی۔

"بابا پلیز جلدی سے اچھے ہوجائیں مجھے معاف کردیں بابا..... میں بہت ہی بری بیٹی ہوں۔" وہ بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ رؤف صاحب نے پیار سے اس کا سر تھپتھپایا۔

"تم تو دنیا کی سب سے اچھی بیٹی ہو تم اپنے بابا سے ناراضی ختم کردو۔" اور ان کی بات پر وہ تڑپ گئی۔

"میں آپ سے ناراض نہیں ہوں میں آپ سے ناراض کیسے ہوسکتی ہوں۔ بس نادان تھی آپ کی بات مان تو لی لیکن سمجھ نہ سکی۔" وہ روتے ہوئے اپنی غلطی کا اعتراف کررہی تھی تب ہی وشق دروازہ کھول کر اندر آیا۔

"تمہارے آنسو بہہ بہہ کر کمرے سے باہر آرہے ہیں اب بس کرو اور بابا کو ریسٹ کرنے دو۔" وہ قصداً باہر رک گیا تھا کہ وہ اتنے عرصے بعد ماں باپ سے ملی ہے تو دل ہلکا کرلے اور اس وقت اس کی بات پہ رؤف صاحب اور اسما دونوں ہی مسکرا دیے تھے۔

"وشق تم صبح آجاتے بیٹا ابھی تو گئے تھے یہاں سے۔" رؤف صاحب نے کمزوری آواز میں کہا تو اس نے زینا کی طرف اشارہ کیا۔

"صبح تک تو اس برسات نے سیلاب کا رخ اختیار کرلینا تھا بابا۔" اس کے شرارت سے کہنے پہ زینا نے خفگی سے اسے دیکھا۔

شکر تھا کہ مائنر اٹیک تھا جب ہی دو دن بعد انہیں فارغ کردیا گیا۔ زینا ہاسپٹل سے میکے ہی چلی آئی تھی۔ بچپن اور جوانی کی سنہری یادوں میں لپٹا وہ گھر آج بھی ویسا ہی تھا جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔ اس نے اپنے بستر پہ لیٹ کر سکون سے آنکھیں موند لی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

زینا نے یہیں ڈیرا جما لیا تھا حالانکہ اب رؤف صاحب کافی بہتر تھے۔ وشق روزانہ چکر لگاتا لیکن ایک بار بھی اسے ساتھ چلنے کو نہیں کہا تھا۔ اسماء کئی بار اشارے کنائے میں زینا سے کہہ چکی تھیں کہ اسے گھر چلے جانا چاہیے لیکن وہ سنی ان سنی کر جاتی۔ بالآخر وہ ایک دن اسے گھیر کر بیٹھ ہی گئیں۔

"آج وشق کو رات کے کھانے پہ روک لوں گی تم اس کے ساتھ ہی چلی جانا۔" وہ چونکی پھر قصداً مصنوعی خفگی سے بولی۔

"کہاں تو مجھے اتنا یاد کرتی تھیں اور اب دو دن میں ہی مجھے بھگا رہی ہیں۔"

"دو دن نہیں تمہیں دس دن ہورہے ہیں یہاں رکے ہوئے اگر وہ کچھ کہہ نہیں رہا تو تمہیں بھی اس بات کا ناجائز فائدہ نہیں اٹھانا چاہیے۔" وہ سنجیدگی سے بولیں تو وہ ٹھنکی۔

"اچھا ناں چلی جاؤں گی کیا جلدی ہے آپ کو۔" لاڈ سے کہہ کر وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی تو وہ مسکرا کے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگیں۔ زینا کے ذہن میں کافی دن سے گردش کرتا سوال بالآخر اس کی زبان پر آ ہی گیا۔

"شائستہ کیسی ہے امی؟" ایک پل کو اسماء کا ہاتھ تھما۔

"پتا نہیں۔" اگلے پل وہ اسی طرح اس کا سر سہلانے لگیں۔

"پھر بھی آپ کچھ تو خبر رکھتیں وہ خوش تو ہے ناں؟" اس نے کچھ بے چین ہوکر پوچھا تو وہ ناگواری سے بولیں۔

"ہم نے اس سے ہر قسم کا تعلق توڑ دیا ہے زینا..... وہ آئی تھی شادی کے بعد اپنے میاں کے ساتھ ایک دن لیکن

تمہارے بابا کے کہنے پہ میں نے اسے دروازے سے ہی لوٹا دیا تھا اور وہ..... وہ بھی بجائے نادم ہونے کے تن فن کرتی چلی گئی۔" وہ پل بھر کو سانس لینے کو رکیں۔

"مجھ سے تو کہہ دیا ہے لیکن بابا کے سامنے تو اس کا ذکر بھی نہیں کرتا۔"

"کیا وہ آپ کو یاد نہیں آتی امی؟" اس کے سوال پہ اسماء نے آنکھیں بھینچ کے کھولیں۔

"نہیں..... ایسی خود غرض' بے شرم اور بے حس اولاد کو میں بالکل ہی بھول جانا چاہتی ہوں' سچ زینا اس نے تو مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا۔" پہلی بار وہ اپنی تکلیف اس سے شیئر کر رہی تھیں۔ "کتنے دن میں تمہارے بابا سے شرمندہ رہی کہ وہ کیا سوچتے ہوں گے کہ میں نے کیسی تربیت کی۔ بھلے انہوں نے مجھے کبھی کچھ نہیں کہا لیکن اب بھی اس کا دیدہ دلیری سے اپنے عاشقے کا اعتراف کرنا اور تم دونوں پر بلاوجہ گھٹیا الزامات لگانا..... میرے اندر چنگاریاں بھر دیتا ہے۔ کیا ماں باپ بیٹیوں کو اتنی محبت اور اعتماد کی فضا اس لیے دیتے ہیں کہ وہ اپنے مفاد کی خاطر ان کا اعتبار چکنا چور کر دیں؟ اپنی خوشی کی خاطر اس نے ہمیں تو زمانے بھر میں رسوا کرنے کا پورا بندوبست کر ہی دیا تھا۔ وہ تو اللہ بھلا کرے وثیق کا جس نے ہمیں اس مشکل وقت میں سنبھالا دیا' کبھی کوئی طعنہ یا دکھی کرنے والی بات نہیں کی بلکہ ایک دن میں غصے میں شائنہ کو بے اختیار بددعا دینے لگی تو مجھے بھی ٹوک دیا۔" وثیق کی تعریف پہ چپکے چپکے مسکراتے ہوئے اسے اسماء کی آخری بات پہ جھٹکا سا لگا۔

"اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی ان کے دل میں شائنہ کے لیے نرم جذبہ ہے کہ اس کے خلاف بات برداشت نہیں کر پائے۔" نجانے کیوں اس خیال نے اس کے اندر نامعلوم سی اداسی بھر دی۔ ایک عجیب سی چبھن کا احساس تھا جو رہ رہ کے دل میں ہو رہا تھا۔ تب ہی وہ چونکی' اسماء اس سے کچھ پوچھ رہی تھیں۔

"کیا ہوا..... چپ کیوں ہو گئیں..... بتاؤ ناں؟"

"کیا.....؟"

"ارے دھیان کہاں ہے تمہارا' میں پوچھ رہی ہوں وثیق کے ساتھ تم خوش تو ہو ناں' وہ تمہارا خیال رکھتا ہے ناں؟" ان کے لہجے میں سوال سے زیادہ یقین بول رہا تھا' وہ "ہوں" کہہ کے ان کی گود میں سر چھپا گئی اور پھر اس کی آنا کانی کے باوجود رات کے کھانے کے بعد اسماء نے اسے وثیق کے ساتھ بھیج ہی دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

گھر کی حالت دیکھ کر وہ شرمندہ سی ہو گئی۔ دس دن سے وہ سب بھول بھال کر میکے بیٹھی ہوئی تھی اور یہاں ہر چیز بے ترتیب ہو رہی تھی۔ اگلے دن صبح سے ہی وہ تفصیلی صفائی میں جت گئی اور شام تک گھر اپنی اصلی حالت میں آ چکا تھا۔ وثیق آفس سے آیا تو چم چم کرتا گھر دیکھ کر مسکرا دیا۔ کھانے کی میز پہ اس نے زینا کو چھیڑا۔

"ایسا لگ رہا ہے کوئی پری آ کے جادو کی چھڑی گھما کر سب پہلے جیسا کر گئی ہے۔" تو وہ اسے گھورنے لگی۔

"جادو کی چھڑی نہیں جھاڑو گھمائی ہے پورے گھر میں' حد ہو گئی آپ نے تو گھر کا حشر کیا ہوا تھا' ذرا سا خیال کر لیتے پہلے تو آپ ایسے نہیں تھے۔" اس کے کہنے پہ وہ بھی فوراً بولا۔

"تم نے عادتیں بگاڑ دی ہیں ناں تو اب خود سے کچھ کرنے میں کاہلی محسوس ہوتی ہے۔"

"ہا..... یعنی یہ بھی میرا ہی قصور ہے۔" اس کے جل کے کہنے پہ وہ ہنس دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

زینا آج کل عجیب سی کشمکش کا شکار تھی۔ وہ کتنا بھی نظر چراتی لیکن یہ حقیقت تھی کہ وہ اور وثیق کوئی نارمل لائف نہیں گزار رہے تھے۔ کبھی کبھی اس کا دل چاہتا کہ کاش ان کی شادی ان حالات میں نہ ہوئی ہوتی تو وہ خود کو بجا طور پر خوش قسمت قرار دیتی لیکن ابھی اس کو ایسے لگتا جیسے وہ وثیق کی زندگی میں دوسرے آپشن کے طور پر شامل ہوئی ہے' راستہ تو شائنہ نے بدلا ورنہ وثیق تو اس سے ہی شادی کا خواہش مند تھا' یہی سوچیں اسے اپنے رشتے میں پیش

https://pklibrary.com/

رفت کرنے سے روکتی تھیں۔ بارہا اس نے محسوس کیا جیسے وشق اس سے کچھ کہنا چاہتا ہے' وہ بچی تو نہیں تھی کہ اس رشتے کے تقاضوں کو سمجھ نہ پاتی لیکن اپنے دل کا کیا کرتی جو انا کے پرچم کو کسی طور سرنگوں کرنے کو تیار ہی نہ تھا۔

وشق آفس سے آچکا تھا۔ وہ چائے بنا کر اس کے کمرے میں لے گئی۔ وشق واش روم میں تھا اور اس کا فون مسلسل بج رہا تھا۔ زینا نے نظر انداز کر دیا لیکن جب ایک بار لائن کٹنے کے بعد دوبارہ کال آنی شروع ہوئی تو اس اس نے فون میں نمبر دیکھا' حسام کی کال آتی دیکھ کر اس نے بلا جھجک کال ریسیو کر لی۔

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام بھابی کیسی ہیں آپ؟" تب ہی وشق چینج کر کے نکلا اور ہاتھ کے اشارے سے زینا کو اپنی موجودگی کا بتانے سے منع کر دیا' وہ تھوڑی حیران سی ہوئی۔

"الحمدللہ بھائی...... میں خیریت سے ہوں' آپ لوگ کیسے ہیں؟"

"بالکل فٹ فاٹ پھر آپ دونوں آ رہے ہیں ناں آج شادی میں؟"

"شادی کس کی؟" اس کے حیرانی سے پوچھنے پہ وشق نے اپنا سر پیٹ لیا جب کہ ادھر حسام شروع ہو گیا تھا۔

"مجھے پکا یقین تھا اس نے آپ کو نہیں بتایا ہوگا۔ ہمارے کولیگ کی شادی ہے' اس نے اتنے خلوص سے بلایا ہے لیکن آپ کا شوہر ناں...... ایک نمبر کا بے مروت آدمی ہے۔ میں نے کہا تو مجھے ٹال دیا کہ اسی دن پروگرام سیٹ کر لیں گے اور اب شام سے کال ریسیو نہیں کر رہا۔" حسام کے خفگی سے کہنے پہ زینا کو ساری بات سمجھ آ گئی۔

"ارے نہیں حسام بھائی انہوں نے مجھ سے ذکر کیا تھا' ہم دونوں ان شاء اللہ ضرور آئیں گے' اصل میں ان کا فون سائلنٹ پہ تھا اس لیے آپ کی کال کا پتا نہیں چل سکا ہوگا۔" وہ قطعی غیر ارادی طور پر اس کا فیور کرتے ہوئے بول گئی تو وشق خوشگوار حیرت میں گھرا یہ کایا پلٹ دیکھنے لگا۔

بات ختم کر کے وہ بولی۔

"آپ نے بتایا ہی نہیں کہ آج آپ کے دوست کی شادی ہے؟"

"اصل میں اس نے بہت اصرار کیا تھا کہ تمہیں بھی لے کر آؤں اور تمہیں تو...... مطلب تم میرے ساتھ کمفرٹیبل نہیں رہتیں تو میں نے بات ہی ٹال دی تھی۔" سادہ سے لہجے میں پرانی بات کا حوالہ دیا تو زینا شرمندہ سی ہو گئی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے' آپ چائے پی لیں اور تیاری کر لیں' میں بھی کپڑے پریس کر کے تیار ہو جاتی ہوں۔" وہ کہہ کر کمرے سے نکلنے لگی کہ وشق نے بے ساختہ پکارا۔

"زینا......" اس کی پکار میں کچھ غیر معمولی تھا کہ اس کا دل زور سے دھڑکا۔ اس نے پلٹ کر دکھا۔

"کیا تم میری خواہش پر ریڈ کلر پہنو گی؟" وشق نے بڑے مان سے سوال کیا تو وہ بے ارادہ ہی نظریں جھکا گئی اور پھر دھیرے سے اثبات میں سر ہلا کے باہر نکل گئی۔

وشق تیار ہو کے لاؤنج میں بیٹھا تھا جب کمرے سے نکلتی زینا کو دیکھ کر وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا' پنک شرٹ کے ساتھ ریڈ گاؤن اور ریڈ ٹراؤزر پہ سلور کام سے سجا بڑا سا ریڈ دوپٹا لیے بالوں کا سلیقے سے جوڑا بنائے ہلکا پھلکا میک اپ کیے وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔ اس کی نظروں کا ارتکاز نوٹ کر کے زینا خجل سی ہو گئی۔ وشق کے قریب پہنچ کر اس نے دھیرے سے کہا۔

"چلیں۔" تو وہ چونکا۔ "کیا ہوا؟"

"تم پر یہ کلر میری توقع سے کہیں زیادہ خوب صورت لگ رہا ہے۔" اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے وہ گمبھیر لہجے میں بولا تو وہ ٹپٹا سی گئی۔ وشق کے دیکھنے کے انداز نے اس کی ہتھیلیاں پسینے میں بھگو دی تھیں۔ وہ دوبارہ بولی۔

"چلیں؟"

"ہاں چلو۔" وہ گہری سانس لے کر آگے بڑھا تو زینا کو بے اختیار اس کی پرسنالٹی خود پہ چھاتی ہوئی محسوس ہونے

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com

لگی۔وائٹ شرٹ کے ساتھ نیوی بلیو سوٹ پہنے تازہ تازہ شیو سلیقے سے بنے بال وہ بے حد جاذب نظر لگ رہا تھا۔ اچانک ہی زینا کو اپنی اتنے دل سے کی گئی تیاری بیکار لگنے لگی کیونکہ وہ تو وثیق کے پاسنگ بھی نہیں لگ رہی تھی۔ ہلکی پھلکی گفتگو میں رستہ کٹا۔ وثیق نے اسے گجرے خرید کے دیے جو اس نے فوراً ہی پہن بھی لیے تھے۔ وثیق نے میوزک آن کیا۔

"تم پکارلو..... تمہارا انتظار ہے۔" بے ساختہ زینا نے وثیق کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں کچھ انوکھے پیغام دیتی محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ بہ مشکل چہرے پہ نارمل تاثرات سجائے رسمی سا مسکرا کے باہر دیکھنے لگی تاہم پورا دھیان اب گانے کے بولوں پہ تھا۔

خواب بن رہی ہے
رات بے قرار ہے
تمہارا انتظار ہے
تم پکارلو.....
ہونٹ پہ لیے ہوئے
دل کی بات ہم
جاگتے رہیں گے اور
کتنی رات ہم
مختصر سی بات ہے
تم سے پیار ہے
تمہارا انتظار ہے
تم پکارلو

وثیق کو گانے کے بول اپنے دل کی ترجمانی کرتے ہوئے لگ رہے تھے۔ اس نے کن انکھیوں سے زینا کو دیکھا جو نگاہیں باہر ٹکائے جانے کن خیالوں میں گم تھی۔ اس نے نظریں ونڈ اسکرین پہ مرکوز کردی تھیں۔

❁.....❁.....❁

اتفاق سے حسام اور مصباح بھی ان کے ساتھ ہی ہال میں پہنچے تھے۔ چاروں ایک ہی میز پر بیٹھ گئے تھے۔

"بہت ہی پیاری لگ رہی ہو وثیق بھائی سے اپنی نظر ضرور اتروالینا۔" موقع دیکھتے ہی مصباح نے اس کے کان میں کہا تو وہ بلش سی ہوگئی۔ مصباح شرارت سے ہنس دی۔ حسام اور وثیق اپنے دوسرے دوستوں کی طرف چلے گئے تو وہ دونوں بھی مختلف موضوعات پہ باتیں کرنے لگیں، تب ہی زینا کی نظر داخلی دروازے سے اندر آنے والے کپل پہ پڑی اور وہیں جم کے رہ گئی۔

ان دو چہروں کو اس نے ساری زندگی دوبارہ کبھی نہ دیکھنے کی اتنی دعائیں مانگی تھیں لیکن اس وقت وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے بس انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔ سلور ساڑھی کے ساتھ ڈیپ گلے کا سلویس بلاؤز پہنے بالوں کو سمیٹ کر کے آگے کی طرف ڈالے بلاشبہ وہ شائنہ ہی تھی اور اس کی کمر میں بازو ڈال کر چلتا شہروز شاہ اسے کسی قیمتی شو پیس کی طرح سب سے متعارف کروا رہا تھا۔ مردوں کی ستائشی اور عورتوں کی حسد بھری نظریں شائنہ کی غرور سے اکڑی گردن کو مزید غرور بخش رہی تھیں۔ شہروز کے تمام دوستوں سے بے جھجک ہاتھ ملاتی اپنے حسن کی نمائش کرتی شائنہ کو وہ اپنی بہن کہنے میں شرم محسوس کر رہی تھی۔ تو اس کے ساتھ شہروز کو دیکھ کر اس کے اندر عجیب تغیر سا برپا ہو رہا تھا۔ دفعتاً شائنہ کی نظر اس پہ پڑی تو لحظہ بھر کو چونکنے کے بعد بڑی دل جلانے والی مسکراہٹ اس کے لبوں پہ آئی تھی۔ زینا نے فی الفور اپنی نظریں اس پر سے ہٹالی تھیں لیکن اسے یہاں رکنا انتہائی دشوار لگ رہا تھا۔ وثیق واپس آیا تو اس کی زرد رنگت دیکھ کر پریشان سا ہوگیا۔

"زینا کیا ہوا..... تم ٹھیک تو ہو مصباح بھابی کہاں گئیں؟" لیکن اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی شائنہ ان کے پاس آ گئی تھی۔

"ہیلو وثیق کیسے ہو؟" وثیق نے بے حد چونک کر اس شناسا آواز پر گردن موڑی اور پھر شائنہ اور اس کا حلیہ دیکھ کر بھرپور ناگواری اس کے انداز میں در آئی وہ زینا کی بدلتی کیفیت کا سبب سمجھ گیا تھا نرمی سے اس نے زینا کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا۔

"مجھے گھر جانا ہے۔" اس نے وثیق کو دیکھ کر کہا اور اس

https://pklibrary.com/

سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا شائنہ بولی۔

"چہ چہ یہ اب تک ویسی ہی ایٹارنل ہے؟" شائنہ کے طنزیہ انداز پر وہ غصہ کنٹرول کرتا اس سے مخاطب ہوا۔

"یہ کیسی ہے اور کیا ہے اس سے تمہیں کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔"

"ہاں کیونکہ تمہیں تو وہ ہر حال میں قبول ہے ہے ناں؟"

"ہاں ہے تمہیں کوئی پرابلم ہے؟" وثیق نے تلخی سے پوچھا تو وہ تنفر سے بولی۔

"میری پرابلم یہ ہے کہ مجھے زینا سے شدید نفرت ہے اتنی زیادہ کہ میں اسے کبھی خوش اور پُرسکون نہیں دیکھنا چاہتی۔ اس کی وجہ سے امی نے ہمیشہ مجھے اگنور کیا کبھی میری کامیابی پر دل سے خوش نہیں ہوئیں جیسے اس کی کامیابی پہ ہوتی تھیں۔ اس کی وجہ سے امی نے مجھ سے ہر تعلق ختم کر دیا گھر کے اندر نہیں آنے دیا بہت حساب ہیں اس کی طرف میرے۔" الفاظ کو چبا چبا کر بولتی وہ وثیق کو انہائی بدصورت لگ رہی تھی جبکہ زینا اس کا یہ روپ دیکھ کر حیران تھی اور وثیق کس طرح اس کا ساتھ دے رہا تھا۔

"لیکن تم دونوں کی شادی نے میرے جلتے دل کو بہت سکون پہنچایا ہے۔" اس کی خلاف توقع بات پہ وثیق چونکا۔

"کیا مطلب؟"

"تمہارے علاوہ کسی سے بھی اس کی شادی ہو جاتی تو یہ آہستہ آہستہ سب بھول ہی جاتی لیکن تم سے شادی کی صورت میں یہ ہمیشہ اس اذیت کا شکار رہے گی کہ میرے ریجیکٹ کھلونوں سے کھیلنے والی کو بلآخر شوہر بھی میرا ٹھکرایا ہوا ہی ملا ہے۔" سفاکی سے کہہ کر وہ مسکرائی تو اس کے منہ پر تھپڑ مارنے کی خواہش پہ زینا نے بڑی مشکل سے قابو پایا تھا۔

"اور یہ تمہارا بہت بڑا احسان تھا مجھ پہ....." وثیق کے طنزیہ ٹھنڈے انداز پہ شائنہ تلملا کے رہ گئی۔

"میں نے اپنی زندگی میں تم سے زیادہ خود غرض اور مطلب پرست لڑکی نہیں دیکھی جسے اپنے بہن کے دکھوں کے مقبرے پہ خوشیوں کے محل تعمیر کرنے کا شوق ہے لیکن شائنہ میں تمہاری یہ گھٹیا چال ہرگز کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔ میں اسے اتنی محبت دوں گا کہ اس کی زندگی میں کوئی ملال نہیں رہے گا۔" اس کے لہجے میں بولتے محبت کے یقین نے شائنہ کو جیسے انگاروں پہ لوٹا دیا تھا۔

"اور تمہارے ٹھکرائے ہوئے کھلونوں سے تو میں نے کھیلا ہی پر یہ میری زندگی ہے اور میں اپنی زندگی میں بہت خوش اور مطمئن ہوں۔" اس نے کہہ کر وثیق کا بازو تھام لیا تھا۔ شائنہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں باہر آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔" وہ کہہ کر باہر نکل گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

ہال سے گھر تک کا راستہ خاموشی میں کٹا تھا۔ گھر آ کر بھی وہ خاموشی سے گاڑی سے اتر کر کمرے میں چلی گئی تھی۔ وثیق اس کی کیفیت سمجھنے سے قاصر تھا۔ وہ دستک دے کر اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ ابھی تک اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی آنسوؤں کی روانی میں کمی آئی تھی لیکن چہرہ بھیگا ہوا تھا۔

"زینا....." اس کے پکارنے پہ اس نے سر اٹھایا تو اس کی سرخ متورم آنکھیں دیکھ کر وثیق کے دل پہ چوٹ پڑی۔ اس کے چہرے پہ شکست و ریخت کے آثار اتنے واضح تھے کہ وثیق کا رہا سہا شبہ بھی یقین میں بدلنے لگا وہ ایک گہرا سانس لے کر بولنا شروع ہوا۔

"میں آیا تو تم سے کچھ پوچھنے کے لیے تھا لیکن تمہارے آنسوؤں نے میرے ہر سوال کا جواب دے دیا ہے۔" وہ کچھ دیر کو رکا۔

"میری شدید خواہش تھی کہ اس شادی سے متعلق تمام خدشات کو ختم کر کے ہم دونوں ایک نئی زندگی کی شروعات کریں لیکن ہمیشہ وہ نہیں ہوتا جو انسان نے سوچ رکھا ہوتا ہے۔" وہ رک رک کر بولا۔ جیسے یہ سب کہنے میں دشواری محسوس کر رہا ہو۔

"میں تمہارے گریز کو نظر انداز کرتا رہا کہ شاید تمہیں ایڈجسٹ ہونے کے لیے کچھ وقت درکار ہے لیکن آج مجھے

http://pklibrary.com/

سمجھ میں آ گیا ہے کہ یہ گریز نہیں ہم دونوں کے درمیان موجود ایک خلیج ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی جائے گی کیونکہ تمہارا دل مجھے اس حیثیت سے قبول کرنے کو تیار ہی نہیں ہے اور زبردستی کے بندھن پوری زندگی نبھائے بھی نہیں جا سکتے۔ اس لیے صرف اور صرف تمہاری خوشی کی خاطر تم جب چاہو میں تمہیں اس ان چاہی زندگی سے آزاد کر سکتا ہوں حالانکہ میں....." اس کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی کہ انتہائی بے یقینی سے اس کی باتیں سنتی زینا ایکدم چیخی۔

"کیا کہا آپ نے' آپ نکال دیں گے مجھے اپنی زندگی سے۔ آپ..... آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں آپ سمجھتے کیا ہیں مجھے کوئی ربڑ کی گڑیا کہ جب جہاں دل چاہا موڑ لیا' جب میں اس شادی کے لیے تیار نہیں تھی تو زبردستی شادی کر لی اور اب جب میں آپ کو دل سے اپنا مان چکی ہوں تو آپ مجھے چھوڑنے کی بات کر رہے ہیں۔" وہ اس کا گریبان جھنجھوڑتے ہوئے پوچھ رہی تھی اور وثیق کو تو جیسے اپنی سماعت اور بصارت پہ یقین ہی نہیں آ رہا تھا جبکہ وہ ہنوز روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"آپ تو مجھے سمجھنے کا دعویٰ کرتے تھے تو کیوں نہیں جان پائے کہ میں آپ سے دور نہیں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں' میں نے اپنی کم عقلی کے ہاتھوں پہلے ہی بہت غلطیاں کی ہیں لیکن ایسا کوئی فیصلہ کر کے مجھے ناقابل تلافی نقصان سے دوچار نہ کریں پلیز۔" وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے اس کے سینے سے لگ گئی۔ یقیناً وہ اپنے حواس میں نہیں تھی اور وثیق کو تو گویا ہفت اقلیم کی دولت ہاتھ لگ گئی تھی' شادیٔ مرگ طاری ہونا کسے کہتے ہیں اس پل وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ خوشی سے بے تحاشا دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے اس نازک سے وجود کو دیکھا جو ہر مصلحت کو بالائے طاق رکھے اس کے اتنے قریب کھڑی تھی۔ بے اختیار اس نے اسے بازوؤں کے حصار میں لے لیا۔

"مجھے لفظوں سے کھیلنا نہیں آتا زینا اور نہ ہی اظہار محبت کا طریقہ جانتا ہوں مجھے تو صرف یہ پتا ہے کہ اگر تم میری زندگی میں نہیں ہوتیں تو میرا گھر' میری پوری زندگی بالکل ویران ہوتی۔ تمہارے وجود نے میرے اطراف اتنا سکون' خوشیاں اور رنگ بکھیرے ہیں کہ میں رب کا شکر ادا کرتے نہیں تھکتا جس نے نجانے میری کون سی نیکی کے عوض تمہیں میرا بنا دیا۔" اپنے گرم ہاتھوں میں اس کے لرزتے ٹھنڈے ہاتھ تھام کر اپنے سینے پہ رکھے وہ انتہائی محبت سے کہہ رہا تھا۔ اس کا لفظ لفظ زینا کے تمام گلے شکوے دور کر کے اسے اپنی ہی نظروں میں معتبر کیے دے رہا تھا اپنی کم عقلی اور وثیق کی اعلیٰ ظرفی کا سوچ کر پھر سے اس کی پلکیں بھیگنے لگیں کہ وثیق نے اسے ٹوک دیا۔

"اب اگر ایک آنسو بھی تم نے بہایا تو میں چپ کرانے کے لیے کوئی اور طریقہ استعمال کروں گا۔" اس کے معنی خیز لہجے پہ زینا بوکھلا کے تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی۔

"مم..... میں..... رو..... تو نہیں رہی۔" ساتھ ہی اپنے بازو چھڑانے لگی لیکن وثیق نے گرفت اور مضبوط کر لی۔

"ویسے آج جیسا غصہ تمہیں دوبارہ کب آئے گا۔" اس کے جوڑے میں بندھے بالوں کو کھولتے اس نے شوخی سے پوچھا تو اس کے بدلے ہوئے انداز پہ گھبراتی ہوئی وہ حیرانی سے پلٹی۔

"کیا مطلب؟"

"اسی بہانے تم قریب آ کر دو اچھی باتیں تو کر لیتی ہو۔" اس کی آنکھوں میں جھانک کر شرارت سے بولا تو وہ جھینپ کر اس کے سینے میں منہ چھپا گئی اور وثیق نے ہنستے ہوئے اس کے گرد محبت بھرا حصار باندھ دیا تھا۔ اس کا صبر رنگ لے آیا تھا اور راہ حیات پہ اب محبت اس کی ہم سفر تھی۔

www.naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

بہار آئی

کنزہ ظفر

کچھ ایسی برف تھی اس کی نظر میں
گزرنے کے لیے راستہ نہیں تھا
ہے امجد آج تک وہ شخص دل میں
جو اُس وقت بھی اپنا نہیں تھا

"تیرے ابا کو پتا چلا تو جان نکال دیں گے۔" یہ وہ جملہ ہے جو میں تب سے سنتی آ رہی ہوں جب سے سن کے سمجھنے کی صلاحیت مجھے قدرت کی طرف سے ملی تھی۔

"اماں مجھے پیسے دے دیں فنڈ دینا ہے۔" ہر بار میں اماں کے پاس ہی جاتی۔

"یہ لے چپ کر کے جیب میں رکھ لے۔ تیرے ابا کو پیسوں کا پتا چلا تو جان نکال دیں گے۔" اماں چپکے سے چھپا کر پیسے میرے دائیں ہاتھ میں تھماتے ہوئے آہستہ آواز میں کہتیں۔

میں منہ بناتی، سر جھٹکتی آگے بڑھ جاتی تھی کہ بولنے کی تو اجازت بھی نہ تھی۔ اجازت تو دور ہمت بھی نہیں تھی۔ بس منہ بنانے کی حد تک سب ٹھیک تھا کہ اس میں تو میں ماہر تھی۔ اماں کو میرے منہ بنانے سے ہول اٹھتے تھے۔

"یہ بہت منہ زور نکلے گی۔" یہ اماں کا بے حد پسندیدہ جملہ تھا جو میرے منہ بنانے پر از خود ان کے منہ سے نکلا کرتا تھا۔ آج تک میں یہ سمجھ نہ سکی کہ آخر منہ بنانے میں منہ زوری کہاں سے آ گئی۔

میرے ابا کی ایک دکان تھی۔ دکان بھی وہ جسے ہم عرف عام میں کریانے کی دکان کہتے ہیں۔ ہاں یہ ضرور تھا کہ دکان کا کرایہ ابا کو ہر مہینے کی پہلی کو ہی مالک کو تھمانا ہوتا تھا مگر بکری اتنی ہوا کرتی تھی کہ وہ تھوڑا سا کرایہ کوئی بڑا معاملہ نہ تھا۔ اچھی خاصی چلتی ہوئی دکان اور دکان میں موجود تین چار ملازم۔ ابا پھر بھی کبھی دل بڑا نہ کر سکے تھے۔

"اماں..... کاپی ختم ہو گئی ہے میری نئی لے دو۔" میں ایک نئی ضرورت لے کے پیش ہوئی۔

"آج گزارہ کر لے کل لا دوں گی۔" اماں نے مصروف سے انداز میں کہا۔

"اماں..... دو دن سے یہی کہہ رہی ہو۔ کل مس باہر کھڑا کرے گی۔" میں نے روہانسی ہو کر کہا تو اماں نے کہیں کونوں کھدروں سے کچھ سکے نکال کر گنے اور ان کو ایک چھوٹے سے کپڑے میں باندھ کر مجھے پکڑائے۔

"یہ دھیان سے لے جا دکان پر کہہ دینا تین روپے کم ہیں میں بعد میں دے جاؤں گی۔" اور میں جانتی تھی یا میرا رب کہ میں نے کیسے یہ فقرہ دکان دار تک پہنچایا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

خواب..... خواب تو سب کے ہی بہت شان دار ہوا کرتے ہیں ناں۔ میرے بھی تھے۔ میں چاہتی ہی نہ تھی کہ میرے ان خوابوں سے مجھے دور کیا جائے۔ ظاہر ہے کون ایسا چاہے گا۔

بے وقوفوں کی جنت..... یہ سب خواب بے وقوفوں کی جنت میں رہنے کے مترادف تھے اور میں بڑی خوشی سے اس

جنت میں رہا کرتی تھی۔
”زینب.....اٹھ کے کپڑے سیدھے کردے میرے۔“
اماں نے ہمیشہ کی طرح مجھے سوچوں سے نکالنے کو ایک نیا کام سونپا۔
”لو اب کپڑے کیوں کرنے ہیں سیدھے؟“ میں نے بھی ہمیشہ کی طرح منہ بنایا لیکن اب منہ میں زبان بھی تھی جو بولنے کی ذمہ داری خوب نبھاتی تھی۔
”ہسپتال جانا ہے۔ گردوں میں درد ہے۔“ وہ میری مختی سی ماں سود کھ جان کو چمٹا کے بیٹھی تھی۔
”ابا کو کہتیں ناں۔ وہ پرچی بنوا دیتے۔ اتنی لمبی لائن میں لگیں گی جا کر۔ پتا نہیں کب باری آئے۔“ میں کپڑے نکال کر استری کا پلگ لگاتے ہوئے بولی۔
”جیسے پہلے بھی وہی بنوا کر دیتے ہیں ناں مجھے پرچیاں۔“ اماں تلخ ہوئیں۔
”آپ ہی نہیں بولتیں کچھ۔ میں آج ابا سے کہوں گی آپ کو ہر ہفتے خود لے جایا کریں۔“ کپڑے پھیلا کر استری کرتے ہوئے میں نے ان سے کہا اور ان کی بات سننے کے انتظار میں رہنے کے بجائے میں سوچنے لگی کہ ابا سے بات کیسے کی جائے گی۔
مناسب الفاظ.....الفاظ کی گرتی ہوئی قدر.....الفاظ کا زیاں.....اور شام کو ابا سے بات کرتے ہوئے میں ان باتوں کا مطلب بھی جان چکی تھی۔

❁ ..... ❁ ..... ❁ ..... ❁

”پھر تو نے پکا سوچ لیا ہے؟“ میری بچپن کی دوست اور میری پیاری راز داں میرے پاس بیٹھی اس فکر میں گھلی جا رہی تھی کہ اگر میں نے اپنا راز دائرے سے باہر نکالا تو وہ مجھے کھو دے گی۔
”ہاں عاشی.....میں نے لکھ بھی لیا ہے۔“ میں نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آواز کو حتی المقدور آہستہ رکھتے ہوئے اسے بتایا۔
”دیکھ زینی.....اگر چاچا کو پتا چلا تو ذبح کر دیں گے۔“ پھر وہی بات۔
”میری بات سن، کون بتائے گا ان کو؟ ہم تو پرچا دینے جا رہے ہیں ناں لاہور۔ ان کو کون بتائے گا کہ ہمیں کسی دفتر بھی

https://pklibrary.com/

جاتا ہے۔" مجھے اس کی بات زہر لگی۔

"میں تو کہتی ہوں چاچی کو بتا کر جاتے ہیں۔ ایویں مرمرا گئے تو ان کو تو علم ہوگا ناں کہ کیا الٹا کام کرنے گئے تھے۔" اس نے تھوڑا آگے ہوتے ہوئے سرگوشی کی۔

"میں کہتی ہوں کہ تجھے جانا ہی نہیں چاہیے۔ میں خود ہی چلی جاؤں گی۔" میں چڑ کے اٹھ گئی۔

"اچھا مجھے تو دکھا ناں، لکھا کیا ہے؟" وہ تجسس سے میرے پیچھے آئی۔

"تو اگر اماں کے سامنے بھی بولی نہ تو سن لے ابھی کہ ابا مجھے ذبح کریں نہ کریں، میں نے تجھے پہلے ہی ذبح کر دینا ہے۔" میں کمرے کا دروازہ بند کر کے الماری کی طرف آئی جہاں میں نے بہت سنبھال کے کپڑوں کے نیچے اپنی سب سے قیمتی چیز چھپا رکھی تھی۔

"دکھا بھی دے۔" وہ بے چین ہوئی۔ میں نے ایک کاپی نکالی جس کے صفحے پیلے ہو رہے تھے۔ عائشہ نے بڑی بے چینی سے پکڑا اور کھول کے پڑھنے لگی۔

"یہ تو نے لکھا ہے؟" وہ منہ کھولے مجھے دیکھ رہی تھی۔

"کوئی شک؟" میں اترائی۔

"قسم کھا، کہیں سے چرایا تو نہیں۔" وہ اب بھی حیران ہی تھی۔ مجھے تو جیسے آگ ہی لگ گئی۔ اس کے ہاتھ سے کاپی کھینچی اور دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دی۔

"دفع ہو ناقدری عورت..... دل توڑ دیا۔ اب تو میرے ساتھ نہیں جائے گی۔" میں شدید غصے میں بولی تو وہ ہنس کے میرے گلے لگ گئی۔

"بدتمیز، پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اتنا اعلیٰ لکھتی ہے۔ اب تو مر بھی گئی تب بھی میں تیرے ساتھ ہوں۔" میرا دل اور سننا بھی کیا چاہتا تھا۔

ہم مل کر آنے والے دن میں آنے جانے کے لیے جوڑے ہوئے پیسے گننے لگے کہ نہ تو اس کے ابا نے دینے تھے اور نہ ہی میرے ابا کو میرے پرچا دینے نہ دینے سے کوئی فرق ہی پڑتا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"یہ کالم پڑھ زینب۔ دیکھ لڑکی کتنا اعلیٰ لکھتی ہے۔ میں چاہتا ہوں لکی بنے تو۔" ابا کمرے میں آئے اور وہی بات جو بہت پیار سے بھی کہہ سکتے تھے، انہوں نے انتہائی غصے میں میرے کانوں تک پہنچائی۔

"کون سا اخبار ہے؟" اماں تجسس سے بولیں۔

"تجھے کیا فرق پڑتا ہے جاہل عورت۔ اپنا کام کر تو۔" ابا نے سامنے کھڑی جوان اولاد کے سامنے ان کو جھاڑ پلائی۔ وہ بھی خاموشی سے سر جھکا گئیں اور میں بھی۔ ابا کمرے سے باہر نکلے تو میں نے فوراً اخبار کھولا۔

آج بھی اپنے کالم کو اخبار میں دیکھ کر اتنی ہی خوشی ہوتی تھی جتنی پہلی بار دیکھ کر ہوئی تھی۔ پہلی بار صرف ایک کوشش کی تھی۔ اب تو لماں کے ہاتھ پر پیسے رکھتی تو وہ بھی آنکھوں میں ہر چیز چھپائے رکھنے کی التجا لیے ہی دیکھتیں اور ماتھا چوم لیتی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

اور آج

"ابا میں انٹرویو دینے جا رہی ہوں۔ دیر پڑتا ہے۔ جاتے ہوئے چلی جاؤں گی مگر آتے ہوئے وہاں کہیں سے کال کر دوں گی۔ لینے آجائیں گے؟" ماتھے پہ سلوٹیں لیے ہوئے ابا کے سامنے میں سر جھکائے کھڑی تھی۔

اور ہزار شکنوں کے باوجود ابا نے آج مجھے ہلکی سی آواز میں یہ کیا کہا تھا۔ میرے لیے دھرتی ہی ہل چکی تھی۔ آنکھیں تھیں کہ جس حد تک پھیل سکتی تھیں پھیل چکی تھیں۔ اماں باورچی خانے کے دروازے کے ساتھ جڑی ڈری ہوئی نظروں سے میری طرف دیکھ رہی تھیں۔

"یہ اخبار والوں نے تیرے نام چٹھی بھیجی ہے۔ وہ تجھے دفتر بلانا چاہتے ہیں نوکری کے لیے اور لکھا ہے کہ اس بار کالم شان دار تھا۔" ابا منہ دوسری طرف کیے میری طرف چٹھی بڑھا کر بولے۔

میں پکڑتی تو کیسے..... ابا نے مڑ کے میری طرف دیکھا۔

"کب سے لکھ رہی ہے؟" میں نے ڈری ہوئی کھڑی ماں کو دیکھا اور پھر ابا کو۔

"تین سال سے۔" حلق سے آواز پھنسی ہوئی نکلی تھی۔

"کس کی اجازت سے؟" ان کا وہی رعب اور اماں کا وہی خوف۔ ابا نے ذبح کر دیا تو میرا کالم شائع کرنے والوں کو پتا بھی نہ چلے گا کہ اوپر پہنچ چکی ہے۔ افسوس سا افسوس تھا۔ میری جان نکلنے لگی۔

"میری......" میں جو خاموش کھڑی تھی اماں کی مضبوط آواز پر جھٹکے سے سر اٹھایا۔

"کیا بولی؟" ابا غصے سے ان کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔

"میری اجازت سے زینب کے ابا...... میری اجازت سے لکھتی ہے۔ میں نے ہی لکھا تھا دفتر والوں کو خط کہ اسے نوکری کی ضرورت ہے۔" اور یہ وہ لمحہ تھا جب ابا تو ابا میں بھی منہ اٹھا کے ان کو دیکھ رہی تھی جو ہمیشہ مجھے ابا کا جان نکال دینے کا خوف دلایا کرتی تھیں۔

"اور تو نے کس کی اجازت سے خط لکھا؟ کس نے دیے تجھے اتنے پر؟" مجھے ڈر تھا کہ ابا کسی بھی وقت ہاتھ اٹھا سکتے ہیں۔ تیزی سے اماں کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی۔

"بنت شہناز نے۔ میری زینب نے اور آپ بھی تو زینب کو ایسا ہی دیکھنا چاہتے تھے ناں نواز صاحب؟" اماں نے میرا وہ نام لیا جس کی وجہ سے میں اتنے سال اپنی شناخت چھپاتی رہی تھی اور جس کی وجہ سے ایک نئی شناخت ملی تھی۔

میرا اور میری ماں کا نام۔

شہناز کی بیٹی زینب۔

زینب کی ماں شہناز...... یہ وہ شناخت تھی کہ جس میں ابا کا ذرہ برابر بھی حصہ نہ تھا۔ وہ محنت تھی جس میں میری ماں کا خون بھی شامل تھا۔ وہ کہانی تھی جو میری ماں پہ بھی گزری تھی۔ وہ ہمت تھی جو میری ماں کو مجھ سے اور مجھے میری ماں سے ملی تھی۔

ابا اس وقت اپنا طنطنہ بھلائے اماں کو دیکھ رہے تھے۔ زندگی کے پچیس سال جس نے ان کے آگے پیچھے اپنا منہ بند کیے جی جی کی گردان کرتے گزار دیئے آج وہ ایک بیٹی کے لیے اپنی زبان کا قفل توڑ چکی تھیں اور یوں ڈٹ کے کھڑی تھیں کہ جینے مرنے کا فیصلہ جیسے آج ہو کر ہی رہے گا اور آج ابا کے پاس زبان نہیں تھی۔

"پیسہ کہاں سے آتا ہے؟"

آج دن تھا شہناز اور بنت شہناز کا۔ ابا ٹکر ٹکر اماں کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے اپنی چادر اتاری اور دوپٹا لے کر باورچی خانے کی طرف چلی گئی جہاں ابھی کچھ دیر پہلے اماں غائب ہوئی تھیں۔ گھر میں اس وقت سناٹا تھا۔ عورت کے حوصلے کی جیت اور مرد کی انا کی ہار کا سناٹا۔

❁......❁......❁......❁

آج "دی ڈیلی افیئرز" کی تقسیم انعامات کی تقریب تھی۔ "دی ڈیلی افیئرز" وہ اخبار ہے جہاں کالم لکھتے مجھے پانچ سال ہو چکے ہیں اور نیوز ایڈیٹر کے طور پہ کام کرتے میرا یہ دوسرا سال تھا۔

"چاچا جائیں گے؟" میرے ساتھ کھڑی عائشہ نے اپنی چادر ٹھیک کرتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے ان کی بیٹی کا نام بھی تو ہے لسٹ میں۔ انعام ملے نہ ملے پر جائیں گے۔ ایسا ہی تو دیکھنا چاہتے تھے وہ مجھے۔" آنکھوں میں جیت کا نشہ تھا اور اب تو سب بیڑیاں ٹوٹ چکی تھیں۔

اماں نے بھی اپنی چادر اوڑھی اور میری طرف آئیں۔ ہاتھ میں پکڑے کچھ نوٹ مجھ پر سے وار کر دوبارہ ہاتھ میں تھامے اور مسکرا کر میرا ماتھا چوما۔

"یوں ہی روشنی پھیلاتی رہنا زینی...... یوں جینا کہ جو نسل تیری گود میں پرورش پائے اسے فخر ہو شرمندگی نہ ہو۔ اس میں کوئی ایسا نواز نہ پیدا ہو کہ جو عورت کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہو۔ کسی شہناز نہ پیدا ہو جو زبان کو تالے لگائے رکھے۔" میں اور عائشہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرا دی تھیں۔

آج سب ہی کچھ تو میرے ہاتھ میں تھا۔

سب ہی کچھ......

❁

www.naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

قسط نمبر 1

سانسوں کے اس سفر میں

اُم ایمان قاضی

ایک لغزش بھی جس سے ممکن ہو
وہ یقیناً خدا نہیں ہوتا
تب نیا راستہ نکلتا ہے
جب کوئی راستہ نہیں ہوتا

السلام علیکم!

محترم قارئین! کیسے ہیں آپ سب؟ امید اور دعا ہے کہ بالکل ٹھیک ہوں گے۔ کافی دنوں بعد آپ سب کی خدمت میں ایک ناول کے ہمراہ حاضر ہوں۔ یہ کسی بھی ماہنامے میں میرا پہلا طویل ناول ہے۔ اس اعتماد کے لیے ادارے، مدیران اور طاہر بھائی کی مشکور ہوں اور آپ سب سے بھی امید کرتی ہوں کہ اس سفر میں میرا ساتھ دیں گے۔

اس سے پہلے بھی جب جب لکھا آپ سب کی محبت اور پذیرائی کی جس نے مزید آگے بڑھنے میں مدد دی۔ آپ کی محبت اور ساتھ رائٹر کے لکھنے کو نئی تحاریک دیتا ہے۔ اپنے اس ناول کے لیے بھی اسی محبت کی منتظر ہوں جو ہمیشہ آپ کی طرف سے میں نے پائی۔

کہانی کے بارے میں بس اتنا کہوں گی کہ زندگی کے ہر رنگ سے بجی ایک ایسی تحریر ہے جس کے کردار ہمارے اردگرد موجود ہیں جو کبھی آپ کو ہنسا دیں گے تو کبھی اداس بھی کر دیں گے۔ سانسوں کے اس سفر میں میرے ساتھ رہیے گا۔

آپ کی محبت اور دعاؤں کی طالب......اُم ایمان قاضی

اول جلوے سے چلیے میں لڑھکتی وہ ادھ کھلی آنکھوں کے ساتھ ہال میں آئی اور اماں جی کے قریب ہی ڈھے گئی۔ گٹھڑی بنی شجر کو اماں جی نے خاصی ناگواری سے گھورا تھا۔ اس سے پہلے وہ اسے کچھ کہتیں صفیہ جو بچوں میں بڑی تائی کے نام سے جانی جاتی تھیں، بڑبڑاتے ہوئے ہال میں داخل ہوئیں۔

''دیکھ لیجیے اس کے کام...... بن ماں باپ کی بچی کہہ کہہ کر آپ سب نے اس کی عادات اتنی بگاڑ دی ہیں کہ سدھرنے کے چانسز ہی ختم ہو گئے ہیں اس کے۔'' صفیہ تائی خاصے غصے میں تھیں اور تھک کر سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئیں۔ اماں جی نے ایک نظر بے سدھ پڑی شجر پر نظر ڈالی پھر رساں سے گویا ہوئیں۔

''اب کیا کر دیا اس نے؟''

''آیت کا پیپر تھا' وہ اس میں مصروف تھی' میری طبیعت اتنی خراب تھی رات کو نیند کی گولی لینی پڑی' چار دفعہ جا کر محترمہ کو کہا کہ دودھ گرم ہے ذرا سا ٹھنڈا ہو جائے تو فریج میں رکھ دے' صبح جا کے دیکھا تو پورا تین کلو دودھ گرمی کی وجہ سے دہی بنا میرا منہ چڑانے کو اس ہی جگہ پر رکھا ہے جہاں رات کو رکھا تھا۔''

''امی...... امی...... کہاں ہیں؟ آپ' یہ کیا کر دیا؟ پتا بھی ہے کہ میرا انٹرویو ہے آج اور شرٹ کا حشر دیکھیں ذرا......'' موحد چیختا ہوا اندر آیا۔ اسکائی بلیو کلر کی نئی نکور قمیص ابھی دس منٹ پہلے اس نے صفیہ تائی کو استری کرنے کے لیے دی تھی۔ انہوں نے آیت کو اسے ناشتا دینے کو کہا اور خود قمیص استری کرنے لگیں مگر یہ کیا...... وہ تو قمیص استری کر کے وہیں استری اسٹینڈ پر رکھ کے آئی تھیں مگر یہ جو قمیص اس وقت موحد کے ہاتھ میں تھی اس کے پچھلے حصے کا استری برابر کپڑا غائب تھا' کن انکھیوں سے قمیص کا حشر دیکھتی شجر کے اندر تک جیسے ٹھنڈ اترتی چلی گئی تھی۔

''مم...... مگر میں نے تو اس کو استری کر کے رکھی تھی بلکہ...... تم ایسا کرو' میں جلدی سے کوئی اور شرٹ لے کر آتی ہوں۔'' صفیہ تائی شجر کی کوتاہیوں کا سارا قصہ بھول بھال کر موحد کی قمیص لینے چل دیں۔

''یہ...... یہ جو فسادی اور شر پسند لڑکی مکار بنی بیٹھی ہے ناں...... اس کو بے وقت یہاں دیکھ کر میں ساری بات سمجھ گیا ہوں...... نو بجے تک مری رہتی ہے ہمیشہ مردوں سے شرط لگا کے۔ آج سات بجے یہاں استراحت فرما رہی ہے تو اسی کا کارنامہ ہے سارا...... آپ مان لیں میری بات۔'' موحد کی اس پر نظر پڑی تو اسے دیکھ کر وہ بری طرح چیخا۔

''مریں میرے دشمن جیلس اور بدتمیز انسان...... جب دشمنی کرو تو اس کو سنبھالنے کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے کم عقل انسان...... ابھی پرسوں میری فرینڈز کے سامنے تمہاری وجہ سے جو میرا تماشا بنا جب کیک کے ڈبے میں سے کیک کی بجائے تین مینڈک نکلے تو اب اللہ نے تمہیں اس کی سزا دے دی بس۔'' کہاں کی نیند' کیسی نیند' وہ تو کھل

Booksjaanshayari.com

https://pklibrary.com/

کرمیدان میں آ گئی۔

''دیکھ لیا اماں جی..... پھر کہتی ہیں کہ میں تنگ کرتا ہوں اس کو..... خود کو پڑھ لکھ کر کچھ نہیں دینا اس نے..... میرا تیسرا انٹرویو اس کی وجہ سے کھڈے میں جانے والا ہے..... نہیں مانتیں آپ اس کی شیطانیوں کو..... اب تو ثبوت مل گیا آپ کو۔'' وہ چمک کر اماں جی کے سامنے جلی قمیص لہراتا ہوا بولا۔

''شجر.....'' اماں جی خاصی سنجیدہ تھیں اور اماں جی کے اسی انداز سے اس کی جان جاتی تھی۔

''اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اماں جی' یقین کریں تائی جان نے آوازیں لگا لگا کر سر کھا رکھا تھا میرا کہ اٹھ جاؤں..... اٹھ جاؤ' میں تو دوبارہ سونے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈ رہی تھی' ان سے چھپ کر..... وہ تو راستے میں مجھے شکار..... ہم..... میرا مطلب ہے اس کی شرٹ نظر آ گئی بس۔'' اماں جی کی آنکھوں سے ہویدا ناراضی سے وہ گڑبڑائی۔

''ابھی پرسوں والے واقعے کا درد دل میں آگ لگائے ہوئے تھا' بس مجھ سے انتقام میں ہو گیا' اس سے کہیں..... یہ ایسی حرکتیں کرے گا مجھے ستانے کو تو اس سے ڈیل برداشتہ کرنا پڑے گا' آپ جانتی تو ہیں ناں کہ میں نہ تو کسی کی غلط بات اور حرکت برداشت کرتی ہوں نہ اپنے ساتھ کسی غلط کرنے والے کو معاف کر سکتی ہوں۔'' جذبات میں اس نے اماں جی کا بازو زور سے ہلایا جسے انہوں نے ناراضی سے اس کی گرفت سے چھڑایا۔

''اس نے بہت غلط کیا موحد.....'' ان کی بات پر شجر نے ایک کینہ توز نظر موحد کے لٹکے چہرے پر ڈالی مگر اماں جی کی اگلی بات پر اس کا اپنا موڈ دوبارہ بگڑ گیا تھا۔

''میں شرارت کو برا نہیں سمجھتی لیکن بدتمیزی مجھے پسند نہیں۔ جس کا آغاز تمہاری طرف سے ہوا' یہ سب کچھ اس کا ردعمل تھا یا تو ایک دوسرے کو معاف کر دیا کرو یا پھر اپنی ایک ایک ماہ کی پاکٹ منی جمع کرا کے سارے بہن بھائیوں کو ٹریٹ دو..... یہی سزا ہے تم دونوں کی۔''

''معاف کیا۔'' دونوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ اماں جی نے اپنی بے ساختہ مسکراہٹ چھپائی۔

''بس تو ٹھیک ہے موحد..... تم جلدی کرو' انٹرویو کے لیے لیٹ ہو رہے ہو۔''

''اوہو..... اس فساد کے چکر میں میں انٹرویو تو بھول ہی گیا تھا۔'' سر پر ہاتھ مارتا وہ جلدی سے باہر بھاگا۔ شجر نے شکایتی نظروں سے اماں جی کو دیکھا۔

''اور تم..... جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر ناشتا کرو اور میرے پاس آؤ' تمہاری لاپروائی کی وجہ سے آج اتنا نقصان ہو گیا۔ اس کی سزا یہ ہے کہ آج حمیدہ کے ساتھ سارے گھر کے کپڑے تم نے مل کر دھلوانے ہیں بلکہ خشک کپڑوں کو صرف تم نے ہی تہہ لگا کر سب کے ٹھکانوں تک بھی پہنچانا ہے۔''

''اف مارے گئے۔'' وہ صدمے کے مارے ایک بار پھر ان کے پاس ڈھیر ہو گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

''کیا بات ہے شہزادے' کئی دن سے دیکھ رہا ہوں بیٹھے بیٹھے کسی سوچ میں گم ہو جاتا ہے' کام کرتے کرتے مسکرانے لگتا ہے..... کچھ تو دال میں کالا ہے..... اب ہم سے بھی چھپائے گا لالے؟'' حسن مسکراتے ہوئے اس کے قریب آیا اور میز کو چابی سے بجا کر سوچ میں ڈوبے عبدالحنان کو متوجہ کیا' وہ ایک دم چونکا اور پھر دھیما سا مسکرایا۔

''کچھ نہیں ہے یار' بس نانی یاد آ رہی ہیں کچھ دنوں سے۔'' حسن کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

''اللہ کو مان عبدالحنان..... مانا کہ تو نانی سے بے حد پیار کرتا ہے مگر بیٹا ہم نے بھی دنیا دیکھی اور پرکھی ہوئی ہے

اور یہ جو دس بارہ بال اس گھنے سر میں سفید نظر آ رہے ہیں ناں یہ خشکی و سکری یا غلیظ شیمپو کا نتیجہ نہیں ہے یار دھوپ والے سفید بھ نہیں ہیں بھئی۔" اس کے مضحکہ خیز بیان پر وہ ہنس دیا پھر کچھ سوچ کر بولا۔

"تم نے جان چھوڑنی نہیں ہے لیکن بتانے کو کچھ ہو تو بتاؤں۔ ادھر نانی میری شادی کے لیے اتاؤلی ہو رہی ہیں اور یہاں ایک ماہ جبین تیرے یار کا دل لے گئی ہے..... کچھ اتہ نہ پتا بس ایک دو بار کی جھلک نے ہی دل کی حالت بدل دی ہے۔" وہ دھیمے سے ہنسا۔ حسن جتنا حیران ہوتا اتنا کم تھا۔

"تُو تو فرسٹ سائیٹ ایٹ لو پر یقین ہی نہیں رکھتا تھا' یاد نہیں اشعر سب سے زیادہ تیرے مذاق کا نشانہ بنتا تھا یونی میں اس حوالے سے..... مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا..... چل دیکھ ہی لیا تھا تو کوئی نام اتہ پتا بھی پوچھ لیتا اللہ کے بندے۔"

"بس یار..... انسان کی زبان سے نکلے لفظ ہی بعض دفعہ اس کی زندگی میں ایسے اچانک شامل ہو جاتے ہیں کہ حیران ہونے کا وقت ہی نہیں ملتا۔ میں جوان باتوں کو لغو اور خرافات جانتا رہا ہوں۔ خود اپنی کیفیت پر حیران ہو رہا ہوں۔ ایک بار اس کا ٹکراؤ فن فیئر میں ہوا مگر اسے اپنی وقتی پسندیدگی جانا میں نے' دوسری بار پھر مارکیٹ میں جو پرفیوم مجھے چاہیے تھا' وہی اسے تھوڑی سی تکرار کے بعد میں نے اسے لے جانے دیا اور اب..... اب گزشتہ کئی روز سے اسے پورے شہر میں تلاش رہا ہوں تو نا اتفاقی سی ٹکرانے والی وہ حسینہ ایسی گم ہوئی ہے کہ اتفاق پیدا کرنے کی کوشش میں بھی نہیں مل پا رہی۔" گہری سانس لیتے ہوئے اس نے بیسوی صدی کی محبت کی انوکھی اور عجیب داستان سنائی۔

"ہیں.....! یہ تو بڑی مشکل بات ہو گئی یار' اب اسے کہاں ڈھونڈے گا تو؟" حسن حیرت کے شدید جھٹکے سے نکلتے ہوئے ہونق پن سے بولا۔

"اللہ ہم سے کوشش اور لگن مانگتا ہے' باقی نیت کا پھل اور کوشش کا نتیجہ تو وہی دیتا ہے' مجھے اپنے جذبوں کی شدت پر یقین ہے..... وہ مجھے ضرور ملے گی۔"

"چل پھر میری دعا ہے کہ تیرا یہ یقین ضرور کامیاب ہو اور وہ تجھے ضرور ملے۔ اب اسی خوشی میں کون سے ہوٹل میں لے کر چل رہا ہے مجھے۔" پورے خلوص سے کہتا حسن آخر میں شرارتی ہوا۔

"کوئی بھی بات ہو اس کا سہرا تیرے نیدے پن سے نہ جڑے ایسا تو ہو ہی نہیں سکتا۔ چل آج تیرا دن ہے جدھر کہتا ہے' ادھر چلتے ہیں۔" عبدالحنان ہنستے ہوئے اٹھ کر بولا تو حسن بھی خوش ہوتا ہوا ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔

"او جیتا رہ میرا شیر..... غریبوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا..... دل کی مرادیں پائے گا۔"

"ہاں دو تین اور تجھ جیسے مزید فقیر پیدا ہو گئے تو چل گئی دنیا۔" دونوں ہنستے ہوئے باہر نکل آئے تھے۔

❁ ..... ❁ ..... ❁ ..... ❁

کالج میں اپنے مخصوص گوشے میں وہ چاروں اس وقت موجود تھیں۔

"تمہارے بھی کتنے مزے ہیں ناں فجر..... جو دل کرے اور جب دل کرے' اسی وقت کر لیتی ہو' ایک ہم ہیں سانس بھی اماں جاں سے پوچھ پوچھ کر لینی پڑتی ہے۔" وہ موجود تھی دادی کی سب سے چھوٹی پوتی۔

"اوہ..... ان باتوں کے لیے ایک عمر پڑی ہے یہ سوچو کہ آج میری برتھ ڈے پر آنے کے لیے کیا پلان کر رہی ہو؟" فجر نے بیل کا غبارہ پھوڑتے ہوئے جہاں آرا کی لڑکیوں کو اصل مسئلہ یاد دلایا جو اس وقت کا سب سے اہم پہلو تھا۔

''شعیرہ بھی پہنچ رہی ہیں آج ہوسٹل سے گھر' گھر میں سب ایکسائیٹڈ تھے' وہ تو میں تم لوگوں کے لیے آ گئی کالج کہ کچھ ایسا مل کر سوچ لیں کہ تم لوگ بھی اس میں شامل ہو سکو۔'' فجر پُرجوش سی بولی۔

''اور ایسا کیا سوچیں یا ایسا کیا کہا جائے کہ اماں جان سے کہ فوراً ہمیں تمہارے ہاں بھیجنے پر رضامند ہو جائیں' کیونکہ تم لوگوں کے گھر کا نام سنتے ہی ان کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پڑ جاتی ہیں' سالگرہ کا بتا دیا تو سیدھا سیدھا کفر کا فتویٰ لگ جائے گا تم لوگوں پر..... ہم پر تو اپنے متعین کردہ اصولوں کو لاگو کر کے انہوں نے ہماری سوچوں تک کو زنگ لگا دیا ہے۔'' وہ آمنہ تھی' اُمت سے بڑی' جبین کو فجر کے گھر جانے کے لیے کوئی کارگر بہانہ تو چاہیے تھا مگر وہ کیا ہونا چاہیے' یہ نہیں ذہن میں آ رہا تھا۔

''ہمم..... تو سکھیو فجر منور اور اپنی عزیز از جان سہیلیوں کے کام نہ آئے' ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ تم لوگ ایسا کرنا.....'' فجر کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد ان کے بالکل قریب آئی اور سرگوشیوں میں بتانے لگی۔

''مگر فجر کیا گارنٹی ہے اس بات کی کہ وہ مان جائیں گی۔ وہ ایسا بھی پسند نہیں کرتی تھیں کہ تمہاری بیماری یا تمہارے ساتھ ہونے والے حادثے کا سن کر تڑپ جاتیں اور ہمیں تمہارے گھر پہنچنے پر راضی بھی ہو جائیں۔'' دریشہ جواب تک چپ بیٹھی تھی' چمک کر بولی آمنہ نے بھی ہاں میں ہاں ملائی۔

''تو اور کیا بلکہ وہ تو شکر ادا کریں گی کہ چلو جان چھوٹی آخر کو ان کے نزدیک تمہارے گھر کی لڑکیوں سے دوستی ہی ہماری صحبت خراب کر رہی ہے۔''

''اچھا..... سہیلیو' تمہاری فجر کی زنبیل ایسے کئی بہانوں سے ہمہ وقت بھری رہتی ہے جو تمہاری خرانٹ دادی کو منٹوں میں زیر کر ڈالیں..... اب چل پیریڈ کا ٹائم ہو گیا ہے اور مسز واجد تم لوگوں کی دادی سے کم نہیں چنگیز خانی ہیں' اس کے بعد آ کر باقی پروگرام سیٹ کرتے ہیں۔'' فجر نے حتمی انداز میں کہا۔ باقی تینوں لڑکیوں نے اس کی پیروی کی اور چاروں اگلے پیریڈ کی گھنٹی بجنے سے پہلے ہی اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

❁.....❁.....❁.....❁

''ہیلو گرلز..... کیا ہو رہا ہے؟'' نک سک سے تیار منتہا نے ان بہنوں کے مشترکہ کمرے میں داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔

''ہمیں چھوڑو..... تم چھیل چھبیلی بنی کہاں سے آ رہی ہو اور کہاں کی تیاری ہے اب؟'' آمنہ نے رشک سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''خالہ کے گھر سے آ رہی ہوں اور اب فجر کی سالگرہ پر جانے کی تیاری ہے۔'' بے نیازی سے کہہ کر وہ کرنے میں لگے چھوٹے سے آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی اور تنقیدی نظروں سے اپنا جائزہ لینے لگی۔ یہ دیکھے بغیر کہ اس کی اس بے نیازی پر ان تینوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے تھے اور ابھی ابھی اندر آتی مومنہ نے بھی خاصی حیرت سے اسے دیکھا تھا۔

''پھر..... چل رہی ہو یا میں چلی جاؤں اکیلی ہی؟'' بالوں کی لٹ کو انگلی پر لپیٹتی وہ ایک ادا سے ان کے پاس آئی۔

''آ..... ہاں تاکہ واپس گھر آنے پر ایک مشترکہ تختہ دار ہم سب کا منتظر ہو۔'' آمنہ نے جل کر کہا۔

''ویسے منتہا اچھی رہی سب سے..... جتنی چاہے باتیں' ڈانٹ' پھٹکار اور مار کیوں نا سہہ لے پر کرتی وہی ہے جو اس کا دل کرتا ہے..... حالانکہ وہی رویہ تو ہم سب کے ساتھ بھی روا رکھا جاتا ہے تو ہم کیوں نہیں بہادر بنتے اس کی

طرح..... اب دوستی بھی ہے اور رشتہ داری بھی فجر کے ساتھ' مگر پہرے داری ایسی ہے ہم پر جیسے خدانخواستہ کوئی غلط کام یا غلط بندے سے ملنے جارہے ہوں۔'' مومنہ نے حسرت سے منتہا کو دیکھ کر کہا' جس نے ڈھٹائی سے مسکرا کر یہ تعریف وصول کی۔ اسی پل سلطانہ بیگم جو دادی کے بعد اس گھر کی کرتا دھرتا تھیں۔ افتاں وخیزاں کمرے میں داخل ہوئیں۔

''تم لوگوں کی دادی کی طبیعت خراب ہورہی ہے۔ آستانے کی زیارت پر جانا چاہ رہی ہیں فوری' اجمل کو فون کردیا ہے گاڑی لے کر آرہا ہے وہ..... تمہارے ابا اور چچا آئیں تو بتادینا اور کھانا بھی دے دینا ان کو۔'' عجلت میں وہ ان کو ہدایات جاری کرتی پلٹ رہی تھیں جب بنی سنواری منتہا پر ان کی نظر گئی۔

''تم کس خوشی میں اتنی لیپا پوتی کر کے بیٹھی ہو؟ پتا بھی ہے کہ اماں جہاں کو ایسی حرکتیں قطعاً ناپسند نہیں اور نہ ہی کنواری بچیوں پر جچتی ہیں ایسی خرافات۔'' ان کے لہجے میں خاطر خواہ ناگواری در آئی تھی۔

''ارے تائی جان..... آپ کی اماں جہاں کو تو لڑکیوں کا سانس لینا بھی نہیں پسند' تو ہم سانس لینا بھی چھوڑ دیں کیا؟ ویسے آپ کی تسلی کے لیے بتادوں کہ میری دوست کی برتھ ڈے ہے آج' وہاں جارہی ہوں' آپ کی اماں جہاں کو بھی بتادیا تھا صبح۔'' منتہا نے سلطان بیگم سے اتنی دیدہ دلیری سے کہا کہ ساری لڑکیوں کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں۔

''تمہارا تو کوئی پکا بندوبست کرنا پڑے گا بی بی ورنہ بغاوت کی جس راہ پر تم چل رہی ہو اس پر کل اس گھر کی دوسری لڑکیاں بھی بے حیائی کو ہم جولی بنالیں گی' یہ ہمیں منظور نہیں اور مہربانی کر کے ان پر نظر کرم کم ہی کیا کرو ایسا نہ ہو کہ سزاوار تم ہو اور بھگتنا ان سب کو پڑے..... آجائیں واپس تو اماں جہاں سے بات کرتی ہوں تمہاری بھی۔'' دانت پیس کر وہ کہتی چل دی تھیں۔

''اف میرے اللہ..... یہ بہادری کے سبق بہت مشکل ہیں بھئی ہم جیسے کمزور دل نہیں پڑھ سکتے۔ ابھی لگا دیتیں نہ اماں ایک ایک تو ہوش ٹھکانے آجاتے۔'' آمنہ جھرجھری لے کر بولی۔

''ویسے لڑکیو..... موقع اچھا ہے میں تو کہتی ہوں ملکہ عالیہ کی سواری باد بہاری کے چلے جانے کے بعد چلی چلو..... تایا' چچا لوگ تو بہت دیر سے آئیں گے' تب تک واپس بھی آجائیں گے اور اگر کوئی جلدی آ بھی گیا تو کوئی بہانا کردینا۔''

''نن..... نہیں ہم نہیں جاتے..... اماں جہاں زندہ گاڑ دیں گی ہمیں۔'' آصفہ نے فوراً انکار کیا مگر مومنہ بول اٹھی۔

''منتہا ٹھیک کہہ رہی ہے' ان لوگوں کو نکلنے دو' ہم سب بھی چلتے ہیں' جو ہوگا دیکھا جائے گا۔'' اس کے حتمی انداز پر منتہا مسکرائی اور اسے باقاعدہ تھپکی دی۔

''شاباش..... یہ ہوئی ناں شیرنی والی بات۔''

''چلو ٹھیک ہے..... ہم بھی چلتے ہیں..... گفٹ کیا دیں؟'' پروگرام کے طے ہوتے ہی لڑکیوں کو نئی فکر لاحق ہوگئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

اور واقعی محفل کو اس وقت چار چاند لگ گئے تھے جب وہ پانچوں فجر کی سالگرہ کے فنکشن میں آئی تھیں' لڑکیاں تو خوش ہوگئی تھیں' اماں بی نے جب گلے لگا کر سب کو پیار کیا اور بہت شفقت سے پیش آئیں تو ان کے دل میں جیسے

https://pklibrary.com/

وہ محبت ٹھنڈک بن کر اتر گئی تھی۔

''مجھے خوشی ہوئی کہ تم سب آ گئیں لیکن مجھے اچھا نہیں لگا کہ تم لوگ ایسے آپا جان کو بتائے بغیر آ گئی ہو..... بچو یہ جو بڑے بزرگ ہوتے ہیں ناں ان کی باتوں اور نصیحتوں میں ہزار ہا سالہ تجربات کا نچوڑ شامل ہوتا ہے' وہ جو بھی کہتے ہیں آپ کے بھلے کے لیے کہتے ہیں' ہوسکتا ہے الفاظ کچھ سخت استعمال کر جاتے ہوں ماں باپ' روپے بھی بعض دفعہ ناخوشگوار اپنا لیتے ہوں وہ لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ دنیا میں ماں باپ سے بڑھ کر آپ کا بھلا کوئی بھی نہیں چاہ سکتا۔'' مومنہ جوان میں سب سے زیادہ ڈرپوک تھی نے جیسے ہی بتایا کہ وہ لوگ پہلے تو دادی جہاں سے اجازت لینے کا ہی سوچتے رہ گئے اور اب جب وہ سلطانہ کے ساتھ آستانے کی زیارت کو گئی تھیں تو وہ لوگ چوری چھپے یہاں آ گئیں اور اماں جی کے اس طرح کہنے پر سب سے زیادہ شرمندہ بھی مومنہ ہی ہوئی تھی۔

''اماں جی..... واقعی آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں' ہم سے غلطی ہوگئی آئندہ ہم ایسا کچھ نہیں کریں گے۔''

''جیتی رہو' با ادب ہمیشہ بانصیب ہوتا ہے بیٹا..... چلو بھئی فجر یہ باقی ہلا گلا کسی اور وقت کے لیے رکھ چھوڑو اور جلدی سے کیک کاٹو تاکہ بچے گھر کے مردوں اور آپا جان کے گھر پہنچنے سے پہلے گھر جا سکیں۔'' اماں جی نے باتیں بگھارتی فجر کو بلا کر کہا۔

کافی دیر سے آمنہ کو نظر میں رکھے ہوئے ایان جو اس کو متوجہ کرنے کی کوشش میں تھا بالآخر آمنہ کی نظر اس پر پڑ ہی گئی تھی مگر اس کے اشارے کو نظر انداز کر کے وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگی اور قصداً اپنا دھیان کیک کاٹتی فجر کی طرف کر لیا۔ وہ کب اتنی بہادر تھی کہ محبت جیسی مشکل راہ گزر کا انتخاب کرتی وہ بھی جہاں منزل کی پروردہ ہوتے ہوئے' جہاں سانس بھی دادی جہاں کی مرضی سے لینے کی اجازت تھی اور دل کا کیا ہے وہ تو ہر مشکل راہ' ہر اچھی چیز' ہر اچھے روپے کی طرف لپک لپک جاتا ہے۔

''ان اشاروں کنائیوں سے آپ کی بات نہیں بننے والی مائی ڈیئر برادر' نہ ہی یہ حسین لڑکیاں جو جتنی خوب صورت ہیں اتنی ہی ڈرپوک اور عقل سے پیدل بھی' آپ کے فضول اشاروں سے پلٹنی والی نہیں میری خدمات تو شامل ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے بات بن بھی جائے.....'' شجر نے ایان کو فوراً تاڑ لیا اور لوازمات سے بھری اپنی پلیٹ اس کے قریب لے آئی اور مجنوں بنے ایان کے کان میں گھسی جو آمنہ کے ہر بار کے ایسے ردعمل کے بعد دل مسوس کر رہ جاتا تھا کہ جتنا وہ لڑکی اس کو پسند تھی اتنا ہی وہ اس سے کنی کترا رہی تھی۔

''تم.....! کک..... کون سی لڑکی..... پتا نہیں کیا کہہ رہی ہو شجر؟'' وہ گڑبڑا کر بولا تو شجر نے مکاری سے اپنی آنکھیں پٹپٹائیں۔

''ٹھیک ہے بھائی نہ مانو..... مگر یاد رکھنا کہ یہ شجر ہی آپ کے کام آنے والی ہے مستقبل میں۔'' مٹک مٹک کر چلتی وہ فجر کے گروپ کے پاس چل دی جہاں پر جہاں منزل کی لڑکیاں اب اماں بی سے اجازت لے رہی تھیں گھر جانے کی۔

''ویسے اماں جی..... بچیوں پر اتنی سختی بھی اچھی نہیں ہوتی کہ وہ بغاوت کا راستہ دیکھ لیں' اب یہی دیکھ لیں کہ منعہا کی باتیں اور عادات کسی حد تک عجیب سی ہوگئی ہیں' اپنے گھر والوں کے لیے اس کا رویہ خاصا تضحیک آمیز ہوتا ہے اور باقی لڑکیاں کتنی ڈری سہمی سی رہتی ہیں بیچاری۔'' صفیہ تائی نے ان کے جانے کے بعد تبصرہ کیا۔

''بس بچے..... ہر گھر کے کچھ طور طریقے ہوتے ہیں اور ہر گھر کے بڑے اپنے مزاج اور ماحول کے مطابق اپنے خاندان کے لیے کچھ دستور بناتے ہیں' آپا جہاں شروع ہی سے سنجیدہ اور لیے دیئے رکھنے والی شخصیت تھیں'

https://pklibrary.com/

پھر یہاں بیاہی گئیں تو یہ لوگ ذرا پرانے خیالات کے تھے ان کے ماحول میں رچ بس کر خود ہی ایسی ہو گئیں' بہو بھی اپنے مزاج کے مطابق ہی لائیں' ایک بیٹے نے مرضی سے شادی کی تب سے مزاج میں اور ہی قسم کی سختی آ گئی..... بس اب کیا کہیں۔'' اماں جی نے ٹھنڈی سانس بھری۔

''لگتا ہی نہیں کہیں سے کہ آپ دونوں سگی بہنیں ہیں۔'' صفیہ تائی نے اپنی حیرت کا ایک بار پھر برملا اظہار کیا اور اپنے ان خیالات کو وہ جب جب جہان منزل کا چکر لگتا یا ادھر سے کوئی یہاں آتا' تب ضرور کیا کرتی تھیں۔

''ہماری اماں جی جیسا کہ دنیا میں کوئی نہیں ہے..... دی لولیسٹ اینڈ دی سوئیٹسٹ گرینڈ مدران دا اولڈ.....'' فجر نے آ کر چٹاپٹ ان کو پیار کیا۔

''ارے بھئی' ہمیں نہیں پسند ایسی چھچھوری حرکتیں۔'' انہوں نے فجر کو خود سے دور ہٹاتے ہوئے کہا پھر سب پر نظر ڈال کر بولیں۔

''یہ بشریٰ کہاں ہے نظر نہیں آ رہی؟''

''سفر کیا ہے ناں اماں جی تو تھک گئی تھی سونے گئی ہے۔''

''اچھا اچھا ٹھیک ہے آرام کر لے تھوڑی دیر۔'' وہ سر ہلاتے ہوئے بولیں۔

''ہائے فجر..... اتنے سارے گفٹ' نجانے میری سالگرہ کیوں اتنی دیر سے آتی ہے اور جلدی واپس چلی جاتی ہے۔'' شجر نے آہ بھر کر کہا۔

''کیا کہنے اس ندیدی لڑکی کے..... حالانکہ ابھی تین ماہ پہلے ہی سالگرہ منا کر بیٹھی ہے محترمہ اور پورے شہر سے تو گفٹ بٹورے تھے اس نے۔'' موحد جل کر بولا۔

''تم بس جلتے رہنا جل ککڑے..... رنگ بھی دیکھو کیسا سیاہ ہو گیا ہے دوروں کی خوشیوں سے جل جل کر..... سیانے کہہ گئے ہیں کہ اچھی سوچ کا اثر نور بن کر اور بری سوچ کا اثر شیطانیت اور خباثت بن کر منہ پر ٹپکتا ہے' سوچ اچھی رکھا کرو رنگت میں افاقہ ہو گا۔'' وہ اس کے سانولے رنگ پر چوٹ کرتی ہوئی بولی۔

''اچھا..... اچھا میں بھی سوچتا تھا کہ کیا ہوتا جا رہا ہے اس لڑکی کو..... کھانا' پینا بھی اچھا ہے پہننا اوڑھنا بھی پھر بھی ہمہ وقت ایک خبیث خبیث سا تاثر کیوں رہتا ہے تمہارے چہرے پر.....''

''تم دونوں اپنی چونچیں بند کرو تو میں کچھ بتانا چاہ رہی تھی اماں جی کو۔'' فجر بیزاری سے بولی۔

''اماں جی..... ایک آئیڈیا ہے میرے پاس..... کیوں نہ ہم مومنہ کو اس گھر کی بہو بنا لیں' وہ میری بہت اچھی دوست ہے' ہم نے اپنے بھائیوں کی شادیاں کہیں تو کرنی ہیں ناں تو یہاں کیوں نہیں؟'' شجر اور موحد کے چپ ہو جانے کے بعد وہ پُرجوش سی بولی۔

''ایویں ہی..... اس گھر کے لڑکے کوئی فارغ لگتے ہیں تمہیں جو جہاں منزل کے نمونوں کو اپنی زندگی کا ساتھی بنانی کا سوچیں..... توبہ کرو بھئی' مجھے تو اس لسٹ سے خارج کر دو۔'' موحد نے تڑپ کر کہا' فجر کو بہت برا لگا۔

''ایسے تو مت کہیں بھائی..... وقت آنے پر آپ کی پسند بھی دیکھ لیں گے ناں۔''

''مجھے ابھی شادی نہیں کرنی..... اس لیے براہ مہربانی اپنے مشورے اپنے پاس ہی رکھو' کبھی صحیح وقت پر صحیح مشورہ نہ دینا ہمیشہ وقت سے بہت پہلے اور بہت بعد ہی ہانکنا۔'' ایان تو کہہ کر کمرہ ہی چھوڑ گیا۔

''ہیں.....! ان کو کیا ہوا.....؟'' فجر نے حیرت سے کہا تو شجر نے کندھے اچکا دیئے' جب کہ اماں جی کسی بہت گہری سوچ میں چلی گئی تھیں۔

https://pklibrary.com/

❁.....❁.....❁.....❁

"یہ میں کیا سن رہی ہوں لڑکی کہ تمہاری گستاخیاں دن بدن بڑھتی رہی ہیں؟" اماں جہاں کی اس سنجیدگی سے سب کی جان جاتی تھی سوائے اس لڑکی کے جو بے نیازی سے ادھر ادھر دیکھتی ان کی بات پر ان کی طرف متوجہ ہوئی۔

"روٹین کا ہی ہے سب کچھ گھر میں..... اب ہر وہ بات اور کام جو میرے لیے عام سا ہے وہ آپ کے نزدیک کسی جرم کی اہمیت رکھتا ہے تو اس میں میرا قصور کہاں..... بتایئے کون سی گستاخی سرزد ہوئی اب کی بار؟" اس کے جواب پر اماں جہاں کے ماتھے پر بے شمار بل پڑ گئے تھے۔

"زبان چاہے تو انسان کو تخت پر بٹھا دے اور زبان کے ہی کرم سے انسان تختہ دار پر چڑھ جاتا ہے اور بعض دفعہ تو یہ زبان ایسے منہ کے بل گراتی ہے کہ انسان دھول چاٹنے کے قابل بھی نہیں رہتا' تمہاری زبان و انداز گھر کے باقی بچیوں پر برے اثرات چھوڑے' یہ ہم کبھی گوارا نہیں کریں گے..... خیر تمہیں بلایا اس لیے تھا کہ تمہیں منع کیا گیا تھا کہ نصرت کے گھر سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے تو کیوں جاتی ہو وہاں؟ تمہاری ماں کی شکل آنکھوں میں پھر جاتی ہے ہماری ورنہ تمہارا وہ حشر کریں کہ یاد رکھو عمر بھر۔" وہ بول نہیں غرا رہی تھیں۔

"آپ کا تعلق واسطہ نہیں ہوگا ان سے میرا تو ہے ناں اماں..... خالہ لگتی ہیں وہ میری' پچھلے دنوں پاؤں میں چوٹ لگنے کے باعث بستر پر تھیں تو میں چلی جایا کرتی تھی ان کے گھر..... اب جب سے وہ ٹھیک ہوئی ہیں پھر گئی ہی نہیں میں' پتا نہیں کون آپ کو یہ غلط سلط پٹیاں پڑھاتا ہے اور دیکھا جائے تو آپ کے ایسا کہنے سے یا میرے وہاں نہ جانے سے میرا ان سے رشتہ تو ختم نہیں ہو جائے گا ناں۔" حسب عادت اس نے بحث شروع کر دی تھی۔

"لیکن کس رشتے کو قائم رکھنا ہے اور کس رشتے سے منہ موڑے رکھنا ہے اس کا فیصلہ ہم کرتے ہیں اس گھر میں' اس لیے اس کام کو ہمارے لیے رکھ چھوڑو پڑھائی لکھائی میں تمہاری دلچسپی ہے نہیں' گھر کے کاموں میں تمہاری دلچسپی صفر ہے' عنایت بی بی کے ذمہ لگا دیا ہے وہ صبح تمہیں لے بھی جائیں گی اور چھوڑ بھی جائیں گی تم ان سے کپڑے سلائی کرنے سیکھنے جا رہی ہو کل سے۔ ہنر بھی ہاتھ آئے گا اور مصروفیت ملے گی تو بہت سی فالتو باتوں اور کاموں سے بھی بچ جاؤ گی..... جا سکتی ہو اب ہمارے وظائف کا وقت ہوا جاتا ہے۔" تحکم سے کہہ کر انہوں نے میز پر رکھی جائے نماز بچھانا شروع کر دی۔ ملہا پیر پٹختی وہاں سے باہر نکل گئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"کیا بات ہے امی..... آپ کی بھانجی محترمہ نظر نہیں آ رہیں کچھ دنوں سے' سب خیر تو ہے ناں؟" بہت دن سے دل میں اٹکا سوال وہ لبوں پر لے ہی آیا آج۔

"منع کر دیا ہوگا بڑی بی نے....." اس کی ماں نے بٹن ٹانک کر دانتوں سے دھاگا توڑا اور شرٹ اس کے ہاتھ میں پکڑائی۔

"نہیں..... ڈرتی وڑتی تو وہ دنیا میں خیر کسی سے بھ نہیں..... طبیعت نہ خراب ہو اس کی؟" اس کے تشویش بھرے لہجے کو نصرت نے بغور دیکھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پر بٹھایا اور خود سامنے بیٹھ گئیں۔

"دیکھو عبدالمعیز..... ملہا میری بہن کی بیٹی ہے اور مجھے بہت عزیز بھی ہے لیکن تم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے میرے لیے' جو کچھ تم چاہتے ہو ویسا ہونا ناممکن ہے اس لیے اپنی سوچ کی سمت ابھی سے تبدیل کر لو تو بہتر رہے گا۔"

"کیوں..... کیوں امی؟ دنیا میں کوئی بھی چیز ناممکن نہیں ہے اگر لگن اور کوشش میں خلوص اور ایمان داری شامل

https://pklibrary.com/

ہوتو..... کیا کمی ہے مجھ میں جو مجھے منتہا کے لیے وہ قبول نہیں کریں گے۔'' وہ یک دم جذباتی ہوا۔

''اس انٹرویو سے تو مجھے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔ جاب ملنی کی پوری امید ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کا کچھ اور سوچیں آپ پیغام لے کر چلی جایئے ناں۔'' اس نے اصرار کیا تو وہ کچھ دیر غور سے اسے دیکھتی رہیں پھر اس کے خاموش ہونے پر رسان سے بولیں۔

''خواب دیکھنا اچھی بات ہے' یہ انسان کو اس کی منزل تک پہنچنے کے لیے کمک فراہم کرتے ہیں مگر ایسے خواب جن کی تعبیر ناممکن ہو ان کو آنکھوں میں بسنے ہی نہیں دینا چاہیے..... ورنہ ان کو پانے کے لیے کبھی کبھار آنکھیں بھی قربان کرنی پڑتی ہیں' منتہا کی دادی نے عمر بھر تمہاری خالہ سے بات تک کرنا گوارا نہیں کی..... محاورتاً نہیں حقیقت میں اس سے پردہ کرلیا کرتی تھیں' جانتے ہو کیوں.....؟'' ان کا لہجہ تھوڑا سا تیز ہوا' وہ سنجیدگی سے ان کو دیکھ رہا تھا۔

''کیونکہ تمہارے نانا اور بیچارے ابا کی روزی روٹی کا سلسلہ گانے بجانے سے جڑا ہوا تھا۔ بہت عمدہ ستار بجاتے تھے وہ..... ہمیں تو ان کے کام پر کبھی شرمندگی نہیں ہوئی مگر منتہا کے ابا کی تمہاری خالہ سے پسند سے شادی پھر ستار نواز کی بیٹی سے شادی نے انہیں تو ان کی انا نظروں میں کم ہی قصوروار ٹھہرایا' معتوب تو وہ مرحوم ٹھہرائی گئی تھی' اسے اس گھر میں رہنے کی اجازت بھی اس شرط پر ملی تھی کہ وہ بھی اپنے والد اور مجھ سے رابطہ نہیں رکھے گی حالانکہ ابا نے خود اپنے ہاتھوں سے یہ شادی کروائی تھی' بھاگ کر بہن گئی تھی میری بہن مگر عمر بھر ان کی بات مان کر بھی وہ اس عورت کی نظر میں وہ درجہ اور مقام حاصل نہ کرپائی جو ایک بہو کا حق ہوتا ہے اور تم مت بھولو کہ اس گھر میں ہر فرد کی زندگی کا ہر فیصلہ اماں جہاں کرتی ہیں اور جس عورت کو منتہا کا اس گھر میں آنا تک نہیں پسند وہ اسے کیسے میری بہو بنا سکتی ہے؟ ہم عمر بھر اس کی شکل دیکھنے کو ترستے رہے..... کاش کہ ماں باپ شادی جیسے اہم فیصلے کے وقت یہ سوچ لیا کریں کہ کیا ان دو خاندانوں کے ماحول کے بیچ میں موافقت بھی ممکن ہے یا نہیں..... اگر نہیں تو بھلے لڑکا اور لڑکی کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں اس رشتے کو چھوڑ دینا ہی مناسب رہتا ہے' کیونکہ جیسا ہمارا معاشرہ اور اس کا سیٹ اپ ہے' لڑکی کو شوہر سے زیادہ گزارا اس کے خاندان کے ساتھ کرنا پڑتا ہے۔'' وہ آزردہ ہوئیں' عبدالمعیز صوفے سے اٹھ کر ان کے قدموں میں آن بیٹھا اور ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر ایک آس سے بولا۔

''آپ کی سب باتیں سو فیصد ٹھیک اور سر آنکھوں پر مگر ایک وعدہ کریں کہ میری جاب ہوتے ہی ایک بار تو ضرور جائیں گی وہاں میری اس خواہش کو اپنے دامن میں لے کر..... ہوسکتا ہے گزرے وقت نے ان کی سوچ میں کچھ نرمی پیدا کردی ہو۔''

''ٹھیک ہے..... جاب تو ہو جانے دو' دیکھیں گے ویسے مجھے منتہا کی باتوں سے لگتا نہیں ہے کہ اماں جہاں کی سوچ بدلی ہوگی۔''

''امی مت بھولیں کہ کوشش کامیابی کی پہلی سیڑھی ہوتی ہے..... ناشتا دے دیں اب یا باتوں میں پیٹ بھرانا چاہ رہی ہیں میرا۔'' وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا' جیسے اسے خود پر یقین ہو کہ اماں جہاں اسے ہرگز انکار نہیں کریں گی۔

''چلو..... ٹھیک ہے میں دعا کروں گی کہ تمہارا یہ یقین اور کوشش کامیاب ہو..... آجاؤ کچن میں اماں بیٹا باتیں کرتے ہوئے ناشتا بنائیں گے بھی اور کریں گے بھی۔ آخر کبھی کبھی ہاتھ آتے ہو اماں کے۔'' گھٹنوں پر زور دے کر وہ اٹھ گئیں تو عبدالمعیز بھی ان کے پیچھے چل دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

''اس بار تو ایسا کوئی تعویذ دیں اماں جہاں کہ بیٹا ہی ہو' اب تو امید ہی دم توڑ چلی اس جنم جلی سے۔'' عنایت کے

https://pklibrary.com

ہاتھوں کی وہ گرم جوشی مفقود تھی آج جو اس کا مخصوص خاصا ہوا کرتی تھی۔ خاصی مایوس لگ رہی تھی وہ۔

"کیا ہو گیا ہے عنایت؟ تمہاری یہی بے یقینی تمہارے ایمان کو کمزور کر کے ان تعویزوں کے اثر کو ختم کر دیتی ہے۔ رہی سہی کسر تمہاری بہو پوری کر دیتی ہے' کبھی پڑھا ہوا پانی پینا بھول جاتی ہے تو کبھی بازو پر تعویذ باندھنا' دنیا میں ہر عمل کے پورا ہونے کی شرائط ہی خلوص اور ایمان داری ہیں..... جب بہت صاف اور سچی نیت ہو گی تو مراد کیسے نہ پاؤ گی عنایت بی بی۔"

❁.....❁.....❁.....❁

تسبیح روک کر انہوں نے اپنے مخصوص بارعب انداز میں اسے کہا تو عنایت گھبرا گئی۔ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے وہ نیم دراز حالت میں ایک بار پھر تسبیح کرنے لگی تھیں۔

"جج..... جی..... اماں جہاں' بالکل بجا فرمایا آپ نے..... آٹھ جماعتیں کیا پڑھ گئی ہے کم بخت..... مجھے بیٹیاں پڑھاتی ہے۔ بہو میری کہ پتا نہیں کیسے کیسے تعویذ لے کر آتی ہو..... شرک کہتی ہے نعوذ باللہ اس سب کو..... بیٹے سے چار چوٹ کی مار لگوا کر پلانے والے تو پلوا دیتی ہوں' باقی جو عمل اس کے کرنے کے ہیں' نجانے کرتی بھی ہے یا نہیں..... اس کا کیا بھگت رہے ہیں کم بخت نہ ہو تو۔"

"ہمم..... بڑا سخت عمل کیا ہوا ہے تمہارے گھر عنایت..... تمہاری بہو کے ذہن تک کو جکڑ رکھا ہے مگر تم ہماری خاص مرید ہو تو تمہارے لیے تو ہم وہ خاص عمل بھی کرنے کو تیار ہیں جس کے کرنے سے مراد تو مل جاتی ہے مگر ہمیں جان کے لالے پڑ جاتے ہیں' دنوں نڈھال رہتے ہیں ہم۔"

"میں قربان آپ کے اماں جہاں..... بس ایک بار پوتا ہو جائے تو پھر آپ کو تکلیف نہیں دوں گی' عمر بھر دعائیں دوں گی آپ کو..... مالا مال کر دوں گی۔"

"روپوں اور دولت کا لالچ مت دو عنایت ہمیں' ہم تو اللہ کی مخلوق کی خدمت کا عزم لے کر دنیا میں آئے ہیں اور اللہ کی مخلوق کی مدد کرتے کرتے گزر جائیں گے..... دھن' دولت سب یہیں رہ جائے گا بس ساتھ جائیں گے تو انسان کے اچھے اعمال۔" آنکھیں موند کر سر بیڈ کی ٹیک سے لگاتے ہوئے وہ بولیں تو عنایت عقیدت سے دوہری ہو گئی۔

"منتہا کو چھوڑ آئیں تھیں؟"

"جی جی اماں جہاں..... بتا دیا تھا اس کو کہ بی بی پر زیادہ سختی نہیں کرنی' بس تھوڑا مصروف رکھنا ہے۔ دو گھنٹے بعد بی بی کو لے آؤں گی پھر گھر جاؤں گی۔" عنایت کے ہاتھ ایک بار پھر تیزی سے چل رہے تھے۔

"ہمم..... کام کیسا چل رہا ہے تمہارے بیٹے کا اور چھوٹا بیٹا کسی کام سے لگایا نہیں؟"

"مالک آپ کا بھلا کرے اماں جہاں۔ آپ کا پڑھا ہوا پانی ہر ہفتے دکان پر جا کر خود چاروں کونوں میں چھڑک آتی ہوں' حالات میں بہت بہتری آئی ہے' پہلے تو گاہک بھٹکتے ہی نہ تھے دکان پر..... چھوٹے کی تعلیم (تعلیم) ختم ہونے میں بس تھوڑے ہی دن رہ گئے ہیں' اس کے لیے بھی نظر کا ایک تعویذ لکھ دیجیے گا۔ گلے میں پہنا دوں گی' شکل وصورت میں لاکھوں میں ایک ہے اوپر سے پڑھتا بھی لڑکیوں کے ساتھ ہے فوراً نظر لگ جاتی ہے' بڑا ہلکا خون ہے جی اس کا۔"

"ہمم..... ٹھیک ہے' دیکھو کوئی مریدن ہیں تو ایک ایک کر کے بھیجو۔" تسبیح گھماتے انہوں نے کہا تو عنایت تابعداری سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

https://pklibrary.com/

اماں جی کے ابا کی برسی تھی' ہر سال کی طرح دعا اور قرآن خوانی کا اہتمام تو تھا ہی پر اس سال کی اہم بات یہ تھی کہ اماں جہاں بھی بلاوے کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے تشریف لائی تھیں۔ اماں جی کے تو پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ بہن نے آج عرصہ بعد ان کی دہلیز پر قدم رکھا تھا۔ اگرچہ اماں جہاں جو اپنی مشیر خاص عنایت کے ساتھ تشریف لائی تھیں' تمکنت' رعب اور قدرے غرور سے بیٹھی تھیں' ان کے انداز میں وہ گرم جوشی مفقود تھی جو اماں کے انداز اور باتوں سے جھلک رہی تھی..... خاندان میں ہونے والی تقریبات میں اماں جی تو اپنی آل اولاد کے ساتھ بڑی خوش دلی سے شریک ہوتی تھیں جب کہ اماں جہاں نے جب سے یہ پیری فقیری والا سلسلہ شروع کیا تھا بس سلطانہ کو تحفہ یا لفافہ دے کر بھیج دیتیں وہ بھی ہزار ہا ہدایات کے بعد اور بچیوں کو تو خاندان تو کیا کہیں بھی جانے کی اجازت نہیں تھی۔ جب ہی کالج میں اپنی کزنز سے خاندانی تقریبات کے مزیدار اور رنگ برنگے قصے سنتیں تو دل مسوس کر رہ جاتیں' اب اماں جی گھر کے ایک ایک فرد کو ان کے سامنے پکڑ پکڑ کر لا رہی تھیں اور تعارف کروا رہی تھیں' اماں جہاں کو ان سب کا پورا تعارف سمجھ میں آیا یا نہیں' بہر حال وہ اگلے ہفتے اپنے گھر اماں جی کی پورے خاندان کی دعوت کا نوتا دے کر اٹھ کھڑی ہوئی تھیں' جاتے وقت جب انہوں نے گھر کی ساری لڑکیوں کو ہزار ہزار کا نوٹ پکڑایا تو اماں جہاں کے لیے لڑکیوں کے دل سے سارے گلے دھل گئے تھے۔ ساتھ ہی وہ جہان منزل کی لڑکیوں کے وہ تمام قصے بھی بھول گئیں جو گھر میں ان پر سختی اور پابندی کے حوالے سے تھے یوں رات کو جب لاؤنج میں حسب معمول ٹی وی دیکھتے ہوئے وہ سب جمع تھے تو زیر بحث اماں جہاں ہی تھیں۔

''اماں جی..... کتنی خوب صورت ہیں آپ اور چھوٹی دادی' ہم میں سے کسی نے بھی نہ آپ کا کوئی نقش چرایا نہ رنگ و روپ۔''

''اپنی عقل کی طرح بات بھی موٹی ہی کرنا ہمیشہ اور ایک بات میری پلو سے باندھ لو کہ جو لوگ شکل کے ذرا ماٹھے ہوتے ہیں وہ اپنے اندر گن اور عمل ایسے پیدا کرتے ہیں کہ پھر ان کی خوبیوں میں شکل و صورت ثانوی ہو جاتی ہے..... افسوس کہ تم میں نہ تو اماں جی والی شکل آئی نہ گن۔'' شجر کے رشک و حسرت سے کہنے پر موحد نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔

''دیکھ لیں اب آپ کہ پہلے بات کون شروع کر رہا ہے اور بدتمیزی کس کی طرف سے ہو رہی ہے۔'' وہ روہانسی ہوئی' موحد نے مسکرا کر ٹانگ پر ٹانگ جمائی۔ ابھی صبح ہی تو اس نے اس کی ڈریسنگ تنقید کی تھی کہ یہ کپڑے تم پر ایسے لگ رہے ہیں جیسے کھونٹی پر کپڑے ٹانگ دیئے گئے ہوں' وہ تو اس وقت ذرا جلدی میں تھا' سو جواب نہ دے سکا تھا۔ صرف چند گھنٹوں بعد موقع مل ہی گیا تھا۔

''اس نے کوئی غلط بات نہیں کی شجر اور ہر وقت کا بچپنا ٹھیک نہیں ہے' اماں جی آپ بتائیں کہ اماں جہاں کے گھر کیا لے کر جانا چاہیے؟ پھل اور مٹھائیاں تو ہوں گی ہی کہ ہمارے گھر کی روایت ہے کبھی خالی ہاتھ نہیں گئے کسی کے گھر..... یہ تو پھر بہت خاص اور اپنا گھر ہوا ہمارا۔'' سلطانہ نے اماں جی سے مشورہ لیا۔

''اماں جی..... میں تو کہتی ہوں لڑکیوں اور آنٹی کے لیے سوٹ لے لیں' اماں جہاں کے لیے چادر اور انکل میرا مطلب ہے انکلو اور لڑکوں کے لیے کرتے لے لیں۔'' فجر کی بات میں کچھ دم تھا سو اماں جی فوراً بولیں۔

''ٹھیک کہہ رہی ہے فجر..... تم ایسا کرو سلطانہ شیرہ کی پسند اچھی ہے' پرسوں اس کے جانے سے پہلے کل اسے بازار لے جاؤ اور سب کے لیے کپڑے لے آؤ۔ دیکھ لینا یہ فجر اور شجر جانا چاہیں تو اپنے لیے کچھ لے لیں گی۔''

''بس شیرہ ہی ٹھیک ہے اماں جی' ان کا سب کچھ لے آئیں گے' ان کا کب دل بھرا ہے خریداری سے' پھر بازار جا کر زیادہ ہی پھسل جاتی ہیں' سدرہ کے بھائی کی شادی ہے ناں اگلے ہفتے' ایک دو دن میں جا رہی ہے وہ مارکیٹ تو لے جائے گی ان لوگوں کو بھی' ویسے بھی اس کی دلچسپی شاپنگ میں اپنی لڑکیوں جیسی ہے تو خوب گزرے گی جب مل بیٹھیں گے......'' سلطانہ ایک دو بار ان لڑکیوں کے ساتھ بازار گئی تھیں' تب توبہ کر آئی تھیں' وہ فطرتاً رش اور بھیڑ سے گھبرانے والی خاتون تھیں جب کہ ان کی دوسری دیورانی ہلا گلا پسند کرنے والی' خریداری میں دلچسپی لینے والی اور گھومنے پھرنے کی دلدادہ تھیں۔ آنے والے دنوں میں ان کے بھائی کی شادی متوقع تھی۔ لڑکیاں اس حوالے سے بہت پُرجوش تھیں۔

❁......❁......❁......❁

''ارے ارے رکیں...... ایکسکیوز می...... رکیں پلیز......'' اس تک بھاگ کر آنے میں عبدالحنان کی سانس پھول گئی تھی' شیرہ نے حیرت سے مڑ کر اس خوبرو نوجوان کو دیکھا جو شاید اسی کو پکار رہا تھا اور اس کے قریب آنے پر اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔

''جی...... فرمایئے؟'' شیرہ کی آنکھوں و لہجے میں حیرت ہویدا تھی' کمپیوٹر انجینئرنگ کی ڈگری لینے کے لیے وہ شہر میں مقیم تھی۔ انجینئر بننا اس کا خواب تھا اور مختلف شہروں کی انجینئرنگ یونیورسٹیوں میں اپلائی کرنے کے بعد یہاں اس کا میرٹ بنا تھا۔ اگرچہ اماں جی اس کے یہاں آنے پر معترض تھیں کیونکہ انہوں نے تعلیم کے حصول کے لیے ہمیشہ اپنے گھر کی بچیوں کی حوصلہ افزائی کی تھی' مگر شیرہ خاندان کی پہلی لڑکی تھی جو اپنا شہر چھوڑ کر ہاسٹل آئی تھی۔ اپنے لیے دیئے انداز کی بدولت صرف تین چار لڑکیوں سے ہی اس کی بات چیت تھی۔ لڑکوں سے تو وہ کوسوں میل فاصلہ رکھتی تھی' ایسے میں اس جیسی ریزرو لڑکی کو کسی لڑکے کا پکارنا اس کے لیے اچنبھے کا باعث تھا۔ وہ نزدیکی مارکیٹ سے تھیسس میں ملے پروجیکٹ کی کچھ مطلوبہ چیزیں لینے آئی تھی۔ روم و کلاس میٹ جو کہ پروجیکٹ میں بھی اس کے ساتھ تھی کچھ دوسری چیزوں کی خریداری کے لیے مارکیٹ کے دوسرے حصے میں موجود تھی۔

''آپ شاید یقین نہیں کریں گی کہ میں گزشتہ چھ ماہ سے آپ کی تلاش میں ہوں اور گھر جا کر تو شکرانے کے نوافل بھی ادا کروں گا کہ آج آپ کو دوبارہ دیکھ لیا۔'' بے حد خوشی سے وہ عجلت میں بول رہا تھا مگر اس کی اس بات پر شیرہ کی حیرت الجھن میں بدل گئی تھی۔

''آپ کو یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر...... میں تو آپ کو جانتی تک نہیں اور نہ کبھی ملی ہوں' آپ یقیناً مجھے کوئی اور سمجھ رہے ہیں جو کہ میں ہرگز نہیں ہوں۔'' قدرے سختی سے کہہ کر اس نے اپنے قدم بڑھائے اور ثمرین کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگی۔

''آپ وہی ہیں جن کو میں تلاش کر رہا تھا مگر آپ کو ایسے بات سمجھ میں نہیں آئے گی...... پلیز اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو ہم کہیں بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں...... کم از کم آج میں آپ کو نہیں کھونا چاہتا بات کیے بغیر۔'' اس کے لہجے میں اصرار تھا اور وہ بھی تیز تیز قدموں سے اس کے پیچھے چل رہا تھا۔ شیرہ ایک دم رکی۔

''دیکھیں مسٹر...... آپ شاید اکیلی لڑکی کو دیکھ کر شیر ہو رہے ہیں اور الٹی سیدھی ہانک رہے ہیں' جب میں نے کہہ دیا کہ میں آپ کو نہیں جانتی اور مجھے آپ کی کوئی بات نہیں سننی اور نہ ہی کوئی بات کرنی ہے تو آپ کیوں خوامخواہ اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہے ہیں' حالانکہ دیکھنے میں تو آپ ایک معقول آدمی نظر آ رہے ہیں۔'' اس نے سامنے سے آتی ثمرین کا ہاتھ پکڑا اور چلتی بنی تھی۔ چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

https://pklibrary.com/

''شادی کرنا چاہتا ہوں آپ سے' پاگلوں کی طرح گلی گلی ڈھونڈتا پھر رہا ہوں آپ کو اور آپ بات ہی نہیں مان رہیں نہ سن رہی ہیں۔'' ایک طویل سانس شیزہ کے حلق سے نکلی جبکہ ثمرین حیرت سے کبھی اس کو' کبھی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔

''شادی ایسے ہوتی ہے..... بازاروں میں' سڑکوں پر کھڑے ہو کر؟'' ناگواری سے اس نے دانت پر دانت چبا کر کہا۔

''یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ کہیں مل کر بیٹھیں' بات کریں' آپ کا نام' پتا سب جاننا چاہ رہا ہوں تاکہ اپنا رشتہ بھیج سکوں۔'' وہ بے تابی سے بولا۔

''چلو ثمرین.....'' جواب دیئے بغیر اس نے ثمرین کا دوبارہ ہاتھ پکڑا اور ایک بار پھر دوڑ لگا دی۔ ''عجیب پاگل آدمی پیچھے پڑ گیا ہے۔'' اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا' عبدالحنان ان کو جاتا ہوا دیکھ رہا تھا..... دفعتاً ایک خیال آنے پر وہ تیز تیز دوڑتا ہوا مال سے باہر نکلا گیا تھا۔ اس بار وہ پہلے والی غلطی دہرانا نہیں چاہتا تھا۔

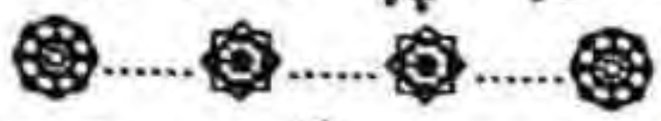

''جلدی ہاتھ چلاؤ شجر..... آٹھ بجنے میں دس منٹ رہ گئے ہیں اور آج تو ڈرامے کی زبردست اپی سوڈ آنے والی ہے..... میں نے تو سلاد بھی بنالی ہے۔ رائتہ تیار ہے اور روٹیاں بھی پک گئی ہیں۔'' اس نے ہاٹ پاٹ کا ڈھکن ٹھیک سے بند کیا اور ہاتھ جھاڑے' پیلے میں چمچ ہلاتی شجر نے کلائی سے ماتھے کا پسینہ پونچھا اور تنک کر بولی۔

''ہاں تو جس دن میری روٹیوں' سلاد اور رائتے کی باری ہوتی ہے اس دن میں تم سے کبھی آدھے ٹائم میں فری ہو جاتی ہوں' سب نے نکما بھی مجھے مشہور کر رکھا ہے اور مشکل سے مشکل ڈشز بھی میری باری پر آجاتی ہیں۔ بریانی اور قورمہ..... پچھلے ہفتہ یاد ہے کیا تھا میری باری پر کریلے گوشت اور کھوئے کی کھیر..... مجھے تو لگتا ہے تائی کے ساتھ بیٹھ کر وہ خبیث انسان مینیو میں میری باری پر ایسے مشکل مشکل کھانے لکھواتا ہے۔'' اس نے پتیلے کا ڈھکن کھول کر چاول چیک کیے۔

''بس بھی کرو..... اب خالصتاً گھریلو کاموں میں موحد کا کیا عمل دخل؟'' فجر نے فریج سے میٹھے کے ڈونگے نکال کر باہر رکھے۔

''میرے ہر کام میں' ہر بات میں چاہے وہ گھریلو ہو' پروفیشنل ہو' پرسنل ہو' وہی گھستا ہے اور اس کی کارفرمائی نظر آتی ہے ہر کام بگڑنے پر..... چھوڑو اس شیطان کا ذکر اور چلو اب میں بھی ہو گئی فری۔'' رومال سے ہاتھ صاف کرتی وہ اطمینان سے بولی۔ اماں جی کے ساتھ ساتھ ان کی دونوں بہوؤں' پوتوں' پوتیوں نے پورے ذوق و شوق سے آٹھ بجے والا ڈراما تبصروں کے ساتھ دیکھا پھر عشاء کی نماز کے بعد کھانا لگا دیا گیا تھا' دسترخوان پر کھانا لگانے کا کام دونوں بہوؤں نے انجام دیا مگر جیسے جیسے جس جس نے بھی بریانی یا سالن کا نوالہ منہ میں ڈالا نہ اگلتے بنی تھی' نہ نگلتے کہ نمک کا استعمال اتنی بے دردی اور فراوانی سے کیا گیا تھا کہ لگتا تھا کوئی دشمنی نکالی گئی ہو۔

''گھر کا راشن زیادہ ہوتا ہی ہے تو کسی غریب کا پیٹ بھر دیا کریں مگر نہیں آپ بھی دنیا بھر کے نکمے اور کڑوے کریلے جیسے لوگوں کو دیں کھانا پکانے کو تاکہ وہ کھانا بھی اپنی خصلتوں جیسا پکائیں۔'' کڑوے منہ بناتا موحد بولا۔

''تمہاری ہر شرارت نظر انداز کر دی جاتی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے تم اس قسم کی لاپروائیاں کرو' بتاؤ بھلا' گھر کے مرد ایک ہی وقت گھر کا کھانا کھاتے ہیں وہ بھی ایسا بدمزہ..... جو نہ کھانے کا نہ پھینکنے کا؟''

''قسم لے لیں تائی امی..... میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی تھی اچھا کرنے کی اور فجر بھی ساتھ ہی تھی

میرے اس نے بھی چکھا تھا ایک بار نمک۔" سب کے سامنے ایسی بے عزتی پر اس کا جی کیا کہیں جا کر منہ چھپا لے..... اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ اپنی صفائی دیتے ہوئے' فجر بھی گڑبڑا گئی۔

"ہاں میں نے نمک چیک کیا تو تھا۔ اس وقت ٹھیک تھا مگر ہو سکتا ہے تم نے دوبارہ ڈال دیا ہو کیونکہ کھانا واقعی زہر بن گیا ہے فجر..... کھا کے دیکھو۔"

"اوہو..... بس کر دیں اس بحث کو اور جلدی سے کوئی آملیٹ ہی بنا کے دے دیں یا آج صرف میٹھے پر ہی گزارا کرنا پڑے گا بلکہ لگے ہاتھوں اس کو بھی چیک کر لیں یہ نہ ہو یہ چینی کی فراوانی ہو نمک کی طرح....." تایا بے زاری سے بولے تو آیت تیزی سے کرسی کھسکا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بس پانچ منٹ انتظار کر لیں آپ سب..... میں ابھی کچھ فٹافٹ پکا کر لے آتی ہوں۔" شجر روتے ہوئے اٹھ کر چلی گئی تھی۔

"اسے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔" تائی اماں نے اماں جی کو دیکھ کر طنزاً کہا تو وہ ہونٹ بھینچ کر رہ گئیں۔ آیت واقعی پانچ منٹ کے اندر اندر آملٹ بنا کر لے آئی تھی۔ اس پل اگر کوئی اس کے کھلے کھلے چہرے اور طنزیہ مسکراہٹ کو دیکھ لیتا تو صاف جان لیتا کہ وہ مسکراہٹ کیسی تھی اور اس کی وجہ کیا تھی۔

"بہت بری بات ہے موحد..... جانتے بھی ہو کہ وہ کتنی حساس ہے؟ کتنی ہی شرارتیں کیوں نہ کر لے ایسی بدتمیزی تو کبھی نہیں کی اس نے تمہارے ساتھ جس کا ایسا بدلہ لیا تم نے؟" فجر اسے چائے دینے آئی تھی۔ موحد تو اس کی بات پر اچھل ہی پڑا تھا۔ کھانا تو آج کی بدمزگی کی نظر ہو گیا تھا سو شجر الگ منہ سر لپیٹے پڑی تھی اور باقی لوگ بھی یقیناً اپنے اپنے کمروں میں تھے جب موحد نے اس کو چائے کے لیے کہا تھا۔ نجانے کیوں اس کے آنسو اس کی اپنی طبیعت بھی بوجھل کر گئے تھے۔

"م..... میں..... یعنی کہ تمہارا خیال ہے یہ سب میں نے کیا ہے؟" حیرت اور افسوس سے اس نے بے یقینی سے اپنی طرف اشارہ کیا۔

"پتا نہیں..... پر مجھے ایسا لگا تو میں نے تمہیں کہہ دیا کہ اگر ایسا ہے تو اس سے معافی مانگو اور پھر ایسا کبھی نہ کرنے کا عہد بھی۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"یا میرے اللہ..... کیسی بدگمان مخلوق ہوتی ہو تم عورتیں بھی' تمہیں نہیں پتا اپنی سہیلی کی حواس باختگی کا..... یاد ہے ابھی پرسوں اس نے بھول کر اپنا سیل فریج میں رکھ دیا اور الزام مجھ پر دھر دیا کہ میں نے چھپایا ہوگا وہ تو شکر ہے بل بجتے پر وہ فریج سے ملا تو محترمہ کو یاد آیا کہ دوست کی کال سنتے فریج تک تو گئی تھیں..... کالج جاتے وقت کنگھا سر میں اٹکائے پورے گھر کو دقت میں ڈالا ہوتا ہے کہ ہزار بار کہا ہے میرا کنگھا کوئی نہ اٹھایا کرے اور تو اور کتنی بار تم گیٹ سے اسے واپس لائیں کہ وہ گھر کی چپل ہی پہن کر کالج جا رہی ہوتی ہے..... ایسے ہی حواس باختگی میں نمک کا ڈبہ اٹھا کے الٹ دیا ہوگا کھانے میں بھی....."

"ہمم..... کہتے تو تم بھی ٹھیک ہو مگر ایسی ہر بے وقوفی پر وہ ہم سے بھی زیادہ انجوائے کرتی ہے۔ آج زندگی میں پہلی بار وہ روئی ہے..... ابا اور تایا بھی تو گھر پر تھے ناں..... پچھلی بار کھانے پر اس کی پکائی گئی کھیر عجیب سے ذائقے والی تھی..... چلو وہ تو مان لیا کہ میٹھا اس نے پہلی بار پکایا تھا مگر یہ کھانے تو اماں جی نے ہمیں اسکول کے زمانے سے سکھا دیئے تھے' ان میں ایسی گڑبڑ سے تو واقعی لگتا ہے کہ یا تو نیند میں بندے سے غلطی ہو گئی ہے یا کسی نے دشمنی نکالی ہے لیکن تمہاری لہجے سے بھی سچ لگ رہا ہے کہ تم نے ایسا کچھ نہیں کیا' اچھا پھر میں چلتی ہوں..... اس ناراض حسینہ کو

دیکھوں' ہم دونوں کا آج اکٹھے ایک ناول کی اسٹڈی کا ارادہ تھا' کالج سے ایشو کرا کے لے آئے تھے' بڑی مشکل سے دو دن کے لیے ملا ہے ہماری فیورٹ رائٹر کا ہے مگر اب تو یہ معاملہ کھٹائی میں پڑتا نظر آ رہا ہے۔'' چائے کا خالی کپ اٹھاتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''کیا بات ہے بھئی..... ہمیں تو چائے کا پوچھا نہیں کسی نے اور یہاں کسی کو تو پلا بھی دی گئی۔'' عجیب سے انداز میں کہتی آیت اندر آئی اور فجر کو چائے کا خالی کپ لیے دیکھا تو طنز سے بولی' اس کے ہاتھ میں موحد کے لیے دودھ کا گلاس تھا۔

''اب اس کا کیا کروں؟'' اس نے موحد سے پوچھا۔

''میں نے کہا تھا یار اماں جی کو کہ چائے بنوا کے بھیج دیں کسی کے ہاتھ اور یہ دودھ واپس لے جاؤ میں نہیں پی رہا۔'' موحد نے بیزاری سے کہا تو آیت پیر پٹخ کر دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھتی چلی گئی۔

''اسے کیا ہوا؟ کچھ دن سے عجیب سا رویہ ہے اس کا' جلا کٹا سا طنز لیے ہوئے۔'' فجر حیرت سے بولی۔

''ڈراما ہے یہ بھی پورا کا پورا وہ بھی فلوپ..... تم نے نوٹس اب کیا ہوگا..... مجھے تو کب کا پتا ہے۔'' وہ کہتے ہوئے رکا۔

''اس کا موڈ کیسا ہے مجھے میسج کر دینا۔'' اس کے آہستہ سے کہنے پر فجر مسکرا کر وہاں سے چل دی مگر دروازے کے پاس رکی۔

''اب تو مجھے پکا یقین ہو گیا ہے کہ اسے تم نے ہی پھنسایا ہے آج.....'' دروازے سے جھانک کر وہ شرارت سے بولی۔

''پٹو گی اب مجھ سے.....'' وہ مصنوعی خفگی سے بولا تو وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بھاگ گئی' تکیہ سیدھا کرتا ہوا وہ مسکرا دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

پسینے میں شرابور وہ کچن میں روٹی پکا رہی تھی' اس کا خاوند اور دیور گھر سے باہر تھے..... ساس کے لیے روٹی پکاتے ہوئے اسے زور سے چکر آیا تھا' اس نے گھبرا کر سلب کو تھاما تھا..... عنایت بی بی اسی پل کچن میں داخل ہوئی تھیں۔

''اللہ کے کلام کو رد کرنے والوں کو سکون نہیں ملتا تمہاری طرح۔'' انہوں نے طنزاً کہا۔

''اللہ کے واسطے اماں..... جس بات کو جانتی نہیں ہو اس پر آنکھیں بند کر کے یقین بھی مت کرو' جتنا میں اوقات اور استطاعت ہے میری کلام پاک کی تلاوت کر کے خود پر دم کر لیتی ہوں۔ باقی رہی بات آپ کے تعویزوں کی تو ان پر جب مجھے یقین نہیں ہے تو مجھے مجبور بھی مت کیا کریں۔'' وہ سر کو تھام کر بولی۔

''توبہ توبہ..... اماں جہاں ٹھیک کہتی ہیں کہ بڑا سخت عمل کرایا ہے کسی نے تم پر..... بات سن لو بی بی تم میری یہ میرا گھر ہے اور یہاں رہنا ہے تو میرے طور طریقوں کے مطابق چلنا ہوگا ورنہ چوٹی سے پکڑ کر نکال باہر کروں گی۔ آج سے میں خود تمہیں تعویز اپنے ہاتھ سے پلاؤں گی اور باز دو والا اتارا تو پھر مجھے قصوروار مت کہنا کہ بیٹے کو بھڑکاتی ہے' پہلی دو بار تو بروقت ان بیٹیوں کا بندوبست کر لیا تھا میں نے ڈاکٹرنی کے ساتھ مل کر مگر اس بار اس نے صاف منع کر دیا ہے کہ بی بی میرے پاس مت آنا اس بار' یہ لڑکی بہت کمزور ہے' مر مرا گئی تو تمہاری تو جان چھوٹ جائے گی' میں بری طرح سے پھنس جاؤں گی..... اس بار بھی انداز اور پھن پھر مجھے بیٹی والے لگ رہے ہیں تمہارے..... آخری بار بتا رہی ہوں کہ بیٹی ہمارے گھر کو راس نہیں ہے..... جانتی ہو ناں جب سے کلموہی ناز ہمیں زندہ در گور کر

https://pklibrary.com/

گئی ہے جمیل کو تو بیٹی کے نام سے ہی نفرت ہو گئی ہے اور تو ہے کہ ہر بار بیٹی کا تحفہ لے کر ہمارا جی جلاتی ہے' عقل کو ہاتھ مار بھلا کہتی ہوں پر کہتی تمہارے بھلے کو ہی ہوں' سوچ ذرا غصے میں آ کر تین لفظ تیرے منہ پر دے مارے جمیل نے تو کیا کرے گی تو' کہاں جائے گی؟ اری کم عقل' عورت کے قدم گھر میں مضبوط بیٹے کرتے ہیں بیٹے..... بیٹی تو عورت کی کمزوری بن کے آتی ہے اور مرد کے لیے شرمندگی..... اس لیے جیسا میں کہتی ہوں ویسا کرتی جا۔" اب وہ اسے اپنے پاس بٹھائے نرم گرم سے الفاظ میں سمجھا رہی تھیں۔

"آپ نے کچھ نہیں پڑھا اماں..... تعلیم نے آپ کو شعور نہیں دیا مجھے دیا ہے۔ اولاد سے لے کر زندگی موت اور بیماری سے لے کر رزق تک کے ہر ہر فیصلے میں اس قادر مطلق کا حکم چلتا ہے' تعویذ دینے والے لوگوں نے اپنے رزق کے لیے ایسے ایسے طریقے نکال لیے ہیں جن سے ان کا گھر چلتا ہے سوچتا ہے غیر محسوس طریقے سے وہ خود بھی شرک جیسے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں اور ہمیں بھی اس راہ پر چلنے پر مجبور کر دیتے ہیں' کبھی بیٹوں کا لالچ دے کر تو کبھی رزق کی فراوانی کا جھانسا دے کر' کہیں ساس کو بہو کے خلاف کر کے تو کہیں بہو کو ساس کے خلاف بھڑکا کر..... اماں لاعلم شخص پر تو اتنا گناہ نہ ہو شاید مگر جس شخص کو ہر ثواب اور گناہ کی راہ صاف بتا دی گئی ہے اس کے لیے بہت پکڑ ہے۔" وہ عنایت بی بی کے تیکھے ہوتے چتون سے بے خبر بول رہی تھی۔

"اچھا ایک بات بتائیں..... کبھی آپ نے سوچا کہ اماں جہاں کے تعویذوں میں اتنا اثر ہوتا کہ وہ کوکھ میں تخلیق ہونے والی جنس کا راز جاننے اور اسے تبدیل کرنے پر قادر ہوتے تو ان کا گھر کیوں لڑکیوں سے بھرا ہوتا..... پانچ چھ پوتیاں ہیں ان کی اور لڑکے صرف دو کیوں ہیں؟ سارے کے سارے لڑکے کیوں نہیں پیدا ہوئے ان کے گھر؟" اس کی بات میں وزن تھا مگر دلیل بھی وہاں کام کرتی ہے جہاں عقل پر جہالت اور گمراہی کے پردے نہ پڑے ہوں۔

"توبہ توبہ..... اب تم اس نیک اور اللہ والی کا مقابلہ کرو گی..... پڑھی لکھی ہو تو اتنا تو جانتی ہو گی کہ اللہ آزماتا بھی اپنے نیک بندوں کو ہے۔" وہ تنک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اچھا ٹھیک ہے' میں ویسا ہی کروں گی جیسا آپ کہیں گی مگر وعدہ کریں کہ آپ اس دفعہ نہ تو میرا الٹرا ساؤنڈ کرائیں گی نہ ہی کچھ ایسا ویسا..... اللہ کے لیے اماں اللہ کو مانتی ہو تو اس پر بھروسا بھی رکھو..... بیٹی کو رحمت بھی کہا گیا ہے اور اس کی اچھی تعلیم و تربیت پر تو ثواب کا وعدہ ہے ہر بیٹی ناز نہیں ہوتی..... میں تھک گئی ہوں یہ گناہ کرتے۔" وہ اماں عنایت کا ہاتھ تھام کر رو دی۔

"دیکھو ناعمہ' مجھے پتا ہے کہ تم مجھے کچھ خاص پسند نہیں کرتی ہو نہ ہی میری باتیں تمہیں پسند ہیں پر میری بچی' میں تمہارے بھلے کے لیے ہی کہتی ہوں جو کہتی ہوں' ناز کو گئے چھ برس بیت گئے مگر جمیل کو وہ آج ہی نظر آ جائے تو وہیں اس کا گلا دبا دے۔ بیٹی سے بہت نفرت کرتا ہے وہ..... وہ تو شادی ہی نہیں کرنا چاہتا تھا..... چل اچھا تو جی چھوٹا مت کر..... ایک بار چیک اپ کرا لیں گے..... مجھے یقین ہے میرا اللہ مجھے مایوس نہیں کرے گا بس میں جیسا کہتی ہوں ویسے کرتی جا اور ہفتہ میں ایک ایک بار اماں جہاں کے ہاں جانا ہو گا دم کرانے یقین کر جیسے کسی کسی ڈاکٹر کے ہاتھ میں اللہ شفا دیتا ہے ناں اسی طرح اماں جہاں بھی لوگوں کی مسیحا ہے' روحانی بیماریوں کی' روح کے مسائل کی شفا ہے اس کے ہاتھ میں' پہلی بار تیرے ابا کی موت کی وجہ سے تجھ پر روحانی عمل پورا نہ ہو سکا اور اس سے اگلی بار جمیل کی دکان میں آگ لگی تو ہم اسی میں الجھ کر رہ گئے۔ اب کی بار میں نے سوچ لیا ہے کہ میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گی۔" ناعمہ نے تھک کر سر ہلا دیا تھا مگر دل میں وہ اپنی ساس کی باتوں سے ذرہ برابر بھی متفق نہیں ہوئی تھی۔

https://pklibrary.com/

ان کے گھر کا ماحول ان کے میکے کے ماحول سے قطعی میل نہ کھاتا تھا..... کہاں تو سعید احمد خان کے گھر کا قدرے روشن خیال پڑھا لکھا' ادب وآداب والا ماحول اور کہاں سجاد ترمذی کے گھر کا سخت اور گھٹا ہوا ماحول مگر قسمت نے میل ملانا تھا سو دونوں دوستوں نے آفس میں مشورہ کر کے بچوں کا رشتہ طے کیا اور بعد میں گھر والوں کو بتایا۔ ان وقتوں میں رشتے ناتے ایسے ہی گھر یا خاندان کے بڑے ہی طے کرتے تھے۔ سو سعید احمد خان کی دختر سعیدہ بیاہ کر سجاد ترمذی کی بہو بن کر آ ئیں' کالج سے فارغ التحصیل سعیدہ کو اس گھر میں بسنے اور دل لگانے میں ایک عرصہ لگا تھا کہ میکے میں جن باتوں اور عادات پر شاباشی ملتی تھی سسرال میں وہ عیب جانی جاتی تھیں۔

ان ہی میں سے ایک لڑکیوں کی تعلیم بھی تھی۔ ساس رعب داب والی ایک مذہبی خاتون تھیں۔ بچیوں' بچوں کو قرآن کی تعلیم خود دیتیں۔ شکر ہے بیٹے نے تعلیم حاصل کی تھی مگر وہ بھی ڈگری اور روزگار کا ایک ذریعہ ہی تھی۔ باقی عادات واطوار واصول وضوابط ان کی گھٹی میں بھی وہی تھے جو والدہ نے پلائے تھے۔ سعیدہ ہر بار سوچ کر رہ جاتیں کہ آخر ابا میاں نے دیکھا بھی تو کیا دیکھا ہوگا اس گھر میں بیٹی دینے کے لیے۔ آہستہ آہستہ وہ بھی اس رنگ میں رنگتی چلی گئیں پھر شائستہ نے جنم لیا تو دادی کی زیر تربیت پلنے لگی' دو سال بعد مریم بھی ان کی زندگی کی رونق بڑھانے چلی آئی تھی۔ سعیدہ کو قلق ہوتا جب دوسری بچیوں کو اسکول جاتے دیکھتیں۔ خود ان کو اپنا اسکول جانے کا زمانہ یاد آتا تو دل مسوس کر رہ جاتیں پھر سجاد ترمذی نے مرنے سے پہلے ایسی دوستی نبھائی کہ دنیا حیران رہ گئی۔ سعیدہ کی گود سے پانچ سالہ مریم کو اٹھا کر سعید احمد خان کا چھ سال پہلے کا لیا گیا قرض سود سمیت لوٹا دیا جو انہوں نے سعیدہ کی صورت اس گھر کو دیا تھا کہ سعیدہ احمد خان کی بھی ان کی ہی طرح دو ہی اولادیں تھیں ایک سعیدہ ایک مراد..... مراد کے ہاں تسلسل سے ہونے والے بچوں میں کوئی ایک بھی جانبر نہ ہو پایا تھا۔ بیوی ذہنی مریضہ بن گئی جب ڈاکٹرز نے آئندہ ماں نہ بن سکنے کی نوید سنائی کہ اگر ان کے بچے ہوں گے تو یا تو مردہ پیدا ہوں گے یا کچھ دن بعد وہ زندگی کی بازی ہار جائیں گے۔ لاکھوں میں ایک عورت اس بیماری کا شکار ہوتی تھی اور وہ بدقسمت بھی ان ہی میں سے ایک تھیں۔ سعید احمد خان کی سگی بھتیجی تھیں دوسرا اس دکھ نے ان کو مریض بنا دیا تھا۔ سو بیٹے کی دوسری شادی کا کبھی خیال بھی نہ لائے نہ ہی مراد اس امر پر راضی تھا' سجاد ترمذی کی دوستی نے جوش کھایا اور پوتی کو دوست کو دے دیا بیٹے (مریم' شائستہ کے والد) نے ہلکا سا اعتراض کیا مگر اس زمانے میں والدین کا کہا صرف آخر سمجھا جاتا تھا' نجانے کیوں سعیدہ سجاد ترمذی کے اس فیصلے سے اندر ہی اندر خوب مطمئن ہوئی تھیں کہ مستقبل میں اولاد کی دوری برداشت کرنی پڑتی تھی بدلے میں اس کو ایک اچھا اور متوازن ماحول اور تعلیم جیسی دولت اور شعور اور فہم جیسا نذرانہ ان کے میکے سے ملنے والا تھا اور ان کو یہ سودا ہرگز مہنگا نہ لگا تھا۔

گھر کی ساری لڑکیاں ہی الرٹ تھیں' سلطانہ بیگم ہدایات پہ ہدایات کیے جا رہی تھیں۔ مختلف چولہوں پر کئی طرح کے پکوان تیار کیے جا رہے تھے کہ اماں جہاں کا لاڈلا نواسا آج پورے ایک ماہ بعد گھر آیا تھا۔ وہ پہلے پڑھائی اور پھر کاروبار کی وجہ سے گھر سے باہر ہی رہا تھا۔ دنیا میں اماں جہاں کے فیصلے کو تبدیل کرانے کی۔ ان کے چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک لانے کی صلاحیت اگر کوئی رکھتا تھا تو وہ عبدالحنان ہی تھا۔ وہ ان کی اکلوتی بیٹی کی اکلوتی اولاد تھا۔ ماں باپ اس کے بچپن میں ہی ایک سڑک حادثہ میں وفات پا چکے تھے۔ اماں جہاں نے ہی ماں اور باپ سے بڑھ کر کردار ادا کیا تھا اس کی زندگی میں۔ اماں جہاں اگر اس پر جان نچھاور کرتی تھیں تو عبدالحنان بھی

https://pklibrary.com/

ان کی محبت میں کسی بھی حد تک گزر سکتا تھا۔

''ہاں تو اب بتاؤ..... ہماری جان' ہمارا بیٹا کیسا ہے؟ جلدی جلدی چکر لگایا کرو عبدالحنان آنکھیں ترس جاتی ہیں تمہیں دیکھنے کو رزق تو ہر انسان کو اس کے حصے کا ملنا ہی ہے کیا یہاں کیا وہاں' اتنی دور جا کر کاروبار کرنے کی کیا تک بنتی تھی بھلا' عمر بھر ہم سے دور رہے تعلیم مکمل ہوئی تو ہم نے سکھ کا سانس لیا کہ چلو اب ہمارا بچہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہے گا مگر یہ نہیں پتا تھا کہ اگلا رخت سفر باندھ کے آیا ہے۔'' وہ اپنی مرید خواتین سے اب فارغ ہوئی تھیں۔ سو ان کی عبدالحنان سے تفصیلی ملاقات اب ہو رہی تھی۔ وہ ہنستا ہوا اٹھا اور ان کے قدموں میں بیٹھ کر ہمیشہ کی طرح سر ان کی گود میں رکھ دیا۔

''لگتا ہے اس بار کچھ زیادہ ہی اداس ہو گئی تھیں آپ' مجھے بھی کچھ دنوں سے بہت یاد آ رہی تھیں آپ کی سو بھاگا چلا آیا۔ اب تو سائنسی ایجادات نے سفر ہو یا فاصلے سب کچھ آسان اور کم کر دیا ہے۔ آپ نے رات کال کی اور دیکھیں محض آٹھ گھنٹوں کے بعد میں آپ کے سامنے ہوں۔''

''بوڑھی ہو گئی ہوں تو وہمی بھی ہو گئی ہوں' باقی تو سب شام ڈھلے لوٹ آتے ہیں۔ دل تمہاری طرف ہی اٹکا رہتا ہے کہ ہائے میرے بچے نے کچھ کھایا بھی ہو گا کہ نہیں' آرام کا وقت بھی ملتا ہو گا یا نہیں' ان باتوں کا خیال تو مائیں ہی رکھتی ہیں ناں۔ بچے جانتی نہیں ہوں تمہاری طبیعت کو سب سے آخر میں اپنا سوچتے ہو۔'' دھیرے دھیرے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتی وہ نرمی سے بول رہی تھیں۔ گھر کی لڑکیاں ان کے جس نرم لہجے اور انداز کے لیے ہمیشہ ترستی رہی تھیں۔ وہ صرف اس کے لیے مخصوص تھا۔

''بوڑھے ہوں آپ کے دشمن' ابھی تو آپ نے میرے بچوں کے بچے بھی کھلانے ہیں ڈیئر اماں جان۔'' وہ لاڈ سے بولا۔

''اپنا وعدہ یاد ہے ناں عبدالحنان.....؟'' اچانک انہوں نے کہا۔

''یاد ہے اماں جان..... عبدالحنان آپ کے ہاتھوں میں پلا بڑھا ہے تو آپ سے بہتر کون یہ جان سکتا ہے کہ وہ اپنی زبان اور وعدے کا کتنا پکا ہے۔'' اس نے ان کی گود سے سر اٹھا کر سنجیدگی سے کہا۔

''مجھے لگتا ہے کہ اس وعدے کے ایفا ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ میرے سینہ میں لگی اس آگ کو صرف تم ہی اپنے عمل سے ٹھنڈا کر سکتے ہو جس نے برسوں سے اس دل میں حشر مچا رکھا ہے۔'' وہ آزردہ ہوئیں۔

''آپ حکم تو کریں عبدالحنان آپ کے لیے جان بھی دینے کو تیار ہے۔'' وہ جذباتی ہوا۔

''نہیں تمہیں تو میری عمر بھی لگ جائے بس تم تیار رہو اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لیے۔'' انہوں نے کسی خیال میں کھو کر کہا۔

''جی میں تیار ہوں اماں ہر وقت' ہر لمحہ..... صرف آپ کے حکم کا انتظار ہے۔'' اس کے فوراً کہنے پر انہوں نے اس کی روشن پیشانی چوم لی۔

''اور مجھے آپ کو کچھ بتانا بھی ہے۔'' یہ بات کہتے ہوئے ایک خوب صورت سی مسکراہٹ اس کے چہرے پر سج گئی تھی۔

''ہاں..... ہاں بولو۔'' وہ شفقت سے گویا ہوئیں۔

''مجھے.....'' وہ ایک لمحے کو رکا۔

''مجھے ایک لڑکی پسند آ گئی ہے جیسے ہی اس کا نام پتا ملا آپ کو لا دوں گا۔ آگے اسے اپنے عبدالحنان کی زندگی کا

https://pklibrary.com/

حصہ بنانا آپ کا کام ہے۔" اپنی بات کا خود ہی لطف اٹھاتے ہوئے وہ اتنا مگن تھا کہ اماں جہاں کے چہرے کے پھیکے پڑھتے رنگوں پر اس کی نظر نہیں پڑ سکی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

آج عنایت بی بی کی طبیعت کچھ خراب تب ہی وہ اسے لینے نہیں آ سکی تھیں۔ اماں کریمن نے اپنے گھر میں کام کرنے والی لڑکی کو بھیجا تھا کہ منتہا کو گھر چھوڑ آئے۔ نصرت خالہ کی گلی آتے ہی اس نے بچی کو پاؤچ میں سے بیس کا نوٹ نکال کر دیا کہ واپس جائے اور جا کر اماں کریمن کو کہہ دے کہ وہ اسے گھر تک چھوڑ آئی ہے۔ بچی بیس کا نوٹ لے کر خوش ہو کر واپس چلی گئی۔ اس نے کن اکھیوں سے خالی گلی کو دیکھا اور خالہ نصرت کا بیرونی دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔

"او میرے مالک بے شک تو دلوں کے راز بہتر جاننے والا اور سچے دل سے نکلی گئی دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ میں کب سے تمہاری راہ تک رہا ہوں۔" کچن سے باہر نکلتا عبدالمعید اسے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوا اور آسمان کی طرف منہ کر کے شکر ادا کیا۔

"کدھر گم تھیں تم..... اتنے ہفتوں سے تمہاری گلی کے بیسیوں چکر لگا لیے کہ کہیں سے کوئی جھلک نظر آ جائے تو بات کر لوں مگر ایک بار نظر بھی آئیں تو ایک عدد تھانیدار ٹائپ خاتون کے ساتھ' دوسری بار تو تمہارے اس خونخوار شکل والے اجمل بھائی نے اپنی سرخ سرخ آنکھوں سے ایسے گھورا مجھے کہ آنکھوں سے ہی قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں گویا فون یا سیل کو تمہارا گھر انا غالباً کوئی عفریت سمجھتا ہے۔ بندہ اب رابطہ بھی کرے تو کیسے کرے؟" وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے برآمدے تک آ گئے تھے۔

"اب بتا بھی چکو کہ کیوں اتنی شد و مد سے میری تلاش جاری تھی اور خالہ کہاں ہیں نظر نہیں آ رہیں؟" اس نے وہیں برآمدے میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھتے ہوئے پوچھا۔

"محلے میں ایک خاتون کی عیادت کو گئی ہیں ابھی آ جائیں گی اور تم یہ بتاؤ کہ کیا پیو گی؟ ٹھنڈا یا چائے میں لے آؤں پھر آرام سے باتیں کرتے ہیں۔"

"اگر جو اماں جہاں کو پتا چل جائے کہ ان کی پوتی اس وقت ایک نامحرم کے ساتھ اکیلے گھر میں موجود ہے تو چوک پر پھانسی پر لٹکا دیں ہم دونوں کو۔" وہ خود ہی اپنی بات سے محظوظ ہوتے ہوئے ہنسی۔

"میری جاب ہو گئی ہے؟" اس نے شربت کا گلاس لا کر اس کے ہاتھ میں پکڑایا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"ارے واہ اتنی خوشی کی خبر ایسے سوکھے منہ سنا رہے ہو۔" اس نے گلاس واپس میز پر رکھا اور چہکی۔

"ہاں تو تم دستیاب بھی تو ہو..... جو کہو گی جہاں کہو گی کھلا دیں گے' اصل میں جہاں میری جاب ہوئی ہے' ان کی نئی برانچ دبئی میں ہے تو وہ مجھے وہاں بھیجنا چاہ رہے ہیں۔ اماں نہیں مان رہیں وہ کہتی ہیں کہ چھوٹی موٹی ملے یہیں اپنے ملک میں ملے۔ اب تم نے اپنی خالہ کو منانے میں میرا ساتھ دینا ہے پھر سے دبئی جانے کے لیے۔"

"کہتی تو خالہ بھی ٹھیک ہیں وہ اکیلی کیسے رہ پائیں گی تمہارے بغیر۔"

"کیوں تم ہو گی ناں یہاں میری کمی پوری کرنے کے لیے۔" اس کے بے ساختہ کہنے پر منتہا نے ایک نظر عبدالمعید کے چہرے کی طرف دیکھا اور نہ جانے اسے کیا ہوا کہ وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو دی۔

"ارے..... کیا ہوا' منتہا کیا ہوا بھئی؟ ابھی امی یا کوئی آ گیا تو کیوں مجھ غریب پر ظلم ڈھانے پر تلی ہو۔" وہ بوکھلایا۔

http://pklibrary.com/

''مجھے لے ہی آؤ عبدالمعید کسی طرح اس قید سے' چھڑا لے جاؤ' دم گھٹتا ہے اب میرا وہاں جہاں نہ مرضی اپنی ہے نہ سانسیں اور نہ زندگی۔'' آنسو پونچھتے ہوئے وہ اب ذرا سنبھل گئی تھی۔

''تم تو بہت بہادر ہو منتہا' میں تو ابھی اور اسی وقت تیار ہوں امی کو تمہارے ہاں بھیجنے کے لیے کوئی امید اور آس بھی تو ہو؟''

''تم خالہ کو بھیج دو' میں خود کچھ نہ کچھ کرلوں گی' کیونکہ میں نے تائی اماں سے ان کو بات کرتے ہوئے سنا' وہ کسی رشتے کی میرے حوالے سے بات کر رہی تھیں۔ اجمل بھائی کا کوئی کاروباری شریک ہے۔ انہی کے جیسا ہوگا یقیناً' مجھے ایک جہنم سے نکل کر دوسرے میں نہیں جانا' خالہ کا پیغام آیا ہوا ہوگا تو مجھے اپنا مقدمہ لڑنے میں آسانی ہوگی۔''

''ہمم..... امی آتی ہیں تو میں ابھی بات کرتا ہوں' تم ایسا کرو.....'' وہ جیب ٹٹول کر اس میں سے موبائل نکالتا ہوا بولا۔ ''یہ رکھ لو اپنے پاس' میں رابطے میں رہوں گا تم سے دبئی جانے سے پہلے میں نکاح کر کے جانا چاہتا ہوں جو بھی صورت حال ہو مجھے بتاتی رہنا اور فکر مت کرنا میں اور امی تمہارے ساتھ ہیں۔''

''لیکن.....'' اس نے کچھ کہنا چاہا۔

''لیکن ویکن کچھ نہیں' نہ تو ہماری خواہش غلط ہے اور نہ ہی مقصد اس لیے اس کو اس وقت کی ضرورت سمجھ کر رکھ لو' یہ دیکھو یہ بٹن.....'' اس نے حتمی انداز میں کہا اور اس کو موبائل کا استعمال سکھانے لگا۔ تھوڑے سے تذبذب کے بعد منتہا بھی پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔

''اماں جی پلیز کچھ کریں ناں ہم سب مل کر بہت انجوائے کریں گے پھر سگی بہن ہیں اماں جہاں آپ کی اور اب تو ان کے رویے میں اچھی خاصی نرمی دیکھی ہے ہم نے' بات تو کریں ہو سکتا ہے مان جائیں' امی بھی کارڈ دیں گی ماموں کی شادی کا اور بلاوا بھی آپ کہیں گی تو ضرور جانے دیں گی وہ ہمارے ساتھ آمنہ وغیرہ کو.....'' جب سے فجر کے ماموں کی شادی کا شور اٹھا تھا وہ اماں جی کے سر ہوگئی کہ ان کی دوستوں کو بھی شادی میں ضرور چلنا چاہیے۔

''ضد مت پکڑ لیا کرو فجر ایک ہی بات کی..... آپا کی عادت کا پتا ہے تمہیں' ان کے ماحول کا بھی اس لیے نہ تو ان کو مشکل میں ڈالو نہ مجھے' تمہاری اماں جب بلاوا اور کارڈ دے آئے گی شادی کا تو میں ایسے سرسری سا کہہ دوں گی کہ بچیاں بھی ساتھ چلی چلیں ہمارے۔ باقی ان کی مرضی دیکھو کیا جواب دیتی ہیں۔ یہ بتاؤ شجر کہاں ہے آج سارا دن مجھے نظر ہی نہیں آئی۔'' انہوں نے جملہ حاضرین پر نظر ڈالی کہ صفیہ تائی اور سدرہ چچی وہیں پر بیٹھی سبزی بنا رہی تھی۔ اماں جی دوپٹے پر سوئی سے کوئی لیس لگانے میں مگن تھیں جب فجر نے آ کر اپنا مدعا بیان کیا تھا جبکہ ایان ابھی ابھی لاؤنج میں داخل ہوا تھا اور آتے ہی صوفے پر نیم دراز ہو کر اخبار منہ پر رکھ لیا جو میز پر پڑا ہوا تھا۔

''اس کا کل پہلا پیپر ہے اماں جی اور یہ تو آپ کو پتا ہے کہ سارا سال چاہے کتاب کھول کر نہ دیکھے امتحانوں میں کتابوں سے دوستی کرتی ہے تو پوری نبھاتی بھی ہے' مجھے بھی سکھائیں یہ موتی کیسے لگا رہی ہیں آپ؟'' اس نے اشتیاق سے مہارت سے ایک ایک ٹانکے کے ساتھ ایک ایک موتی لگاتے اماں بی کو کہا جن کی نظر اس عمر میں بھی کمال کی تھی۔

''صرف یہ کیوں سارے ٹانکے سکھاؤں گی امتحانوں کے بعد تم نکمیوں کو' ابھی اٹھ کے بھائی کو چائے پانی پوچھ لو تھک کر آیا ہے۔''

''نہیں اماں جی بہت تھک گیا ہوں آج' ابھی صرف تھوڑا سا آرام کرنا چاہ رہا ہوں۔'' وہ کسلمندی سے اٹھا اور

https://pklibrary.com/

باہر نکل گیا فجر اس سے پہلے ہی وہاں سے جا چکی تھی۔

''اچھا سنو..... تم دونوں ہی اس وقت موجود ہو تو بہت اچھی بات ہے۔ میں بہت دنوں سے تم لوگوں سے بچوں کے حوالے سے بات کرنا چاہ رہی تھی۔'' دوپٹا اور سوئی دھاگا رکھ کر وہ دونوں بہوؤں سے مخاطب ہوئیں جو ان سے تھوڑی دور ہٹ کر سبزی بناتے ہوئے خاندانی معاملات کو لیے بیٹھی تھیں۔ ان دادی پوتی سے بے نیاز' جانتی تھیں کہ ان کی اولادیں اپنی ماؤں سے زیادہ اپنی دادی کے قریب تھیں۔ ہر لاڈ' ضد اور فرمائش انہی سے کرتیں اور منواتی تھیں۔ چاہے وہ لڑکیاں تھیں یا وہ سبزی کی ٹوکری میز پر رکھتی ان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

''ایان باپ اور چچا کے ساتھ آفس جانے لگا ہے۔ موحد کو باپ کے بزنس سے لگاؤ نہیں وہ جاب ڈھونڈ رہا ہے۔ جب تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔ بچیاں بھی امتحان سے فارغ ہو جائیں گی' شیزہ کی پڑھائی مکمل ہو گی دیکھ لیں گے۔ فجر اور شجر کا ابھی کر دیتے ہیں گھر کے رشتے گھر میں ہی نبٹ جائیں تو اس سے اچھی بات اور کیا ہو گی۔ کیا کہتی ہو پھر تم؟''

''آج آپ نے اپنی دونوں پوتیوں کے نام لیے اماں جی آیت کو بھول گئیں' حالانکہ جب وہ اس گھر میں آئی تھی تو آپ نے ہی کہا تھا کہ یہ میری تیسری پوتی ہے اور اس کے سر پر ہاتھ بھی رکھا تھا مگر آج آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ نے وہ بات زبان سے تو کہی تھی دل سے اس کو مانا نہیں تھا ورنہ اگر ایسا سمجھتیں تو پوتیوں کے ساتھ اس کا نام بھی لیتیں۔'' تائی جی نے نروٹھے پن سے کہا تو اماں جی بہو کی اس قدر بدگمانی پر پریشان ہو گئیں۔

''تم غلط سمجھی ہو صفیہ' وہ بچی تمہاری بھانجی ہے مگر اللہ گواہ ہے کہ میں نے اسے گھر کی بچیوں کے برابر ہی جانا ہے اور دل میں جگہ دی ہے مگر یہاں بات بچیوں کے حقوق اور برابری کی نہیں ہو رہی تھی بات رشتوں کی ہو رہی تھی اور مجھے یہی مناسب لگا تو تم دونوں سے مشورہ کر لیا۔'' وہ رسان سے بولیں

''لیکن اماں جی میں جب اس یتیم بچی کو اس گھر میں لائی تھی تو اپنی مرحوم بہن سے وعدہ کیا تھا کہ اسے زمانے میں رلنے کے لیے نہیں چھوڑوں گی بلکہ وقت آنے پر اسے بیٹی سے بہو بناؤں گی۔ آیت ہی میری بہو بنے گی اور اگر ایسی بات نہ بھی ہوتی تب بھی میں نے اس لڑکی کو ہرگز بہو نہیں بنانا تھا جس کا اب یہ حال ہے کہ ہر کام میں میری اور میرے بیٹے کی مرضی کے الٹ کرتی ہے۔ ہمیں تنگ کرنے کے نت نئے بہانے سوچتی ہے اور کرتی وہی جو اس کا دل چاہتا ہے اسے بہو بنا کر میں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مارنی۔'' تیزی سے کہہ کر انہوں نے منہ دوسری طرف پھیر لیا جیسے مزید اس موضوع پر بات کرنے کا ارادہ نہ رکھتی ہوں۔

''ٹھیک ہے بیٹا جیسے تمہاری مرضی اور تم بہو.....؟'' اب کے روئے سخن سدرہ کی طرف ہوا۔

''جی اماں جی جیسے آپ کہیں گی ویسے ہی ہو گا۔ بس وہ مجھے ایک بات کہنی تھی.....'' وہ تھوڑا سا ہچکچائیں۔

''ہاں کہو تم لوگ جانتی ہو کہ میں گھر کی بڑی ضرور ہوں مگر کبھی بھی کسی معاملے میں زور زبردستی نہیں کی تم لوگوں پر۔ کہو جو کچھ کہنا ہے۔''

''بس یہی کہنا تھا کہ ہمارا اور آپ کا دور اور تھا۔ بس بچوں کی مرضی کے مطابق فیصلے ہوں تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ زندگی انہوں نے گزارنی ہے۔ باقی جیسے آپ مناسب سمجھیں۔'' اماں جی نے گہری سانس لی۔ وہ تو نجانے کیا سمجھی تھیں کہ بڑی کے بعد چھوٹی بہو کیا کہنے والی ہے وہ اب کچھ مطمئن ہوئی تھیں۔

''ہاں ہاں بالکل یہ تو لڑکا لڑکی کا شرعی حق ہے کہ شادی جیسے اہم فیصلے کے لیے ان سے ان کی مرضی پوچھی جائے۔ اور تم بہو۔'' انہوں نے مسکرا کر سدرہ سے کہا اور صفیہ تائی سے مخاطب ہوئیں۔

https://pklibrary.com/

"رشتے ناتے قسمت اور نصیب کے لکھے سے ہی طے ہوتے ہیں اس لیے اس بات کو چھوڑ کر اس بچی شجر کے لیے بھی ویسے جذبات رکھو جیسے اپنی بچی اور بھانجی کے لیے۔ اس عمر میں سب بچیاں ایسے ہی لاابالی اور لاپرواہوتی ہیں وہ کچھ بھی تم سے ضد اور نفرت میں نہیں کرتی' اس بات کو ذہن سے نکال دو۔" وہ پھیکا سا مسکرا کر بولیں۔ صفیہ تھوڑا سا شرمندہ ہوئیں۔ فطری طور پر وہ ایسی نہیں تھیں کہ کسی فرد کے لیے دل میں بیر رکھتیں یہ کام تو آیت کرتی تھی اور بخوبی کرتی تھی کہ جب سے اس نے اپنے دل میں موحد کے لیے کچھ خاص محسوس کیا اور موحد اور شجر کے بیچ کی لڑائیوں میں بھی کچھ انہونا' کچھ اپنا پن' کچھ کھٹا میٹھا جانچا تھا اس نے اپنا کھونٹا مضبوط کرنے کی کوشش شروع کردی تھی کہ ایک ساتھ ایک گھر میں رہنے کے باوجود موحد نے کبھی اس سے ضرورت کے سوا کوئی بات نہیں کی تھی نہ صرف اس سے بلکہ شجر اور شیزہ سے بھی ایک رسمی سا رویہ روا رکھتا تھا ہاں شجر کو دیکھنے پر جو ایک چمک اس کی آنکھوں اور مسرت اس کے چہرے پر بکھرتی تھی وہ صرف آیت کو ہی نظر آئی تھی کہ کچھ عرصہ سے وہ بھی اسی راہ کی مسافر بن چلی تھی ورنہ کچھ دن پہلے تک تو ان دونوں کی نوک جھونک کو وہ بھی ویسے ہی عام سا لیتی تھی جیسے باقی سب گھر والے لیتے تھے۔

❁.....❁.....❁.....❁

دن میں کئی بار وہ لڑکیوں کے کمرے میں ایسے اچانک آ کر چھاپہ مارتیں کہ پتا بھی نہ چلنے دیتیں اور اس سب کو وہ سب اگرچہ محسوس بھی کر رہی تھیں پھر بھی اظہار کبھی نہیں کیا تھا مگر منتہا کو ان کی یہ خفیہ طور پر اچانک آ جانے والی عادت سخت بری لگتی تھی اور تو اور منتہا نے کئی بار یہ بات بھی نوٹ کی تھی کہ ان میں سے کوئی کمرے سے باہر آتا ہے تو وہ دروازے کے باہر ہی کھڑی ملتیں' اور ایسے باور کراتیں جیسے یا تو وہ وہاں سے گزر رہی تھیں یا ابھی ابھی وہاں آئی ہوں۔

منتہا بیڈ پر الٹی لیٹی ہوئی دونوں پاؤں اوپر کیے ہوئے جھلا رہی تھی۔ ہاتھوں میں رسالہ تھا آمنہ اور دریشہ تو تائی سلطانہ کے ساتھ کچن میں تھیں جبکہ مومنہ وہیں بیٹھی ایک شرٹ کی کٹائی کر رہی تھی۔

"شاباش جس کو اس کام کے لیے بھیجا تھا وہ تو پہلے سے زیادہ بدتہذیب ہوگئی ہیں۔" منتہا کے ہاتھ سے رسالہ چھوٹ کر چارپائی کے نیچے جا پڑا تھا۔ مومنہ گڑبڑا کر کھڑی ہوئی۔ منتہا نے بھی پنڈلیوں سے شلوار برابر کی اور ہاتھ سے قمیص کی شکنیں نکالیں اور اٹھ کر بیٹھ گئی دل میں شکر ادا کیا کہ اس کی عقابی نظروں سے رسالہ محفوظ رہا تھا کیونکہ آتے ہی ان کی پہلی نگاہ مومنہ پر پڑی تھی اور وہ مومنہ کے پیچھے لیٹی تھی۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ مت ویسٹ کریں میرا ان فضول کاموں میں دل نہیں لگتا داخلہ دلوانا ہی ہے تو مجھے فائن آرٹس میں دلوا دیں کتنا شوق ہے مجھے رنگوں سے کھیلنے کا' ان کے بیچ وقت گزارنے کا۔ قلم سے تو کبھی مٹی سے اپنی پسند کی شکلیں اور صورتیں ڈھالنے کا۔" بے زاری سے اس نے کہا تو اماں جہاں کے منہ سے فوراً استغفار نکلا۔

"تمہارے منہ سے اور کوئی اچھی بات نکلے نہ جانے ہماری یہ حسرت کب پوری ہوگی۔" وہ نہایت سنجیدگی سے بولیں۔ "اور بچیاں کہاں ہیں۔" انہوں نے ادھر ادھر دیکھ کر مومنہ سے پوچھا۔

"وہ عبدالحنان بھائی آئے ہوئے ہیں ناں تو تائی کے ساتھ کچن میں کھانا پکا رہی ہیں۔"

"ہمم..... آج شام تیار رہنا' سدرہ کے بھائی کی مہندی پر تم لوگوں کو بھیج رہی ہوں' وہ آئی تھیں بہت اصرار کر کے گئی ہیں اور تمہاری چھوٹی دادی کا بھی فون آیا تھا کہ بچیاں ضد کر رہی ہیں کہ تم لوگوں کو بھی ساتھ بھیجا جائے اور تم....." وہ حیرت سے منہ کھولے بیٹھی منتہا کی طرف مڑیں۔

"زیادہ خطرہ تو مجھے تم سے اور تمہاری حرکتوں سے رہتا ہے اور سب سے زیادہ تمہاری زبان سے' اس لیے تم تمیز اور ادب کے دائرے میں رہو گی تو تمہارے لیے بہت اچھا ہو گا ابھی آ کر میرے کمرے سے قمیص کا کپڑا لے جاؤ بلکہ نہیں میں عنایت سے کہتی ہوں اور مشین وہیں پر رکھوا دیتی ہوں شام ہونے میں ابھی بہت ٹائم ہے۔ میرے سامنے بیٹھ کر میری قمیص سی کر دکھاؤ میں بھی تو دیکھوں پندرہ دن میں کتنا کچھ سیکھا لیا تم نے یا اپنا اور اس غریب کا وقت برباد کیا ہے صرف۔" اپنے مخصوص انداز میں کہہ کر وہ چل دیں۔

"مارے گئے' آج تو شادی میں جانے کا سارا مزہ کرکرا کر دیا اماں جہاں نے اوہ خدایا مجھے تو ابھی مشین چلانا مشکل سے آئی ہے کجا کہ پوری کی پوری کٹنگ اور پھر سلائی مجھے تو لگتا ہے یہ منصوبہ اماں کے زرخیز دماغ نے ہی بنایا ہے اس لیے کہ میں اس فنکشن میں ہی نہ جا سکوں ظاہری بات ہے جب مجھ سے قمیص نہیں سلے گی تو سزا کے طور پر وہ میرا جانا کینسل کر دیں گی۔" وہ ادھر ادھر ٹہلتی ہوئی ہاتھ پر ہاتھ مار کر پریشانی سے کہہ رہی تھی۔

"تم بھی تو ڈھیٹ ہو منیبا' ہر کام میں ان کا الٹ کرتی ہو۔ ہمیں دیکھو اماں کو سلائی کرتے دیکھ دیکھ کر ہی سب سیکھ لیا اور تمہارے ساتھ وہ کتنی نرمی سے پیش آتی ہیں۔ باقاعدہ سلائی سیکھنے بھیجا مگر تم تو جانے گھاس کھودنے جاتی تھی سلائی سیکھنے کے بجائے۔" مومنہ نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

"تم...... تم ہو ساری اس فساد کی جڑ نہ یہ منحوس کٹنگ اور سلائی کا کام لے کر بیٹھتیں نہ ان کو یاد آتا۔" وہ اس پر چڑھ دوڑی۔

"ابھی تو شکر کرو ان کی نظروں سے تمہارا وہ رسالہ چھپا رہ گیا ورنہ رسالہ تو آگ کی نذر ہونا تھا سو ہونا تھا تمہارے لیے نئی سزا بھی مقرر ہو جاتی۔ ہو سکتا ہے اس بار وہ تمہیں کوکنگ کی کلاس میں ایڈمیشن دلاتیں۔" مومنہ متبسم ہوتی ہوئی بولی اور دوبارہ سے اپنے کام میں مگن ہو گئی۔

"تم سے تو میں بعد میں آ کر پوچھتی ہوں ذرا اپنا بچنے کا کوئی بندوبست کر آؤں عنایت بی بی سے کوئی امید تو نہیں ہے مگر کوشش کر لینی چاہیے۔" اسے کھا جانے والے انداز میں جواب دے کر وہ خود کلامی کے سے انداز میں کہتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"یہ نہیں سدھر سکتی۔" مومنہ نے زیر لب کہا اور سر جھٹک کر اپنے سابقہ کام میں مصروف ہو گئی تھی۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

بہاریں لوٹ آئیں

اریشہ غزل

ہے محبتِ حیات کی لذت
ورنہ کچھ لذتِ حیات نہیں
کیا اجازت ہو' ایک بات کہوں
وہ' مگر خیر کوئی بات نہیں

"کتنی بار تمہیں منع کیا ہے کہ اس شخص سے بات مت کیا کرو۔ وہ مجھے سخت ناپسند ہے مگر تم......" اس نے غیض بھری نظروں سے رائمہ کو گھورا۔

"وہ تو بس...... خیریت معلوم کررہا تھا۔" وہ منمنا کر رہ گئی۔

"تمہاری ہی خیریت کیوں معلوم کرتا رہتا ہے؟ اسے سچائی کو تسلیم کرلینا چاہیے کہ تم پرائی ہوچکی ہو' کسی کی بیوی اور بہو ہو مگر وہ بدنظر انسان......" اس نے سختی سے دانت پیسے۔

"زوار آپ خوامخواہ ہی ناراض ہورہے ہیں۔ وہ میرا کزن بھی ہے پھر ہم ایک ساتھ رہے ہیں وگرنہ کوئی اور بات نہیں ہے۔" رائمہ نے اپنی طرف سے اس کا دل صاف کرنا چاہا۔

"بس رہنے دو...... کیا میں جانتا نہیں ہوں کہ شادی سے پہلے تمہاری منگنی عاشر سے طے تھی۔" وہ صاف صاف اس پر الزام لگا رہا تھا۔ اس کے ماتھے پر پسینہ موتیوں کی طرح چمکنے لگا تھا۔

اگر اس کی یہ باتیں اور خرافات کوئی سن لے تو اس کی خوشیوں کا پول لمحہ بھر میں کھل جائے اور وہ تنگ نظر انسان یہ سب سمجھتا ہی نہیں تھا' بات صرف اتنی سی تھی کہ اس کی بچپن سے نسبت تایازاد کزن عاشر سے طے تھی مگر گزرتے وقت کے ساتھ بچے بڑے ہوتے گئے۔ پسندیدگی کا رجحان بدل گیا تو بڑوں کے فیصلے بھی پھیکے پڑنے لگے تھے۔ عاشر شروع سے ہی لاپروا غیر ذمہ دار اور لاابالی قسم کا تھا۔ گریجویشن اور اس کے ساتھ کمپیوٹر کورس کرنے کے عمل میں اس نے اپنے کئی سال ضائع کیے' پھر کورس مکمل کیے بغیر انہیں چھوڑ دیا' متلون مزاجی اس کی سب سے بڑی خامی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ تایا کی سختی کے باوجود کوئی بھی نوکری تک کر نہیں کرپایا تھا' کبھی چھ مہینے اور کبھی تین مہینے۔ تنگ آکر عثمان احمد نے بھائی سے کہہ دیا کہ وہ بیٹے کی غیر ذمہ دارانہ روش کو دیکھتے ہوئے یہ رشتہ ختم کررہے ہیں۔ وہ اپنے طور پر رائمہ کے لیے رشتہ دیکھ لیں' لقمان احمد کو بھی بھتیجے کے یہ انداز تنگ کررہے تھے۔ انہوں نے رائمہ کے بی اے سے فارغ ہوتے ہی اپنی مرضی سے اپنے دوست کی فیملی میں اس کا رشتہ طے کردیا۔ بظاہر سب اچھا اور ٹھیک نظر آرہا تھا۔ زوار گھر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اس کے بعد دو چھوٹی بہنیں تھیں جو پڑھ رہی تھیں۔ سسرال بھی لمبا چوڑا نہ تھا' اچھا گھر' اچھی جاب اور شکل وصورت بھی اچھی تھی ہر کوئی رائمہ کی قسمت پر رشک کررہا تھا اور رائمہ بھی دل سے اس رشتے پر خوش تھی۔ اسے بھی زوار پہلی ہی نظر میں پسند

Books.jaanshayari.com

آ گیا تھا۔

دھوم دھام سے منگنی ہوئی اور چھ ماہ بعد شادی کی تاریخ رکھ دی گئی۔ اتنے کم عرصے میں اس کی زوار سے فون پر خاص بات نہ ہو سکی...... دوست' کزنز' بہنیں اور بھائی سب ہی رائمہ کی قسمت پر رشک کرتے اور وہ خود پر اتراتی ہوئی میکے کی دہلیز پار کر کے سسرال آن پہنچی۔ خوشیوں بھری رات' امنگوں ارمانوں سے سجی اس کے شک وطنزیہ باتوں کی نظر ہو گئی۔ وہ سمجھ نہ سکی زوار فطرتاً شکی مزاج ہیں یا کسی نے اس کی خوشیوں کو شک کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کی تھی۔

خاموش رہ کر اپنے سسرالی رشتے داروں کو پرکھنے لگی مگر کوئی بھی زوار جیسی عادت کا نہیں تھا۔ ساس' سسر بھی شفقت آمیز رویہ رکھنے والے تھے۔ دونوں چھوٹی نندیں بھی اپنے کاموں اور پڑھائی میں مصروف رہتیں' کوئی بھی فالتو گفتگو کرنے کا عادی نہیں تھا پھر صرف زوار کیوں؟ وہ الجھ جاتی مگر اپنی اسی الجھن اور پریشانی کو بڑی بہن اور بھابی سے بھی نہیں کہہ سکتی تھی کیونکہ ایسی صورت میں بات کہیں سے کہیں نکل کر کہیں جا پہنچتی۔ ماں باپ جو اس کی خوشیوں کی دعا کرتے نہیں تھکتے تھے۔ وہ یقیناً پریشان ہو جاتے' خاندان میں اس کے حوالے سے بات پھیل جاتی' زوار کی شکی فطرت اس کے گھر اور مستقبل کے لیے مسئلہ بن جاتی۔ تائی جو اپنے بیٹے کا رشتہ ختم کرنا نہیں چاہ رہی تھی۔ انہیں باتیں بنانے کا موقع مل جاتا حالانکہ رائمہ کی شادی سے عاشر کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ اپنی زندگی اور اپنے دوستوں میں مگن تھا۔ زوار کی شدت پسندی اور شکی طبیعت کو دیکھتے ہوئے رائمہ نے میکے آنا کم کر دیا کیونکہ وہ اور تایا کی فیملی ایک ہی گھر میں اوپر نیچے پورشن میں بظاہر الگ مگر ایک ساتھ رہتے تھے اور اسی صورت میں عاشر سے سامنا عام ہی بات تھی مگر اپنی فیملی سے ملنے اسے مہینے میں ایک سے دو بار آنا پڑتا تھا۔

اس کی نئی...... نئی شادی تھی اس کی بہنیں اور ماں اسے بہت یاد کرتی تھیں' ان کی خاطر وہ جبر کر کے بظاہر خود کو مطمئن ظاہر کرتی تھی۔ ابھی اس کی شادی کو چار ماہ ہی ہوئے تھے تب ہی ربیعہ باجی کی شادی طے پا گئی۔ وہ اس کی تایا زاد

Booksjaanshayari.com

https://pklibrary.com/

اور عاشر کی بڑی بہن تھیں۔ اتنے قریبی رشتے سے منہ موڑنا اور نہ آنا عجیب سی بات ہوتی اسے نہ..... نہ کرتے بھی شادی میں شرکت کرنا تھی اور نا چاہتے ہوئے بھی زوار کے ساتھ شریک ہونا تھا۔ آج امہندی کی رسم تھی اور زوار کی ہدایت کے ساتھ وہ ہلکے میک اپ اور جیولری' کام والے کپڑوں میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی۔ اندر سے اس کا دل ڈر رہا تھا کہ کہیں کوئی بات خلاف توقع نہ ہو جائے۔

مہندی کا انتظام گھر کے لان میں کیا گیا تھا پھر رسم کے دوران اسٹیج پر عاشر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا اور سب کے ساتھ تصویر کی فرمائش کی یہ منظر دور کھڑے زوار نے دیکھ لیا تھا۔ حالانکہ پل بھر کی بات تھی سب ہی بڑے وہاں موجود تھے۔ دل میں کوئی چور نہ تھا اس لیے کوئی بھی غلط نہیں سوچ رہا تھا مگر زوار نے اس منظر کو اپنے رنگ میں لے لیا تھا۔ تصویر تو کیا بنتی رائمہ نے اسے اسٹیج کی طرف آتے دیکھا تو عاشر کا ہاتھ جھٹکتی سختی سے انکار کرتی زوار کی طرف بڑھ گئی تاکہ اس کا مزاج ٹھنڈا کر سکے۔ اس نے جاتے ہی زوار سے کول ڈرنگ کا پوچھا تو وہ طنزیہ انداز میں شروع ہو گیا۔

"کیا کہہ رہا تھا وہ؟" رائمہ کو قریب کرتے اس نے غصے سے پوچھا۔

"کک..... کچھ نہیں' بس خیریت معلوم کر رہا تھا۔" اس کے غصے نے رائمہ کو بوکھلا دیا۔ اس نے اپنے اردگرد مہمانوں کو ایک نظر دیکھا اور ساس نندوں کے درمیان آ کر بیٹھ گئی تاکہ پھر کوئی اسے اسٹیج پر بلانے کی ضد نہ کرے۔ اس کا اترا ہوا چہرہ سب ہی نے دیکھا تھا۔ ریحانہ بیگم (اماں) نے کہا۔

"شادی کے بعد سے ہی اتنی تھکن ہو جاتی ہے۔ یہ بھی دعوتیں اٹینڈ کر کے تھک گئی ہو گی۔ تقریب ختم ہو جائے تو زوار کے ساتھ گھر چلی جانا' اپنے گھر کا آرام کچھ اور ہی ہوتا ہے۔" ان کی بات سے اس کی ساس نے بھی اتفاق کیا' جب رسم کے لیے تایا زاد بہن اسے بلانے آئیں تو اس نے معذرت کر لی۔

"اب کس بات کا ماتم منا رہی ہو۔" گھر آ کر زوار نے اس کی مسلسل چپ پر اسے ٹوکا۔ وہ ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی زیوار اتار رہی تھی۔ چوڑیاں ڈریسنگ پر ڈالتی مڑ کر نرمی سے بولی۔

"آپ اس طرح کی طنزیہ اور شکی باتیں کیوں کرتے ہیں؟ اگر میرا اور عاشر کا رشتہ طے تھا تو وہ بڑوں کی مرضی کے ساتھ ہوا تھا اور ان کی ہی رضامندی سے وہ بات ختم بھی ہو گئی تھی۔" اس نے سمجھانا چاہا۔

"دکھ تو بہت ہوا ہو گا۔" وہ سگریٹ جلاتے ہوئے اسے اپنی باتوں سے سلگا رہا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ میری لائف میں کہیں نہیں ہوتے۔" اس نے صاف گوئی کے ساتھ اس کا شک دور کرنا چاہا۔

"جس کی اتنی خوب صورت کزن ہو اور فیانسی بھی رہ چکی ہو وہ اس سے اتنا بے خبر و انجان ہو..... ناممکن ہے۔" وہ قطعی لہجے میں اس کی بات کو ہوا میں اڑا گیا۔ "سچ بتاؤ اس کا دل تم سے بھرا تھا یا تمہارا دل اس سے.....؟ ضرور وہ کسی اور لڑکی کی طرف مائل ہو گیا ہو گا تب ہی تم نے میرے رشتے کو قبول کیا ورنہ ایسی بھی باوفا لڑکیاں ہوتی ہیں جو بے چاری شادی ہی نہیں کرتیں۔" وہ اپنا ہی راگ الاپ رہا تھا۔ رائمہ نے بیزارگی کے ساتھ اس کا لیکچر سنا اور کپڑے چینج کرنے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

شادی سے پہلے ہر بات کتنی آسان نظر آتی ہے۔ اس کی بیسٹ فرینڈ رومانہ کا شوہر عبید رضا بھی کم و بیش ایسی ہی فطرت کا مالک تھا۔ رائمہ نے بی اے تک تعلیم مکمل کی تھی جب کہ رومانہ کی شادی تو تھرڈ ایئر کے آخر میں ہو گئی تھی۔ وہ اس کا فرسٹ کزن تھا اور ماں باپ نے اچھا رشتہ دیکھ کر اپنا فرض پورا کرنے کی جلدی میں اس کی عادتوں کو نظر انداز کر دیا تھا یا یہ کہہ لیں کسی کی فطرت کا اندازہ بعد میں ہی ہوتا ہے۔ وہ بھی رومانہ پر ہر وقت نظر رکھتا تھا۔ اس کو رومانہ کے ہنسنے' بولنے' پہننے اوڑھنے اور سجنے سنورنے پر بھی شک ہوتا تھا کہ وہ کسی اور کو پسند تو نہیں کرتی ہے۔ رومانہ کو اس کی

https://pklibrary.com/

فطرت کا شک اور طنزیہ زبان اسے خوش ہونے نہیں دیتی تھی۔ وہ شادی کے بعد مرجھا کر رہ گئی تھی۔ تب ایک بار رومانہ نے اپنی الجھن اس کو بتائی تھی اور رائمہ نے اسے مشورہ دیا تھا کہ اپنے والد سے اس مسئلے کو ڈسکس کرے اور عبید بھائی کو سمجھائے۔ مطمئن کرنے کی کوشش کرے۔ پہلے رومانہ نے اپنی والدہ سے اس مسئلے کو ڈسکس کیا تو دوسری طرف سے وہ لیکچر سننے کو ملا کہ وہ دنگ رہ گئی۔ اس کی والدہ نے صاف کہہ دیا تھا۔

"آدمی اسی طرح تنگ نظر ہوتے ہیں' ان کے ساتھ رہتے ہوئے ان کے مزاج میں ڈھلنا پڑتا ہے۔ ان کی عادتوں اور فطرت سے سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر ایک عورت اپنا گھر بنا پاتی ہے۔ تمہاری شادی کو ابھی عرصہ ہی کتنا ہوا ہے اور تم گلی شکایتیں کرنے' لی بی کانٹوں کی راہ گزر ہوتی ہے سسرال۔ جہاں ہر قدم سوچ' سمجھ کر رکھنا پڑتا ہے اور صرف شک ہی تو کرتا ہے اور باتوں میں کتنا اچھا ہے تمہارا کتنا خیال رکھتا ہے' تم سے کتنی محبت کرتا ہے جس چیز پر ہاتھ رکھ دیتی ہو فوراً سے پیشتر لا دیتا ہے۔ شکر ادا کرو اللہ تعالیٰ کا اس نے قدر دان دے رکھا ہے اور تمہیں قدر ہی نہیں ہے الٹا شکایتیں کر رہی ہو' میں آئندہ نہ سنو اس قسم کی خرافات۔" رومانہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ میکے کی طرف سے کوئی مدد نہیں ملی اور عبید کا رویہ ناقابل برداشت تھا۔ اس نے رائمہ سے مدد لی تھی۔ شادی سے پہلے ہر چیز کتنی آسان نظر آتی ہے۔ وہ بھی رومانہ کے اس مسئلے کو سن کر ہنس دی تھی۔

"یار یہ بھی کوئی مسئلہ ہے جسے ڈسکس کیا جائے اگر اسے تمہارے سجنے' سنورنے پر اعتراض ہے تو تم سادگی اختیار کر لو۔ وہ خود ہی تم سے سجنے کی بات کرنے لگے گا۔" دوسروں کو مشورہ دینے والی آج خود کتنی تنہا اور اکیلی تھی وہ کپڑے تبدیل کر کے بیڈ پر آ کر لیٹی تو زوار اسی قصے میں گم تھا۔

"اگر آپ کو اعتراض ہے میرے وہاں جانے پر تو میں شادی میں نہیں جاؤں گی۔" اس نے اپنے طور پر اسے منانا چاہا۔

"ہاں تاکہ ہر کوئی یہ کہے کہ دیکھو اس کا شوہر کتنا تنگ نظر اور ظالم انسان ہے۔ بیوی کو رشتے داروں سے ملنے نہیں دیتا بے چاری قریبی رشتہ کی شادی میں بھی آتی جاتی نہیں۔" اس نے سگریٹ پھونکتے ہوئے کہا تو رائمہ نے دکھ سے اس کی طرف دیکھا اور آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی۔ زوار ہر طرح سے اچھا تھا' شکل و صورت مالی لحاظ سے گھرانہ بھی شریف تھا۔ پھر کیا تھا اگر وہ شکی نہ ہوتا پھر کوئی وجہ بھی تو ہو..... اس نے کوفت سے سوچتے ہوئے سب کچھ ذہن سے جھٹک دیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

دو دن کے بعد ہونے والی شادی کی تقریب میں پہننے کے لیے اس کی ساس نے اس کی شادی کا سوٹ نکالا تو وہ پریشان ہو گئی۔

"امی یہ تو بہت بھاری ہے اور میرے پاس بہت سارے کامدار سوٹ بالکل نئے رکھے ہیں' آپ کی طرف کے بھی اور امی کی طرف کے بھی..... میں فی الحال وہ پہن لوں گی۔" اس نے وضاحت دیتے ہوئے شادی کے سوٹ کو ایک طرف رکھا۔ زوار کا کچھ پتا نہ تھا اگر وہ اس کو شادی کے پہناوے میں دیکھتا تو اس سچ مچ کو بھی عاشر کے کھاتے میں ڈال دیتا۔

"ابھی تمہاری شادی کو دن ہی کتنے ہوئے ہیں وہ سوٹ بعد میں پہن لینا۔ اتنی قریبی شادی میں تو یہی سوٹ پہننا بہتر ہے کیوں زوار؟" مسز امتیاز نے اندر آتے بیٹے کا دھیان اس موضوع کی طرف کرایا۔ وہ بھی غالباً پوری بات سن چکا تھا۔ تب ہی بولا۔

"کیا ضرورت ہے امی جب رائمہ خود کہہ رہی ہے پھر یہ لباس وزنی بھی ہے' اس کا کام دیکھیں اوپر سے جیولری بھی ہوگی۔" اس نے اپنے طور پر انکار کر دیا تھا اس کے نرم لہجے میں بھی اسے غصے کی آنچ محسوس ہوئی۔

"تم نوجوان نسل کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔ ہمارے زمانے میں تو مہینے مہینے بھر دلہن..... دلہن کی طرح رہا کرتی

http://pklibrary.com/

تھی اس کا پہننا اوڑھنا سجنا سنورنا الگ ہی ہوتا تھا اور اب کی دلہن کو دیکھ لو سر جھاڑ منہ پھاڑ ے۔" انہوں نے رائمہ کی سادگی پر چوٹ کی وہ نظریں چرا کر رہ گئی۔ کس منہ سے کہہ دیتی کہ ان کے اپنے بیٹے کو اس کا سجنا سنورنا پسند نہیں ہے۔ اسے کتنا شوق تھا سجنے سنورنے کا مگر اب تو جیسے سارے شوق ہی زوار کے شک کی نظر ہو گئے تھے۔ اسے ڈر لگا رہتا تھا۔ زوار کے ساتھ کہیں آتے جاتے وہ الٹے دماغ کا آدمی تھا۔ وہ پوری کوشش کرتی تھی اس کا موڈ خراب نہ ہو اور نہ ہی بدمزگی ان کے رشتے میں جگہ بنائے مگر ہر بار..... اس کی یہ کوشش ناکام رہ جاتی تھی۔ سسرال میں ساس نے برأت کے سوٹ پر زور دیا تو میکے میں بھی بھابی نے اس سوٹ پر زور دیا حتیٰ کہ تقریب کا دن قریب آن پہنچا۔

اسے زوار کے مزاج کے مطابق تیار ہونا تھا اور وہ اس طرح تیار ہوئی۔ بادامی شلوار سوٹ جس پر سلور رنگ لگے تھے اس کے ناناکرتے بھی بڑی بھابی نے اس کا میک اپ تیز اور جیولری بھاری پہنا دی تھی جس نے اس کی شخصیت کو جگمگانے پر مجبور کر دیا تھا۔

"واؤ..... تم تو زبردست لگ رہی ہو۔" عاشر پھولوں کے تھال لے کر اندر آیا تو اسے ربیعہ باجی کے برابر بیٹھے دیکھ کر شوخی سے تھا۔ ابھی زوار اور اس کے گھر والے نہیں آئے تھے وہ تیار ہو کر تایا کے پورشن میں آئی تھی۔

"ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا عاشر۔" اس نے بگڑ کر کہا۔

"کون کافر مذاق کر رہا ہے اگر شادی سے پہلے تم اس روپ میں میرے سامنے آتیں تو یقیناً میرا ووٹ تمہارے لیے ہی ہوتا۔" وہ اس کی سنجیدگی کو خاطر میں لائے بغیر شرارت سے بولا تو رائمہ نے ناگواری کے ساتھ اسے ٹوکا۔

"منہ دھو رکھو۔ میرا ووٹ تمہارے لیے کبھی نہیں ہوتا' تم ازلی غیر ذمے دار ہو۔"

"ہائے کتنی بے مروت ہو کزن۔ انسان کسی کا دل ہی رکھ لیتا ہے۔" وہ منہ لٹکا کر بولا تو ربیعہ باجی فوراً بولیں۔

"تم دل چھوٹا مت کرو ہم تمہارے لیے رائمہ سے زیادہ خوب صورت لڑکی ڈھونڈ لیں گے۔" وہ اس کا دل رکھ رہی تھیں' وہ خاموشی سے وہاں سے اٹھ گئی۔

عاشر کو عادت تھی مذاق کرنے اور ہر بات کو انجوائے کرنے کی مگر دوسرے لوگوں کی کیا عادت تھی' انہیں کیا پسند اور نہ پسند تھا اس سے ہمیشہ وہ انجان و بے خبر رہا تھا۔ وگرنہ رائمہ کے سلسلے میں کہیں تو قدم لیتا مگر..... پسندیدگی بھی کوئی چیز ہوتی ہے اگر رائمہ کے دل میں اس کے لیے جگہ ہوتی تو یہی حال عاشر کا بھی ہوتا۔ وہ بحیثیت کزن اور بہن بھائی تو ساتھ رہے تھے مگر اس کے علاوہ کوئی نیا جذبہ ان کے ذہنوں تک رسائی حاصل نہیں کر پایا تھا۔ اسی لیے جب والدین نے ان کی نسبت کو ختم کیا تو دونوں طرف سے ہی اطمینان کا اظہار ہوا' کوئی شور نہیں تھا مگر زوار جیسے لوگوں کا کیا کیا جائے۔ وہ ذرا سی بات کو افسانے کا رنگ دے دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد معاشرے میں کم نہیں ہوتی وہ اپنے رویے' اپنے لہجے اور باتوں سے دوسرے انسان کو کتنی تکلیف پہنچاتے ہیں انہیں اندازہ ہی نہیں ہوتا۔

اس وقت بھی رائمہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھی مگر اسے اپنے لفظوں کی سختی اور لہجے کے کڑوے پن پر افسوس ہوتا رہا۔ اس میں عاشر کا قصور کہاں تھا۔ وہ تو اس سب باتوں سے لاعلم تھا۔ زوار کے رویے سے بھی اور اس کے شکی انداز سے بھی۔

"تم کیا اداسی کی دیوی بنی کھڑی ہو تسلی سے بیٹھ جاؤ تمہارے میاؤں (میاں) آتے ہی ہوں گے۔" فریحہ (کزن خالہ کی بیٹی) نے اسے شرارت سے ٹوکتے ہوئے کہا۔ تو وہ دھیمے سے مسکرا دی۔

"شادی سے پہلے کتنی اچھی لائف ہوتی ہے ناں کوئی فکر نہ کوئی ذمہ داری۔" رائمہ بولی۔

"ہماری تو ڈیئر شادی کے بعد بھی وہی لائف ہے علی میرے کسی معاملے میں نہیں بولتے اور نہ ہی فالتو کی جھک جھک میں پڑتے ہیں ان کی یہی عادت اچھی ہے' خوش رہو اور رہنے دو۔" وہ اپنے میاں کی تعریفیں کر رہی تھی۔

https://pklibrary.com/

"تم اپنے کزن کے ساتھ بیاہ کر گئی ہو اس لیے جناب عیش میں ہو ورنہ سب جگہ مختلف کہانی ہوتی ہے۔" ان کی گفتگو میں بڑی بہن نغمہ نے بھی حصہ لیا۔

"یہ تو ہے اور جہاں خرابیاں ہیں وہاں کچھ اچھائیاں بھی ہیں۔ سب کچھ دیکھا بھالا ہوتا ہے۔ جب کہ غیر فیملی میں سب کچھ مختلف ہوتا ہے نیا اور اجنبی ماحول پھر ان لوگوں میں رہنا اور اپنی جگہ بنانا آسان نہیں ہوتا۔ مقام بناتے بناتے ایک عرصہ اور محنت لگتی ہے۔ تب کہیں تعریف وصول ہوتی ہے۔" اسماء باجی (تایازاد) فوراً اس گفتگو میں شریک ہوئیں وہ خاندان کی پہلی بیٹی تھیں جن کی شادی تایا نے غیروں میں کردی تھی۔ اچھا رشتہ نہ آنے کے باعث۔ شادی کے بعد شروع شروع میں ان کے بہت لڑائی جھگڑے ہوتے تھے۔ مگر بچے ہونے اور شوہر کے ساتھ علیحدہ ہوجانے پر اب زندگی میں سکون تھا۔

"اچھے سسرالی قسمت سے ملتے ہیں اور قدر کرنے والا شوہر بھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہماری رائمہ بھی قدر دانوں میں گئی ہے۔ اس کے شوہر سمیت اس کے سسرالی بھی بہت اچھے ہیں۔" نغمہ باجی تعریفوں کے پل باندھ رہی تھیں۔ وہ دھیمے سے مسکراتے ہوئے سب کی ستائش وصول کرتی رہی۔ اندر کا حال تو وہی جانتا ہے جس پر بیتی ہے۔ تب ہی اس نے لان میں ثانیہ..... رائمہ اور اپنی ساس سمیت شوہر کو آتے دیکھا۔ اس کا مشکل وقت شروع ہوگیا تھا۔ اب جب تک محفل چلتی اسے اٹیچو بنے رہنا تھا۔ وہ دوپٹا سنبھالتی زوار تک آئی۔ ساس کو سلام کرکے وہ اس کی طرف بڑھی تو پہلی تنقید موصول ہوئی۔

"اتنا میک اپ تھوپنے کی کیا ضرورت تھی' جاکر ہلکا کرکے آؤ اور یہ بال کیوں کھلے ہوئے ہیں انہیں فوراً کیچر میں کرو۔" اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتی ثانیہ بولی۔

"بھائی..... بھابی بہت اچھی لگ رہی ہیں۔" ثانیہ کو اس کے اعتراضات برے لگے۔

"بکومت....." اس نے ناگواری کے ساتھ بہن کو ٹوکا تو رائمہ اپنی خیریت مناتی اندر چلی گئی۔ اس نے بھابی کو پہلے ہی منع کیا تھا۔ ہیوی میک اپ اور بال کھلے چھوڑنے پر مگر وہ ہر بار یہی کہتی رہیں۔

"اچھا لگے گا۔ زوار تمہیں دیکھ کر خوش ہوجائے گا۔" اور اب وہ تو خوش ہوگیا تھا' مگر وہ اداس ہوگئی تھی۔ اس نے پہلے اپنا میک اپ ہلکا کرنا شروع کیا اور بالوں کو سمیٹ کر سادھی سی چوٹی بندھ لی۔

"گھر بنانے کے لیے عورت کو کیا..... کیا کرنا پڑتا ہے..... احمق عورت۔" آئینے میں نظر آتے اپنے اداس تھکے روپ کو دیکھتے ہوئے وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

شادی کے ہنگامے ختم ہوئے اور اس نے دل ہی دل میں ڈھیروں شکر ادا کیا۔ وہ اپنے گھر اور گھر والے کے ساتھ خوش تھی۔ اسے اور کیا چاہیے تھا اگر درمیان میں زوار کی شکی فطرت نہ ہوتی تو زندگی آئیڈیل ہوتی' تب ہی اس کی پُرسکون زندگی میں رشتے کے کنکر نے ہلچل مچادی' تائی کے سپوت عاشر صاحب نئی نئی جاب سے لگے تھے اور تائی کو ان کے ارمان سجانے کا شوق چڑھا تھا۔ شادی میں وہ رائمہ کی ساس کے اخلاق سے اتنی متاثر ہوئیں کہ اب وہ عاشر کے رشتے کی بات کرنے ان کے گھر چلی آئی تھیں۔ پہلا بم وہ رائمہ کے سر پر پھوڑ چکی تھیں اور دوسرا بم یقیناً زوار نے آکر پھوڑنا تھا۔ زوار نے آفس سے آکر یہ سارا قصہ سنا تو صاف لفظوں میں فوراً سے پیشتر انکار کردیا۔

"مجھے وہ شخص پسند نہیں ہے چھچھورا سا ہے۔" ناگواری حرف' حرف سے عیاں تھی۔ ماں اور باپ نے اس کی ناگواری کے ساتھ اس کے رویے کو محسوس کیا اور نرمی سے بولے۔

"کیا خرابی ہے لڑکے میں۔ برسرروزگار ہے شریف خاندان اور اچھے عزت دار لوگ' ہر لحاظ سے یہ رشتہ موزوں ہے' کوئی برائی نہیں پھر تمہیں کیوں اعتراض ہے؟"

"بابا ابھی ثانیہ چھوٹی ہے پھر اس نے انٹر ہی کیا ہے کیا ضرورت ہے' اتنی جلدی شادی کرنے کی اور اچھے رشتے آجائیں گے۔" اس نے باپ کو ٹالتے ہوئے سرسری سا

https://pklibrary.com/

کہا۔

"اگر یونہی منع کرتے رہے تو اور رشتے کہاں سے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ بھی ناشکری کو پسند نہیں کرتا۔" مسز امتیاز نے صاف کہا۔

"امی جب سب آپ لوگوں نے طے کر رکھا ہے تو پھر مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہاں کر دیتے۔" زوار ناراض ہوا۔

"ذرا ذرا سی بات پر اچھلا نہ کرو، تسلی سے بیٹھو اور سنو کچھ طے نہیں کیا۔ ابھی لڑکیوں کے رشتے آتے ہیں، رائے لی جاتی ہے گھر کے بڑوں سے مشورہ کیا جاتا ہے پھر فیصلہ کیا جاتا ہے، مجھے اس لڑکے میں کوئی برائی نظر نہیں آ رہی اور نہ ہی تمہاری ماں کو۔ ہم ان سے کچھ وقت لے لیتے ہیں اگر ان دو تین ماہ کے دوران کوئی اور اچھا رشتہ آ گیا تو ٹھیک وگرنہ ہم ہاں کر دیں گے۔" امتیاز صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔ تو زوار ہونٹ بھینچے وہاں سے اٹھ آیا۔

رائمہ نے اس کے بگڑے تیور کچن سے ہی بھانپ لیے تھے وہ پانی لے کر کمرے میں آئی تو وہ اس پر برس پڑا۔

"تم تو خوشیاں مناؤ گی ہی اس بہانے ہر وقت اس سے ملنے کا سبب بنا رہے گا۔" وہ کڑوی کسیلی سنا رہا تھا۔

"اللہ کو مانیں اس طرح کی باتیں آپ کو زیب نہیں دیتیں۔" رائمہ نے اس کا غصہ ٹھنڈا کرتے ہوئے اسے گلاس پکڑانا چاہا جسے اس نے تھام کر دیوار پر دے مارا۔

"جسٹ شٹ اپ اپنی صفائیاں دینا بند کرو....." وہ چڑ گیا اپنے ماں باپ کا غصہ وہ اس پر اتار رہا تھا۔ گلاس ٹوٹنے کی آواز پر ثانیہ کمرے میں آئی۔ اسے کانچ سمیٹتے دیکھ کر وہ فکرمند ہو گئی۔

"رہنے دیں بھابی میں اٹھا لیتی ہوں۔ کہیں آپ کے ہاتھ زخمی نہ ہو جائیں۔" وہ اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

"یہاں رویوں سے دل زخمی ہو جاتے ہیں تم ہاتھ کی بات کر رہی ہو۔" وہ سوچ کر رہ گئی اور اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔ اسے بریانی پکانی تھی اور کھانا اگر وقت پر نہ ملے تو زوار کا مزاج مزید خراب ہو جاتا تھا۔ تمام کاموں کو نمٹا کر کمرے میں لوٹی تو وہ بیڈ پر بیٹھا اس کا ہی منتظر تھا۔

"اس رشتے کو کسی طرح ختم کروا دو۔ تمہارے اور میرے رشتے کے لیے یہ بہت ضروری ہے ورنہ....." اس نے بات کو ادھورا چھوڑا اور کروٹ بدل لی، وہ ہک دک بیٹھی رہ گئی تھی۔ سارے بڑے یہاں بھی اور وہاں بھی راضی تھے وہ کس طرح عاشر کے لیے منع کرواتی۔

"زوار اس میں میرا کیا قصور ہے اگر آپ کے گھر والے عاشر کے لیے ہاں کرنا چاہتے ہیں تو وہ ان کی اپنی مرضی ہے۔" وہ اس کا بازو ہلا کر اسے سمجھاتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں بولی۔

"جس کسی کی بھی مرضی ہو میں اس شخص کو مستقل اپنے بہنوئی کی صورت برداشت نہیں کرنے والا۔ مجھے وہ سخت زہر لگتا ہے۔" اس نے اٹھ کر غراتے ہوئے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔

"آپ اپنے والدین سے کہیں وہ اس رشتے سے انکار کر دیں ثانیہ کے لیے اور اچھے رشتے آ جائیں گے۔"

"کہہ چکا ہوں مگر وہ تمہاری فیملی کے اخلاق اور حسن سلوک سے اتنے متاثر ہیں کہ خود ہی تیار بیٹھے ہیں انہیں بیٹے کی ناگواری بھی دکھائی نہیں دے رہی۔" وہ بگڑتے ہوئے بولا۔

"اگر آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کریں اور اس شک کو دماغ سے نکال دیں تو واقعی عاشر میں کوئی برائی نہیں۔" رائمہ نے آہستہ سے کہا۔

"ہاں تم تو سائیڈ لو گی ہی..... اس بہانے ملنے کا سبب جو بنا رہے گا۔ ہمہ وقت رابطے میں رہا کرو گی۔ میں اپنی طرح اپنی بہن کی زندگی جہنم نہیں بنانے والا۔ سمجھیں۔" وہ اس کا ہاتھ بازو سے جھٹکتے ہوئے سختی سے گویا ہوا۔

"یہ رشتہ تمہاری فیملی کی طرف سے آیا ہے اور اب تم ہی اسے رد کرنے کا کوئی سبب بناؤ۔ وگرنہ اپنے میکے میں رہنے کی تیاری کر لو۔" وہ اس کے سر پر بم گرا رہا تھا۔ جتنا وہ چاہتی تھی کہ تماشا نہ بنے کسی کو اس کی شکی عادت کی خبر نہ ہو اتنا ہی وہ ایسے حالات پیدا کر رہا تھا۔ جہاں دنیا کو باتیں

https://pklibrary.com/

بنانے اور تماشا دیکھنے کا موقع مل جاتا اس کے والدین جو اس کی طرف سے مطمئن و خوش تھے۔ اس قصے کے کھلنے کے بعد کیا سوچیں گے' کیا کریں گے اور وہ..... وہ کس طرح اس شخص کے بغیر جی پائے گی جو چھ ماہ میں اس کے دل میں جگہ بنا بیٹھا تھا۔ جس کے بغیر حیات ناممکن لگتی تھی۔

"زوار اللہ کے واسطے اس طرح مت کریں' یہ ظلم ہے نا انصافی ہے میرے ساتھ۔" وہ گھٹ گھٹ کر رو دی۔

"رونے کا شوق دوسرے کمرے میں جا کر پورا کرو..... مجھے ڈسٹرب مت کرو۔" وہ اس کے سر پر چلایا۔ وہ اٹھ کر اسٹیڈی روم میں چلی آئی اور دروازہ بند کر لیا۔ وہ بے رحم بے درد تھا سوچتے' روتے نجانے کب رات گزری وہ وہیں قالین پر پڑی سو گئی جب آنکھ کھلی تو صبح کے دس بج رہے تھے دروازہ بجنے کی آواز پر وہ اٹھی۔ اس نے دروازہ کھول کر بیڈ کی طرف دیکھا زوار نجانے کب کا جا چکا تھا۔ اس نے بڑھ کر دروازہ کھولا تو ثانیہ کھڑی تھی۔

"بھابی اب طبیعت کیسی ہے؟"

"ہاں اب بہتر ہے تمہارے بھائی گئے؟" اس نے جھجک کر پوچھا۔

"ہاں وہ کہہ گئے تھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لیے میں پتا کرنے آئی تھی تاکہ آپ اٹھ جائیں تو ایک ساتھ ناشتہ کریں گے۔" وہ تمام حالات و واقعات سے ناواقف تھی۔ اس کی شگفتہ مسکراہٹ اور چہرے کی بے فکری بتا رہی تھی کہ زوار نے بھی گھر میں کچھ ظاہر نہیں کیا۔ وہ لمحہ بھر کو مطمئن ہوئی پھر منہ دھونے کا کہہ کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ عاشر نام کی جو تلوار اس کے سر پر لٹک رہی تھی اس نے ذہنی طور پر اسے فکر مند کر دیا تھا۔ وہ ایسے کیسے حالات پیدا کر دے کہ اس رشتے سے اس کے گھر والے انکار کر دیں یا عاشر کے گھر والے..... وہ ناشتہ کرتے ہوئے بھی مسلسل یہی سوچ رہی تھی۔

"بھابی آج میں نے کالج سے اس لیے چھٹی نہیں کی کہ آپ خاموش رہ کر مجھے بور کرتی رہیں' امی سے میں نے اجازت لے لی ہے۔ مارکیٹ چلتے ہیں کچھ شاپنگ ہو جائے گی اور مجھے آپ کو کسی سے ملوانا بھی ہے....." اس کے اصرار پر رائمہ کو اٹھنا پڑا' حالانکہ زوار کی باتوں نے اسے افسردہ کر دیا تھا۔ وہ پریشانی و فکر میں مبتلا تھی۔

اس لیے شاپنگ کے دوران بھی وہ ہوں..... ہاں کرتی رہی کسی چیز پر زیادہ دھیان اور غور نہیں کیا' مال میں بنے فوڈ کورٹ میں ہی ثانیہ نے اسے اپنی دوست زہرا اور اس کے بھائی زبیر سے ملوایا۔ وہ اپنی دوست کے بھائی کو پسند کرتی تھی اور اچانک آنے والے رشتے نے جہاں رائمہ کو بے سکون کیا تھا وہیں ثانیہ کی محبت کی ناؤ بھی ڈوبنے لگی تھی۔ وہ اس کی مدد اور تعاون کی خواستگار تھی۔

"لو جی مسئلہ ہی حل ہو گیا۔" اتنے گھنٹوں میں وہ پہلی بار مسکرائی تھی۔ جیسے سر سے کوئی پہاڑ جیسا بوجھ اتر گیا ہو۔ وہ کھل کر ہنس دی۔

"احمق ہو پوری..... گھر پر نہیں بتا سکتی تھیں۔" وہ واپسی میں اسے مصنوعی ڈانٹتے ہوئے بولی تو ثانیہ جھینپ گئی۔

"امی کے سامنے کیسے بتاتی اور پھر ابھی تو میرا بی اے کا ارادہ تھا۔ شادی کا مسئلہ تو سوچا ہی نہیں تھا مگر امی..... ابو کی رات کو باتیں سننے کے بعد مجھے فکر ہو گئی تو میں نے زہرا کو کال کی' اس نے آپ سے ملوانے کا مشورہ دیا۔ آپ نے زبیر کو دیکھ لیا ہے۔ میں چاہتی ہوں آپ کسی طرح بھائی کے ذریعے امی..... ابو کو کنوینس کریں فی الحال انگیجمنٹ کر دیں' شادی بھلے دو سال بعد کر دیں۔" وہ اپنے ارادوں سے اسے آگاہ کر رہی تھی۔

"پوری گھنی ہو تم....." رائمہ نے ہنس کر کہا۔ سچ تو یہ تھا کہ لڑکا شریف اور خاندانی تھا اور پھر ملٹی نیشنل کمپنی میں ملازمت بھی کرتا تھا۔ ہر لحاظ سے عاشر سے بہتر تھا پھر ان کی بیٹی دل سے تیار تھی تو امتیاز صاحب کیوں منع کرتے اس نے زہرہ کو بھی یہی مشورہ دیا کہ وقت ضائع کیے بغیر اپنے والدین کو بھیج کر رشتے کی بات کرے تاکہ ثانیہ کی فیملی عاشر کے رشتے کے علاوہ بھی غور کر سکیں اور اس نے

https://pklibrary.com/

کل تک کا وقت مانگا تھا۔ وہ مطمئن گھر لوٹی تھی۔

"اللہ ہی اسباب بنانے والا ہے۔ انسان تو بے بس و محتاج ہے۔ وہ صرف دعا کر سکتا ہے۔" رائمہ نے دل میں سوچا اور شاپنگ بیگ ثانیہ کو تھمائے اور ہنستی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

بہت سارے دن گزر گئے اور ان گزرے دنوں میں ایک بات ہی اچھی ہوئی کہ زوار کے گھر والوں نے عاشر کے رشتے کو منع کر دی تھ اور ثانیہ کے لیے زبیر کے رشتہ کو قبول کر لی تھا۔

"یہ منہ پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟" وہ بیگ میں کپڑے رکھ رہی تھی جب ہی زوار نے پوچھا۔ وہ مصروف سے انداز میں اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"ایس کچھ نہیں ہے۔ آپ نے مجھے آفس جاتے ہوئے صبح گھر (میکے) ڈراپ کرنا ہے۔" اس کے ٹالنے کے انداز نے زوار کو چڑایا۔

"میں نوٹ کر رہا ہوں جب سے ثانیہ کی نسبت زبیر سے طے ہوئی ہے تب سے تمہارا موڈ آف ہے۔ نہ ہنستی ہو نہ بولتی ہو کوئی سوال کرو تو جواب آ جاتا ہے وگرنہ گھنٹوں خاموش رہتی ہو۔" وہ اسے الزام دے رہا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے وہ آپ کی بہن ہے اور مجھ سے بہتر آپ اس کے مستقبل اور اچھے برے کا سوچنے کے لیے موجود ہیں۔ اس کی نسبت زبیر سے طے ہوتی یا ایکس وائی زیڈ سے مجھے کیا فرق پڑتا۔" وہ کسی طور اپنے لہجے کی تلخی کو نہیں روک پائی اور چہرے کے تاثرات تنے...... تنے سے تھے۔

"کیا مسئلہ ہے...... ناراض ہو؟" وہ اس کا بازو تھام کر بولا۔

"کیوں، میں آپ سے کیوں ناراض ہونے لگی۔ ایسا کیا کیا ہے آپ نے...... جو میں آپ سے ناراض ہوں۔" وہ الٹا اس سے پوچھنے لگی تو وہ چند ثانیے اسے گھورنے کے بعد ہاتھ چھوڑ کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور وہ چائے تیار کرنے کچن کی طرف چلی گئی۔ زوار بہت زیادہ شدت پسند نہ سہی مگر شکی مزاج ضرور تھا۔ وہ عاشر کے حوالے سے اس پر شک کرتا تھا۔ اس کے میکے جانے پر بھی اسے اعتراض تھا۔ جب تک وہ سسرال میں رہتی زوار خوش رہتا۔ جہاں وہ میکے ایک دو دن رہنے کی بات کرتی، اس کی طنزیہ باتیں اور عاشر کے حوالے سے شک شروع ہو جاتے۔ وہ ذلت محسوس کرتی تھی۔ وہ اس طرح کے توہین آمیز لفظ اس کی ذات کے لیے استعمال کرتا تھا۔ ابھی زیادہ دن تو نہیں گزرے تھے اسے اچھی طرح زوار کے الفاظ یاد تھے۔ ثانیہ کے رشتے کے حوالے سے کس طرح اس نے اسے ٹارچر کیا تھا۔ اسے گھر بیٹھانے تک کی بات کر دی تھی۔ اسے نہ تو اپنے اور اس کے درمیان رشتے کا احساس تھا اور نہ ہی اس محبت و چاہت کا جو وہ اس سے کرتی تھی۔

اب جب کہ ثانیہ کی بات طے ہو گئی تھی اس کے باوجود اس کے دل میں ان تلخ یادوں کی کسک رہ گئی تھی۔ اسی لیے زوار کی طرف سے وہ کھنچی کھنچی سی تھی۔ وہ چائے لے کر آئی تو زوار لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔ وہ اپنی جگہ بیٹھ کر ڈریسنگ سے پرفیوم کریمیں اٹھا کر بیگ میں رکھنے لگی؛ اس بار اس کا ارادہ ہفتہ بھر رکنے کا تھا۔ اس نے سوچ لیا تھا جب زوار کو اس کی محبت کا احساس ہی نہیں تو وہ کیوں اس کی ناراضی کے ڈر سے اپنا دل مارتی رہے۔ یہاں رہے یا میکے میں کوئی فرق تو پڑنے والا تھا نہیں۔

"دو دن میں واپس آ جانا۔" وہ اسے تاکید کر رہا تھا۔

"زیادہ دن بھی رہ لوں تو کیا فرق پڑے گا۔" اس نے بجھے دل سے سوچا اور خاموشی کے ساتھ ہاتھوں پر کلینزنگ کریم لگاتی رہی۔

"میں الو ہوں، جو فضول بول رہا ہوں اور تم لب سی کر بیٹھی ہو۔" وہ بگڑا۔

"میں نے آپ کی بات سن لی ہے اور پلو میں باندھ لی ہیں۔" وہ طنزیہ کہتی اپنا کپ اٹھا کر ٹی وی اسکرین کی طرف متوجہ ہو گئی۔ اس کے نظر انداز کر دینے والے رویے نے اسے مزید تاؤ دلایا۔ وہ چابیاں اٹھا کر باہر کی سمت بڑھا تو

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

رائمہ نے اس کی سمت دیکھا۔

"چائے تو پی لیں۔" مگر وہ ان سنی کرتا باہر نکل گیا اس کا ارادہ سفیر مغل کی طرف جانے کا تھا۔ اس کے دو ہی اچھے دوست تھے۔ "سفیر مغل اور نبیل عزیز" مگر دونوں کی ہی زندگی سب کچھ اچھا ہونے کے باوجود مختلف گزر رہی تھی۔ سفیر کی بیوی بہت ہنس مکھ اور بااخلاق خاتون تھی۔ شادی کے بعد جب سفیر نے دوستوں کی پارٹی کی تھی تب پہلی بار اس نے سفیر کی بیوی کو دیکھا تھا۔ سفیر کے ماں باپ ک انتقال ہوگی تھا۔ تین بہنیں بڑی تھیں اور سب سے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اس کی شادی ان تینوں نے ہی مل کر کروائی تھی۔ اپنی بہنوں پر جان چھڑکنے والا ان کے ایک اشارے پر چلنے والا۔ اس لیے ان کی ہی پسند کی لڑکی سے ہی اس نے شادی کی تھی۔ جب زوار کی منگنی رائمہ سے ہوئی تو عاشر کے ساتھ رائمہ کی بچپن کی نسبت کی بات سرسری انداز میں اس کے سننے میں آئی۔ اس نے اس کا ذکر سفیر سے کیا تو اس نے ذومعنی انداز میں کہا۔

"بچپن سے نسبتیں بڑی گہری جڑیں رکھتی ہیں۔ دعا کرو کہ تمہارے کیس میں ایسا کچھ نہ ہو۔"

"کیا مطلب.....؟" زوار نے الجھن آمیز لہجے میں پوچھا تھا۔

"کیا بتاؤں یار ہمارے ماموں زاد کزن ہیں چھ ماہ پہلے بے چارے کی شادی ہوئی تھی۔ شادی کے بعد ایک دن بھی سکھ سے نہیں کاٹا' آئے دن لڑائی' جھگڑے' تماشے ہر وقت بیگم کو میکے کا بخار چڑھا رہتا' وجہ معلوم نہیں ہو رہی تھی۔ پھر پتا چلا کہ ان کی بیگم کی منگنی اپنے کزن سے کافی عرصے رہنے کے بعد ختم ہو کر ہمارے کزن سے ان محترمہ کی شادی انجام پائی تھی اور وہ رشتہ ختم ہو جانے اور شادی ہونے کے باوجود ابھی تک اپنے کزن میں ہی انوالو ہیں اس لیے ہر وقت اور ہر بات پر شوہر صاحب برے لگ رہے ہیں۔ کافی عرصے یہ مسئلہ سردرد بنا رہا۔ طلاق کے بعد سکون ہوا۔" سفیر کے قصے نے زوار کو ذہنی طور پر الجھا دیا تھا۔ وہ کبھی بھی اپنی زندگی ایسی نہیں گزارنا چاہتا تھا۔ اسے تو سفیر کی زندگی اچھی لگتی تھی۔ صاف ستھرا' سجا سنورا' گھر خوب صورت محبت کرنے والی بیوی جو بغیر کہے بھی اس کی پسند ناپسند سے واقف تھی۔ بقول سفیر۔

"بیوی کی بھی بے تحاشا تعریف نہیں کرنی چاہیے ورنہ سر چڑھ جاتی ہے پھر ہر بات اپنی منوائے گی' بہتر ہے پہلے ہی اپنی ترجیحات اور اصول اسے ازبر کروا دو تاکہ ضد بحث نہ کرے دوسرا بہت زیادہ سختی نہ سہی مگر مزاج اتنا نرم نہ رکھو کہ آپ کی نرمی کا فائدہ اٹھاتی رہے' اسے اس کی لمٹ سمجھا دو تاکہ اسے کراس نہ کرے اور سب سے بڑی بات اس کی ہر بات پر لبیک نہ کہو' دس اپنی منواؤ پھر ایک اس کی سنو تو زندگی میں سکھ کا دور چلتا رہے گا وگرنہ سر چڑھ جانے والی بیویاں شوہروں کو انگلی پر نچاتی ہیں' ہر وقت انہیں میکے کا بخار چڑھا رہتا ہے یا بیماری کا ناٹک کر کے شوہر سے تمام کام کروا رہی ہوتی ہیں۔" سفیر کے اپنے اصول تھے اپنے بنائے قانون تھے' مگر وہ اتنی سختی کا بظاہر قائل نہ تھا۔ اس نے جو نقشہ کھینچا تھا اس پر "نبیل عزیز" کی زندگی گھومتی تھی' کیوں کہ حالات کی مجبوریوں اور تنگی کی وجہ سے ملک سے باہر جا کر اسے ملازمت کرنا پڑی تھی۔ جب تک وہ پاکستان میں رہا اس کی وائف اس کی حساس' نرم طبیعت کے فائدے اٹھاتی رہی وہ اکثر زوار اور سفیر کے پاس بیٹھ تھا اور اپنی بیوی کی طرف سے جو گلے' شکوے تھے وہ ان سے کہہ کر دل ہلکا کر لیتا تھا۔ بیٹا ہونے کے بعد وہ اپنی ماں اور بیوی کے درمیان سینڈوچ بن کر رہ گیا تھا۔ ماں کی سنتا تھا تو بیوی ناراض ہو جاتی تھی بچے کو لے کر ماں کے گھر جا بیٹھی تھی اور اگر بیوی کی سنتا تھا تو ماں قیامت کے روز نہ بخشنے کی بات کرتی تھی۔

وہ اپنے حالات اور روز روز کی کھٹ پٹ' چخ چخ سے بیزار ہو کر دبئی چلا گیا تھا۔ اس کے حالات دیکھ کر زوار یہی سوچتا تھا کہ شادی کرنے سے بہتر ہے انسان کنوارہ رہ لے مگر سفیر کی شادی اور اس کی ترجیحات کے تحت اس کی زندگی ایک معیاری زندگی تھی جو وہ گزار رہا تھا اور وہ بھی رائمہ کے ساتھ ایسی ہی شاندار زندگی گزارنا چاہتا تھا۔

https://pklibrary.com/

جہاں کوئی حج حج نہ ہو اس لیے شادی کے بعد اس نے سفیر کے اصولوں کے تحت زندگی گزارنے کا فیصلہ کیا تھا مگر سب کچھ ہو جانے کے باوجود بھی سفیر کے کزن والی بات کسی شک کے کانٹے کی طرح اس کے دل میں گڑ کر رہ گئی تھی۔

جب جب رائمہ میکہ جاتی اسے وہم ستانے لگتے عاشر کے حوالے سے ایک فلم سی دماغ میں چلنے لگتی۔ حالانکہ اتنے مہینوں میں وہ اچھی طرح جان گیا تھا کہ اس کی بیوی ایسی نہیں ہے اور نہ ہی دوسری طرف ایسا کچھ ہے پھر بھی وہ اس شک کی خرافات اور وہم کو دل سے نہیں نکال پاتا تھا۔ ثانیہ والے قصہ میں بھی اسے اپنی غلطی کا شدید احساس تھا۔ سخت الفاظ اور شکی انداز نے اس کے دل کو دکھایا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ پوری رات روتی رہی تھی مگر پھر وہی مرد کی ازلی انا کے وہ آگے بڑھ کر اسے منا نہیں سکا تھا۔ اس کے آنسو پونچھ نہ سکا تھا اسے کچھ اپنے رویوں سے شکوہ تھا تو کچھ رائمہ سے بھی گلہ تھا۔ وہ کیوں چپ رہ کر اس کی ہر بات اور زیادتی کو برداشت کرتی ہے۔ کبھی کبھار تو انسان کو احتجاج بھی کرنا چاہیے۔ اس وقت بھی وہ گھر سے باہر آ گیا تھا مگر اس کا دل و ذہن رائمہ میں ہی الجھا ہوا تھا۔

"شٹ....." سفیر کے فلیٹ پر تالا دیکھا تو اس نے مایوسی سے سر جھٹک اور واپسی کے لیے پلٹا تو سیڑھیوں پر عثمان عالم (کولیگ) سے ملاقات ہو گئی۔ وہ وہیں سفیر کے سامنے والے فلیٹ میں رہتا تھا۔

"سفیر کے پاس آئے ہو تم؟" وہ زوار سے ہاتھ ملاتے ہوئے گویا ہوا کیونکہ پندرہ بیس دن میں زوار اس کے پاس چکر ضرور لگاتا تھا اور عثمان عالم کے بارہا کہنے کے باوجود بھی وہ آج تک اس سے ملنے نہیں آیا تھا۔ اس لیے اس کے طنز پر کان کھجاتے ہوئے جھینپا۔

"ہاں یار اس سے کچھ ضروری کام تھا مگر اس کے فلیٹ پر تالا لگا ہوا ہے۔" اس نے وضاحت دی۔

"ہماری طرف بھی آ جایا کرو صرف سفیر ہی تمہارا دوست نہیں ہے ہم بھی کچھ لگتے ہیں۔" وہ اسے احساس دلاتے ہوئے بولا تو وہ ہنس دیا۔

"ضرور پھر کبھی آؤں گا ابھی میں جلدی میں ہوں۔" اس نے ہمیشہ کی طرح عثمان کو ٹالا۔

"چلو دیکھتے ہیں یہ وعدہ کب پورا ہوتا ہے۔" وہ جلدی سے بولا تو وہ شرمندہ ہو گیا۔

"سفیر آئے تو کہنا مجھے فون کر لے۔" اس نے عثمان کو میسج دیا۔

"وہ تو ہفتہ ہو چکا ہے لاہور گیا ہوا ہے کب آئے گا کچھ خبر نہیں۔" عثمان نے نئی خبر سنائی۔

"لاہور..... خیریت؟" وہ پریشان ہوا۔

"خیریت نہیں ہے اس کی ازدواجی زندگی کی ناؤ منجدھار میں پھنس گئی۔ بات طلاق تک پہنچ گئی ہے سنا ہے بیوی پر بے جا روک ٹوک اور سختی کرتا تھا۔ اس کے شکی مزاج ہونے اور سختیوں کی وجہ سے اس کی گھر والی نے ڈرائیورس لینے کا فیصلہ کیا ہے۔" وہ تو نئے انکشافات کر رہا تھا۔

"مگر..... بھابی تو بہت نرم مزاج اور ٹھنڈے دماغ کی تھیں۔ وہ تو بہت....." وہ کہتے کہتے رکا سفیر کے گھر کے مسئلے وہ کسی اجنبی کے سامنے کس طرح کھول سکتا تھا۔ نجانے کیا بات تھی اور یہ شخص سچ بھی بول رہا تھا یا نہیں..... بے شک وہ اس کا آفس کولیگ تھا مگر جتنا وہ سفیر سے واقف تھا اتنا عثمان عالم کو نہیں جانتا تھا۔

"تم سوچ رہے ہو گے مجھے ان کے گھر کی کہانی کیسے معلوم ہے بھائی..... یہاں فلیٹوں میں سب کو سب کے گھر کے حالات کی خبر ہوتی ہے۔ دوسرا میری وائف کی دوستی سفیر کی وائف سے تھی۔ اس لیے بھی حالات سے آگاہی ہے اور اب وہ نہیں آنے والی..... تب ہی سفیر اسے لینے اپنے سسرال گیا ہے۔ میں تو ایک بات جانتا ہوں نہ عورت پر اتنی سختی کرو کہ وہ بالکل ٹوٹ جائے اور نہ اتنی نرمی رکھو کہ سر چڑھ جائے وہ آپ سے صرف محبت اور عزت ہی تو چاہتی ہے۔ وہی اسے دو تو کبھی وہ آپ کے آگے نہ سر اٹھائے گی اور نہ ہی آپ کے فیصلوں سے انحراف کرے گی۔" وہ اپنی سنا رہا تھا اور وہ تھکے تھکے قدموں

https://pklibrary.com/

اور ذہن کے ساتھ گھر لوٹا آیا تھا۔ سفیر کی زندگی میں آنے والے طوفان نے اسے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا تھا۔ وہ تو اس کی زندگی اور اس کے اصولوں اپنائے ہوئے تھا مگر یہاں تو کہانی ہی دوسرا رخ اختیار کرنے والی تھی۔

رائمہ اس کے انتظار میں تھک کر سو گئی تھی۔ اس کے بال بیڈ پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ نرمی سے اس کے قریب بیٹھ کر اس کے بالوں کو ایک طرف کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگا۔ شادی سے لے کر اب تک اس کا وہ رنگ روپ نہ رہا تھا۔ وہ اسے کمزور اور بیمار سی محسوس ہوئی تو اس کو افسوس ہوا۔

"رائمہ..... رائمہ....." اس نے اسے جگایا۔

"اوہ..... ہوں....." وہ نیند کی بہت پکی تھی۔ اسی لیے پھر کروٹ لے کر سو گئی اور وہ اپنی جگہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اگر اس کی سختیوں کی وجہ سے یا شک کی بنا پر کل کو رائمہ اس سے خدانخواستہ..... اسے سفیر کا قصہ یاد آیا تو وہ کمرے میں چکر لگانے لگا پھر گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے وہ کمرے سے نکل کر لیونگ روم میں آیا تو بابا اور امی ٹی وی دیکھ رہے تھے۔ وہ وہیں ان کے برابر صوفے پر ٹک گیا۔

"کیا بات ہے برخوردار..... ابھی تک رت جگا منا رہے ہو۔" امتیاز صاحب نے اس کے چہرے کو بغور دیکھا۔

"جی بابا..... بس نیند نہیں آ رہی تھی۔ تو سوچا باہر چل کر آپ لوگوں کے درمیان بیٹھا جاؤں۔" وہ پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔

"طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری..... کہو تو چائے بنا لاؤں؟" مسز امتیاز نے نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

"نہیں..... چائے کی طلب نہیں ہو رہی۔" اس نے اپنی نظریں ٹی وی اسکرین پر جمائیں جہاں پروگرام دوبارہ نشر ہو رہا تھا۔ رائمہ کے بغیر ہر چیز اسے اداس سی محسوس ہو رہی تھی۔ ابھی تو وہ اپنے میکے گئی بھی نہیں تھی اور وہ ابھی سے اداس ہو رہا تھا۔

"بیٹا اس بار دلہن کو ہفتہ بھر کے لیے میکے رہنے دینا۔" مسز امتیاز نے بیٹے سے کہا۔

"کیوں امی.....؟" اس کو اعتراض ہوا۔

"دلہن کی والدہ بیمار ہیں انہوں نے فون پر خود درخواست کی ہے۔ تم دلہن کو دو دن سے زیادہ نہیں رہنے دیتے۔ وہ بھی تمہاری سختیاں محسوس کرتی ہیں۔" ماں کی بات نے اسے اپنی جگہ چور سا بنا دیا۔ نجانے کون..... کون اس کی حرکتوں کو محسوس کر رہا تھا یا کر چکا تھا اور وہ دنیا سے بے خبر ہی دوست کے مشوروں پر چلتے ہوئے اپنی زندگی گزار رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں رائمہ سے کہہ دوں گا۔" اس نے فرماں برداری دکھائی اور اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

اس نے سوچ لیا تھا جو غلطیاں وہ کر چکا ہے انہیں اب خود ہی سدھارے گا۔ اس لیے رائمہ کو آفس جاتے ہوئے اس نے میکے چھوڑا تھوڑی دیر وہاں بیٹھا پھر آفس روانہ ہو گیا۔ شام میں واپسی پر اس کا دل اسے دیکھنے کو مچلتا رہا مگر وہ سنگ دل بنا گھر لوٹ آیا۔ حالانکہ اس نے کہا تھا شام میں کھانے پر آ جانا مگر وہ معذرت کر آیا تھا۔ اس لیے اس طرف نہیں گیا۔ لاشعوری طور پر وہ رائمہ کے فون کا انتظار کرتا رہا تھا مگر اس کی کال نہیں آئی تھی۔ دوسری طرف رائمہ گھر آ کر خوش بھی تھی اور اداس بھی۔ ریحانہ بیگم نے بہتیرا کہا زوار کو فون کر لے مگر وہ ٹال گئی اسے فون کرنا اپنی شامت بلانے کے مترادف تھا۔ اس کا شکی انداز، گھورتی بے اعتبار نظریں جلتے، سلگتے آگ لگاتے لفظوں کو سننے سے بہتر تھا وہ خاموش رہے۔ دن ایک ایک کر کے گزرتے گئے اور وہ حیران ہونے کے ساتھ پریشان بھی ہونے لگی۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔ زوار فون ہی نہ کرے فضول قسم کی ہدایتیں نہ دے اور اس کی طرف سے بے فکر ہو کر بیٹھ جائے۔

"ہو سکتا ہے امی کی بیماری نے انہیں چپ رہنے پر مجبور کر دیا ہو۔" اس نے بے معنی سی تاویل پیش کر کے

https://pklibrary.com/

اپنے دل کو سمجھانا چاہا۔

"ایسے کیسے ہوسکتا ہے..... جو بندہ ان چھ دنوں میں امی کو دیکھنے نہیں آیا..... فون نہیں کیا' خیریت نہیں معلوم کی' وہ ان کا احساس کرے ایسا سیل..... وہ ضرور ناراض ہیں۔" دل نے خود اس کی تسلی کو رد کیا۔

"اگر فون نہیں کیا تو مجھے فون کر لینا چاہیے پتا تو کرو کب لینے آرہے ہیں کبھی اتنے دن چھوڑ کر بھولتے تو نہیں ہیں۔" اس نے اپنے اندر ہوتی کھد بد سے پریشان ہو کر اس کے نمبر ملائے مگر دوسری طرف فون بند جا رہا تھا۔

"فون کیوں بند ہے' نجانے کیا بات ہے؟ یوں اجنبی بن کر بیٹھے ہیں کہیں یہ خاموشی کسی طوفان کا پیش خیمہ تو نہیں۔" موبائل واپس بیگ میں رکھتے ہوئے فکر مند ہوئی تھی۔

❁.....❁.....❁.....❁

"تم بھابی کو منانے کی کوشش تو کرتے ہو سکتا ہے معاملہ سلجھ جاتا۔" زوار اپنے تئیں اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا مگر دوسری طرف ازلی ہٹ دھرمی قائم تھی۔

"غلطی بھی اس کی اور مناتا بھی میں' میں ان پاگل آدمیوں میں سے نہیں ہوں' جو خوامخواہ ہی بیویوں کو لاڈ و پیار اور محبت کے جوش میں سر پر چڑھا لیتے ہیں اور جب عاشقی کا بھوت اترتا ہے تو بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ نہ تو ان کی بیویاں ان کی عزت کر رہی ہوتی ہیں اور نہ ہی ان کی مرضی پر چل رہی ہوتی ہے۔" وہ غصہ سے بولا اور چائے کپوں میں ڈال کر واپس زوار کے پاس آ بیٹھا۔

"تو چائے پی' اس عورت کے مزاج تو میں اچھے سے ٹھیک کرنے والا ہوں' لاہور اس کے گھر میں یہی بات کرنے گیا تھا کہ یا تو یہ میری مرضی کے مطابق زندگی گزارے یا پھر اپنے میکے رہ لے نافرمان عورت مجھے قبول نہیں۔" اس کی خود سری عروج پر تھی۔ حاکمانہ مزاج تو شروع سے ہی تھا مگر ضد ہٹ دھرمی کے رنگ وہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

"تم نہیں جانتے زوار کہ کیسی تیز عورت تھی۔ ہمارے پیچھے ہمارے بھائی کے کان بھرا کرتی تھی۔ اس کا دل ہم سے خراب کرتی رہتی تھی۔ ہم آتے تھے اپنے بھائی سے ملنے تو منہ بن جایا کرتا تھا اس کا' حالانکہ نہ سر پر ساس تھی نہ سسر پھر بھی نندوں کو دیکھ کر بیزار ہوتی تھی۔ ہم تو اپنے بھائی کے گھر کے سکون کی خاطر کچھ نہیں کہتے تھے۔ وگرنہ ایسی ناشکری عورت کو تو پہلے ہی سبق سکھا دینا چاہیے اور میکہ بٹھا دینا چاہیے۔ کبھی واپس نہیں لے کر آنا چاہیے۔" سفیر کی بڑی بہن بلا کی تیز مزاج اور سفیر کی طرح ہی حاکمانہ طبیعت کی مالک تھیں۔ ایسے رویوں میں کہاں مصالحت کی کوششیں کامیاب ہوتی ہیں۔ ان کے اپنے اصول اور قائدے جس سے وہ ہٹنے کے لیے تیار نظر نہیں آتے تھے' اس نے آخری کوشش کے تحت سفیر کو سمجھانا چاہا۔

"اس طرح تو یار تمہارا گھر بھی خراب ہو سکتا ہے۔"

"ہوتا رہے..... جب ایسی نافرمان عورت کو پروا نہیں تو میرا بھائی کوئی گرا پڑا تھوڑی ہے۔ اس سے اچھی اور ہزاروں مل جائیں گی۔" بڑی بہن کے فرمودات سے سفیر مکمل اتفاق کر رہا تھا۔ ایسے میں وہاں بیٹھنا اور اسے سمجھانا بھینس کے آگے بین بجانے کے مترادف تھا۔ جیسے تیسے چائے ختم کر کے وہ وہاں سے اٹھا۔ سفیر پر اور اس کی سوچ پر افسوس ہوا تھا۔ وہ اتنا تنگ نظر تھا کہ محض پڑوس میں اپنی بیوی کے بات کر لینے پر اس نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا اور اپنی غلطی بھی نہیں مان رہا تھا۔ الٹا اپنی بیگم کو الزام دے رہا تھا۔ اسے پہلی بار اس کے اصولوں' خیالات سے نفرت سی محسوس ہوئی۔

نبیل عزیز کتنا نرم خو اور نرم مزاج ٹھنڈی طبیعت کا مالک تھا اور وہ اسے بے وقوف سمجھتا تھا۔ اس کی اسی نرمی کا اس کی بیوی خوب فائدہ اٹھاتی تھی اور گھر میں جنگ و جدل کا ماحول برپا رکھتی تھی مگر وہ بے چارہ کبھی اپنے گھر کو خراب کرنے اور انتہائی حد تک جانے کا نہیں سوچتا تھا اور ایک سفیر تھا اپنی غلطی پر قائم و دائم خود کو عقل کل سمجھنے والا' ایسے لوگ چوٹ کھا کر اور نقصان اٹھا کر ہی سمجھتے ہیں وہ بھی بہنوں کے اشارے پر اپنا گھر خراب کرنے والا تھا۔ سب

https://pklibrary.com/

سے اہم بات یہ تھی کہ وہ چوٹ کھانے سے پہلے سنبھال گیا تھا۔ جس دوست کی زندگی سے وہ متاثر تھا۔ اس کی اپنی کشتی ڈوبنے کو تیار کھڑی تھی۔ محض اس کی ہٹ دھرمی اور حاکمانہ مزاج وفطرت کے باعث مگر وہ سنبھل سکتا تھا جو کہ سمجھنا چاہتا ہی نہیں تھا۔

❁.....❁.....❁.....❁

"ایک ہفتہ ہونے کو آرہا ہے۔ مجال ہے زوار بھائی نے آ کر یا پلٹ کر پوچھا ہو ذرا پوچھیں تو مہارانی سے کیا ناراضی چل رہی ہے۔" نغمہ باجی نے طنزیہ لہجے میں ریحانہ بیگم کی توجہ اس کی جانب کروائی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ امی کی طبیعت خراب تھی تو میں نے خود ہی کہا تھا بار بار کال کر کے ڈسٹرب نہیں کرنا اور ایک ہفتے کے بعد لینے آئے گا۔ تمہیں معلوم تو ہے آپی کہ زوار مجھے میکے میں کتنا کم رہنے دیتے ہیں تم ہی لوگوں کو اعتراض ہوتا تھا اب وہ ایک ہفتے سے نہیں آرہے تب بھی مسئلہ ہے۔" ماں کی نظروں کو محسوس کر کے وہ گڑبڑائی۔ جو پریشانی وفکرمندی سے اس کی صورت دیکھ رہی تھیں۔

"یقین کریں میں ان کی مرضی سے آئی ہوں' کوئی ناراضی نہیں ہے۔" اس نے ماں کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"پھر بھی کوئی فون تو آتا ہے۔ انسان آفس سے آتے جاتے چکر ہی لگا لیتا ہے۔ دو دن ہوگئے ہیں مجھے میکے آئے ہوئے' میں نے تو دیکھا نہیں کہ اس نے وہاں فون کیا ہو یا وہاں سے کوئی کال آئی ہو۔" نغمہ آپی مسلسل رائمہ کو گھیرے ہوئے تھیں۔ تب ہی فائقہ (چھوٹی بہن) تین سالہ سنی کو لیے چلی آئی جو اس کی گود میں سسک رہا تھا۔

"اسے کیا ہوا' یہ کیوں رو رہا ہے؟" وہ فوراً بچے کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"رائمہ کے بجائے اپنے بچے کی خبر لیں' بار بار سیڑھیاں چڑھنے اترنے میں گر گیا ہے۔" وہ سنی کو ان کی گود میں دیتے ہوئے بولی۔ تو رائمہ نے سکون کا سانس لیا۔ اب کم از کم وہ موضوع گفتگو تو نہ ہوگی۔ اسے اپنے اوپر بھی غصہ آرہا تھا اور زوار پر بھی۔

"چھوڑ کر بھول ہی گئے۔ جسے ہمیشہ فکر کرتے تھے۔ بار بار کال کر کے پوچھا کرتے تھے کم از کم ایسے ہی فون کر لیتے۔" حالانکہ وہ زوار کے اس طرح فون کرنے سے بے زار ہوتی تھی کہ وہ شک کرتا تھا۔ اب جب کہ وہ نہیں آرہا تھا۔ تب بھی سکون نہیں تھا۔ ایک بے چینی سی تھی جس نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ وہ یہی تو چاہتی تھی کہ وہ آزادی کے ساتھ میکے رہ سکے زوار کی زور زبردستی نہ ہو وہ اس پر نظر نہ رکھے۔ اب جب کہ سب کچھ اس کی مرضی کے مطابق ہو رہا تھا تب بھی اسے سکون نہیں تھا۔ اس کے بغیر جیسے زندگی سے سارے رنگ اڑ گئے تھے۔ عجیب بیزاری طبیعت ہو رہی تھی کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ افسردہ سی اٹھ کر بھابی کے پاس کچن میں چلی آئی جہاں وہ اسے نیا قصہ سنا رہی تھیں۔

"عاشر کی کمپنی اسے چار سال کے ایگریمنٹ پر امریکہ بھیج رہی ہے۔ تائی چاہتی ہیں کہ اس کے جانے سے پہلے شادی کا فرض ادا کر دیا جائے۔"

"یہ تو اچھی بات ہے پھر کوئی لڑکی دیکھی انہوں نے؟" رائمہ اس بات سے خوش ہوئی۔ اچھا ہے عاشر جاب کے سلسلے میں ہی سہی کہیں دور چلا جائے تاکہ وہ سکون سے جی سکے (خود غرض ہی سہی) اسے اپنی سوچ پر لمحہ بھر کو شرمساری ہوئی پھر سر جھٹکتے ہوئے اس نے معاملے میں دلچسپی لی۔

"ہاں ربیعہ کی نند ہے اور اسماء کی نند کی بیٹی بھی اپنی ہے۔ دیکھو دونوں رشتوں میں سے کس پر ہاں ہوتی ہے ویسے تو آن کا دل تمہاری نند ثانیہ پر بہت تھا مگر....." وہ لمحہ بھر کو چپ ہوئیں اور اس کے سامنے سلاد کا سامان رکھا تاکہ وہ سلاد بنا سکے ثانیہ کے ذکر پر وہ چور سی بن گئی۔ حالانکہ یہ فیصلہ ان کا اپنا تھا مگر اس قصہ سے اسے کتنی ذہنی اذیت ہوئی تھی وہ الگ بات تھی۔

"ثانیہ کی شادی تم لوگ کب کرو گے؟" بھابی اسے کریدر ہی تھی۔

"دو سال تک پروگرام ہے تاکہ وہ اپنا بی اے کمپلیٹ

https://pklibrary.com/

کر سکے اور انہیں تیاری کے لیے بھی وقت مل جائے۔"
رائمہ نے کھیرا کاٹ کر ایک طرف رکھتے ہوئے سرسری سے انداز میں جواب دیا۔

"سچ سچ بتانا اس بار کوئی ناچاقی ہوئی ہے تم دونوں کے درمیان۔" وہ رائمہ کو ٹٹولتے ہوئے پوچھنے لگی۔ وہ پیاز کاٹتے ہوئے گم صم ہوگئی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔"

"زوار بھی تمہیں چھوڑ کر بھولتا نہیں تھا' دو دن میں کئی فون آجاتے تھے اس کے' ہم لوگ حیرت کرتے تھے اور اس بار اتنی خاموشی...... لمبی چپ کہ آکر اس نے ایک بار بھی تمہیں پوچھا نہیں' خبر نہیں لی' پتا ہے رات تمہارے بھائی بھی پوچھ رہے تھے۔ میں نے تو ان سے کہہ دیا اب جوں جوں شادی پرانی ہوتی جائے گی مصروفیت بڑھتی جائے گی۔ پہلے جیسا جوش وخروش نہیں رہے گا۔ سب مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ تم بھی ایسے ہی تھے۔" وہ اس کو اس کا دل بہلا رہی تھیں یا انہیں تشویش تھی وہ سمجھ نہ سکی۔ سلاد بناتے ہی وہ واپس کمرے میں آگئی۔ اس کے دل میں کھدبد ہو رہی تھی۔ زوار کی خاموشی اور بے نیازی اسے نئے سرے سے کھل رہی تھی۔ زوار کا نمبر ملایا تو دوسری طرف بیل جانے لگی اس کا دل نئے سرے سے ڈوبنے ابھرنے لگا تھا۔

"ہوں...... کیسے یاد کیا؟" اس نے سرسری سے لہجے میں پوچھا۔ اس کے ارمانوں پر برف سی آگری...... دوسری طرف پروا ہی نہیں تھی اور وہ جسے اس کے بغیر مری جا رہی تھی' اسے اپنی جلد بازی اور بچکانہ پن پر ازحد غصہ آیا۔

"اب بولو بھی...... کیا آواز سننے کے لیے کال کی ہے؟" وہ اب چھیڑ رہا تھا۔ بولنے پر آمادہ کر رہا تھا۔ وہ جل ہی تو گئی۔

"جب آپ کی خود ساختہ مصروفیات ختم ہو جائیں تو آکر لے جانے کی زحمت فرما لیجیے گا۔" اس کے تپے تپے لہجے پر وہ دلکش انداز میں ہنس دیا۔

"شوق پورا ہوگیا رہنے کا؟" اس نے دلچسپی سے پوچھا۔ اس کا نرم انداز اور چھیڑتا ہوا لہجہ' کچھ تو تبدیلی تھی جو رائمہ نے فوراً محسوس کر لی تھی۔ ورنہ تو وہ ہمہ وقت سنجیدہ بنا رہتا تھا۔

"آپ نے خود رہنے کی اجازت دی تھی کیا ناراض ہیں؟" وہ شکوہ کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"ناراض اور تم سے کوئی اپنے آپ سے بھی ناراض ہوا کرتا ہے بھلا۔" اس کے لہجے میں پیار ہی پیار گھلا ہوا تھا۔ وہ سرشاری سے سرخ ہوگئی۔ اتنے مہینوں میں کبھی اس نے اتنا کھلا اظہار نہیں کیا تھا۔ ہمیشہ ناراض اور خفا خفا سا اجنبی لگتا تھا مگر آج ایک پل میں اس نے اپنے اور اس کے بیچ کی اجنبیت کی دیوار اپنائیت کے لفظوں سے ڈھا دی تھی۔

"پھر کب آرہے ہیں لینے۔" خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔

"کہو تو ابھی آجاؤں۔" وہ اس کی خوشی میں خوش تھا۔ وہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔

"زوار...... آپ ہمیشہ ایسے ہی رہیے گا۔" اس کے لہجے میں بے یقینی کے جو رنگ تھے اس نے زوار کے دل کو جیسے ٹھیس پہنچائی اور یہ سچ ہی تو تھا کہ شادی کے ان آٹھ مہینوں میں اس نے اپنی طرف سے شک اور بے یقینی کی جو فضا قائم کی تھی اس نے ان کے رشتے کی خوب صورتی اور اس کے حقیقی رنگوں کو دھندلا دیا تھا۔ اس اعتبار و وفا کو جو ایک بیوی اپنے شوہر پر کرتی ہے' کبھی اس نے وہ مان دیا ہی نہیں تھا کہ وہ محبت سے دھونس جماتی مگر اب اور نہیں...... جو غلطیاں اس سے ہوگئی تھیں اسے سدھارنے اور درست کرنے کا وقت آگیا تھا۔ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہو جائے اسے اپنی جنت کی طرف لوٹ جانا تھا۔ اسے اپنی محبت اور سچائی سے خلوص کے رنگوں سے اس رشتے کو بچانا تھا۔

"میں آرہا ہوں۔" زوار نے کہتے ہوئے سلسلہ منقطع کر دیا تھا۔

Books.jaanshayari.com

"ٹائم دیکھو تو بج رہے ہیں بالکل مہمانوں کی طرح آئی ہو بھائی کی خوشیوں میں ایک دن پہلے آجاتیں تو مجھے کتنی خوشی ہوتی۔" تائی اسے گلے لگاتے ہوئے شکوہ کررہی تھیں' وہ مسکراتی نظروں سے زوار کی طرف دیکھنے لگی جو عاشر سے ہاتھ ملاتا وہیں اس کے برابر بیٹھتا اس کو پھولوں کا بوکے دیتے ہوئے مبارک باد دے رہا تھا۔ آج عاشر اور سمیرا (ربیعہ کی نند) کے نکاح کی رسم تھی۔ پندرہ دن بعد عاشر نے امریکہ چلے جانا تھا۔ اس سے پہلے گھر والے اس کو شادی کے بندھن میں باندھ رہے تھے۔

"یہ تو تمہارے میاں کی مہربانی ہے وگرنہ تمہارا دل بیکے میں کب لگتا ہے۔" وہ ہنوز اس کی کلاس لے رہی تھیں۔ وہ ہنستی ہوئی سمیرا کے برابر بیٹھ گئی۔ عاشر تصویر کے لیے اسے اشارے سے بلا رہا تھا۔ آج نہ زوار کے چہرے پر بدگمانی تھی نہ شک وشبہ کی پرچھائیں' محبت واعتبار کے رنگ اس کی مسکراہٹ اور چہرے سے واضح تھے۔ کل تک جو دوستوں کے تجربات سے متاثر تھا۔ آج وہ یہ بات اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ زندگی کوئی فارمولا نہیں ہے جو دوسروں کے تجربات کی بنیاد پر گزاری جائے کیونکہ ہر ایک کی زندگی کا تجربہ دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ قدرت ہر ایک کو سنبھلنے کا موقع بھی نہیں دیتی۔

اسے بھی ان خوش نصیب لوگوں میں شامل کیا گیا تھا جو گرنے سے پہلے سنبھل گئے تھے۔ اس لیے کل تک جو غلطیاں اس سے ہوئی تھیں' اس کی تلافی کے طور پر اس نے سب سے پہلے رائمہ کو گھر لانے کے بعد اپنا رویہ بدلا تھا' کھلے دل سے اپنی غلطیاں' کوتاہیوں' غلط فہمیوں کا اعتراف کیا تھا اور آئندہ زندگی میں اسے خوش رکھنے اور شک نہ کرنے کا بھی عہد کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اب عاشر کے نکاح کی رسم میں کھلے دل سے رائمہ کو لے کر شامل ہوا تھا۔ رائمہ کے چہرے کی مسکراہٹ' جگمگاہٹ اس کو اور حسین بنا رہی تھی۔ وہ آج پوری سج دھج میں تھی۔ زوار کی آنکھوں سے بدگمانی کی دھند چھٹی تو اسے سارے منظر صاف نظر آرہے تھے۔

"چلیں ناں وہاں امی اور فیملی سے بھی مل لیتے ہیں۔" اس نے ہال میں نظر آتی اپنی فیملی کو دیکھ کر کہا تو عاشر شرارت سے بولا۔

"اتنی جلدی کس بات کی ہے' تھوڑی تمہاری شکایتیں لگالوں زوار بھائی سے پھر چلی جانا۔" اس نے اسے چھیڑا۔

"بے فکر رہو وہ نہیں آنے والے تمہاری باتوں میں۔" رائمہ نے جواباً کہتے ہوئے زوار کا بازو تھاما۔

"اوئے..... ہوئے۔" کزنوں کی طرف سے ہوٹنگ شروع ہوگئی تھی۔ وہ زوار کے ساتھ اعتماد کے ساتھ قدم اٹھاتی مسکراتی ہوئی اسٹیج سے اتر گئی تھی۔

ضروری نہیں ہمیشہ زندگی ایک امتحان لیتی رہے۔ کبھی کبھی آزمائشیں ختم بھی ہوجایا کرتی ہیں' اگر کوئی دل سے اپنی غلطی مان لے تو اپنی انا اور عزت نفس کو ایک طرف رکھ کر اسے تسلیم بھی کرلینا چاہیے کیونکہ ذرا سی قربانی آئندہ آنے والی خوشیوں کے در آپ کے لیے کھول دیتی ہے۔ اس نے بھی دل بڑا کر کے زوار کی تمام غلطیوں کو پس پشت ڈالا دیا تھا۔ تو آنے والے وقت نے اس کی خوشیوں کو اس کے لیے مقدم کردیا تھا اور اس کے لیے بہاریں لوٹ آئیں تھیں' جنہیں وہ خوش دلی سے دامن میں سمیٹ رہی تھی۔

www.naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

biazdill@naeyufaq.com

بیاضِ دل

میمونہ رومان

فرحت.....سیدوالا

خوشبو سے ہواؤں سے بھی ملتے نہیں کچھ لوگ
موسم کی اداؤں سے بھی ملتے نہیں کچھ لوگ
مل جائیں تو جیون کو سجاتے ہیں لیکن
بچھڑیں تو دعاؤں سے بھی ملتے نہیں کچھ لوگ

فرزانہ اسماعیل.....سلانوالی

باغوں میں پھر سرسوں کی رُت آ پہنچی
آج پھر تم سے ملے اِک سال ہوا

سیدہ سحرش.....میانوالی

غم موجود ہے آنسو بھی ہیں کھا تو رہا ہوں، پی تو رہا ہو
جینا اور کسے کہتے ہیں اچھا خاصا جی تو رہا ہوں

فردوس جبیں.....کراچی

وہ چاہتا ہے میرا ہر انداز اس پہ عیاں ہو
جو حوصلہ لفظوں میں نہیں کیسے سخن بیاں ہو
اسے یہ ضد کہ میں پرت پرت کھلوں اس پر
یہ میری انا کہ اک حرف بھی نہ ورد زباں ہو

ہما بیگ.....لاہور

تُو اس طرح پلٹے گا بازی ہم نے سوچا کب تھا
یار ہی لوٹ لے گا یار کو ہم نے سوچا کب تھا
کبھی آئے گی یوں زندگی میں شبِ فراق بھی
ہنسیں گے ہماری تنہائی پر در و دیوار بھی یہ سوچا کب تھا

شبنم.....کہروڑ پکا

یارب یہ جتنے گھر ہیں اجالوں سے دور دور
اتنی ہی روشنی میں ستاروں سے چھین لوں
جتنے غریب تن ہیں لبادوں سے بے نیاز
اتنی ہی چادریں میں مزاروں سے چھین لوں

شائستہ خان.....تلہ گنگ

مجھے پہلے پہلے جو دیکھ کر ترا حال تھا مجھے یاد ہے
کبھی جل گئیں تیری روٹیاں کبھی ہاتھ تُو نے جلا لیا

صبا نور.....لاہور

وہ مجھ سے سارے رشتے توڑ کے چلے گئے بس یہ کہہ کر
میں تو تم سے محبت سیکھنے آیا تھا کسی اور کے لیے

ماہ جبین.....ملتان

خوشیوں کا وقت بھی کبھی آ ہی جائے گا ساگر
غم بھی تو مل رہے ہیں تمنا کیے بغیر

افشین سلطانہ.....ڈگری، سندھ

اپنی خوشیاں لٹا کر اس پر قربان ہو جاؤں
کاش کچھ دیر اس کے شہر میں مہمان ہو جاؤں
وہ اپنا نایاب دل مجھ کو دے اور پھر مانگے
میں مکر جاؤں اور بے ایمان ہو جاؤں

حمیرا عثمان.....چیچہ وطنی

یونہی خالی پلکیں جھکا دینے سے نیند نہیں آتی
سوتے وہی لوگ ہیں جن کے پاس کسی کی یاد نہیں ہوتی

نازش کنول.....کوئٹہ

تمہاری یاد کی خوشبو میرے دامن سے لپٹی ہے
بڑا اچھا سا لگتا ہے تمہیں ہی سوچتے رہنا

مہہ وش افتخار.....بہاولپور

کہتے ہیں لوگ مجھ کو بھی دعا کے لیے
کس قدر رب نے میرے عیب چھپا رکھے ہیں

کنول آفاق.....فیصل آباد

پرندوں کے لبوں پر تلاوت جاگ جاتی ہے
صبح درختوں پر عبادت جاگ جاتی ہے
مقرر وقت نہیں ہے کوئی اس کی نوازش کا
اسے جب بھی پکارو اس کی رحمت جاگ جاتی ہے

اقصیٰ.....کراچی

اداس راستوں میں تیز کافی کی تلخیوں میں
وہ کچھ زیادہ ہی یاد آتا ہے سردیوں میں
مجھے اجازت نہیں ہے اس کو پکارنے کی

جو گونجتا ہے لہو میں سینے کی دھڑکنوں میں

ماہی شیخ..... چک ورکاں

ملیں گی ہم کو بھی ہمارے نصیب کی خوشیاں
بس انتظار ہے کہ کب یہ کمال ہوتا ہے
ہر ایک شخص چلے گا ہماری راہوں پر ماہی
محبتوں میں ہمیں وہ مثال ہوتا ہے

رانی..... ملتان

قسمت کی لکیروں پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا
جب انسان بدل سکتے ہیں تو یہ لکیریں کیوں نہیں

شاہین..... خانیوال

تندی بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

یمی..... لاہور

کہا نہ تھا اسے مت ضبط کرنا
وہ آنسو اب سمندر ہوگیا نا

شاہدہ ناز..... سرگودھا

اگر تیری اجازت ہو تو تجھ سے اک بات پوچھوں میں
جو ہم سے عشق سیکھا تھا وہ اب تم کس سے کرتے ہو؟

عائشہ عمران..... کراچی

اے گزرے برس بتا تجھے بھولوں کیسے؟
تیرے لمحوں نے میرے برسوں کی رفاقت چھینی

حمیرا علی..... گجرات

سہولت ہو، اذیت ہو تمہارے ساتھ رہنا ہے
کہ اب کوئی بھی صورت ہو تمہارے ساتھ رہنا ہے
اور اب گھر بار جب چھوڑ کر آ ہی چکے ہیں تو
تمہیں جتنی بھی نفرت ہو تمہارے ساتھ رہنا ہے

شرمین راؤ..... چشتیاں

کہنا تو اور کچھ نہیں فقط اتنی گزارش ہے
نئے سال کی کتاب عشق میں مجھے بھی شریکِ نصاب رکھنا

سکینہ..... کراچی

ذرا سی بات پر برسوں کے یارانے گئے
لیکن ہوا اتنا کچھ لوگ پہچانے گئے

دعا افتخار..... جہلم

یہ دکھ نہیں کہ اندھیروں سے کی صلح میں نے
ملال یہ ہے کہ اب صبح کی طلب بھی نہیں

اسماء..... پسرور

بہاریں بھی پلٹ آتی ہیں آخر
تم آؤ گے ہمیں اتنا پتا ہے
یہ شہرِ آرزو کی سمت چلنا
ہمیں ظالم بہت مہنگا پڑا ہے

ثانیہ غفور..... سرگودھا

جن لوگوں کے دم سے میری زندگی تھی روشن
وہی لوگ آج میری نگاہوں سے اوجھل ہیں
بھلے ہی دور رہتے ہوں لیکن بہت ہیں پاس
آنکھیں ان کے ساتھ کی یادوں سے بوجھل ہیں

مسرت جبین..... ملتان

مجھے کسی سے کوئی غرض نہیں، مجھے کام ہے اپنے کام سے
تیرے ذکر سے، تیری فکر سے، تیری یاد سے، تیرے نام سے

فوزیہ عمران..... تونسہ شریف

بہت امید رکھنا اور پھر بے آس ہونا بھی
بشر کو مار دیتا ہے بہت حساس ہونا بھی

نائلہ مشتاق..... فیصل آباد

جنگ لڑنی پڑتی ہے اپنے زورِ بازو پر
زندگی کے میدان میں معجزے نہیں ہوتے

آسیہ بانو..... شاہ نکڈر

تجھے بھول جانے کی کوشش کبھی کامیاب نہ ہوسکی
تیری یاد اِک گلاب ہے جو ہَوا چلی تو مہک اٹھی

نادیہ بتول..... قادر پور والا

اب بہت دیر ہوگئی ہے میر
مشورہ چھوڑیئے دعا کیجیے

www.naeyufaq.com

ڈش مقابلہ

طلعت آغاز

مغلئی ہانڈی

اجزاء:

مٹن (بغیر ہڈی)	ایک کلو
گھی	ڈیڑھ کپ
زیرہ	ایک چائے کا چمچ
لونگیں	پانچ عدد
دار چینی	ایک انچ کا ٹکڑا
ادرک (باریک کٹی ہوئی)	ایک کھانے کا چمچ
لہسن (باریک کٹا ہوا)	ایک کھانے کا چمچ
کاجو	ایک سو گرام
خشخاش	ایک کھانے کا چمچ
ثابت سیاہ مرچیں	ڈیڑھ کھانے کا چمچ
لال مرچ (باریک کٹی ہوئی)	ایک کھانے کا چمچ
نمک	حسب ذائقہ
ہری مرچیں (کاٹ لیں)	تین عدد
ہرا دھنیا (کٹا ہوا)	ڈیڑھ کپ
دودھ	ایک کپ
کریم	دو کھانے کے چمچ
پانی	چار کپ

ترکیب:

ایک پین میں چار کھانے کے چمچ گھی گرم کریں اور اس میں آدھا چمچ ادرک اور لہسن ہلکا براؤن کریں۔ اس کے بعد اس میں زیرہ، لونگیں، دار چینی، کاجو، ثابت سیاہ مرچیں اور خشخاش ڈال دیں اور دو سے تین منٹ بھون کر چولہے سے اتار کر اس میں ڈیڑھ کپ دودھ ڈال کر فائن پیسٹ بنالیں اور الگ رکھ دیں۔ دوسری دیگچی میں بقایا گھی گرم کریں اور باقی ادرک، لہسن ڈال کر بھونیں۔ جب بھن جائے تو گوشت اور ساتھ ہری مرچیں، نمک، لال مرچ ڈال دیں اور کچھ دیر بھونیں اور پانی ڈال کر گوشت گلنے دیں۔ اس کے بعد پیسٹ جو بنایا ہے وہ ڈال دیں اور بھونیں۔ گوشت بھون کر گھی الگ نظر آنے لگے تو پودینہ، ہرا دھنیا اور کریم ڈال کر مکس کر کے ایک منٹ پکائیں۔ مغلئی ہانڈی تیار ہے۔ سرونگ ڈش میں نکال کر کریم سے گارنش کر کے سلاد اور نان کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

مہر بتول...... کراچی

پٹیالہ کباب

اجزاء:

قیمہ	ایک پاؤ
تیل	فرائی کے لیے
پیاز	ایک عدد
لہسن ادرک	حسب ضرورت
آلو	آدھا کلو
کالی مرچ	ایک چائے کا چمچ
لال مرچ	ایک کھانے کا چمچ
نمک	حسب ذائقہ
ہری مرچ	سات عدد
ہرا دھنیا	آدھی گڈی
املی کا پیسٹ	دو کھانے کے چمچ
مونگ پھلی	دو کھانے کے چمچ
پستہ	دو کھانے کے چمچ
انڈے	دو عدد
بریڈ کرمز	ایک کپ

ترکیب:

دو کھانے کے چمچ تیل گرم کر کے پیاز فرائی کریں پھر اس میں قیمہ، لہسن اور ادرک شامل کر کے بھون لیں۔ ساتھ ہی حسب ضرورت پانی ڈال کر قیمے کو گلائیں اور پانی خشک کریں۔ آلو میں کالی مرچ، لال مرچ، نمک، ہری مرچ، ہرا دھنیا، املی کا پیسٹ، مونگ پھلی اور پستہ ڈال کر مکس کر لیں۔ اب مکسچر کو قیمے میں مکس کر کے کباب بنائیں اور انڈہ لگا کر بریڈ کرمز سے کوٹ کر دیں۔

عشرت نور...... نیو کراچی

ایگ فرائیڈ رائس

اجزاء:

بناسپتی چاول	ایک کلو
انڈے	چھ عدد
ہری پیاز کے پتے	ایک پیالی
شملہ مرچ	ایک پیالی

Books.jaanshayari.com

سفید مرچ	ایک چائے کا چمچ
چکن کیوب ملا میدہ	ایک کھانے کا چمچ
تل کا تیل	چند قطرے
زردے کا رنگ	ایک چٹکی
گاجر	دو عدد
سویا سوس	دو کھانے کے چمچ
سفید سرکہ	دو کھانے کے چمچ
لہسن	چھ جوئے
تیل	آدھی پیالی

ترکیب:۔

ایک بڑی دیگچی میں چاولوں کو بہت سارے پانی کے ساتھ دو کنی ابالیں۔ ساتھ میں سفید سرکہ اور نمک ڈال دیں۔ جب ابال آجائے تو پانی نکال کر دم پر دیں۔ جب دم آجائے تو دیگچی سے نکال کر اخبار پھیلا دیں۔ ایک کڑاہی میں تیل گرم کر کے لہسن ڈالیں اور گولڈن براؤن کرلیں۔ انڈوں کو پھینٹ کر زردے کا رنگ ملائیں پھر تیل میں ڈال کر جلدی جلدی چمچ چلائیں۔ جب انڈوں کے ٹکڑے بن جائیں تو سبزیاں، سویا سوس سرکہ، چینی اور میدہ ڈال کر بھون لیں اور چاول شامل کردیں۔ اب دونوں ہاتھوں میں چمچ لے کر تیز آنچ پر چاول اوپر سے نیچے کریں۔ جب سب اچھی طرح مکس ہوجائیں تو تل کا تیل ڈال کر گرم گرم پیش کریں۔

ارم صابرہ.....تلہ گنگ

بھنا ہوا پیازی گوشت

اجزاء:۔

گائے کے پسندے	آدھا کلو
پیاز	موٹی کٹی ہوئی ایک پاؤ
ٹماٹر	دو عدد باریک کٹے ہوئے
ثابت ہری مرچیں	چھ عدد
کٹی ہوئی کالی مرچ	ایک چائے کا چمچ
ادرک	باریک کٹی ہوئی (ایک کھانے کا چمچ) چھڑکنے کے لیے
پسی ہوئی لال مرچ	آدھا چائے کا چمچ
لیموں کا رس	چار کھانے کے چمچ
نمک	آدھا چائے کا چمچ
تیل	آدھی پیالی

ترکیب:۔

پسندوں کو نمک ڈال کر ابال لیں۔ دیگچی میں تیل گرم کر کے پیاز سنہری کریں۔ گوشت نکال کر دیگچی میں شامل کریں اور اس کی یخنی محفوظ کرلیں۔ دیگچی میں کالی مرچ، لال مرچ، ہری مرچیں، ٹماٹر، ادرک اور نمک ملائیں۔ اس میں لیموں کا رس اور یخنی ملا کر چند منٹ تک پکائیں اور ڈش میں نکالیں، اسے ادرک چھڑک کر پیش کریں۔

ہالہ سلیم.....کراچی

آلو مٹر

اجزاء:۔

آلو (دھو کر صاف کرلیں)	ایک کلو
نمک	حسب ذائقہ
سیاہ مرچ پاؤڈر	حسب ذائقہ
شکر	ایک چٹکی
مٹر	دو کپ
مکھن	دو کھانے کے چمچ
زیتون کا تیل	دو کھانے کے چمچ
ہری پیاز (سلائس کاٹ لیں)	پانچ عدد

ترکیب:۔

سوس پین میں آلو ڈالیں اور اس میں اتنا پانی شامل کریں کہ آلو اس میں ڈوب جائیں اس کے بعد اس میں نمک اور شکر ڈال کر آلو کو درمیانی آنچ پر ابالیں۔ (آلو کو بہت زیادہ گلانا نہیں ہے) اس کے بعد پانی نتھار کر چھلکا اتار لیں اور ٹھنڈے پانی میں سے آلو کو دھولیں، اس کے بعد سوس پین میں مٹر اور پانی ڈالیں اس میں نمک اور شکر شامل کریں۔ تیس منٹ تک درمیانی آنچ پر ابالیں اس کے بعد نتھار کر مٹر کو ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔ ایک نان اسٹک سوس پین میں درمیانی آنچ پر مکھن اور تیل گرم کریں اس میں ہری پیاز ڈال کر تین منٹ تک فرائی کریں اس کے بعد آلو اور مٹر ڈال کر چمچ چلائیں اور پانچ منٹ تک فرائی کریں نمک اور سیاہ مرچ پاؤڈر شامل کریں، مزے دار آلو مٹر تیار ہے، سرونگ ڈش میں نکالیں اور ابلے ہوئے چاولوں کے ساتھ گرم گرم سرو کریں۔

نزہت جبین ضیاء.....کراچی

www.naeyufaq.com

biazdill@nacyufaq.com

نیرنگ خیال

ایمان وقار

غزل

ڈھونڈتی چہرہ کسی دن کھڑکیاں رہ جائیں گی
اور پسِ پردہ تمہاری ہچکیاں رہ جائیں گی
موت اپنے ساتھ لے جائے گی اُنگلی تھام کر
چاہنے والوں کی پیچھے سسکیاں رہ جائیں گی
اِس بہانے ہی سہی میں یاد آؤں گا تمہیں
فیس بک کی وال پر جو سیلفیاں لگی رہ جائیں گی
پھول سارے چمن کے لے جائے گا گلچیں باغ سے
در بدر یونہی بھٹکتی تتلیاں رہ جائیں گی
جب خزائیں نوچ لیں گی سبز شاخوں کا لباس
ہجر اوڑھے زرد رنگی ٹہنیاں رہ جائیں گی
جس گھڑی چاہے گا ڈوری کھینچ لے گا بازی گر
انگلیوں پہ ناچتی کٹھ پتلیاں رہ جائیں گی
یہ کہاں سوچا تھا ارشد ہم ملیں گے اِس طرح
روبرو ہوتے ہوئے بھی دوریاں رہ جائیں گی
(ارشد محمود ارشد)

غزل

جھوٹی محبتوں کے سوا کچھ نہیں رہا
دنیا میں نفرتوں کے سوا کچھ نہیں رہا
خونِ جگر دیا تھا جنہیں چھن گئے وہ خواب
آنکھوں میں رت جگوں کی سوا کچھ نہیں رہا
اس دل کی خواہشیں سب پامال ہو گئیں
ناکام حسرتوں کے سوا کچھ نہیں رہا
ہم منزلِ مراد پہ پہنچے تو ہیں مگر
ٹوٹے ہوئے پروں کے سوا کچھ نہیں رہا
تہذیب نو کی روشنی آنکھوں میں جب پڑی
بے کیف منظروں کے سوا کچھ نہیں رہا
ہو نظرِ التفات کہ اے ربِ کائنات
دامن میں لغزشوں کے سوا کچھ نہیں رہا
بغض و حسد کی آندھیاں جب سے چلیں نکہت
اجڑے ہوئے گھروں کے سوا کچھ نہیں رہا
(نکہت رشید.....کوہاٹ)

آرزو

اُن کو فرصت تھی کہاں وقت نکالا کرتے
میرے دل کے اندھیروں میں اجالا کرتے
میری خاطر ہر کام کو ٹالا کرتے
میرے اشکوں کو بھر لیتے اپنی آنکھوں میں
گر بکھرتے ہم تو بانہوں میں سنبھالا کرتے
مجھ سے ملنے کو بگڑ جاتے زمانے بھر سے
اور انجام کو تقدیر پہ ڈالا کرتے
تیرا آنا ہی مداوا ہے میرے ہر غم کا
مسکرا کر میری خوشیوں کو دوبالا کرتے
تم رہتے پاس سائبانِ محبت بن کر
نئے سفر کا یوں آغاز نرالا کرتے
اپنی دنیا میں قانونِ وفا رائج ہو
بے وفائی کا پھر دیس نکالا کرتے
اب شہرِ عشق کی جانب عازمِ سفر ہے انعم
اپنی شکست سے سب میں ہمیں اعلیٰ کرتے
(انعم زہرہ.....ملتان)

نیا سال

خدا کرے کہ نیا سال
سب کے دامن میں
وفاؤں اور دعاؤں کے
محبتوں اور الفتوں کے
خوشیوں اور راحتوں کے
مسکراہٹوں اور خوب صورت رفاقتوں کے
ہزاروں جگنو، ہزاروں پل
اور ہزاروں گل دے جائے
دکھ اور آنسو
نفرت اور اذیت
بے سکونی اور مصیبت
یہ سب کے سب ہم سے روٹھ جائیں (آمین)
(شگفتہ خان.....پھلوال)

غزل

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

زخم کاری دے گئے
اختر شماری دے گئے
وضع خوب نبھائی ہے
غم گساری دے گئے
ہجر و فراق کو میرے
پائیداری دے گئے
دشمن میرے کیوں پیغام
دوست داری دے گئے
رفیق تھے جو النصر میرے
درد بھاری دے گئے
(انعم النصر ہاشمی)

بہار

بہار آ گئی ہے
دل میں سما گئی ہے
ہنستے ہیں پھول سارے
خوشبو لہرا گئی ہے
اڑی ہے خوش رنگ تتلی
رنگ جما گئی ہے
باغوں میں خوشبو پھیلی
دھوم مچا گئی ہے
چڑیا چڑے سے روٹھی
انہیں منا گئی ہے
کنول اداس بیٹھی!
اسے ہنسا گئی ہے
بہار آ گئی ہے
دل میں سما گئی ہے
(یاسمین کنول.....پسرو)

دوستی کا سمندر

دوستی کا ایک سمندر
ان گنت ساحل وفا کے
اپنے سینے میں چھپائے
جانے کب سے بہہ رہا ہے
دفعتاً اک موج ابھری
موتیوں کی شکل میں
ڈھلتے ہوئے جملے
خود بخود دل سے اٹھے
لب تک آ گئے
دل کا ہر ایک بوجھ لفظوں نے اٹھالیا
فکر کا لمحہ ایک جملے سے ٹکرایا اور بکھر کے کھو گیا
غم کا ریزہ ریزہ کچھ باتوں کی رو میں بہہ گیا
دوستی کا سمندر
(مدیحہ شبیر.....شاہ نگذر)

غزل

میں خوابوں کے خمار سے نکل چکی ہوں
آگے پیار کے اعتبار سے نکل چکی ہوں
پیچھے چھوڑ آئی ہوں امیدیں ساری
میں اب ہر انتظار سے نکل چکی ہوں
دل ہر خوف سے اب آزاد ہے میرا
میں ہر جیت و ہار سے نکل چکی ہوں
ہاتھ کی لکیریں بھی بے اثر ہیں اب
میں قسمت کے ہر وار سے نکل چکی ہوں
محسوس نہیں ہوتا اب کوئی درد مجھ کو
میں بھی احساس کے اس پار نکل چکی ہوں
اب زندگی کے سارے ذکر چھوڑ دو
میں زندگی کے حصار سے نکل چکی ہوں
(ارم خان.....ڈیرہ غازی خان)

بیٹیوں کا نصیب

ہم بیٹی بن کر آتی ہیں ماں باپ کے چمن میں
بسیرا ہوگا کل ہمارا کسی اور کے آنگن میں
کیا سوچ کر یہ ریت خدا نے بنائی ہوگی
کہتے ہیں آج نہیں تو کل کو بیٹی پرائی ہوگی
دے کے جنم پال کر ہم کو بڑا کیا
وقت آنے پر انہی ہاتھوں سے ہم کو وداع کیا
کیوں رشتہ ہمارا اتنا عجیب ہوتا ہے
کیا بس یہی ہم بیٹیوں کا نصیب ہوتا ہے
(ام حمنہ.....کوٹ مومن)

محبت زمیں کو ہے

اکثر مجھے ایک خیال آتا ہے
نام محبت پہ پھر سوال آتا ہے
محبت کیا ہے؟

دل سے ایک طویل
جواب آتا ہے
"محبت"

محبت وہ ہے
جوز میں کو ہے
انسان سے
جو انسان کو
نہ تو جینے ہی اور نہ ہی
مرنے
خود سے جدا ہونے دیتی ہے
محبت یہ ہے!
انسان کی حیات میں سر کا تاج
بعد مرنے کے
تجوری کا خزانہ سا کر رکھتی ہے
محبت یہ ہے!
ہاں......یہ ہی محبت ہے
جوز مین کو ہے انسان سے......

(دریعہ یوسف زمان قریشی......لانڈھی)

غزل

نئے موسم کی تلاش تھی سو میں اپنا آپ گنوا گئی
جو محبتوں میں لپٹے تھے وہ سہانے خواب ہار گئی
مجھے تیرگی کا نہ خوف تھا تیرا ساتھ جب میرے ساتھ تھا
وہ جو ایک شام۔امید تھی تیری ایک پھونک بجھا گئی
تیرے نام کا کوئی شعر جب میں نے ساحلوں پر دیکھا کبھی
تیری بے رخی کی لہر اٹھی میرا لفظ لفظ مٹا گئی
(نایاب سہیل)

میری زندگی

کبھی تو بھی تھا میری زندگی
تو بھی کبھی میرا پیار تھا
کبھی ہم نے تم کو بھی چاہا تھا

کبھی کسی کو خبر نہ ہو......

(سید لوبا سجاد......کہروڑپکا)

غزل

لب پہ مسکان لاتے کیوں ہو؟
ہم کو روز ستاتے کیوں ہو؟
نس نس کے غیروں سے مل کر
دل پہ تیر چلاتے کیوں ہو؟
ہم سے کرتے بات ہو کم کم
پھر بھی ہم کو بھاتے کیوں ہو؟
کہہ دو صاف نہیں آؤں گا!
وعدوں سے بہلاتے کیوں ہو؟
کر دو ناں اظہار محبت
شاہین سے کتراتے کیوں ہو؟
(سدرہ شاہین......خانیوال)

نظم

کسی کی آنکھ نہ نم ہو
کسی کے بھی دل میں نہ غم ہو
کوئی مجبور و بے کس ہو
خدایا یہ الم نہ ہو
اندھیروں کے مسافر کی
ختم اب یہ شب غم ہو
وفائیں ہوں زمانے میں
اجالے منزلوں کے ہوں
میرے رب اس چمن میں اب
بہاریں الفتوں کی ہوں
(ثانیہ مسکان......تحصیل گوجر خان)

غزل

یک طرفہ محبت کا الزام ابھی ہے
ہونٹوں پہ میرے دیکھ تیرا نام ابھی ہے
محو طواف ہیں سب ہی دھڑکنیں ابھی
پہنا ہوا دل نے احرام ابھی ہے
پھر زلف سنوارنے کی زحمت نہ کیجئے
برپا میری زیست میں قہرام ابھی ہے
میرا تخیل ڈھونڈنے نکلا تھا تیری مثل
صدیاں ہوئی لوٹا نہیں گمنام ابھی ہے
مجھ کو آسیب دشت سے کچھ دیر کر آزاد
آنکھیں ملا کر ان میں جام ابھی ہے
باقر طلوع سحر ہے جی بھر کے مسکرا
رونے کو میرے ہمدم شام ابھی ہے

(باقر حسین شاہ.....سیالکوٹ)

ذرہ ٹھہرو

ذرہ ٹھہرو.....؟
مجھے محسوس کرنے دو
اذیت سے بھرے لمحے
بچھڑتے تھے
کہ.....
جب خاموش لہجوں کے کناروں پر
محبت چل رہی ہوگی

(ثوبیہ سحر حسین.....بستی ملوک)

چاہت

چاہے جانا نہیں ہے چاہت
احترام رائے میں ہے چاہت
کسی کا بن جانا نہیں چاہت
لباس ہو جانا ہے چاہت
آمدِ بہار میں ملنا نہیں چاہت
خزاں میں ساتھ نبھانا ہے چاہت
فانی ہے یہ دنیاوی چاہت
اصل تو ہے میرے رب کی چاہت
عطا ہو واللہ جسے رب کی چاہت
کیا کرے گا وہ لے کر فانی چاہت

(خوشی، سرانولی.....سیالکوٹ)

ہم سفر

تو ہی تھا میرا
ہمسفر، ہمنوا
تو ہی تھا میرا
ہمدرد و خیر خواہ
تو نے دی تھی مجھے
چاہت بے پناہ
اب تنہا چھوڑ کر
دے رہے ہو سزا
تیری بے رخی کا ہنی
کروں کس سے گلہ
روتی ہیں میری آنکھیں
تیرے لیے ہر لمحہ
دل ٹوٹ کے پکارے
لوٹ آ، اب بے وفا

(عائشہ رحمٰن ہنی.....دیالی سری)

غزل

رازِ الفت سنا دیا میں نے
حالِ دل کا بتا دیا میں نے
زخم کتنے دیئے مجھے اس نے
پھر بھی اپنا بنا دیا میں نے
چین آتا نہیں مجھے جانی
سکھ اپنا گنوا دیا میں نے
جب مرا بن سکا نہیں ظالم
اس سے دامن چھڑا دیا میں نے
بے وفا وہ نہیں مجم انجم
یہ کہہ کر رخ موڑا میں نے

(مجم انجم اعوان.....کراچی)

سلامت وفا میری

نمی آنکھوں میں رکھتا ہے لبوں سے مسکراتا ہے
مجھ سے جدائی کا وہ غم ایسے مناتا ہے
سانسوں میں رکھتا ہے سلامت وفا میری
مجھے گمان ہوتا ہے کہ وہ مجھ کو بھول جاتا ہے
کچھ نہیں فقط نارسائی کا عذاب ہے
منزل کو جاتا ہوا راستہ یہی بتاتا ہے
لازم تھا بھٹک جانا دل برباد کا یوں تو
عشق جب ابتدا کرتا ہے تو ایسے خواب دکھاتا ہے
سیں مچلتا دل تڑپ تڑپ کے بولا
آ عشق تیرا بھلا ہو تو کیسے دن دکھاتا ہے
آ ملتی ہے ہر روز مجھ سے شب غم کے سنگ
تنہائی کو میرے گھر کا پتا کون بتاتا ہے

(حمیرا قریشی.....حیدرآباد)

ناقابل اشاعت:

فاطمہ سحر، مشی شیخ، میمونہ خان شیروانی، ابتسام احمد، رابعہ شاہین، عائشہ حبیب، تہمینہ شوکت ڈھلوں، علیہا علوی، عائشہ خان۔

www.naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

dkp@naeyufaq.com

دوست کا پیغام آئے

ہما احمد

پیاری دوستوں کے نام

السلام علیکم! پیاری دوستوں کہاں غائب ہو یار ارم تم تو شادی کرکے پیارے سے بیٹے کی مما بن کے ایسے غائب ہوئی کہ جیسے گدھے کے سر سے سینگ، ہمارے پچاجی کہاں لے گیے ہماری چڑیا کو اور نرگس عرف کشمیرین سیب یار تم کہاں گم ہو تم تو عید کا چاند بن گئی ہو اور میری پیاری (شملی) دلہن بنے جارہی ہو، مجھے لگتا ہے یہ دونوں بھی تمہاری شادی پر نظر آئیں گی، یار آنچل کے ذریعے وش کررہی ہوں کیونکہ جب یہ پیغام شائع ہوگا تب تمہاری شادی ہونے والی ہوگی، یار ایڈوانس میں ڈھیر ساری مبارک ہو، اللہ تمہیں ڈھیروں خوشیاں دے اور نئی زندگی خوشیوں میں گزارو، نئے ان کے ساتھ اور (چشمہ ٹو) حرا ملک میں تمہیں بھول سکتی ہوں کیا تم نے مجھے کچا چبا جانا ہے اپنا نام پڑھ کر دانت مت نکالنا ورنہ میں نے دانت توڑ دینے ہیں اور آنچل فرینڈ بہت بہت سلام اور دعا اور آخر میں سب سے درخواست ہے کہ میرے کزن اور (ہرا) کے چاچا صدام بھائی کے لیے دعا کریں کہ اللہ ان کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ان کے گھر والوں خصوصاً آمنہ بھابی کی پریشانیوں کو دور کریں آمین۔ اللہ ان کو ڈھیر ساری خوشیاں دیکھنا نصیب کرے، پلیز آپ سب لوگ ان کے لیے اسپیشل دعا کریں شکریہ۔

(امن ملک..... نور پور)

کزنز اینڈ فرینڈز کے نام

السلام علیکم! میری کزنز، حمیرا، عائشہ، فاطمہ، لائبہ، فاطمہ، زینب، کیسی ہو آپ لوگ، گھر پر سب ٹھیک ہیں، ہم لوگ آپ سب کو بہت یاد کرتے ہیں، اتنی بار سوچتی ہوں میں آنے کا مگر ٹائم ہی نہیں ملتا، تم لوگ بھی آجایا کرو پلیز آپ سب کے ساتھ گزارا وقت بہت یاد آتا ہے۔ بس دعا کیا کرو سب ٹھیک ہوجائے اللہ آپ سب بہنوں کے نصیب اچھے کرے آمین۔ عاصم کیسی ہو تم تھینک یو سوچ اتنی ریسپکٹ دینے کے لیے، ہم فسٹ ٹائم آپ کے سسرال آئے مگر اجنبیت کا احساس تک نہیں ہوا، بائیس جنوری کا دن یادگار رہے گا میرے لیے۔ ہم ساتھ تھے بہت انجوائے کیا ہم نے مگر افسوس بھی ہوا، وہیب بھائی سے ملاقات نہیں ہو پائی مگر خوش رہو آپ دونوں شمیلہ۔ بہت مبارک ہو آپ کو بھانجی کی، نورین باجی اللہ پاک آپ کی بیٹیوں کے نصیب اچھے کرے۔ عالیہ مارچ میں آپ کے پیپرز ہیں اللہ پاک سے دعا ہے اللہ آپ کو کامیابی عطا فرمائے ترقی و کامرانی دے، فوزیہ فروری میں آپ کی شادی ہے، خوشی کی ساتھ افسوس بھی ہورہا ہے تم ہمیں چھوڑ کر چلی جاؤ گی، بس بھول مت جانا، کامران بھائی میری فرینڈز کو ہمیشہ خوش رکھنا پلیز، بہت امیدیں ہیں مجھے آپ سے امیدوں پر پورا اترنا او کے (ورنہ) کچھ نہیں بس دعا ہے کہ آپ لوگ ہمیشہ خوش وخرم رہیں، میرے کزن عبدالصبور سے ریکویسٹ ہے کہ پلیز ذرا سیریس ہوجاؤ، نائلہ آپ کو بہت مبارک ہو اللہ نے آپ کو بیٹی کی رحمت سے نوازا ہے۔ میرے بھانجا بھانجی ایپا، حسنین، حریما آئی مس یو سوچ ثمرین اینڈ صائمہ بھابی کیسی ہو آپ پلیز جلدی آجاؤ ملنے میری خالہ بنے پر بہت مبارک باد آخر میں سب کو سلام اور دعائیں۔

(شہرین اسلم..... چوک شاہدرہ)

عزیز از جان دوست کے نام

غم ازل کی لحد میں اک دھیمی سی لو دیکھی
ہر دل دار کے دل میں تڑپ دیدار دیکھی
تمیں روشنیوں میں اک شمع
ستائیس رواں دواں دیکھی
دیکھا، پایا، سنا تو بہت تھا مگر
عشق آتش کی بہت سے لکھنا ہی بھول گئے
جام محبت پی کر بہل رہے تھے یوں ہواؤں میں
تم اک جھونکے نے جب گرایا تو!
چاہت ادا دیکھی!
تجھ سے بچھڑنے کی آبلہ پائی کا کرب
جھیلوں کی کب تک!
اس نامراد محبت سے ہزاروں کی کشیا
گرتے دیکھی
رہتی میری آنکھیں اگر میرے بس میں
اے کاش! کہ یاد بھی نہ آئے اس ظالم کی میرے
قفس میں

(نمی کے لیے سونیا کی جانب سے ستائیس مارچ آئی مس یو)

پیاری دوستوں کے نام

السلام علیکم! سب فرینڈز کیسی ہو؟ شانزہ پرویز شالو آپ کی برتھ ڈے چھبیس مارچ کو ہے..... منی منی پیپی برتھ ڈے، جہاں رہو سدا خوش رہو اور میری برتھ ڈے نو اپریل کو ہے سب مجھے وش ضرور کرنا۔ شکیلہ رضوان آپ کیسی ہو؟ مجھے یاد کرنے کا شکریہ۔ ایمن غفور اور حرا گل غفور آپ دونوں کیسی ہو؟ عائشہ شکیل آپ کی طبیعت اب کیسی ہے رقیہ ناز، افشاں سراج، جازبہ عباسی، عائشہ شکیل، ماریہ نذیر، نور چوہدری، ام

https://pklibrary.com/

ہانی' گلشن چوہدری' حفصہ نور' تابی کھرل' مجم انجم' ارم کمال' پروین افضل شاہین' دلکش مریم' تبسم بشیر' ماہا بشیر' سحر تبسم سحری' مہر نزاکت مہری' انعم زہرہ' ثناء فرحان' فائزہ بھٹی' فائزہ شاہ' نمرہ گلزار' اقرا جٹ' نورین انجم' شانزہ پرویز شانو' عائشہ پرویز' کرن شہزادی' پرنسز ارتیج خان' یاسمین کنول' سودائے محمد سردار' خوشی سرانوالی' عطیہ ندیم خان' نزہت جبیں ضیاء' عائشہ سلیم' ہالہ سلیم' صباء ایشل' شگفتہ خان' ارم صابرہ' ارم آصف' آپ سب کو سلام اور آپ سب ہمیشہ خوش رہو خدا حافظ۔

(رمشا آصف.....خان گڑھ ضلع مظفر گڑھ)

آنچل کی فیری ٹیلو کے نام

تمام آنچل پڑھنے والیوں کو اس ناچیز کا سلام! سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ سب کا شکریہ کس طرح سے ادا کروں؟ جس طرح آپ سب مجھے ہر ماہ یاد رکھتی ہیں میری کمی کو محسوس کرتی ہیں میری لکھی نگارشات کو پسند کرتی ہیں یہ سب حوصلہ افزائی مجھے تھکنے نہیں دیتی۔ حالات ایسے ہیں کہ کئی بار سوچا قلم سے رشتہ توڑ لوں لیکن آپ سب کی محبت نے لکھنے پر مجبور کر دیا' میں نے آپ سب سے ہی لکھنا سیکھا ہے ورنہ میں اس قابل کہاں؟ ماریہ نذیر' فائزہ بھٹی' شانزہ شانو' ثنا فرحان' عائشہ شکیل اور خاص کر میری پیاری نور چوہدری آپ سب کمال کا لکھتی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو ضرور ترقی دے آمین۔ میری ٹوٹی فروٹی نور.....یار کیا لکھوں؟ دل جیت لیا تم نے مجھے اب تک لگتا تھا کہ میری صرف ایک ہی بہن ماہا ہے پر نہیں یار آج سے تم بھی میری بہن ہو (ہونا؟) میں گم نہیں ہوتی بس..... کچھ لوگوں کو میرا لکھنا پسند نہیں لیکن خیر تم ہو میرے سپوٹ کے لیے دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔ امی کو کیا ہوا ہے یہ دو ہزار سترہ کی بڑی ٹریجڈی ہے' جسے میں دہرانا نہیں چاہتی اور یہ کیا کہا تم میری مدد کرو گی؟ بس کر دو یار اب کیا بندی غریب خریدنا چاہتی ہو؟ آئی لو یو ٹو۔ باقی فریدہ فری' شکیلہ رضوان' عائشہ شکیل' ماریہ نذیر' ایم سحر یاد رکھنے کا شکریہ۔

تبسم بشیر حسین.....ڈنکہ

پیاروں کے نام

السلام علیکم! کیسے ہیں آپ سب امید' یقین اور دعا ہے کہ جہاں ہوں گے خیریت سے ہوں گے اپنا خیال رکھ رہے ہوں گے اور اپنوں کا بھی سب سے پہلے نواب زادی سیال یار کیسی ہو حاصل پور کب آؤ گی یار گیارہ مئی کو تمہاری سالگرہ ہے تو ایڈوانس ہی مبارک' شاہدہ اکرم فرام عارف والا کیسی ہو گھر میں سب کیسے ہیں' انکل اور سعدیہ کو سلام کہنا اور بابا بیمار ہیں ان کے لیے دعا کرنا' مس یو آر لوٹ اینڈ آئی لو یو سو مچ پلیز ٹیک کیر اینڈ گڈ بیلسنگ' ایمن غفور چوہان لو آپ بھی کر لو مجھے حاصل دوستی پکی ہاتھ ملاؤ۔ اب بھول مت جانا سوری لیٹ جواب دے رہی ہوں ڈونٹ مائنڈ یار۔ رابعہ اینڈ تحریم دوستی کے لیے شکریہ۔

پری وش دوستی کے لیے شکریہ آپ کی کنول کو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے دعا کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے صبر و برداشت عطا فرمائیں۔ فائزہ بھٹی ان شاء اللہ آؤ گی میں کبھی پتوکی تب آپ مجھے گلاب گفٹ کرنا (ہاہاہا) اقرا جٹ' ثنا کنول دعاؤں کے لیے جزاک اللہ۔ نور چوہدری دوستی کے لیے شکریہ۔ زارا تعبیر شانزہ شانو' زیلش ارشمان' گلشن چوہدری' ماہ رو شے فلک' فائزہ شاہ' عظمی بتول سب سے میں ناراض ہوں آپ جواب نہیں دیتیں۔ جازبہ عباسی بندہ کبھی کسی اور کو بھی یاد کر لے۔ انجم و نورین انجم' کوثر خالد' پروین افضل' انیلا طالب لالہ رخ کھوکر' ندیحہ مہک' حرا گل غفور روبینہ کوثر' نمرہ اکرم سب سے دوستی کی درخواست' اچھا جی خدا حافظ دعاؤں میں یاد رکھنا۔

(کنول ناز.....حاصل پور)

آنچل فرینڈز اینڈ فیملی کے نام

السلام علیکم! آنچل کی شہزادیوں کیسی ہیں آپ سب' آپ لوگوں کے پیغام پڑھ کر اچھا لگتا ہے سب سے ان دیکھ تعلق بن گیا ہے شدت سے انتظار رہتا ہے ڈائجسٹ کا سب کے پیغام اچھے ہوتے ہیں تہہ دل سے وعلیکم السلام' اللہ سے دعا ہے کہ آپ کے نصیب اچھے کرے خوشیوں اور سلامتی والی زندگی سے بھرپور رکھے زندگی میں آسانیاں فرمائے آمین۔ کلثوم بہت بہت مبارک ہو اللہ نے تمہیں ماں جیسے عظیم رتبے پر فائز کیا اللہ سے دعا ہے کہ تمہیں اور تمہاری اولاد کو صحت و سلامتی والی زندگی عطا کرے' سویٹ فاطمہ سالگرہ کی بہت بہت مبارک ہو اللہ آپ کو صحت و تندرستی عطا کرے کامیابیوں سے ہمکنار کرے' نصیب اچھے کرے' میم آپ بہت نائس ہیں ہمیشہ ایک بڑی بہن کی طرح ٹریٹ کرتی ہیں۔ اللہ آپ کا سایہ ہمیشہ بچوں پر قائم رکھے' مس حمیرا آپ سے کیا کہوں بس اتنا کہ یو آر سو نائس ہر بات پر اچھا گائیڈ کرتی ہیں آپ کی شادی کا شدت سے انتظار ہے۔ مس شمشاد اللہ آپ کی پریشانیاں دور کرے حفصہ کو جلد ہی اللہ صحت و تندرستی عطا کرے۔ بشریٰ اینڈ صفیہ تم بہت اچھی ہو مگر ہمارے مذاق کو دل پر نہ لیا کرو' یہ زندگی کا حصہ ہیں' اللہ تمہارے ابو کو صحت عطا کرے آمین۔ سعدی' ثناء' اقرا' ارم ایشال' شہرین' نازش' شہناز' ارفشاں' عالیہ' کرن' تسلیم' عابدہ' سمیرا' توبیہ' اریبا' غزالہ وفا' اللہ آپ سب کے نصیب اچھے کرے اچھا گھر اور بر عطا کرے آمین۔ اب ایک ایسے دوست کے نام جس نے ہر مقام پر میرا ساتھ دیا بہت شکریہ میری زندگی میں آنے کے لیے' میرا خیال اور احساس کرنے کے لیے اللہ تمہیں کامیابیاں عطا کرے تمہارے احسانوں کا بہترین اجر دے تمہارے نصیب بھی اچھے کرے آمین۔

(بشریٰ رضوان.....چوک شاہدہ بہاولپور)

مہکتی سانسوں کے نام

https://pklibrary.com/

السلام علیکم! ہما احمد اینڈ تمام دوست احباب۔ امید کرتی ہوں بخیر وعافیت سے ہوں گے۔ میں اپنے پیغام میں اپنے دل کے ٹکڑوں کو برتھ ڈے وش کرنا چاہتی ہوں' یکم مارچ کو حمزہ بھائی (سویٹ برو) سولہ مارچ کو عزیز علی اینڈ احمد چوہدری (بھانجے) تئیس مارچ کو میں خود (شانو) اور اٹھائیس مارچ کو درعدن (سویٹ بھانجی) آپ سب کو سالگرہ بہت مبارک ہو۔ میری دعا ہے کہ آپ سب لوگ ہمیشہ خوش رہیں اور یہ نیا سال آپ سب کی زندگیوں کو خوشیوں اور سکون سے بھر دے آمین۔ آپ سب میری زندگی ہو۔ غم کبھی آپ کے قریب نہ آئے اور آپ سب ترقی کی منازل طے کرکے اپنے والدین کا سر فخر سے بلند کریں۔ آمین آپ سب کے لیے۔

قدم قدم پر ملے اک نئی خوشی تم کو
اندھیری رات میں مل جائے روشنی تم کو
ہے میری دعا یہ لگ جائے تم کو
مل جائے میرے حیات کے لمحوں کی زندگی تم کو
(آمین)

(شانزہ پرویز شانو...... ایبٹ آباد)

پیاریوں کے نام

السلام علیکم! پیاری پیاری فرینڈز کیسی ہیں آپ سب اور امید ہے کہ خیر وعافیت سے ہوں گی۔ پروین افضل شاہین' ارم کمال شادی کی مبارک مجھ تک پہنچ گئی ہے۔ بہت شکریہ پیاریو!! نورین انجم فریدہ فری آپ کا پارسل گیا اب میرا پیار وصول کریں ہاہاہا' شکیلہ رضوان میں آپ کو اس لیے اچھی لگتی ہوں کیوں کہ آپ خود بہت اچھی ہیں' ڈیئر حفصہ نور میں اپنوں کو ہمیشہ یاد رکھتی ہوں' بھولتی نہیں کبھی بھی۔ عائشہ شکیل میں آپ سے بالکل بھی ناراض نہیں ہوں' آپ تو اتنی اچھی اچھی پیاری پیاری بہنا ہیں۔ نورے ایمان چوہدری آمین اتنی اچھی دعا پہ اور بہت شکریہ یاد رکھنے کا' ماریہ نذیر کیسی ہو ڈیئر' ایم سحر ہزارہ خیر مبارک پیاری' رقیہ ناز اتنی عزت اتنا پیار دینے کا بے حد شکریہ خوش رہو ہمیشہ آمین۔ شیریں اسلم خیر مبارک خوش رہو چندا اور جنہوں نے مجھے برتھ ڈے وش کیا' ان کا بہت بہت شکریہ اور شادی کی ڈھیروں مبارکیں اور دعائیں بھی میرا دل کو بہت خوش ہوئی جویریہ سالگرہ مبارک ہو تمہیں اور تمام پڑھنے والوں کے لیے بہت سا سلام اور ڈھیروں دعائیں اللہ سب کی زندگی کی تمام مشکلات آسانی میں بدلے آمین اور میری زندگی بھی آسان وخوشحال بنائے رکھے آمین۔ دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیےگا۔

زندگی رہی تو پھر ملیں گے
نہ رہی تو قیامت کے دن ملیں گے

(مدیحہ نورین مہک...... گجرات)

تبسم بشیر اور آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم! آنچل فرینڈز تبسم بشیر اب آپ کی امی کی صحت کیسی ہے؟ تبسم بشیر آپ کی برتھ ڈے دس مارچ کو ہے۔ ہیپی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ خدا آپ کو زندگی کے ہر امتحان میں کامیاب وکامران رکھے آمین۔ نور چوہدری تھینک ہر اک چیز کے لیے۔ آپ کی محبت ہی ہے کہ آپ اس ناچیز کو یاد رکھتی ہیں۔ تھینکس وری مچ گلشن چوہدری' حفصہ نور دونوں کو اس شاندار کامیابی پر مبارک باد۔ فائزہ شاہ آپ کو بھی بہت بہت مبارک ہو۔ شانزہ پرویز شانو آپ کی برتھ ڈے اب ہمیشہ یاد رہے گی کیونکہ اس دن قرارداد پاکستان جو منظور ہوئی ہاہاہا (سو سوری) ہیپی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو عائشہ شکیل سات مارچ کو آپ کی سالگرہ ہے ہیپی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو۔ ہمیشہ خوش رہو۔ ارم کمال آپ کی برتھ ڈے بائیس فروری کو ہے سالگرہ مبارک ہو۔ اقراء جٹ کدھر غائب ہو۔ فائزہ بھٹی کیا ہورہا ہے آج کل' مہکاشہ کیسی ہے؟ ایس این شہزادی' کرن شہزادی' ماہا بشیر' رقیہ ناز' ماریہ نذیر' فرواظفر' پرنس ارتج خان' نورین انجم اعوان' ام ہانی شاہد' یاسمین کنول' علشبہ خان' ایم سحر ہزارہ' رابعہ احمد بھٹی اور تحریم سب فرینڈز کو محبتوں بھرا سلام اور ڈھیر ساری دعائیں تمام قارئین سے گزارش ہے کہ وہ میری امی کے لیے دعا کریں ان کی طبیعت ایک ماہ ہوگیا ہے بہت خراب ہے۔ پلیز آنچل فرینڈز۔

(اقراء ممتاز...... سرگودھا)

اپنوں کے نام

میری طرف سے تمام آنچل اسٹاف اور قارئین کو پھولوں کی طرح مہکتا' کلیوں کی طرح شگفتہ وشاداب سلام پہنچے۔ جی ہاں میں وہی "خوشی" ہوں جس کا نام لبوں سے ادا کرتے ہوئے بھی چہرہ خوشی و شرم کا تاثر دینا شروع کردیتا ہے (آہم آہم) سب سے پہلے ان پیاری قارئین بہنوں کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ' جنہوں نے وقتاً فوقتاً مجھ ناچیز کو اپنے پیغام میں یاد رکھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے نہایت عاجزی کے ساتھ دعا ہے کہ تمام بہنوں کی تمام دلی تمنائیں پوری فرمائے آمین۔ اب آتی ہوں اپنی فیملی کی طرف۔ میری دعاؤں کا مرکز ومحور میرے ہسبینڈ اللہ رب العزت آپ کو دنیا وآخرت کی تمام کامیابیوں سے نوازے آمین۔ میری پیاری امی جان کے لیے بھی دعا کیجیے گا کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت وتندرستی والی عمر دراز عطا فرمائے آمین۔ ایک آنکھ کی بینائی ختم ہوچکی ہے اللہ تعالیٰ دوسری آنکھ کی بینائی روشن اور ان کا سایہ شفقت ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے آمین۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ میری تمام پیاری پیاری بہنوں' جان سے عزیز بھائیوں' دلاری بھابیوں' عزیز از جان نندوں اور ہر خوشی وغمی میں ساتھ نبھانے والی دیورانی' جٹھانی کو دو جہاں کی تمام

Books.jaanshayari.com

خوشیاں عطا فرما کر اپنے سایہ رحمت میں رکھے آمین۔ رمیصہ ماہم' مریم' وجیہہ' وردہ زہرہ' اسن' رواۃ نادیہ' مضاضہ' عائشہ' عائشہ یوسف' کنزہ' علیزہ قیصر' میرب' شاقہ' عماسمہ' افواع ماویہ عدن اور پری کو اللہ تعالیٰ سدا ہنستا مسکراتا' خوشیاں بانٹتے اور خوشیاں سمیٹتے ہوئے شاد رکھے آمین۔ ارم حنا اور بشریٰ تم بہت پیاری بہنوں کی طرح ہو اللہ ایسے ہمسائے ہر کسی کو عطا کرے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ارم اپنے گھر خوش و خرم رہے اور حنا کو جلد گھر والی بنائے آمین۔ تمام نئے اور پرانے اسٹوڈنٹ کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا ہے اللہ آپ سب کو دنیاو آخرت کے ہر امتحان میں کامیابیاں عطا فرمائے۔ پیاری ومن موہنی عائشہ بشیر اور فرزانہ عاشر فرسٹ اینورسی مبارک' سدا پھولوں کی طرح ہنستی مسکراتی اور شاد باد رہو۔ دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو آمین۔ اللہ کی شکر گزار ہوں کہ اللہ نے اتنی چاہت' اپنائیت اور مان دینے والے اسٹوڈنٹ سے نوازا۔ میری زندگانی میں اللہ کی رضا و خشاء سے جو خلا ہے وہ خلا کسی حد تک بھرنے میں مذکورہ تمام احباب کا کسی نہ کسی طرح ساتھ رہا ہے۔ آنچل کے توسط سے میں اپنی پیاری بہن اور بہنوئی کو پیاری سی گڑیا ایشال فاطمہ کی مبارک باد دیتی ہوں۔ اللہ آپ کی رونق قائم رکھے۔ آخر میں اس دعا کے ساتھ اجازت کہ اللہ میرے کشمیر کو آزادی عطا فرمائے' میرے پیارے پاکستان اہل پاکستان اور تمام آنچل اسٹاف و قارئین کو اپنے خصوصی نظر رحمت میں رکھے آمین ثم آمین۔ دعاؤں کی طلبگار۔

(خوشی سرانوالی......سیالکوٹ)

چاند ستاروں سی دوستوں کے نام

السلام علیکم! کیا حال چال ہے دوستوں سب سے پہلے آنی ارم کمال بائیس فروری کو آپ کی سالگرہ ہوگی ہماری طرف سے آپ کو سالگرہ مبارک ہو۔ اللہ پاک آپ کو ہمیشہ خوش رکھے اور آپ کا سایہ آپ کے بچوں پر ہمیشہ سلامت رکھے آمین اور بہت پیاری ارم آصف آپ کی سالگرہ چھبیس فروری کو ہے سوئنی منی ہیپی برتھ ڈے ٹو یو مائی سویٹ ڈیئر آپ ہمیشہ پھولوں کی طرح مہکتی رہو اور رب کریم تمہیں بہت سی خوشیاں اور کامیابیاں عطا فرمائے آمین اور پیاری سی رمشا آصف کیسی ہو ہماری پری ہمیشہ ہنستی مسکراتی رہو۔ ڈیئر سویٹی عائشہ شکیل عاشو سات مارچ کو آپ کی اور شانزہ پرویز شانو چھبیس مارچ کو آپ کی بھی سالگرہ ہے' میری اور حرا کی طرف سے آپ دونوں کو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو مائی لولی ڈیئرز ہمیشہ خوش رہو آپ اپنی اپنی فیملیز کے ساتھ۔ ارم کمال آنی جی اس پورے ایک سال میں آپ نے اپنے خط میں میرا نام نہیں لکھا اس بار لکھ کر مجھے خوش کردیا' تھینک آنی' ماریہ نذیر آپ نے ہماری کمی محسوس کی' یہ پڑھ کر تو ہمیں یقین نہیں ہورہا تھا کہ آپ نے لکھا ہے (وہ اس لیے کہ آپ ہمیں کبھی کبھی یاد کرتی ہو نا اس لیے ہم آپ کے دیوانے ہوگئے) اور مائی لٹل سسٹرز حفصہ نور' نورین انجم' گلشن چودھری' زیلش ارشان اور سب سے پیاری ڈاکٹرز زارا تعبیر' کیسی ہو سب پرنسز گلشن ڈیئر اے اس بار تو ہما آپی نے گلشن بنادیا۔ (ہاہاہا) ثمرہ گلزار کیسی ہو سوئٹی۔ انجم زہرہ آپ اتنی سیڈ کیوں رہتی ہو ڈیئر ہیپی ہیپی رہا کرو بہنا' ایم سحر اینڈ نازش نور کیسی ہیں آپ سسٹر نازش ویلکم جی آیا نوں' رقیہ ناز آپ کو صرف حرا ہی اچھی لگتی ہے' میں نہیں اچھا جی آپ کی مرضی اور حرا بھی آپ سے بہت پیار کرتی ہے وہ کہتی ہے کہ آپ اسے کبھی بھی نا بھولنا او کے ڈیئر اینڈ خوش رہو سحر تبسم سحری جی مہر نزاکت مہری جی آپ کو مبارک ہو آنے والے مہمان کی بہت خوشی ہوئی سن کر کے ہماری سحر تبسم ماما بننے والی ہے ان شاء اللہ آپ کے بے بی کو آپ کا اور ہبرو کا فرماں بردار بنائے آمین ثم آمین۔ ام ہانی شاہد یار کہاں تھی آپ پچھلی بار ہم دونوں کو آپ کی دوستی قبول ہے۔ قبول ہے ہاہا اب خوش ہوجاؤ۔ نزہت رباب خان عرف بنت حوا آپ تو ہوا ہی ہوگئی ہو' نظر ہی نہیں آتیں۔ پرنسز ارتیج خان آپ تو دوستی کرکے بھول ہی گئی ہو کہاں بزی ہو ارتیج جی' سلمیٰ عنایت حیاء' انیلا طالب' اقرا جٹ' اقرا ممتاز' کنول ناز' جاذبہ عباسی' صائمہ مشتاق' افشاں سراج' ثمرین اینڈ رباب' سعدیہ حوری' فائزہ شاہ پوزیشن حاصل کرنے پر مبارکاں جی ہمیشہ کامیابی سمیٹو ڈیئر جی۔ ڈیئر آپی ام انجم جی آپ کہاں بزی ہو' آپی پروین شاہین کیسی ہیں آپ آپی سونیا اور اس کیسی ہو آپ۔ فاریہ چوالیس جنوبی ڈیئر یار آپ کا نام آنچل میں آ گیا ہے اور بہت سی لڑکیوں نے آپ کے بارے میں لکھا بھی ہے خوش ہوجاؤ اور دوبارہ انٹری دو آنچل میں یار سب کو اپنا دوست سمجھو ڈیئر ماروی یاسمین کدھر گم ہو جناب فوزیہ سلطانہ آپ سب کیسی ہو ڈیئرز اور کہاں گم ہوجاتی ہو اچھا جی اب اجازت دیں۔ اللہ حافظ۔

(ایمن غفور حرا گل......خانیوال)

فرینڈ کے نام پیغام

السلام علیکم! آنچل فرینڈز اینڈ اسٹاف اپنے امی اور پاپا کے لیے دعا ہے کہ اللہ پاک آپ دونوں کو سلامت رکھے اور ہم پر آپ کا سایہ قائم رکھے اور آپ دونوں سدا خوش رہیں' آمین سوئی مہربانی کرو جلدی جذباتی نہ ہوجایا کرو اور اتنی بے وقوفیاں نہ کیا کرو' اقرا مہربانی کرو مجھ پر اتنا رویا نہ کرو اللہ نے تم پر کرم کیا ہے یہ یاد رکھو میری اچھی پیاری بہن سمیع سیف مبشر اللہ تمہیں سلامت رکھے اور تمہارا آپس میں پیار مزید بڑھ جائے آمین' شاہ منگنی کی بہت مبارک ہو فاطمہ ایمان اللہ آپ کو صحت دے اور سالگرہ بہت مبارک ہو' میر امیڈم آپ بہت اچھی ہیں اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے' شہرین میرے لیے آنچل میں پیغام لکھنے کا شکریہ آپ نے جو بھی نصیحت کی میں وہ یاد رکھوں گی سنی

اتنا نہ ہنسا کرو لوگ تمہیں پاگل سمجھتے ہیں' شہرین چندا آنٹی سدرہ ہاجی قسمینلہ اور میری سب فرینڈز کو میرا اسلام اینڈ پاک افواج کو میرا اسلام اور چھبیس مارچ مبارک باد قبول ہو اللہ آپ لوگوں کو صحت اور زندگی دے آمین۔ شکریہ۔

(سعدیہ خان..... نامعلوم)

دوست کا پیغام آئے

میرے پیارے آنچل! تم تو ہمیشہ سے میرے دل میری سانسوں' میری دعاؤں میں تھے اور ہو۔ محبت وخلوص خواب وخواہش کی تمام بارشیں صرف تمہارے لیے مختص ہیں' میرے دل سے تم کبھی نہیں گئے' میری دھڑکنوں سے لمحہ بھر کو بھی تمہارا پیار محو نہیں ہوا' تم ہی تو ہو جو جینے کا احساس دلاتے ہو' احساس سے میرے دل کو چھو کر میرے دل میں مکمل یقین' اعتماد' اعتبار اور خوشی سمیت موجود ہو' تمہارا نام سرشار کر دیتا ہے اور پھول ہی پھول مہکا دیتا ہے۔ موسم تو شاید پہلے بھی یہی تھے۔ بہاریں پہلے بھی زندگی میں آتی رہی ہیں مگر تمہارے ہم قدم چلتے ہوئے موسم بہاریں خوشیاں اور محبتیں لیے اردگرد رقص کرتی محسوس ہوتی ہیں۔ تم ہر بار نئے اور پہلے سے کہیں پرکشش ہو کر ملتے ہو۔ تمہاری آمد سے دل کے آنگن پھول ہی پھول کھلا دیتی ہے رنگ بن کر "آنچل" پر سج جاتے ہو تم سے جدا نہ ہوں میں یہ ہی دعا مانگتی ہوں' تجھے پا کر ہر کام اپنا کل پر ٹال رکھتی ہوں' ڈیئر آنچل تم نہیں ہو تو ایسا لگتا ہے جیسے ویران ہو رہ گزر حیات' سونا پڑا ہو شہر دل' خوشیوں سے دشمنی ہو جائے جیسے میری چاہتیں' وفائی' دعائیں سارا آنچل' تیرے سنگ سنگ سات ساتھ ہیں' ہمیشہ اپنے حصار میں لیے رہتا آنچل تمہارا حصار بہت دلفریب ہے آج تم سے میری تجدید محبت کا دن ہے۔ پیارے آنچل مجھے تم سے بے حد و بے حساب محبت ہے۔ تم میرے بہترین دوست تنہائی کے ساتھی' میرے ہمدم' میرے غم گسار ہو تم میں وہ بات ہے جو کسی اور میں نہیں۔ اللہ تمہیں نظر بد سے بچائے آمین۔

(عروسہ شہوار..... کالا گوجراں)

نٹ کھٹ سی دوستوں کے نام

السلام علیکم! پیاری دوستو کیسی ہو سب؟ پروین افضل شاہین' اللہ تعالیٰ آپ کو بہت خوشیاں دے اور غیب الحسن کو بھی۔ شکیلہ رضوان چوہان دعا دینے کا بہت بہت شکریہ۔ شکیلہ جی آپ کیسی ہو؟ ایمن اور حرا آپ کیسی ہو؟ آپ اپنا بہت خیال رکھا کرو اور ہاں اپنے بارے میں تفصیل سے بتاؤ نا کہ آپ کیا کرتی ہو سارا دن اور کیا ایکٹیوٹیز ہیں تمہاری' مدیحہ نورین مہک آپ کیسی ہو پیاری دوست اور شادی مبارک ہو۔ شازیہ پرویز شانو میری پیاری سی دوست کیسی ہو' چھبیس مارچ کو تمہاری سالگرہ ہے بہت بہت مبارک ہو۔ میری بھی چھبیس فروری کو سالگرہ ہے تو سب فرینڈز مجھے وش کرنا او کے اور میری کھٹی میٹھی سی بہن رمشا آصف تمہاری سالگرہ انیس اپریل کو ہے ایڈوانس مبارک ہو۔ نجم انجم اعوان' گلشن چوہدری' نورین انجم اعوان' نور چوہدری' ڈاکٹر زار تعبیر' ارم کمال' مہر نزاکت' مہری' شکیلہ رضوان' ایمن غفور' حرا گل' غفور' ام ہانی شاہد' شانو' ماریہ نذیر خوش رہو ہمیشہ رقیہ ناز' ایم سحر' تبسم بشیر حسین آپ کی امی جان ان شاء اللہ جلد ٹھیک ہو جائیں گی ماہا بشیر' ثمرہ گلزار' عائشہ شکیل' عطیہ ندیم خان' انعم زہرہ' دلکش مریم' اقراء ممتاز' حفصہ نور' فائزہ شاہ' فائزہ بھٹی' تابی کھرل' امن فلک' اقراء جٹ' کرن شہزادی' اریج خان' علشبہ خان' یاسمین کنول' رضوانہ وقاص' خوشی سرانولی' سمیعہ رانی جہاں رہو سب خوش رہو اور سب کو محبت بھرا اسلام' جاذبہ عباسی کیسی ہو؟ کوثر خالد جی آپ کیسی ہو؟ میری شدت سے یہ خواہش ہے کہ کبھی آپ کے پیغام میں میرا نام بھی ہو۔ اچھا جی خدا حافظ۔

(ارم آصف..... خان گڑھ)

آنچل فرینڈز کے نام

السلام علیکم! امید واثق ہے کہ سب خیریت سے ہوں گے اور میں بھی ٹھیک ٹھاک ہوں...... کچھ نے میری برتھ ڈے کا پوچھا تھا تو میری برتھ ڈے چوبیس نومبر کو ہوتی ہے اور جس جس نے فرینڈ شپ کرنے کا کہا تھا میں نے قبول کر لی ہے مگر صد افسوس کہ جتنی بار بھی نام لے کر خط لکھا لگا ہی نہیں۔ میری جان آپ کی پندرہ اپریل کو برتھ ڈے ہے تو ہیپی برتھ ڈے ٹو یو ایڈوانس میں...... میری تمام دعائیں آپ کے لیے ہیں اور کچھ نے میرے فون نمبر کا کہا تو ڈیئر سٹ آپ لوگ ہمیشہ میرے دل میں رہتی ہو دعاؤں میں رہتی ہو باقی پھر بھی اگر کسی کو لازمی بات کرنا ہے تو بھائی وقاص عمر سے میرا نمبر لے سکتی ہیں اور پروین آپی میں آپ کو ہزاروں دفعہ غیب الحسن شہزادے کی مبارک باد دے چکی ہوں اور آپ کی طرف مٹھائی پکی ہے میری تو کیونکہ میرا ڈبل رشتہ ہے خالہ بھی ہوں اور پھوپو بھی...... اب آپ بڑی رہتی ہیں...... سلمٰی غزل اللہ پاک آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔ قرۃ العین سکندر مبارکاں جی کتاب کی اشاعت کے لیے۔ ماورا طلحہ آپ کے شوہر کے حادثے کا پتا چلا اللہ پاک ان کو صحت وتندرستی عطا فرمائے آمین۔ بشریٰ ماہا' مدیحہ نورین' حرا قریشی' رقیہ ناز شادی کی بہت بہت مبارک باد اینڈ سحر سحری میڈم مما بننے پر بہت بہت مبارک باد جان اللہ آپ کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ مجھے سب گرلز' پرنسز' فرینڈز یاد رکھتی ہیں ہمیشہ...... میں آپ سب کی احسان مند ہوں اور رقیہ ناز سوری جانا ناراض مت ہو یو آر سو سویٹ اینڈ مجھے اچھا لگا کیونکہ اپنوں سے ہی آخر بندہ ناراض ہونے کا حق رکھتا ہے۔ سوسوری اینڈ بی ہیپی ڈیئر نورین انجم گڑیا اللہ پاک آپ کو

ہمیشہ کامیابیاں عطا فرمائے آمین اور میں ٹھیک ہوں آپ کی دعاؤں سے۔ اقرا ممتاز کہاں غائب ہو؟ تبسم بشیر کیسی ہو؟ افشاں سراج کہاں ہو ڈریم گرل؟ زرا تعبیر کیسی ہو اور کدھر ہو؟ گلشن چوہدری کیسی ہو؟ حفصہ فور گریٹ مارکس ڈیئر۔ عائشہ شکیل اینڈ جس کی بھی مارچ اپریل میں برتھ ڈے ہے سب کو وش کر رہی ہوں اوکے نا؟ ماہا عائشہ شکیل دوستی قبول ہے اور میں آپ سے پہلے بھی پوچھ چکی ہوں کہ آپ کس چک میں رہتی ہیں؟ ہمارے رشتے دار 98 چک گوراہ میں رہتے ہیں اور ابھی میری کزن کی ادھر شادی ہوئی ہے۔ شازیہ ہاشم کدھر غائب ہو ڈیئر؟ بھائی وقاص عمر سلام اور اب کیا ہو رہا ہے باقی تمام پڑھنے والوں کو سلام اینڈ سب پرنسز کے لیے ڈھیروں دعائیں۔

(اقرا جٹ...... منچن آباد)

سوئیٹ لوگوں کے نام

السلام علیکم! ڈیئر ویری سوئیٹ ہارٹ چڑیلوں کیسی ہو سب...... ہمیشہ خوش رہنا آمین۔ سب سے پہلے سب کو نیا سال مبارک ہو۔ اللہ سب کے لیے اگلا سال رحمتوں اور برکتوں والا کر دیں آمین اور اب آتے ہیں اپنی معصوم سی فرینڈز کی طرف۔ تھینکس سب کا...... جنہوں نے ویلکم کیا اور دوستی کو قبول کیا سوائے شازیہ کے...... بھئی پسند ناپسند اپنی جگہ بندہ جواب تو دے ہی دیتا ہے۔ اس لیے میں نے کبھی بولنا ہی ہیں...... ناراض ہوں؟ اوکے...... اور باقی دوستوں میں ہاسٹل ہوتی ہوں تو ہو سکتا ہے دو ماہ بعد بات ہو اس لیے دعاؤں میں یاد رکھنا اور دعا کرنا میرے ایگزامز اچھے ہو جائیں آمین۔ باقی افشاں سراج فائزہ شاہ فائزہ بھٹی (سرگودھا کی اینگلو) مطلب سرگودا کی عوام نجم آپی ارم کمال پروین آپی زارا تعبیر زیلش ارشان تبسم آپی (کیا آپ ہم سے بھی ناراض ہیں) ماہا بشیر حسین پری وش بسنتی ملوک (بجئی کہاں ہو) ام ہانی نور چوہدری مدیحہ آپی (شادی کی بہت مبارک) مہک ایمن وحرا غفور تابی کھل رقیہ ناز شازیہ ہاشم جاذبہ عباس ماہ رخ سیال شہلا آپی ہما آپی جویریہ سالک اور شمائلہ کاشف عائشہ شکیل سب کو سلام جو رہ گئی کوئی بات نہیں اگلی دفعہ یاد کروں گی...... ویسے تو مجھے سب یاد ہو...... ایم سحر...... یو آر امیزنگ گرل...... اور گلشن (بہت بہت مبارک ہو یار...... اتنا اچھا رزلٹ آیا ماشاء اللہ اللہ نظر بد سے بچائے اور بہت کامیابیاں دکھائے آمین) تمہیں پتا ہے تمہارا خط آیا میرے خواب میں جس میں تم نے میرے بارے میں لکھا ہوتا ہے اور نمبر بھی...... میں نے صبح اپنی بہن کو بتایا...... وہ کہتی وہ یاد کرتی ہوگی۔ میں نے جمعہ جمعہ آٹھ دن تو ہوئے خط لکھے...... گلشن یاد بھی کرنے لگی۔ خیر جو بھی...... آپ کو نیا سال اور نمبرز کی مبارک باد اور میرے لیے اسپیشلی نماز میں نام لے کر دعا کرنا کہ اللہ مجھے بھی کامیاب کرے آمین۔ اوکے فی امان اللہ۔

(زرتاب خان...... سرگودھا)

تبسم بشیر حسین کے نام

السلام علیکم! امید کرتی ہوں آپ سب ٹھیک ہوں گے جی تو تبسم آپ کی محبت مجھے کھینچ لائے آپ کی اس قدر محبت پر بے حد مشکور ہوں سب لوگ بھول گئے مجھے پر آپ نہیں بھولیں چھوٹے بھائی کی وفات ہوگئی تھی پھر امتحانات میں مصروف ہوگئی تھی آپ کیسی ہو گھر میں سب کیسے ہیں اللہ پاک آپ کے سب گھر والوں کو بخیر و عافیت رکھے آمین۔ آپ کی دوستی دل و جان سے قبولیت کا شرف حاصل کر چکی ہے آپ کو بھی نئے سال کی مبارک باد۔ میں تو ہر پل ہر لمحہ دعا گو رہتی ہوں سدا خوش رہو آمین۔ زرتاب خان یاسمین کنول ارم آصف فارہ مدیحہ نورین سمیہ سجاول ایم سحر نمرہ اکرم شانزہ پرویز پری وش زیلش ارشان فائزہ شاہ ماریہ نزیر انعم زہرہ مینا خالد عائشہ شکیل اور کرن شہزادی سب کے لیے دعا اور پیار۔ اریبہ یاسین یار سوری تمہارے ساتھ نہیں جا سکی یار ابھی کچھ دن پہلے کشمیر سے واپس آئی ہوں پھر کبھی سہی۔ اوکے جی آپ کی دعاؤں کی طلب گار۔

(عطیہ ندیم خان...... بھکو سے والی)

بہترین ٹیچر کے نام

استاد وہ ہستی ہے جو اپنے شاگرد کو خود سے اعلیٰ مقام پر دیکھنا چاہتا ہے۔ آج میں آنچل کی اس بزم میں اپنی بہت بہترین ٹیچر مس معصوم شاہ کے نام پیغام لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ ٹیچر جی...... آپ کی بہت سی باتیں یادوں کی انجمن میں ہلچل مچائے رکھتی ہیں۔ میں نے آپ سے بہت کچھ سیکھا...... آپ کی شخصیت ہمیشہ میرے لیے پُر اثر رہے گی۔ آپ نے جو کچھ سکھایا اس کا شکریہ الفاظ میں ادا کرنا ممکن نہیں...... اردو اور علم سے آپ کے لگاؤ نے مجھے بہت متاثر کیا۔ آپ کے الفاظ میرے ذہن کے گوشوں میں اکثر و بیشتر جگمگاتے ہیں۔ شخصیت ہمیشہ میرے لیے پُر اثر رہے گی آپ کے لیے شعر

آپ کا اندازِ تعلم مشفقانہ و دل گداز
اور اندازِ خطابت دل نشین و جاں نواز

دعاؤں کی طلب گار۔

(اقرا حفیظ...... ہری پور)

www.naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

yaadgar@nacyufaq.com

اللہ کی مصلحت

ترجمہ: "اور اگر اللہ کشادہ کردیتا رزق اپنے سب بندوں کے لیے تو وہ زمین میں سرکشی کرتے۔"

(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۷)

یقیناً اللہ کے خزانے بہت وسیع ہیں لیکن اگر وہ ان خزانوں کو سب کے لیے کھول دیتا اور ہر کسی کو اس کی خواہش اور مرضی کے مطابق بافراغت اور باسہولت رزق ملنا شروع ہوجاتا تو انسانوں کو اکثریت اللہ سے سرکشی پر اتر آتی کیونکہ اب جب کہ دو وقت کی روٹی کمانے کے لیے دن رات مشقت میں جتے رہنے کے باوجود بھی ان میں سے اکثر اللہ کے نافرمان ہیں تو فکر معاش سے فراغت تو ان کو بالکل ہی باغی بنادیتی۔

ترجمہ: "لیکن اللہ نازل کرتا ہے ایک اندازے کے مطابق جو چاہتا ہے یقیناً وہ اپنے بندوں (کے حالات) سے باخبر ان کو دیکھنے والا ہے۔"

(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۲۷)

(محمد ندیم عطاری.....کراچی)

امانت داری

مسلمان کی ساری زندگی وعدوں میں گھری ہوئی ہے۔ ایک متفق علیہ حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ترجمہ: "منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو اسے پورا نہ کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔" مسلم کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اگر چہ وہ روزے رکھے اور نماز پڑھے اور گمان رکھے کہ وہ مسلمان ہے۔" اسی طرح ایفائے عہد کے حوالے سے مشہور فرمان رسول ﷺ ہے "جس میں امانت داری نہیں ہے اس میں ایمان نہیں ہے اور جس کے اندر ایفائے عہد نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔"

(حسن اختر پریم.....کراچی)

فرمان رسول ﷺ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ "وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جس کا ہمسایہ اس کے مکر و فساد سے محفوظ نہیں ہے۔ (صحیح مسلم)

(نازش نور.....ایبٹ آباد)

کڑا مرحلہ

عورت کی زندگی کے پہلے بیس سال خوش نما تتلی کی طرح ہوتے ہیں۔ اسے سارے موسم سرخ گلابوں کے موسم لگتے ہیں، بیس سے تیس کی عمر میں بھی عورت کو زندگی اپنی دسترس میں محسوس ہوتی ہے۔ وہ خود کو جگنوؤں کی بستی کا مکین سمجھتی ہے۔ تیس کا ہندسہ پھلانگتے ہی وہم اندیشے اور عمر ڈھلنے کا خوف کسی مکڑی کی طرح عورت کے ذہن میں جالے بنانے لگتا ہے۔ وہ بے چینی اور خوف کے عالم میں بار بار آئینہ دیکھتی ہے جوانی ڈھلنے کا خوف کسی دیمک کی طرح اسے لگ جاتا ہے چالیس کا سن عورت کو بالکل پژمردہ کردیتا ہے اور وہ ہتھیار پھینک کر بڑھاپے کو تسلیم کرنا شروع کردیتی ہے اور یہی سب سے کڑا مرحلہ ہے۔

(عروسہ شہوار.....جہلم)

بیویاں

صبح صبح بیوی نے اپنے شوہر سے اخبار مانگا۔

شوہر "تم کتنی بیک ورڈ ہو بھلا اس دور میں بھی کوئی اخبار مانگتا ہے میرا آئی پیڈ لے لو۔"

بیوی نے آئی پیڈ سے کاکروچ مار دیا اور شوہر صدمے سے بے ہوش ہوگیا۔

اس بات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بیوی جو بھی مانگے بغیر بحث کے دے دیں اپنی چالاکیاں صرف دفتر تک محدود رکھیں۔

(پروین افضل شاہین.....بہاولنگر)

جدید کہاوتیں

○ سچا میزبان وہ ہے جس کے ہاں مہمان کو یہ محسوس نہ ہو

کہ وہ اپنے ہی گھر پر ہے۔ (روسی کہاوت)

○ دنیا کے کسی سمندر میں اتنا پانی نہیں جتنا عورت کی آنکھوں میں ہے۔ (نیپالین کہاوت)

○ طنز کی روٹی بڑی سخت ہوتی ہے اسے کھانے کے لیے لوہے کے دانت چاہیے۔ (ایرانی کہاوت)

○ دنیا کی کوئی بھی بدصورت عورت دوسری عورت کو اپنے سے حسین نہیں سمجھتی۔ (بنگلادیشی کہاوت)

○ چاپلوسی کا نزلہ لگانے کی جسے مہارت حاصل ہوتی ہے وہ کبھی ناکامی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ (افریقی کہاوت)

(تبسم بشیر حسین...... ڈنگہ)

ہری مرچیں

❖ گھر کے کام کرنے سے موت نہیں آتی مگر پھر بھی رسک کیوں لیں؟

❖ ہزاروں لوگ اونچائی سے خوفزدہ ہوتے ہیں مگر میں نہیں؛ مجھے تو چوڑائی سے خوف آتا ہے۔

❖ دنیا میں ہر انسان برابر ہے...... صرف تب تک جب تک اس کی شادی نہیں ہو جاتی۔

❖ کامیاب آدمی اسے کہتے ہیں کہ جو اپنی بیوی کے خرچ کرنے سے زیادہ پیسے کمائے اور ایک کامیاب عورت اسے کہتے ہیں جو ایسا آدمی ڈھونڈ لے۔

❖ زندگی کو زیادہ سنجیدگی سے لینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب تک آپ زندہ ہیں اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔

❖ جو بیوی اپنے شوہر سے ڈرتی ہے وہ سیدھی جنت میں جاتی ہے اور جو نہیں ڈرتی اس کے لیے تو یہ دنیا ہی جنت ہے۔

❖ بیوی نے اٹھلاتے ہوئے شوہر سے کہا "پچھلے سال آپ نے مجھے لوہے کا بیڈ بنوا کر دیا تھا اس دفعہ کیا ارادہ ہے۔"

❖ "اس سال اس میں کرنٹ چھوڑنے کا پروگرام ہے۔" شوہر نے مسکرا کر جواب دیا۔

(ارم کمال...... فیصل آباد)

احمد فراز کے قلم سے

اک دیوانہ یہ کہتے ہوئے ہنستا جاتا
کہ کاش منزل سے آگے بھی کوئی رستہ جاتا

اے میرے ابر گریزاں میری آنکھوں کی طرح
گر برسنا ہی تھا تو برستا جاتا
آج بھی یاد ہے اظہار محبت کا وہ پل
کہ میری بات کی لکنت پر وہ ہنستا جاتا
اتنے محدود کرم سے تو تغافل بہتر
گر ترسنا ہی تھا تو ترستا جاتا
اک دیوانہ یہ کہتے ہوئے ہنستا جاتا
کاش منزل سے آگے بھی کوئی رستہ جاتا

امید ہے کہ پچھلے سال کے دیوانے اس نئے سال میں ایسی کوتاہی نہیں کریں گے جس کی منظر کشی احمد فراز کر رہے ہیں اپنی غزل میں کیونکہ سب ہی پر ایک حادثہ ضروری ہے۔ نیا سال مبارک ہو تمام پاکستانیوں کو۔

(فائزہ شاہ...... لانڈھی کراچی)

ایگری

۞ جوائنٹ فیملی میں کوئی بھی چیز صحیح سلامت اپنی بیگم تک پہنچانا خطرناک ترین اسمگلنگ ہے۔

۞ سب کچھ بنو موچی، نائی، میراثی مگر کسی کے چمچے نہ بنو۔

۞ عقل بادام کھانے سے نہیں دھوکے کھانے سے آتی ہے۔ میں بھی دھوکے کھاتی ہوں آپ بھی دھوکے کھایا کریں۔

۞ محبت ہو یا خارش کر کے ہی سکون ملتا ہے۔

۞ اگر رنگ گورا کرنا ہو تو مچھلی کھا کے دودھ پی لیں۔

۞ اگر گلہ بیٹھ جائے تو دوبارہ لگائیں ایک دم صحیح ہو جائے گا۔

(علیشبہ خان...... بھیر کنڈ)

زندگی

زندگی ہمیشہ ہماری خواہشوں کے تابع نہیں ہوتی حالات اور واقعات ہمارا راستہ متعین کرتے ہیں۔ نہ چاہتے ہوئے بھی ہمیں مصلحت کے تقاضوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے۔

(وقاص عمر...... بنگڑنو حافظ آباد)

یہ دنیا

یہ کیسی دنیا ہے کہ
کبھی روشن ستاروں سی

کبھی یہ دشت صحرا ہے
کبھی خوشبو کی طرح
فضا کو معطر کرتی ہے
کبھی گلشن ہے کبھی سزا
کبھی بدنام کرتی ہے
یارب یہ تیری کیسی دنیا ہے
(عائشہ شکیل......گوجرہ)

ہنسی کا طوفان

ایک جنگل میں شیر کی شادی ہو رہی تھی جب بارات چلنے لگی تو ایک چوہا بارات کے آگے ناچنے لگا۔
شیر نے اس سے کہا "بھئی تم کیوں ناچ رہے ہو یہ کسی چوہے کی شادی تو نہیں؟"
چوہا بولا۔ "شادی سے پہلے میں بھی شیر ہوا کرتا تھا۔ (ہاہاہاہا)
(مزنا آصف......خان گڑھ)

اقوال

- اچھے وقت سے زیادہ اچھے انسان کو عزیز رکھو کیونکہ اچھا انسان برے وقت کو بھی اچھا بنا دیتا ہے۔
- میں ایک بہترین دوست تو نہیں ہوں لیکن مجھے پورا یقین ہے جس سے میرا تعلق ہے وہ ضرور بہترین انسان ہے۔
- زندگی میں کچھ رشتے صرف اسی سوچ کی وجہ سے ختم ہو جاتے ہیں کہ جب وہ ہمیں یاد نہیں کرتے تو ہم کیوں یاد کریں۔
- انسان کی اپنی غلطیاں اسے وہ سبق دیتی ہیں جو اسے کسی درس گاہ سے نہیں ملتا۔
- ہر انسان کی سوچ اور مزاج کا معیار ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے کچھ لوگ رشتوں کو پورے خلوص دل سے نبھاتے ہیں اور کچھ لوگ صرف فائدے کے تحت منافقت کے ساتھ۔
- دھوکہ میں بڑی جان ہوتی ہے یہ کبھی نہیں مرتا۔

(نورے ایمان چوہدری......کمالیہ)

ماں

کسی نے پوچھا ماں کون ہے؟
سمندر نے کہا "ماں ایک ہستی ہے جو اپنی اولاد اور اس کے لاکھوں راز دل کی گہرائی میں چھپا لیتی ہے۔"
بادلوں نے کہا۔ "ماں ایک ایسی دھنک ہے جس میں ہر رنگ نظر آتا ہے۔"
چاند نے کہا۔ "ماں ایک خوب صورت چاندنی ہے۔"
انسان نے کہا۔ "ماں اور پھول میں کوئی فرق نہیں پھول خوشبو بانٹتا ہے اور ماں ممتا۔"
(رمشا آصف......مظفر گڑھ)

غلامی

ایک بات ہمیشہ یاد رکھو اور اس کو سونے کے حرف میں لکھ کر اپنے سامنے لٹکا لو کہ تم ان لوگوں کے غلام ہو جن کی تم تصدیق کے اور موافقت کے تعریف کے خواہاں ہو تم جلد ہی محسوس کرلو گے کہ تمہاری جنگ لوگوں کے خلاف نہیں ہے بلکہ اپنے ذہن کے کج روی کے مابین ہے ذہن کو درست کرلو پھر سب ٹھیک ہے۔

اقتباس: اشفاق احمد بابا صاحب
(عروسہ عالم......منڈی بہاؤالدین)

مستنصر حسین تارڑ

ہمارے ہاں خوشی پر مکمل پابندی ہے۔ خوشی کو خاصا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ خاص طور پر ہمارے علما مسرت کے کسی بھی اظہار کو برداشت نہیں کر سکتے۔ ایسا لگتا ہے ہم نفسیاتی طور پر زندگی سے لطف اندوز ہونے کی صلاحیت کھو چکے ہیں۔ خوش ہوتے بھی ہیں تو ساتھ میں خود کو جیسے مجرم بھی محسوس کرنے لگتے ہیں۔

اقتباس
(عثمان عبداللہ......کراچی)

www.naeyufaq.com

آئینہ

dish@aanchal.com.pk

شہلا عامر

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ وقت اور حالات کبھی ایک سے نہیں رہتے ان میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ یہ تبدیلی کبھی خوش کن ہوتی ہے تو کبھی غم سے دوچار کر جاتی ہے۔ پر ہمیں ہر حال میں اپنے اللہ کا شکر گزار رہنا چاہیے کیونکہ یہ تمام حالات اسی کی طرف سے آتے ہیں اور وہ ہمیں اپنے ہونے کا احساس دلاتا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بڑھتے ہیں آپ کے تبصروں کی جانب۔

اقرأ جٹ...... منچن آباد ۔السلام علیکم رحمتہ اللہ و برکاتہ! کیسے ہیں سب؟ امید واثق ہے کہ سب خیریت سے ہوں گے میں بھی الحمدللہ فٹ ہوں' آپی شہلا آپ کیسی ہیں؟ سردیاں بس جا رہی ہیں موسم نکھرا نکھرا کھلا کھلا صاف تازہ ہوا ہر طرف ہریالی رحمتوں والی بارشیں روشن دن ٹھنڈی ٹھنڈی راتیں' نشیلی شامیں' بہت اٹریکٹو ہیں۔ فروری کا شمارہ...... سرورق اچھا تھا تھوڑے ہٹ کر...... آنی اقرا صغیر بہت بہت مبارک ہو آپ کو آپ کا ناول بہترین رہا' اسی طرح اللہ پاک آپ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آمین۔ باقی ڈائجسٹ ابھی پینڈنگ میں پڑا ہے مستقل تمام سلسلے اچھے ہیں۔ نئے آنے والوں کو ویلکم' جن کی مارچ میں سالگرہ ہے سب کو مبارک ہو۔ پانچ وقت کی نماز ادا کیا کریں اور اپنے لیے میرے لیے سب کے لیے دعا مانگا کریں۔ آئی لو یو سو مچ مائی پیرنٹس...... ہمیشہ خوش رہو اور اسی کے ساتھ دیں اجازت۔

زرناب خان...... سرگودھا ۔السلام علیکم! ویری ویری سویٹ ہارٹ شہلا آپی۔ آپ کو پتا ہے میرا یونی آف سرگودھا میں ایم اے انگلش لٹریچر میں ایڈمیشن ہوا ہے اس وجہ سے پچھلے ماہ تبصرے کے ساتھ میں آ ہی نہیں سکی کیونکہ ہم ہاسٹل گرزیں ہو چکے ہیں اور اب نیکسٹ ویک میرے پیپر اور دیکھیں ہم آ ٹپکے آنچل میں سب سے پہلے ماڈل عروج کیسے عروج پر تھی۔ بہت بہت زیادہ پیاری لگ رہی تھی۔ حمد و نعت اللہ تعالیٰ ہمارے ایسے شعراء کو مزید زورِ قلم عطا کرے آمین اور پھر در جواب آں میں جھانکا اتنا میٹھا لہجہ قیصر آنی اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و تندرستی دے آمین۔ شیرنی کا نام بتا دیں میں نے بھی لینی ہے میٹھا اور اچھا بولنے کے لیے۔ رہنا آنٹا مشتاق انکل کو اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر کا اجر دیں آمین اور پھر آئے "ہمارا آنچل" ایم سحر واؤ یو آر ریئلی امیزنگ مطلب اتنا انجوائے کیا آپ کے جوابات کو مزے کا تھا انٹرویو اسپائسی ہاہاہا۔ "دوست کا پیغام آئے" میں ام ہانی اور گلشن چوہدری بہت بہت مبارک ہو ڈیئر رزلٹ کی' نور چوہدری' رقیہ ناز' پی برتھ ڈے ڈیئر' فائزہ بھٹی' تابی کھرل' اقرا ممتاز' پروین افضل شاہین' ماریہ نذیر' صائمہ مشتاق' کبریٰ خان اور مدیحہ آپی سب کے ہی تبصرے بھی مزے کے تھے اور "یادگار لمحے" میں سب نے اچھا لکھا لیکن مدیحہ نورین' ارم کمال' عثمان عبداللہ' ہا بشیر حسین' راحمہ ملانی' شاہ فرحان' عاقب جاوید' ثمرین رانا' ثناء جعفری نے بہت اچھا لکھا اور "آئینہ" میں ہم نہیں تھے۔ میرا بھی دل کر رہا تھا نور کی طرح بمباسٹک تبصرہ کروں۔ لیکن کیا کروں۔ ام ہانی' عائشہ رقیہ' اقرأ' ثنا سمعیہ' ماریہ نذیر اور باقی سب کے بھی تبصرے اچھے تھے۔ "ہم سے پوچھیے" بہت دل کرتا ہے پوچھنے کو کہ آپ ہمیں اپنی شادی پر بلائیں گی کہ نہیں جواب کا پتا ہے اس لیے چپ کر جاتے ہیں۔ "آپ کی صحت" بہت اچھی ہے الحمدللہ...... کوئی غلطی ہوئی ہو تو معاف کرنا' کہانیوں پر تبصرہ نہیں کیا ٹائم نہیں تھا' ناراض مت ہو جایئے گا آپ کی محبت میں لکھا ہے آپ شائع کر دیں نہ کریں مرضی آپ کی...... ہمیشہ خوش رہیں اللہ حافظ۔

☆ پیاری زرناب! میری محبت تو سر آنکھوں پر لیکن اگر کہانیوں پر بھی تبصرہ ہوتا تو مصنفین سے بھی محبت کا اندازہ ہو جاتا۔

خوشی سرنوالی...... سیالکوٹ ۔تمام آنچل اسٹاف اور قارئین کو دل کی گہرائیوں سے پرخلوص دعائیں وسلام۔ حسب معمول آنچل بے شمار انتظار کی کوفت اٹھانے کے بعد 25 کی سہ پہر ملا۔ ٹائٹل گرل بہت پیاری لگ رہی تھی۔ خاص طور پر نیکلس اور

Books.jaanshayari.com

tories) https://pklibrary.com/

ایٹر رنگ تو بہت ہی زبردست تھے۔ فرینہ چوائس تو اچھی ہے۔ سب سے پہلے ابتدا اور اختتام پر نظر دوڑائی یعنی مستقل سلسلے پڑھے۔ شکر ہے اس دفعہ ہمیں بھی شرف آئینہ حاصل رہا۔ آنچل کی شان مستقل سلسلے ہر لحاظ سے پرفیکٹ رہے جسے انگوٹھی میں نگینہ "سرگوشیاں" قیصر آرا کی تمام آرا ہمارے دل کی ہو بہو ترجمانی کر رہی تھیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تمام دعاؤں کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں صحت و تندرستی سے بھرپور زندگی عطا کرے آمین۔ سب سے پہلے "تیری زلف کے سر ہونے تک" پڑھا ویلڈن اقرا جی ڈھیروں شاواس اینڈ مبارکاں اتنا زبردست ناول ہمارے لیے لے کر آئیں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے اور زورِ قلم یونہی رواں دواں رہے۔ جو اشعار ناول کے شروع میں تھے وہ میری طرف سے اتنی اچھی کاوش پر تحفتاً قبول کیجیے۔ شاہ زیب کی شادی کی حسرت بھی پوری کروا دیتیں۔ ہمارے سامنے ہو جاتی تو ہم بھی انجوائے کر لیتے۔ سارے کرداروں کے ساتھ کیا خوب انصاف کے تقاضے نبھائے ونس اگین ویلڈن۔ "دھمکے دی ماری میں جھلی" بالکل ہمارے اندازوں پر پورا اتر رہا ہے۔ جس بزرگ کو شازی گھر لایا تھا وہ یقیناً رضا کا باپ ہے۔ دل بہار بانو اب اسے پہچان لے گی۔ وجاہت ہاجرہ کا ساتھ نہیں دے رہا درحقیقت وہ ہاجرہ کو ناراض کیے بغیر اس کی چال ناکام کرے گا اور حسن سے کیا عہد نبھائے گا۔ بہرحال صائمہ جی اتنے اچھے ناول کی اینڈنگ بھی زبردست کیجیے گا۔ "اکائی" پڑھا کس نے کس کے ساتھ کیا کیا سب بھول گیا۔ قیام پاکستان کے لخراش مناظر و واقعات نے خون کے آنسو رلایا۔ دکھ اس بات کا ہے اتنی قربانیاں کیا اس لیے دی تھیں کہ آج اپنے ہی اپنے وطن کو بے دردی سے لوٹ کر اس کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں لگے ہیں۔ کیا ہمارے پیاروں کا خون ... تعلیم یافتہ کم و بیش ہر نوجوان کا یہ ڈائیلاگ "پاکستان میں آخر ہے کیا؟"

آنچل اور ادارے کا حامی و ناصر ہو آمین۔

فائزہ شاہ...... لانڈھی کراچی۔ سب سے پہلے شہلا آپی آنچل اور پیاری قارئین اور...... اور میری فریال گوہر السلام علیکم! اللہ سے دعا گو ہوں کہ آپ سب کی زندگیاں خوشی و امن کا گہوارہ بنی رہیں اور غم آپ کو چھو کر نہ گزرے آمین۔ تو سنیے اوہ سوری پڑھیے تبصرہ اور مجھے آپ کا جواب بھی چاہیے (ہمم) "ٹائٹل گرل" کو دیکھ کر بے اختیار دل نے کہا (کاش میری بھی کوئی بھابی ہوتی ہاہا) "سرگوشیاں" میں آنی نے بتایا کہ سردی کے باعث کئی معصوم جانوں نے حادثے دیکھے اور سہے۔ "حمد و نعت" اور "ربنا اتنا" سبحان اللہ پھر "جواب آں" میں جن کے اپنے بچھڑ گئے اللہ انہیں صبر جمیل دے اور ان کے پیاروں کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں اور جو بیمار ہیں انہیں صحت کاملہ عطا کریں اور جو خوش ہیں انہیں مزید خوشیوں سے نوازے آمین۔ ہمارا آنچل میں عائشہ پرویز سے مل کر اچھا لگا بہت مزا آیا عائشہ پرویز کے خیالات جان کر۔ ہم سے پوچھیے میں عروسہ شہوار، نجم انجم اور فاخرہ صغیر اور ارم کمال نے دھوم مچادی۔ آئینہ میں ماریہ نذیر، ارم کمال، تحسین بیگ، تبسم بشیر، یاسمین کنول، نورے ایمان، فریدہ آپی، نازش نور، شیریں اسلم، ایس این شہزادی، عائشہ شکیل، بشرہ رضوان، قیصر النصر، ام زہرہ، ایم سحر، شانزہ، شانور، رضوانہ وقاص، مہر زرا کت، خوشی، ایمن غفور، سونیہ اداس (تم اداس کیوں ہو) سمیعہ رانی، عطیہ ندیم اور عزیز سن سو دلے محمد سب ہی نے خوب صورت تبصرہ کیا ارے میں اپنا نام تو بھول گئی ہاہاہا۔ "یادگار لمحے" ایم سحر، اقرا جٹ، نجم انجم، ثمرہ، عائشہ پرویز، عثمان عبداللہ، کرن شہزادی چھا گئیں۔ "دوست کا پیغام" میں مجھے نورین، فریدہ آپی، شکیلہ رضوان، عائشہ شکیل، ایم سحر اور ماریہ نے یاد کیا شکریہ جنہوں نے نہیں کیا وہ اگلے ماہ کر لیں ہاہاہا۔ "نیرنگ خیال" میں فیصلہ نہیں کر پا رہی کہ کس نے نمبر ایک لکھا سب

tories)
https://pklibrary.com/

ہی نے خوب لکھا۔ "ڈش مقابلہ" میں قیمے والا برگر مصالحے کا گوشت اچھا تھا۔ "بیاض دل" میں اس ماہ سب ہی نے جلے دل کی پھپھولے پھوڑے ہاہاہا آپی اس بار افسانے صرف دو کیوں ہیں مگر زندگی کے رنگ اور حاصل زیست محبت دونوں ہی بہت اچھے تھے۔ ثمن کے ابا نے بروقت اسے سب بتا کر گھر ٹوٹنے سے بچایا بہت خوب اور مینا جیسی معصوم لڑکیوں کو تو نجانے کیسے کیسے سسرال و شوہر ملتے ہیں یہ تو پھر اچھا ہوا کہ اس کا شوہر اچھا تھا۔ "عشق دی ماری" ویلڈن صائمہ آپی مگر کیا اس ناول کے بعد آپ دوبارہ اتنا ڈی پیار کچھ لکھیں گی؟ "محبت کی اوک سے" حمیرا نیلی کاش میں آپ کے ہاتھ چوم سکتی واثق زید اور ایقاء کی یہ کھٹی میٹھی محبت پسند آئی پلیز کم آگین تو آنچل آپی حمیرا "نیلا دل" آپی یہ آخری قسط خاصی عمدہ تھی مگر یہ کیا؟ کیا ہانیہ اب ہمیشہ حرار کے ساتھ رہے گی اور عبدالحسیب موجی ہی رہے گا کیا ان کا ملن ممکن نہیں ہے؟ اینڈ کافی سیڈ ہے مگر میں خوش ہوں۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" آخر یہ زلف سر ہو ہی گئی مگر آپی شہلا اتنی جلدی ہم ہاہاہا مگر مبارک ہو سب کو آنچل کو اور اقرا صغیر آپی کو بھی مبارک ہو آپی ناول مکمل ہونے پر آپی میرا وزن میری عمر کے حساب سے بہت کم ہے کیا کروں تیس کلو یا اکتیس کلو کے درمیان سمجھ لیں۔ بتائیں میں کیا کروں کیونکہ مجھے کوئی بیماری بھی نہیں ہے مگر پھر بھی میں نہایت ہلکی ہوں حالانکہ میری عمر سترہ سال پانچ ماہ ہے مگر مجھے دودھ، دہی اور پھل جیسی چیزوں کے علاوہ کچھ بتائیں کیسے وزن بڑھاؤں؟ اللہ حافظ۔

☆ ڈیئر فائزہ! اب بھی وزن بڑھنا ہے (موٹی) تو ایسا کرو کہ صرف اور صرف چکنائی والی چیزیں کھاؤ۔

جائے فلاں کا گلہ گھونٹ دیا جائے فلاں کردار برا تھا اس کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ بھئی یہ کہانی ہے اگر حقیقت پر مبنی ہے تو بھی اچھے برے کردار کا ہونا کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ ہم خود اپنے اردگرد موجود معاشرے میں دیکھیں جہاں اچھے برے دونوں قسم کے لوگ موجود ہیں اگر ان کے ساتھ ایسا رویہ رکھا جائے تو پھر اچھے لوگ دکھنے ختم ہو جائیں گے اور اگر کہانی خیالی ہے تو بھی خیالات کی دنیا بہت وسیع ہوتی ہے۔ بس ہمیں ہر تحریر سے کوئی نہ کوئی سبق حاصل کرنا چاہیے۔ نیلا دل "یاسمین آپی" آپ کی ہر تحریر مجھے اچھی لگتی ہے ویسے آپ بہت سیڈ لکھتی ہیں "ذات دی کوڑ کرلی" آج تک مجھے نہیں بھولی بہت ہی دکھی جملہ تھا۔ "وہ غریب گھر کی کمی ناں اونچی آواز میں رونا زیب نہیں دیتا تھا" بالکل ہم جیسوں کی طرح افسانے بھی اچھے تھے۔ "حاصل زیست محبت" واؤ کیا خوب اس تحریر کا ایک کردار تو بالکل میرے سامنے ہے ثمن کے باپ کی وصیتیں اچھی لگی ہیں۔ بیاض دل تھینک یو میمونہ آپی پہلی بار جگہ دینے کے لیے۔ سب کے شعر اچھے تھے۔ عائشہ سلیم کا شعر بہت بہت پسند آیا ہے۔ نیرنگ خیال میں سباس گل عائشہ اختر بٹ ام مدیحہ نورین مہک فریدہ فری مدیحہ کنول سرور نعیم الضرہاشمی ام زہرہ اور عثمان عبداللہ کی شاعری پسند آئی ہے اور راشد ترین کی شاعری مجھے بہت پسند ہے۔ خاص طور پر ان کی غزلیات دوست کا پیغام آئے میں جس جس نے یاد کیا شکریہ یادگار لمحے میں سب کا انتخاب اچھا تھا۔ عثمان عبداللہ اس بار بھی اپنے پسندیدہ انتخاب کے ساتھ حاضر تھے۔ دوسرا پوائنٹ شاید ان پر صادق آ رہا تھا۔ آئینہ میں سب کے تبصرے اچھے تھے تھینک یو شانزہ پرویز شانو میرا انٹرویو پسند آیا مہر نزاکت مہری اب سحری نے بھی آنا چھوڑ دیا ہے اور تم پلیز آنچل میں دستک دیتی رہنا۔ ہم سے پوچھیے میں شمائلہ آپی کے دیے جواب پڑھ کر بہت مزا آتا ہے۔

☆ پیاری ایم سحر! میں کیوں ناراض ہوں گی آپ جو مرضی میرا نام لیں، ہم تو محبت سے گندھے ہیں ناراض نہیں ہوتے۔ البتہ آج آپ ضرور جلی بھونی سی معلوم ہو رہی ہیں۔

نازش نور...... ایبٹ آباد۔ شہلا آپی امید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے آمین۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے آئینہ میں جگہ دی۔ آنچل اس دفعہ ستائیس کو ملا سرورق پر فرینہ اعجاز مسکراتی ہوئی، بہت پسند آئی ہیں پھر "حمد و نعت" سے دل کو منور کیا "ہمارا آنچل" میں عائشہ پرویز کے جوابات، بہت ہی زبردست تھے۔ میرا پسندیدہ ناول "تیری زلف کے سر ہونے تک" اقرا آپی ویری نائس بہت ہی خوب صورت اینڈ کیا ہے میں آپ کی اس محبت اور کاوش کو سلام پیش کرتی ہوں اور اب آتے ہیں "اکائی" کی جانب عشنا کوثر آپی بہت اچھا جا رہا ہے لیکن یہ وقار کے سینے میں دل ہی نہیں اور اگر ہے تو احساس نہیں ہے نہ تو جنت بی بی کے ہو کر رہ سکے اور نہ فاطمہ بی بی کے بن سکے اور اب میرے خیال سے فاطمہ بی بی رجت سنگھ (محمد جہانگیر) کو دل ہی جانی چاہیں بہر حال خوشی ہوئی کہ پاکستان تو آزاد ہوا اور افسانے سب ہی اچھے تھے۔ مکمل ناول "ھمشے دی ماری میں جھلی" صائمہ آپی کچھ تو خیال کریں ہاجرہ بہت زیادتی کر رہی ہیں اپنے اور اپنے بیٹے وجاہت کے ساتھ اب ماضی کی تلخ یادوں کو بھلا کر حال میں جینا چاہیے۔ "بیاض دل" میں فریدہ فری اور شازیہ خلیل کے شعر پسند آئے۔ "نیرنگ خیال" میں مدیحہ مہک اور عائشہ اختر کی شاعری پسند آئی۔ "یادگار لمحے" سب نے خوب صورت لکھا لیکن ایم سحر اقرا جٹ اور نجم انجم اعوان بازی لے گئیں باقی سلسلے ہمیشہ کی طرح اچھے رہے اللہ حافظ۔

حرا الفتخار...... چشتیاں۔ السلام علیکم! ڈیئر شہلا آپی امید ہے آپ خیر و عافیت سے ہوں گی۔ آنچل اسٹاف اور آنچل قارئین کو میرا محبتوں بھرا سلام۔ میں آنچل کی خاموش قاری ہوں۔ عرصہ دراز سے پڑھ رہی ہوں۔ اس دفعہ سوچا کیوں نہ ہم بھی آنچل میں انٹری دے ہی دیں۔ جو مقصد تھا اس طرف آتے ہیں۔ ٹائٹل پر ماڈل کا ہنستا مسکراتا چہرہ اچھا لگا۔ حمد و نعت پڑھ کر ہمیشہ کی طرح بہت اچھا لگا۔ تفسیر القرآن میں قرآن مجید کو جاننا بہت اچھا لگتا ہے۔ قرآن مجید کو سمجھنے میں تفسیر القرآن بہت مدد دیتا ہے۔ سلسلہ وار ناول بہت خوب جا رہے ہیں۔ نیلا دل بہت متاثر کن رہا دوسری قسط کا شدت سے انتظار تھا۔ کیا خوب لکھا یاسمین نشاط صاحبہ نے دونوں افسانے بہت اچھے تھے۔ بیاض دل میں سب ہی اشعار سو پر ڈوپر تھے۔ یادگار لمحے میرا موسٹ فیورٹ سلسلہ جو ہمیشہ کی طرح یادگار رہا۔ بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ پورا آنچل ہمیشہ کی طرح بیسٹ تھا آپی پلیز میرے تبصرے اور دوست کا پیغام کوردی کی نذر مت کیجئے گا۔ پہلی بار شرکت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آنچل کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے آنچل اسٹاف اور قارئین کو ڈھیروں دعائیں۔ اللہ نگہبان۔

☆ پیاری حرا! پہلی بار آمد پر خوش آمدید شکر ہے کہ آپ نے اپنی خاموشی توڑی۔

سونیا الماس...... مقام نامعلوم۔ فروری کے شمارے میں فرینہ اعجاز کا ہیئر اسٹائل، جیولری، میک اپ سب ہی بہت پسند آیا۔ جیولری خریدنے کا سوچا "بیاض دل" میں ثمرہ گلزار کا اور "نیرنگ خیال" میں "آنکھیں" بہت پسند آئیں۔ عتیقہ مظہر کی نظم نے بھی چھکا مارا "یادگار لمحے" نے بھی دل پر وار کیا۔ اب آتے ہیں مکمل ناول کی طرف "نیلا دل" نے دل کو نیلا کر دیا۔ ہانیہ اور عبدالحسیب کی محبت نے رلا دیا۔ "ھمشے دی ماری میں جھلی" جیسا ہمیں شبہ تھا ویسا ہی ہوا ہاجرہ نے سکینہ سے بدلا لینے کی خاطر سب کو اکٹھا کیا عبدالحمید حسن کا تو محبت پر سے اور رشتوں سے اعتبار ہی اٹھ جائے گا اور وہ جو پاگل بابا ہیں نہ وہ شرجیل ہیں یعنی رضا کے باپ اب وہ سکندر ہاؤس میں بانو آپا سے ملیں گے تبصرہ ادھورا کرنے کے لیے معذرت ابھی دوست کے نام غزل شائع کردیں تو ان شاء اللہ مارچ میں مکمل تبصرے کے ساتھ حاضر ہو جاؤں گی۔ پلیز غزل دوبارہ اسی خط کے ساتھ بھیج رہی ہوں شائع کر دیں شکریہ۔

فلزہ بھٹی...... پتوکی۔ السلام علیکم پاکستان۔ کیا حال ہے آپ لوگوں کا۔ اللہ پاک سے آپ سب کی اچھی زندگی کی خصوصی دعا۔ اس بار خلاف توقع آنچل چوبیس کو مل گیا۔ پچھلے کچھ عرصے سے مجھے آنچل باوجود ہزار کوشش کے انتالیس ملتا رہا ہے کہ میں تبصرہ

tories)
https://pklibrary.com/

نہیں کر سکی۔اب اگر چو بیس کو مل گیا ہے تو گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں۔ چاہنے کے باوجود پورا آنچل نہیں پڑھ پائی پھر میں نے سوچا جتنا پڑھا ہے اتنے پر ہی تبصرہ ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ دسمبر کے شمارے میں میرے خط پر کرن شہزادی کا نام لکھ دیا گیا۔ میں جتنا حیران ہوئی کم تھا کیونکہ آنچل ایسی غلطیاں نہیں کرتا پہلی دفعہ تھا تو میں نے درگزر کر دیا آئندہ نہیں کروں گی۔ ٹائٹل اچھا تھا۔ لڑکی کی گردن صراحی جیسی تھی تو نہیں مگر بنانے کی کوشش ضرور کی گئی تھی۔ لڑکی کی بالیوں جیسی بالیاں میں پہن کر توڑ چکی ہوں۔ بالوں کا اسٹائل اچھا تھا۔ فہرست کے بعد حمد و نعت اور پھر در جواب آں پر پہنچ گئے۔ رقیہ ناز شادی کی مبارک باد۔ "ہمارا آنچل" عائشہ پرویز مجھے میچور سی اچھی لگی ہو۔ اللہ پاک کامیابی سے نوازے آمین۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" آخرکار اختتام پذیر ہوا۔ سب سے پہلے تو اقراء جی مبارک باد جلد ہی کسی مکمل ناول کے ساتھ حاضر ہونا ہم انتظار کریں گے۔ نزید ہزاروں دیے جلاتا آخر کو محبت ملی ہے سودہ تمہارا بیمار ہونا تو برا نیک شگون ثابت ہوا۔ ازل کے بگڑے سدھر گئے۔ عمرانہ بیگم محبتیں، نفرتوں سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں۔ بس انہیں اچھے وقت کا انتظار رہتا ہے۔ نوفل کیا تھا۔ اگر تم پہلے مان جاتے ایویں اتنے مہینے ہمیں سولی پر ٹانگ رکھا۔ ویسے مجھے ایک بات کی سمجھ نہیں آتی جب انسان کو پتا ہو کہ ہم کسی ایک کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتے پھر خوامخواہ انا کا پرچم بلند کرنے کا فائدہ میرے خیال میں تو محبت میں انا کو جگہ ہی نہیں دینی چاہیے۔ انشراح کچھ چیزیں ہوں یا انسان وقت آنے پر ہمیں ملتے ہیں ہمیں ملنا تو ہوتا ہے مگر کچھ نہ کچھ کھونے کے بعد۔ نوفل مجھے اچھا لگا تم نے اپنی ماں کو معاف کر دیا۔ "آکائی" جنت بی بی مجھے تمہاری سمجھ نہیں آتی، میری سمجھ سے باہر کی چیز ہو تم۔ فاطمہ کئی لوگوں کے لیے ہجر ساری زندگی پر محیط ہوتا ہے۔ مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ قربانی تمہیں ہی دینا پڑے گی۔ رحت سنگھ بس اتنا ہی سمجھ لو "یہ عشق نہیں آسان"۔ "عشق دی ماری" ہاجرہ بیگم اب اگر تم اپنی محبت کا بدلہ سکیزہ سے لوگی تو کم ظرف ٹھہرو گی۔ رضا ہمت کرو بعض دفعہ سر اٹھا کر بات کرنا ناگزیر ہو جاتا ہے اپنے لیے نہیں تو وجاہت کے لیے ہی کچھ کرو۔ حسن میاں بس دعا کروں گی کہ تم ایک بار پھر نفرتوں کے تیر نہ کھاؤ۔ وجاہت میری ساری امیدیں تم سے وابستہ ہیں اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی نا تو دیکھنا اتنا برا سلوک کرتی ہوں تمہارے ساتھ بھئی میری سمجھ میں نہیں آتا تم مرد لوگ اپنی ماں اور بیوی میں انصاف کرنا کب سیکھو گے۔ شاید کبھی کوئی تو سدھر جائے۔ "نیلا دل" حذیفہ انسانیت بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ جرار اگر کسی کو سکھ نہ دے سکو تو دکھ کا باعث بھی نہیں بننا چاہیے۔ ہم نے تو سن رکھا تھا گھوڑوں پر بیٹھ کر آنے والے شہزادے ہوا کرتے ہیں مگر تم سے مل کر جانا کہ جن بھی اس دیس میں پائے جاتے ہیں۔ اب نا لڑکیوں کو

☆ پیاری فائزہ! اگر تبصرے پر اپنا نام لکھ دیتی تو نیلم شہزادی کبھی نہیں آتی۔ خیر مہمانوں کے باوجود ماڈل کو تم نے غور سے دیکھا اس کی گردن صراحی دار نہیں تو کیا ہوا میری تو ہے۔ اب کھانا پکا کر داد وصول کرنا تاکہ جلا کر ہمارا نام بدنام کرنا۔

حرا گل غفور...... خانیوال۔ سلامت رہیں شہلا آپی آپ ہمیشہ اور بہت دنوں بعد آئی ہوں آپ کی محفل میں پلیز جگہ ضرور دینا او کے جی۔ آپی آپ سب کو کہتی ہیں کہ دوبارہ ضرور آنا میری محفل میں اور مجھے ایک بار بھی ایسا نہیں کہا آپ نے کیا میں آپ کو اچھی نہیں لگتی نہ ہما آپی جگہ دیتی ہیں ناں آپ دیتی ہو (کیوں بھئی) ویسے میں آپ کو اچھی لگوں نہ لگوں آپ مجھے بہت بہت اچھی لگتی ہو (یہ مکھن نہیں لگا رہی یہ میرا دل کہتا ہے آئی لو یو آپی جی) آنچل صاحب کی انٹری چوبیس کو ہوئی بہت انتظار کروایا ہے آنچل نے

https://pklibrary.com/

سرورق پر ماڈل "عفریٰنہ اعجاز" کسی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی اور ہاں ایسی ماڈلز ہونی چاہیں لویو فری۔ اس کے بعد "سرگوشیاں" سنیں آنی جی اگلے شمارے میں کیا نیا ہے مجھے کان میں بتادیں میں بھی کسی کو نہیں بتاؤں گی اور "حمد و نعت" پڑھ کر راحت ملی۔ "در حجاب آن" میں آنی کی محفل میں خوب رونق تھی پر ہم نا تھے (افسوس افسوس) ہوا جی۔ "ہمارا آنچل" عائشہ پرویز سے ملاقات اچھی رہی۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" کی لاسٹ قسط پڑھنے کی بڑی خواہش تھی اور میں نے پڑھی بھی ہے اقرا آنی بہت مبارک ہو آپ کو کہانی کا اینڈ اچھا تھا آپ ہمیشہ سلامت رہیں آمین۔ "نیلا دل" یاسمین آنی آپی جو بھی ہیں آپ ہانیہ اور عبدالحسیب کو ملوا دیتی تو کتنا اچھا ہوتا جرار ابتسام اور انکل تمہیں یار کھڑوس انسان رفاقت کے ساتھ اس سے بھی زیادہ برا ہونا چاہیے تھا اور "محبت کی اوک سے" "حاصل زیست" اور "زندگی کے رنگ" یہ تینوں کہانیاں بہت اچھی تھیں۔ "بیاض دل" شانزہ شانو ارم کمال آنی کرن شہزادی تبسم بشیر ام ہانی ثمرہ گلزار تانی کھرل عنایہ شہزادی انجم زہرہ میری یکی سہیلی۔ پروین آپی ایم سحر عائشہ سلیم اقرا جٹ دلشاد نسیم امیرین ابدال سحر ملک نہالہ سلیم چھائی ہوئی تھیں "نیرنگ خیال" میں سب کی غزلیں نظمیں بہت اچھی تھیں۔ "دوست کا پیغام آئے" میں ہم نہیں تھے آپی ہم کوئی ناراضی ہے کیا اگر ہے تو سوری یا پھر خط نہ لگانے کی سزا تو نہ دیں ہمیں۔ نورین انجم میں بالکل ٹھیک آپ کیسی ہو اللہ آپ کو کامیابی دیں نائی آنچل سسٹر ہماری بھائی آپ کی بھی ڈولو دلہ بھی کیا بات ہے۔ گلشن چودھری اینڈ حفصہ نور ہمیں بھی یاد کرلیا کرو ڈیئر زانجم بہت شکریہ آپ کا آپ نے مجھ ناچیز کو اپنی پکی سہیلی بنایا ہمیشہ خوش رہو پلیز مجھے بھول مت جانا لویو ایم سحر یاد کرنے کے لیے اور دعا دینے کے لیے بہت شکریہ آپ بہت پیاری ہو ڈیئر مدیحہ نذیر جی آپ نے ہماری کمی محسوس کی اور ہم حاضر جلدی سے گلے ملو...... ہاہاہا کاش ایسا ہو سکتا۔ رقیہ ناز میری جان لو یو سوچ "یادگار لمحے" جی زبردست۔ "آئینہ" میں شہرین اسلم نازش نور آنی ارم کمال سالگرہ مبارک ہو آپ کو۔ تحسین بیگ یاد کیا آپ اندھیرے میں رہتی ہو ہائے اللہ یار اجالے میں رہا کرو ہاہاہا (نو ورمائنڈ اینڈ ویلکم ٹو آنچل نگری آتی رہنا پیاری بہنا یہ میرا حکم نہیں درخواست ہے) فائزہ شاہ تبسم بشیر ایس این شہزادی کھرل بہت دنوں بعد نظر آئیں آپ عائشہ شکیل سالگرہ بہت مبارک ہو ڈیئر ایم سحر شانزہ شانو آپ کو بھی سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ میری جان انجم زہرہ مدیحہ نذیر رضوانہ وقاص مہر نزاکت مہری بہت مبارک ہو یار خالہ بننے کی پیاری سحر تبسم سحری کو بھی مبارک ہو ماما بننے پر اللہ پاک آپ سب کو ہمیشہ خوش رکھے آمین۔ "ہم سے پوچھیے" شمائلہ آپی ہم نے بھی آپ سے پوچھا تھا پر آپ نے ہمیں بتایا ہی نہیں اور اس لیے اب ہم آپ سے پوچھتے ہی نہیں۔ "آپ کی صحت" جی بالکل

ملک عائشہ سلیم اور صبا ایشل کا انتخاب اچھا لگا۔ "نیرنگ خیال" میں نعیم انصر ہاشمی مدیحہ نورین انجم زہرہ عائشہ اختر بٹ راشد ترین محمد زید اور سباس گل ٹاپ آف دی لسٹ رہے۔ "دوست کا پیغام آئے" میں جن جن دوستوں نے مجھے یاد کیا ان کا بہت شکریہ۔ شانزہ شانو ارم آصف حرا آصف عائشہ خان اور میمونہ خان شیروانی کا انتخاب اچھا لگا۔ "آئینہ" شہلا عامر کی محفل خوب اچھی رہی بس میری کمی تھی۔ "ہم سے پوچھیے" میں پروین افضل شاہین ارم کمال اور نجم انجم کے سوال و جواب پڑھ کر ہنس ہنس کر پیٹ میں درد ہو گیا۔ "آپ کی صحت" ہماری صحت تو بالکل ٹھیک ہے ہر مہینے وہی پرانے مسئلے ہوتے ہیں۔ سب اپنا خیال رکھنا اور سب خوش رہو۔ اللہ نگہبان۔

امن ملک...... نور پور السلام علیکم! کیسے ہیں بھئی سب لوگ میری طرف سے سب کو نیا سال بہت بہت مبارک ہو اس

booksjaanshayari.com

دفعہ آنچل ٹائم پر مل گیا اور ٹائٹل بہت پسند آیا پھر آنٹی کی پیاری "سرگوشیاں" سنیں "حمد و نعت" بھی پسند آئی۔ "در جواب آں" میں سب بہنوں سے ملاقات کی۔ "ہمارا آنچل" میں عائشہ جی چھائی ہوئی تھیں آپ کے جواب پڑھ کر مزہ آیا۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" آخر سر ہو ہی گئی۔ اقرا آپی ویلڈن شکریہ آپ نے زید اور سودہ کو ملا دیا اور نوفل اور انشراح کو ملا کر بہت اچھا کیا اقرا آپی بہت بہت مبارک ہو اتنا پیارا ناول لکھا آپ نے۔ "نیلا دل" بھی بیسٹ ناول لیکن پتا نہیں کیوں اس ناول کا اینڈ ویسا نہیں ہوا جیسا ہونا چاہیے تھا ویسے بہت پسند آیا۔ "حاصل زیست" محبت باپ کی بیٹی کو سمجھانا اچھا لگا کیوں کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا نہیں جیسا نظر آتا ہے۔ "آکائی" اس دفعہ کی قسط شاندار رہی اب اور اگلی قسط کا شدت سے انتظار ہے۔ "محبت کی اوک" سے جو والدین اولاد کے لیے سوچتے ہیں دوسرا نہیں سوچ سکتا لیکن یہ وقت گزرنے کے بعد ہی سمجھ میں آتا ہے زندگی کے رنگ بلا آخر عاصم کو مینا کی سمجھ آ گئی اور عاصم نے بروقت فیصلہ کر کے اچھا کیا۔ "عشق دی ماری میں چھلی" ہاجرہ بی بی اب تم نے آغا حکیم اللہ ضرور بننا ہے۔ کیا اپنے باپ کی حالت نہیں دیکھی میرا دل تو چاہا ہے کہ دو کس کے لگاؤں تاکہ ہاجرہ بی بی کی عقل ٹھکانے پر آ جائے جو یک طرفہ محبت کے غم میں ڈوبی ہوئی ہے۔ وجاہت بھائی تم کسی بے وقوفی مت کرنا۔ اگلی قسط کا شدت سے انتظار ہے۔ "بیاض دل" ارم کمال، شانزہ پرویز، ام ہانی، ثمرہ گلزار کے اشعار پسند آئے۔ "نیرنگ خیال" میں سب کے خیال اچھے تھے لیکن عتیقہ مظہر کی نظم بہت پسند آئی۔ "دوست کا پیغام آئے" میں ارم کمال، نورین انجم، ماریہ نذیر یاد کرنے اور دعائیں دینے کا بہت شکریہ اور رقیہ ناز ہم لوگ چار ہیں ارم، شمائلہ، نرگس، شازیہ میں نے اپنا نام بدل دیا ہے یاد کرنے اور دعاؤں کا شکریہ۔ "یادگار لمحے" واقعی یادگار تھے اور عثمان عبداللہ بھائی آپ کیوں بے چاری بیویوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں جانتے بھی ہیں کہ یہ خاص لڑکیوں کا آنچل ہے ایسا نہ ہو کہ آپ خود سمجھدار ہیں۔ "آئینہ" اس دفعہ بہت سے چہرے جگمگا رہے تھے۔ ارم کمال آپ کو سالگرہ بہت بہت مبارک ہو۔ تبسم بشیر حسین، نور ایمان، ایس ایم شہزادی، شانزہ کے تبصرے شاندار تھے۔ "ہم سے پوچھیے" میں شمائلہ کے کھٹے میٹھے جواب پڑھ کر مزہ آیا۔ سب سے آخر میں میری پیاری دوست کو شادی کی بہت بہت مبارک اور اللہ تمہارے نصیب اچھے کرے اور بہت ساری خوشیاں دے آمین۔ اللہ حافظ۔

کنول ناز...... حاصل پور - پیاری شہلا جی امید یقین اور دعا جہاں ہوں گی خیریت سے ہوں گی اپنا خیال رکھ رہی ہوں گی اور اپنوں کا بھی۔ اس ماہ کا آنچل ستائیس کو ملا ماڈل تو ٹھیک ہی تھی مگر سرورق پسند نہیں آیا۔ سب سے پہلے بات ہو جائے تیری زلف کے سر ہونے تک تو جی ناول پورا ہونے پر اقرا جی کو مبارک اللہ زور قلم اور دے آمین۔ پھر پڑھا "عشق دی ماری میں چھلی" سو پر ڈوپر جا رہا ہے۔ مجھے لگتا ہے شازی جسے گھر لایا ہے وہ رضا صاحب کے والد محترم ہیں آگے جانے رائٹر صاحبہ کیا ایسا ہے یا نہیں؟ اس کے بعد پڑھا "نیلا دل" رو رو کے آنکھیں سرخ ہو گئیں اور سرخ آنکھوں سے پڑھا۔ "حاصل زیست" محبت اچھی تھی آج کل کی لڑکیوں کے لیے مثبت پیغام۔ "آکائی" عشنا جی ابھی نہیں پڑھا مگر یہ ناول پہلی قسط سے ہی میرا فیورٹ ہے سو آئی تو اچھا ہو گا اس دفعہ بھی۔ "محبت کی اوک سے" منتھ آف دی اسٹوری حمیرا علی میرا خیال ہے کہ یہ نیا لکھنے والی ہیں۔ "زندگی کے رنگ" بھی ٹھیک تھے یعنی ہر گھر کی کہانی "بیاض دل" میں ارم کمال، کرن شہزادی، ایس این شہزادی، کھرل غینہ، شہزادی، شانزہ شانو، تبسم بشیر، ام ہانی، کوثر ناز، عائشہ شکیل کے اشعار پسند آئے۔ "ڈش مقابلہ" ہر طرف گوشت تھا اس لیے ایک نظر ڈال کر آگے بڑھے "حمد و نعت" لاجواب تھیں۔ "ہمارا آنچل" عائشہ جی کے بارے میں جان کر اچھا لگا۔ "نیرنگ خیال" میں سباس گل، انعم اور عتیقہ مظہر کا لکھا پسند آیا۔ "دوست کا پیغام آئے" میں عائشہ شکیل دوستی قبول ہے جی میں بھی گوجرہ آئی تھی الیور کیمپر سینٹر ہسپتال میں۔ رقیہ ناز ہم ہمیشہ دوستی دل و جان سے نبھاتے ہیں تو آپ پریشان مت ہوں۔ "یادگار لمحے" یادگار رہے سب سے زیادہ اقرا جٹ کا میری ڈائری سے پسند آیا۔ "آئینہ" کی محفل خوب رہی۔ ہمارے علاوہ سب تھے ارم کمال، شانزہ شانو اور عائشہ شکیل کو سالگرہ مبارک۔ "ہم سے پوچھیے" مزاح سے بھرپور تھا آخر میں ہم نے باوضو ہو کر "ربنا اتنا" پڑھا اللہ مشتاق صاحب کو اس کا اجر عظیم دے آمین۔ ہم چار پانچ ماہ غیر حاضر رہے مگر بہت سے لوگوں نے ہمیں یاد کیا شکریہ جی۔ ہمارے بابا جان بیمار ہیں تو ہم ان کی خدمت کر رہے ہیں، پلیز آپ سب بھی ان کے لیے دعائے صحت کر دیں، شہلا جی اللہ حافظ۔

https://pklibrary.com

دعاؤں میں یاد رکھنا فی امان اللہ۔

☆ پیاری کنول! اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے والد کو صحت وتندرستی والی دراز عمری عطا فرمائے آمین۔

شہرین اسلم..... چوک شاہدرہ بہاولپور ۔السلام علیکم! شہلا جی تھینک یو سو مچ میرا لیٹر فرسٹ میں شائع کرنے کے لیے مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا' خوشی ہی اتنی تھی بیان سے باہر ہے کیا احساسات تھے سب فرینڈز کو دکھایا سب نے خوشی کا اظہار کیا مگر گھر والوں کو قدر بھی نہیں ہے میری مذاق بناتے ہیں' میرے بھائی تو مگر کوئی کچھ بھی کہے ہماری آنچل سے محبت کم نہیں ہوگی۔ ایک بار پھر سے بہت شکریہ آنچل اسٹاف' ٹائٹل بس ٹھیک لگا' پلیز ذرا اچھے اچھے ٹائٹل دیا کریں' عائشہ پرویز سے ملاقات اچھی رہی اس کے بعد بڑھے اپنے موسٹ فیورٹ ناول کی طرف مگر یہ کیا اقرا جی آپ نے تو ہمیں سرپرائز بھی دے دیا اینڈ کر کے اگرچہ پتا تھا ناول اختتام پذیر ہونے والا ہے مگر پھر بھی افسوس بھی ہوا خوشی بھی افسوس اس لیے نیکسٹ آنچل میں ہم یہ ناول نہیں پڑھ سکیں گے مگر ایک شکوہ ہے نوفل انشراح کی شادی ہو جانی چاہیے تھی ایک ہی قسط میں جلدی جلدی سب ٹھیک کر دیا مگر خیر بہت مبارک ہو اتنا اچھا ناول لکھنے پر پلیز غائب مت ہو جایئے گا اچھے سے ناول کے ہمراہ انٹری دیجیے گا' نیلا دل یا سمین نشاط جی اچھے سے وضاحت کی آپ نے پڑھ کر بہت اچھا لگا ہانیہ کا فیصلہ درست لگا' ضروری نہیں محبت میں ملن ہو حذیفہ کو بھی سزا ملنی چاہیے تھی۔ رملہ کے ساتھ جو کچھ ہوا بہت افسوس ہوا ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں معاشرے میں جو سچ کو دبانے کے لیے کسی کی جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتے مگر اچھی رہی اسٹوری ہمیشہ یاد رہے گی۔ عشق دی ماری جھلی میں ہمارا کہا سچ نکلا ہاجرہ ابھی تک اپنے ماضی کو نہیں بھولی' رضا کی بزدلی پر غصہ آیا' اب تو ہمت دکھانی چاہیے رضا کو' وجاہت پر یقین ہے میں وہ سب نبھالے گا اب یہ درویش کون ہیں نو آئیڈیا مگر نیکسٹ قسط کا شدت سے انتظار ہے مگر ناول محبت کی اوک سے شاندار لگا باقی ناولٹ افسانے سب ہی بہترین سبق آموز تھے۔ ڈش مقابلہ' نیرنگ خیال' دوست کا پیغام آئے' آئینہ یادگار لمحے سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے' اب اجازت زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی دعاؤں میں یاد رکھیے گا۔ اللہ حافظ۔

ارم کمل..... فیصل آباد۔ پیاری دلاری شہلا جی سدا خوش وخرم رہیں آمین۔ امید ہے بفضل خدا خیریت سے ہوں گی۔ سردیوں سے خوب لطف اٹھا رہی ہوں گی۔ اس دفعہ تو لگا ہے مری میں رہ رہے ہیں۔ سال نو کا دوسرا شمارہ بروقت ملا تو دل میں خوشگوار حرارت دوڑ گئی۔ ٹائٹل غضب کا تھا اور اس پر ماڈل کی مسکراہٹ کس چیز کی دعوت دے رہی تھی۔ ویسے ماڈل کی جیولری اور دانت کی میچنگ زبردست تھی۔ "سرگوشیاں" سے ہوتے ہوئے "درجواب آں" میں پہنچے' سلمیٰ غزل کے شوہر کی وفات پر دل بے حد رنجیدہ و افسردہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ مرحمت فرمائے آمین۔ صائمہ قریشی آپ کی والدہ کو اللہ تعالیٰ کامل شفا عطا کرے ڈاکٹر نگہت نسیم اور دلشاد نسیم آپ کے والد کی وفات کا بے حد افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے آمین۔ رقیہ ناز آپ کو ساجن کے گھر جانا بہت مبارک ہو۔ "ربنا اتنا" ہماری روح کو محفوظ غذا فراہم کرتی ہے۔ "ہمارا آنچل" میں عائشہ پرویز سو سو رہیں۔ شمارے کی آن' بان اور شان "تیری زلف کے سر ہونے تک" کی آخری قسط بھرپور اور لاجواب رہی۔ سب سے زبردست عمرانہ کی گفتگو حیران کر گئی۔ اقرا صغیر احمد آپ کو بہت بہت مبارک باد۔ اینڈ نے جی بھر کر سکون فراہم کیا اور دل سرشار کر دیا۔ "نیلا دل" نے رلا دیا کہ ہمیں بھی نیلا ہی کر دیا۔ "اکائی" نے اس دفعہ کافی دلچسپی سمیٹ لی۔ اب پتا نہیں فاطمہ تاج بیگم کے ساتھ کیا دیکھتی ہیں اور وقار الحق کہاں ڈیرے ڈالتے ہیں اور جنت بی بی کی پٹاری میں اب کون کون سے ترکش باقی رہ گئے ہیں۔ "محبت کی اوک سے" ایفا کی جنوں خیزیاں' وامق کی بے نیازیاں نے بہت مزا دیا۔ وامق محبت کا اظہار پہلے کر دیتا تو ایفا بی بی کا ہے کو اتنا بگڑتی بہرحال دیر آید درست آید۔ "زندگی کے رنگ" میں وہی ساس بہو کی روایتی تو تو میں میں' مینا بے چاری پھنس گئی لیکن اگر ممتا جیسا رشتہ بھی خود غرض ہوتا ہے تو انسان یقین کس پر کرے؟ "عشقے دی ماری میں جھلی" میں اب جب سارے ٹیڑھے کام سیدھے ہوتے جا رہے ہیں تو یہ ہاجرہ نے اب نہ جانے کون سا بم بلاسٹ کرنا ہے خدارا وجاہت اور سکینہ کو ہاجرہ کے شر سے بچایئے۔ "بیاض دل" میں شگفتہ خان' پروین افضل شاہین'

https://pklibrary.com/

شازیہ پرویز شانو تبسم بشیر حسین ثمرہ گلزار اور ناجیہ ملک کے اشعار خوب رہے۔ "ڈش مقابلہ" میں زیادہ تر ڈشز گوشت قیمے کی تھیں آج کل مجھے سبزیاں خوب بھاتی ہیں۔ "نیرنگ خیال" میں ماہ نو نعیم محمد زید خدیجہ کنول سرور راؤ سمیرا ایاز اور عثمان عبداللہ کی شاعری دل میں اتر گئی دوست کا پیغام آئے میں سب سے ملاقات رہی۔ "یادگار لمحے" میں نجم انجم اعوان کرن شہزادی اور میمونہ خان شیروانی سرفہرست رہیں۔ "آئینہ" میں سب ہی خوب چمک دمک رہے تھے۔ مجھے سمیت "ہم سے پوچھیے" کے جوابات نے اسپائسی گول گپے سے زیادہ مزا دیا۔

☆ پیاری ارم! آپ کے تبصرے نے سردی کا مزہ دیا ورنہ یہاں تو سردی رخصت ہوگئی ہے۔

بشریٰ رضوان...... چوک شلهدره بهاولپور ۔اسٹاف کیسے ہیں آپ سب پہلے تو خط شائع کرنے کا بہت شکریہ ٹائٹل گرل اس بار بس ٹھیک گلی اس کے بعد حمد ونعت سے دل کو منور کیا ربنا اتنا اس بار زبردست تھا سلسلے وار ناول میں تیری زلف کے سر ہونے تک اقرا صغیر احمد جی کیا سرپرائز دیا ہمیں اینڈ اچھا تھا مگر نوفل انشراح کی شادی بھی دکھا دیتیں اور سودہ اور زید کا ولیمہ بھی کروا دیتی چلیں خیر شاید کوئی مجبوری ہوگی جو آپ نے جلدی اختتام کیا۔ اس کے بعد اکائی عشنا کوثر جی اس بار آپ نے رلا دیا پڑھ کر بہت رونا آیا۔ ہمارے بڑوں کی قربانیاں اس وطن کے لیے لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جان و مال تک داؤ پر لگا دیئے۔ اللہ انہیں جنت میں اعلیٰ درجات عطا کرے آمین اور ہمارے ملک کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین۔ مکمل ناول میں نیلا دل سب سے ہٹ کر لگا زبردست اختتام تھا حمیرا علی جی محبت کی اوک سے یہ بھی بیسٹ رہا باقی سارا ڈائجسٹ ہی ہر بار کی طرح اچھا تھا عشنا جی بہت بہت شکریہ پاکستان کی تاریخ سے روشناس کروانے کا آج کی نسل کے لیے یہ معلومات بہت ضروری ہے تاکہ انہیں پتا چلے کہ اس ملک کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے بزرگوں نے بہت سی قربانیاں دیں اللہ عراق شام فلسطین برما کشمیر کے مسلمانوں پر بھی اپنی رحمتیں نازل کرے ان کو آزادی عطا کرے ان کی قربانیاں رائیگاں نہ جائیں آزادی سب کا حق ہے اللہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو دشمن کے شر سے محفوظ رکھے جوبات ہمیں نہیں معلوم تھی آپ نے وہ سب ناول کے ذریعے سمجھا دی آپ کا شکریہ۔

تبسم بشیر حسین...... لنگه ۔بہت بہت پیاری شہلو سلام آپ کو ایسا کیوں لگا کہ میرا انداز ناراضی والا تھا؟ پیاری شہلو میں آپ سے آنچل سے ناراض کیسے ہوسکتی ہوں کیونکہ میرے لیے تو جینے کا آسرا ہی یہ رسائل ہے اور آپ تو میری پیاری پیاری دوست ہیں۔ (ہیں ناں؟) بس تھوڑا برا لگتا ہے جب آپ لوگ مجھے نظر انداز کرتے ہیں اب یہ تو میرا حق ہے ناں؟ چلیں چھوڑیں میں بھی کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی کہیں ایسا نہ ہو کہ میری شہلی بور ہوکر مجھے محفل سے چلتا کریں۔ اس دفعہ آنچل تین چکروں کے بعد پچیس کو ملا۔ پلیز آنچل جلدی مارکیٹ میں بھیج دیا کریں کیونکہ آنچل کے بغیر گزارہ نہیں۔ ٹائٹل پر فرینہ اعجاز ماشاءاللہ سے بے حد حسین لگ رہی تھیں۔ "سرگوشیاں" اس دفعہ آنی سے گفتگو کرکے مزہ آگیا۔ "حمد ونعت" سبحان اللہ ماشاءاللہ۔ در جواب آں یہ کیا آنی آپ نے ماہا کے خط کا جواب نہیں دیا۔ بے چاری نے پہلی بار کسی کو اتنی محنت سے خط لکھا تھا آپ نے اس کا دل توڑ دیا۔ چلیں جیسے آپ کی مرضی۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" آخری قسط جان دار شان دار رہی شروع میں اقرا آنی کا ہم سب کو مخاطب کرنا دل خوش کر گیا۔ جلدی سے اس ناول کو کتابی شکل میں لے آئیں۔ اگلا ناول "ماہ نور" ہی ہوگا ضرور؟ "نیلا دل" دو اقساط پر مشتمل یہ ناول بے حد خوب صورت رہا مبارک ہو کیمین آنی۔ "محبت کی اوک سے" حمیرا علی نے بھی لاجواب تحریر دی۔ افسانے دونوں زبردست تھے۔ ویری گڈ کوثر ناز اور ندا حسنین آپی۔ مستقل سلسلوں میں "بیاض دل" سے شگفتہ خان کرن شہزادی عنایہ شہزادی شانو پرویز ثمر گلزار تابی کھرل ارم صابر دلشاد نسیم ایم سحر علشبہ خان عائشہ سلیم اور ربینہ روبی نے لاجواب لکھا۔ "نیرنگ خیال" سے راؤ تہذیب محمد زید عائشہ بٹ شفیقہ مظہر فریدہ فری راؤ سمیرا ایاز عثمان عبداللہ نے دل کے تار چھو لیے۔ "یادگار لمحے" سے ایم سحر نجم انجم اعوان شگفتہ خان اور عائشہ خان نے اچھا لکھا۔ "آئینہ" میں کافی سارے چہرے جھلملا رہے تھے۔ ارم کمال فائزہ شاہ نور ایمان چودھری عائشہ شکیل ماریہ نذیر کے تبصرے سو پر سے بھی اوپر رہے۔ "عطیہ ندیم خان" کی واپسی نے دل خوش کردیا۔ اب غائب مت ہونا عطیہ پلیز پلیز او کے شہلی جا رہی ہوں

Booksjaanshayari.com

پلیز آپ کو ستانے اگلے ماہ واپس آ جاؤں گی کیونکہ آئی لو یو...... اللہ مجھے شرم آ رہی ہے میں جا رہی ہوں اللہ حافظ فی امان اللہ۔

☆ ہائے اللہ اس شرم کے ساتھ تو سیدھی دل میں اتر گئی ہو۔ دوستی پکی ہے، کبھی اب بھول مت جانا۔

سعدیہ خلن...... بھلوال تمام آنچل رائٹرز ریڈرز اور اسٹاف کو السلام علیکم دعا ہے اللہ پاک سے آپ لوگ جہاں بھی رہیں خوش اور آباد رہیں آمین۔ اس ماہ کا ٹائٹل بس ٹھیک لگا حمد و نعت دونوں کو پڑھ کر دل خوش ہوگیا۔ مدینہ آنا پڑھ کر ہر بار کی طرح ایمان تازہ ہوگیا۔ پھر ہم نے پڑھا "تیری زلف کے سر ہونے تک" اقرا جی آپ نے تو سرپرائز دے دیا کہانی کا اختتام کرکے آپ نے زیادہ جلدی نہیں کردی اینڈ کرنے میں ابھی تو زید کا ولیمہ اور نوفل کی شادی بھی رہتی تھی اب بات ہوجائے "نیلا دل" کی اسٹوری خوب دل کو لگی۔ "حاصل زیست" بھی اچھی اسٹوری تھی پھر آئی عشنا کوثر سردار جی کی باری واہ یار کیا لکھا ہے آپ نے "آگائی" میں بے شک عقیدہ توحید تب تک مکمل نہیں جب تک انسان اپنے رب کو محبوب نہ بنا لے واقعی میں اس ایک لائن میں ہماری زندگی کا دارومدار ہے۔ بہت اچھا کیا جو آپ یاد کروا رہی ہیں پھر سے جو ہم بھول بیٹھے تھے۔ افف رونگٹے کھڑے ہوگئے ہمارے یہ سوچ کر کہ ہم کس طرح اپنے رب کو اور ان لوگوں کو منہ دکھائیں گے قیامت کے دن کیا وہ لوگ ہمارا گریبان نہیں پکڑیں گے کہ ہم نے اس لیے قربانی دی تھی کہ بھول جانا انگریز کا نون اور قلموں کے سامنے نہیں اور اپنے رب کو ہم نے تمہیں آزاد ریاست اس لیے دلوائی تھی کہ تم آزادی سے نماز پڑھ سکو۔ اذان دے سکو عبادت کرسکو پھر تم نے کیوں مسجدیں ویران کردیں' کیا ہم جواب دے سکیں گے ان کو ان معصوم کلیوں کو جو کھلنے سے پہلے مرجھا گئیں۔ ان بچوں کو جنہیں کاٹ دیا گیا' ان کے ماں باپ کے سامنے کیا ہم جواب دے سکیں گے۔ ان بوڑھی آنکھوں کو جنہوں نے دیکھا قیامت کا منظر اپنے جوان بچوں کی لاشیں' بیٹیوں کی بے حرمتی ان کی پامالی جنہوں نے دیکھی اسیری سے غریبی جن کی روتے روتے آج بھی آنکھ خشک نہیں ہوتی' ہمیں یاد رکھنا ہے کہ ہم مسلمان ہیں' ہم آزاد ملک کے باشندے ہیں اور ہمیں اپنے بزرگوں کی قربانیوں کو یاد رکھنا ہے اور اپنی آنے والی نسلوں کو بھی یاد کروانا ہے کہ یہ ملک ہمیں آسانی سے نہیں ملا اگر ہمارے بزرگ کل قربانی نہ دیتے تو ہمارا حال بھی کشمیر اور برما کے مسلمانوں جیسا ہوتا ہم بھی اپنی بہن اور بیٹیوں کو لٹتے ہوئے دیکھتے اور اپنے بھائیوں کو مرتے دیکھ رہے ہوتے اور ان ہی کی طرح بے بس اور بے حال ہوتے۔ ہمارے فوجی بھائی سرحدوں پر جاگتے ہیں تب ہم اپنے گھروں میں سکون سے سوتے ہیں۔ یہ شہید ہوتے ہیں تو ہم زندہ رہتے ہیں۔ دعا ہے اس پاک ذات سے وہ ہم پر ہمیشہ اپنی رحمتوں کا سایہ رکھے اور ہمارے ملک کو ترقی دے اور سلامت رکھے آمین۔

☆ پیاری سعدیہ! اتنا جذباتی ہوکر خط لکھا کہ باقی کہانیوں پر تبصرہ کرنا ہی بھول گئیں۔ ارے ان بے چاری مصنفین کو کس بات کی سزا دی ہے۔ وہ بھی پاکستان سے ہیں ناں کہ...... میں تو اس ملک کا نام بھی نہیں لکھ سکتی' کیا پتا تم خط ہی لکھنا بند کردو۔

ثنا شوکت...... لانڈھی کراچی السلام علیکم! شہلا آپی کیسی ہیں آپ امید واثق ہے کہ خیریت سے ہوں گی آپی مجھے آپ سے شکوہ ہے کہ آپ نے میرا خط شائع نہیں کیا جو کہ میرا پہلا خط تھا لیکن خیر وہ کہتے ہیں ناں اے جذبہ جنوں تو ہمت نہ ہار سو اس پر عمل کرتے ہوئے میں نے دوبارہ لکھا ہے اور اگر اب بھی شائع نہ ہوا تو پھر' تو پھر' پھر میں رونے بیٹھ جاؤں گی' ہاں بتا رہی ہوں آپ کو' خیر اب آتے ہیں تبصرے کی طرف تو "تیری زلف کے سر ہونے تک" اقرا جی ناکس جا رہی ہیں آپ۔ "عشق دی ماری میں جھلی" واہ جی صائقہ جی کیا لکھتی ہیں آپ اور خوب لکھتی ہیں۔ "آگائی" عشنا کوثر سردار آئی لو یو آپ میری فیورٹ رائٹر ہیں۔ باقی ناولٹ' افسانے ابھی پڑھے نہیں (معذرت) "نیرنگ خیال" سباس گل شاعری اچھی ہوتی ہے۔ "دوست کا پیغام آئے" میں جتنے بھی لکھتی ہیں مجھے سب سے دوستی کرنی ہے پلیز مجھ سے دوستی کرلیں' مجھے آپ سب بہت پسند ہو۔ "ہم سے پوچھیے" شمائلہ کاشف آپ کی حاضر جوابی کو سلام۔ شہلا آپی پلیز میری امید مت توڑیے گا' خط ضرور شائع کیجیے گا۔ اللہ حافظ۔

ہم سے زندگی کی حقیقت نہ پوچھو
بہت پر خلوص لوگ تھے جو تنہا کر گئے

☆ پیاری ثنا! پہلی بار آمد پر خوش آمدید پچھلی بار آپ کا تبصرہ ہی تاخیر سے موصول ہوا تھا تو اس لیے آپ منہ بسورتی رہ گئیں اب دیکھو تمہارے رونے کے ڈر سے خط شامل کرلیا ہے۔

ارم آصف...... مظفر گڑھ ۔کیسی ہیں آپ شہلا آپی۔ پچھلے ماہ آپ نے یقیناً میری کمی محسوس کی ہوگی (ہاہاہا خوش فہمی) آنچل تیس تاریخ کو ملا۔ فرینہ اعجاز اپنا نیکلس چھپا کر رکھنا (سمجھ گئی بات) ہاہاہا۔ "سرگوشیاں" اگلے شمارے میں نیا کیا ہوگا اف اللہ پورا مہینہ انتظار کرنا پڑے گا۔ حمد و نعت ہمیشہ کی طرح لاجواب "ربنا اتنا" مشتاق انکل! اللہ تعالیٰ آپ کے قلم کو بہت زیادہ ترقی دے اور آپ اسی طرح ہمیں خوب صورت سے سلسلے پڑھنے کو دیتے رہیں۔ "ہمارا آنچل" عائشہ پرویز خوب صورت جوابوں کے ساتھ جلوہ افروز ہیں۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" خوب صورت طریقے سے اختتام کیا اقرا آپی نے۔ اب آپ غائب مت ہوجانا۔ "عشق دی ماری میں جھلی" ہاجرہ کے شیطانی دماغ میں ایک اور طوفانی آئیڈیا وجاہت پلیز اپنی ماں کی باتوں میں نہیں آنا۔ "اکائی" قیام پاکستان کے بعد جن جن مشکلات کا سامنا کیا مسلمانوں نے عشنا کوثر سردار نے خوب صورت طریقے سے لکھا۔ "محبت کی اوک سے" حمیرا علی کا یہ ناول بھی پچھلے ناول کی طرح شاندار تھا۔ "حاصل زیست محبت" کوثر ناز نے بھی اچھا لکھا۔ "زندگی کے رنگ" وہی روایتی سا موضوع۔ شاباش ندا آپی۔ "نیلا دل" یاسمین نشاط نے سیاستدانوں کے پول اچھے طریقے سے کھولے۔ جرار کے ساتھ بہت اچھا ہوا۔ "نیرنگ خیال" راؤ سمیرا ایاز، عثمان عبداللہ، انعم زہرہ، مدیحہ کنول، نعیم الصر ہاشمی، فریدہ فری، مدیحہ نورین مہک کے علاوہ بھی سب کی نظمیں اور غزلیں اچھی تھیں۔ "بیاض دل" میں بھی سب کے انتخاب زبردست تھے۔ "دوست کا پیغام آئے" جن دوستوں نے یاد کیا ان کا شکریہ۔ "یادگار لمحے" عروسہ پرویز، رابعہ شاہین، میمونہ خان، عائشہ خان، نجم انجم اعوان، ثمرہ گلزار، شگفتہ خان اور عثمان عبداللہ کے انتخاب یادگار تھے۔ "آئینہ" میں شہلا آپی کی محفل کو آٹھ چاند لگے ہوئے تھے ہاہاہا مہر نزاکت مہری خالہ بننے کی مبارکباد قبول کرو اور ہاں اتنے دن کہاں غائب تھیں؟ عطیہ ندیم خان بھی اتنے دن بعد دکھائی دیں۔ وہ بھی اتنے اچھوتے سے تبصرے کے ساتھ۔ "ہم سے پوچھیے" سارے سوال جواب کرارے کرارے تھے۔ "آپ کی صحت" ہاں جی ہماری صحت فٹ فاٹ ہے اوکے جی اللہ حافظ۔

☆ پیاری ارم! کمی تو بہت محسوس کی پر تم نے وجہ نہیں بتائی خیر کیا کہہ سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے سالگرہ کی بہت مبارک باد...... یہ تو بتاؤ کون سی سالگرہ ہے؟

عائشہ شکیل...... گوجرہ ۔امید واثق ہے کہ سب خیر و عافیت سے ہوں گے۔ سردی کی وجہ سے سوں سوں اور اوپر سے کالج میں پری سینڈ اپ اور کبھی سینڈ اپ بھئی ہم تو گھن چکر بن کر رہ گئے ہیں اور یہ سردی تو اب مذاق مذاق میں سیریس ہی ہوگئی ہے (ہاہاہا) شہلا جانی کیسی ہیں آپ؟ ماڈل فرینہ اعجاز ہنستے ہوئے ففٹی ففٹی لگ رہی تھیں۔ اور نیکلس تو میرا چوری کیا ہے؟ فرینہ آپی ہوشیار رہیں میں کسی بھی وقت واپس لے سکتی ہوں (ہاہاہا) "ربنا اتنا" ایسا سلسلہ ہے کہ شاید ہی ہم اپنی زندگی میں قرآن پاک کی ایسی تفسیر مبارک سے مستفید ہوتے۔ انکل اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ یوں ہی لوگوں میں مہکتے مثل بن جائیں۔ "حمد و نعت" نہایت شاندار تھیں۔ "در جواب آں" پیاری بہنو (حوصلہ نہ ہارو آگے بڑھو منزل اب کہ دور نہیں ہے) انٹرویو ویلڈن رہا۔ ڈیئر عائشہ آپ نے آدھا انٹرویو تو کھا ہی لیا۔ اب بڑھتے ہیں سلسلہ وار ناولوں کی جانب بھئی ہماری گاڑی میں مہنگائی کی وجہ سے پیٹرول تھوڑا ہے (ہاہاہا) "تیری زلف کے سر ہونے تک" واؤ آپی اقرا نے تو دھماکہ ہی کردیا۔ سو نائس ایک ہی جست میں ناول کا اینڈ آپی اب جلدی سے اسے کتابی شکل میں لائیں شاباش۔ "اکائی" یہ جنت بی بی کیا ہے بھی چیز ہے ان کا شطرنج کا کھیل بازی ہار جائے گا پر بازی ہمیشہ جیتنے کے لیے نہیں ہوتی کسی میں مات بھی ہوجاتی ہے۔ "عشق دی ماری میں جھلی" اب سکینہ وجاہت ہی کا مقدر ہے ہاجرہ نہ جانے اب کیا چال چلے گی سکینہ کے ساتھ اور شمع کا ڈر بھی نادانستہ ہے۔ "سانپ کا ڈسا رسی سے بھی ڈرتا ہے" وہی بات ہے۔ "محبت کی اوک سے" زبردست تھی۔ "نیلا دل" یاسمین نشاط کا موضوع ہمیشہ معاشی حالات کے پیش نظر ہوتا ہے۔ اسٹوری نہایت دلچسپ اور پیاری تھی۔ حاصل زیست اسٹوری آف دی منتھ۔ واقعی مرد کی بے وفائی میں کہیں نہ کہیں عورت کا ہاتھ ضرور ہوتا ہے جو یا تو کسی دوسری عورت کی

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

دخل اندازی یا پھر اپنی بیوی کی صورت میں۔ "زندگی کے رنگ" واقعی آج کے لوگ دولت ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں حالانکہ دولت تو آنے جانے والی چیز ہے لیکن اگر رشتوں میں دراڑ آ جائے تو دلوں سے کدورت نہیں مٹتی۔ "بیاض دل" میں ارم کمال، شگفتہ خان، پروین افضل، عنایہ شہزادی، ثمرہ گلزار، فریدہ فری، تابی کمرل، تبسم بشیر، ثمرہ فرقان، ارم صابرہ، دلشاد نسیم، ام ہانی شاہد، اقرا جٹ، کوثر ناز، ہالہ سلیم، ایم سحر عثمان، عبداللہ، حوشین ظفر، اہبرین ابدال، مدیحہ شازیہ کے اشعار زبردست تھے۔ "نیرنگ خیال" میں اس بار سب کا کلام زبردست تھا۔ "دوست کا پیغام آئے" جن دوستوں نے یاد کیا اللہ تعالیٰ ان کو عروج و بلندیاں ہر موڑ پر عطا فرمائے آمین۔ "یادگار لمحے" سب نے اس لمحے کو یادگار بنا دیا۔ جس لمحے میں پڑھ رہی تھی (ہاہاہا ہی ہی) "آئینہ" آپ کی ہمت کو سلام ہو ماہ اتنی چڑیلوں (اوہ سوری) پریوں کو جگہ دے دیتی ہیں آپی شمائلہ کو ڈھیروں سلام قبول کریں آ دو کے باب میں چلتی ہوں اللہ حافظ۔

☆ پیاری عائشہ یہاں تو سردی روٹھ گئی ہے سمجھ میں نہیں آتا کیسے منائیں۔ نیکلس تو فرینہ نے مجھے دے دیا ہے۔ اب پلیز ادھار مت مانگنا کیونکہ ان چیزوں سے میں سمجھوتا نہیں کرتی۔

ملیحہ نذیر...... پھالگتا نوالہ۔ سب قارئین و اسٹاف کو ڈھیر سارا پیار اور دعائیں، کیسے ہو آپ سب؟ امید ہے سب سردیوں کو انجوائے کر رہے ہوں گے۔ فروری کا شمارہ جو ہمیں جنوری کو ملا ٹائٹل دیکھ کر بے ساختہ منہ سے واؤ نکلا۔ فاریہ آپ نے مجھے ویسے بھی بہت پسند ہیں میک اپ، جولری اور بالوں کا اسٹائل سب کچھ پرفیکٹ تھا۔ ماشاء اللہ۔ "سرگوشیاں" قیصر آنی موسم پر تبصرہ کر رہی تھیں، ان کی سب باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے نچلی لائن پر پہنچے تو دل نے بے ساختہ شکر کیا کہ آپی اقرا کا ناول ختم ہو گیا ہے آنی جی میرے پاس لفظ ہی نہیں جس سے شکریہ کر سکوں کہ ہمارے سب کے تبصرے آپ لوگوں کو کتنے پسند آتے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔ ہمیں آپ سے پیار ہی بہت ہے۔ "حمد و نعت" جزاک اللہ دونوں ہی بہتر سے بہترین صبا اکبر آبادی اور محسن علوی کے لیے دعا۔ "در جواب آں" شکریہ آنی جی آپ نے جواب دیا مگر آپ غصہ میں کیوں تھیں؟ کسی سے لڑائی ہوئی ہے کیا؟ کہیں شہلا آپی آفس تو لیٹ نہیں آئیں جس سے آپ کا موڈ خراب ہو گیا ہو۔ "در جواب آں" میں سب کے لیے دعائیں۔ "ربنا اتنا" انکل جی اللہ تعالیٰ نے کتنی بڑی سعادت سے نوازا ہے آپ کو دعا ہے تاقیامت آپ کا قلم خیر پہنچانے کا باعث بنے آمین۔ سلسلہ ہمیشہ کی طرح لاجواب رہا۔ "ہمارا آنچل" عائشہ پرویز سے ملاقات اچھی لگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ان کو جلد از جلد ماں کے عہدے پر فائز کرے آمین۔ "تیری زلف کے سر ہونے تک" بلآخر اختتام پذیر ہوا۔ چار سال کا ساتھ آپی جی آپ کے ساتھ بہت اچھا گزرا۔ آپ کا ناول بلاشبہ بہت اچھا رہا پہلی قسط سے لے کر آخری قسط تک۔ درمیان میں ایک دو اقساط بورنگ تھیں مگر ان ایک دو قسطوں نے ناول کی خوب صورتی کو رتی بھر کم نہیں کیا۔ انشراح و نوفل کی جوڑی شاندار رہی۔ انشراح کا نوفل کو فورس کرنا اچھا لگا۔ نوفل نے اعلیٰ ظرف کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاف کر دیا اپنی ماں کو۔ بہت اچھا ہوا دوسری طرف عمرانہ بی بی کو بھی عقل شریف آ گئی۔ سودہ اور زید کی جوڑی سب سے بیسٹ، ہر کردار کے ساتھ بھرپور انصاف کیا گیا مگر اگر انشراح کی ماں کو بھی ملا دیں تو اچھا تھا ایک سین آپ نے مس کر دیا۔ بہرحال اتنا اچھا ناول اختتام پذیر ہونے پر مبارکباد وصول کریں۔ خوش رہیں اور جلدی سے ایک اور ناول لے کر آ جائیں مگر زیادہ لمبا نہیں ہو اور نوفل کے خاندان والی انگلش بھی نہ ہو۔ نوفل، انشراح لاریب انگلش کے لفظ استعمال کرتے ہوئے بہت برے لگتے تھے۔ "اکائی" ایک ہی ایک اور ایک جیسا کوئی اور نہیں جنت بی بی اور پنج بابا کی باتیں ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ وقار صاحب پر بہت غصہ آتا ہے آزادی کی تحریک شروع ہو چکی ہے۔ اب دلچسپی پیدا ہو گی ناول میں۔ شاعری لاجواب تھی۔ عشنا آپی اور قسط بھی اچھی تھی۔ محنت جاری رکھیں ویلڈن۔ "نیلا دل" یاسمین نشاط کا دو قسطوں پر مبنی ناول شاندار رہا۔ جرار لوگوں کو ان کے کیے کی سزا مل گئی۔ زمین پر لوگوں کے لیے فرعون بنے ہوئے تھے۔ ہر فرعون کے لیے ایک موسیٰ ضرور آتا ہے انسان یہ کیوں نہیں یاد رکھتا کہ جیسا کریں گے ویسا بھریں گے بھی۔ انتہائی برا کردار حذیفہ کا تھا اور سب سے زیادہ قصور ماں باپ کا۔ اولاد کی صحیح تربیت کی ہوتی تو یوں خوار نہ ہوتی۔ ناول میں چھپا سبق بھی یہی ہے حقیر نہ سمجھو کسی کو۔ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ گڈو موچی کے عشق پر رونا آیا کیا تھا اگر ہانیہ اس کو مل جاتی تو اچھا تھا۔ بہرحال آئینہ بھی

Booksjaanshayari.com

https://pklibrary.com/

اچھا تھا۔ بہت بہت مبارک باد یاسمین آپی جی۔ "حاصل زیست محبت" کوثر ناز کا افسانہ اچھا تھا۔ ثمن کو اس کے باپ نے اچھا سمجھایا مگر مرد کو اپنی ملکیت نہیں سمجھنا چاہیے عورت کو اور عورت کو بھی چاہیے اتنا شک نہ کرے۔ شک کا علاج تو حکیم لقمان کے پاس بھی نہیں تھا۔ گھن لگ جاتا ہے رشتوں کو۔ شکر ہے ثمن کے امی ابو کی غلط فہمیاں دور ہوگئی ہیں اور ثمن بھی خوش رہے اب سعد خان کے ساتھ آمین۔ "محبت کی اوک سے" ہائے حمیرا جی آپ نے تو ایفاء کی زبان کے آگے خندق کھود دی تھی۔ اتنا برا لہجہ اور زبان معاف کرے اللہ اتنی خود سر اور لاسٹ پر اتنی نرم۔ کچھ ہضم نہیں ہوا۔ واثق نام اچھا لگا۔ ایفاء کو سب اپنے گھر کی باتیں نہیں بتانی تھیں۔ تھوڑی عقل سے کام لیتی بالکل ہی عقل کی اندھی تھی ماں کی محبت کو بھی نہ سمجھ سکی اور تو اور رامین کے کردار کی دھجیاں بھی اڑانے لگی تھی۔ پتا نہیں کس طرح رک گئی۔ حمیرا علی کا ناول سبق آموز تھا۔ اینڈ حسب توقع ہوا۔ بہت بہت مبارکباد حمیرا آپ کو۔ "زندگی کے رنگ" ندا حسنین کا افسانہ گھریلو سیاست سے بھرپور تھا اور اتنا متاثر نہ کرسکا۔ "عشق دی مار" صائمہ جی کردیں ناں اختتام ویسے بہت مزہ آتا ہے پڑھنے میں۔ شمع اور جمشید دونوں اچھے ہو جائیں اب۔ جمشید سدھر گیا ہے ناں۔ شمع کو اب محبت قبول کر لینی چاہیے۔ بڑھاپے میں محبت ہی کام آئے گی۔ ہاجرہ کی پلاننگ پر دل اش اش کر اٹھا۔ وجاہت بھی ہاجرہ کا ہی بیٹا ہے آسانی سے اپنی محبت سے دستبردار تو نہیں ہوگا۔ رضا پر ترس آتا ہے ہاجرہ کو بھی عقل دے دیں صائمہ آپی اب۔ بہت ہوگیا اب بدلہ لینا ختم بھی کردے۔ بدلہ لے کر اس کو کون سا سکون مل جاتا ہے۔ وجاہت اور علیزہ کی نوک جھونک اچھی لگتی ہے۔ میرا فیورٹ کردار احمر ہے۔ زندہ دل لڑکا۔ اگلی قسط کا بے تابی سے انتظار ہے۔ صائمہ آپی سو پرڈوپر۔ اب بات ہوجائے مستقل سلسلوں کی جو کہ ہر ماہ ہی بہت اچھے ہوتے ہیں لو آپ کی پورے ماہ کی محنت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ "بیاض دل" میں سب کے اشعار بہت بہترین تھے۔ ہر ایک کا ذوق اعلیٰ ہے۔ "ڈش مقابلہ" تبسم بشیر یہ قیمے والا برگر لے کر سرگودھا آجاؤ یار پلیز۔ باقی سب ڈشز بہترین تھیں۔ "نیرنگ خیال" راشد ترین، نعیم النصر ہاشمی، انعم زہرہ اور عثمان عبداللہ کی نگارشات پسند آئیں۔ "دوست کا پیغام آئے" نورین انجم اعوان، شکیلہ رضوان جہان، گلشن چودھری، انعم زہرہ، عائشہ شکیل، شہرین اسلم یاد رکھنے کے لیے بے حد شکریہ۔ جن لوگوں نے یاد نہیں کیا ان کا بھی شکریہ۔ "یادگار لمحے" زہرہ اختر، ایم سحر، اقرا جٹ، نجم انجم، ثمرہ گلزار، تبسم بشیر، عائشہ پرویز، عائشہ شکیل کی نگارشات اچھی لگیں۔ "یادگار لمحے" پورے کا پورا لاجواب تھا اور میرا فیورٹ بھی ہے۔ "آئینہ" اس دفعہ خط بہت زیادہ تھے اور سب کے تبصرے لاجواب رہے۔ نازش نور ویلکم ٹو آنچل۔ تحسین بیگ آپ کو بھی ویلکم تبسم بشیر بہت شکریہ آپ میری وجہ سے آئی یقین جانیں روحانی خوشی ہوتی ہے آپ کی محبت بھری سطر پڑھ کر بہت خوش رہیں آپ۔ نورے ایمان چودھری تمہاری ہاہاہا ہی ہی پر نظر رکھنے کے علاوہ بھی مجھے بہت کام ہیں ڈیئر خوش فہمی سے نکل آؤ۔ ایم سحر تبصرہ پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سب کے تبصرے لاجواب تھے۔ ام ہانی کی کمی محسوس ہوئی۔ ام ہانی اور زرناب سرگودھا آجاؤ آپ بھی۔ "ہم سے پوچھیے" سب کے سوالات چٹپٹے اور جواب کرارے۔ شمائلہ وہ ایک بات پوچھنی تھی؟ ان باکس آئیں گی یا لائیو۔ "آپ کی صحت" سب کے مسائل کا حل مل گیا لوگوں کو۔ اللہ تعالیٰ سب کو صحت سے بھرپور زندگی دے آمین ثم آمین۔

شگفتہ پرویز شلو...... ایبٹ آباد ۔ السلام علیکم امید ہے کہ سب دوست احباب خیریت سے ہوں گے اور سردی کے مزے اوٹ رہے ہوں گے۔ ہمارے ہاں تو سردی کی شدت سے ہماری قلفی جمتی جارہی ہے۔ سردی شدت پر شدت اختیار کیے جارہی ہے۔ دھند لگی سحر، ٹھٹھرتی شامیں، پراسرار اداسی کا راج موسم پل میں تولہ پل میں ماشہ کی مثال بنے ہوئے ہے۔ کبھی سرد ہوائیں، کبھی سورج میاں کی بادلوں کی اوٹ سے تانکا جھانکی، کبھی برف باری اور کبھی منہ زور چھم چھم برستی بارش۔ ایسے میں کھٹے میٹھے موسم میں، میں آنچل کے مطالعہ میں غرق ہوں اور ساتھ ساتھ لکھنے کا شغل بھی جاری ہے۔ فروری کا شمارہ چوبیس کو ملا۔ سرورق پر فرینہ اعجاز براجمان تھیں۔ ماڈل کا ہیئر اسٹال اور جیولری میں ایئر رنگ بہت پسند آئے۔ خیر سے اب میں اپنی چیزوں پر دھیان دوں گی کیونکہ میں بھی بیوٹیشن کا کورس کررہی ہوں۔ "سرگوشیاں" قیصر آنی موسم کا جو نقشہ آپ نے کھینچا ہے یہی صورت حال ہمارے ہاں ہے مگر الحمدللہ گیس اور بجلی و پانی کی لوڈشیڈنگ سے بچے ہوئے ہیں۔ "حمد و نعت" پڑھی سبحان اللہ۔ "در جواب آں" میں قیصر آنی جب آپ خطوط کے

Books.jaanshayari.com

جواب دیتی ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے ہم آپ کے سامنے موجود ہوں۔ آپ سے ایک خاص انسیت سی ہو جاتی ہے آپ ہمیشہ خوش رہیں آمین۔ "ربنا اتنا" سے مستفید ہونے کے بعد پہلے مستقل سلسلے پڑھے۔ "بیاض دل" میں کرن شہزادی' عنایہ شہزادی' انجم زہرہ' دلشاد نسیم' ہالہ سلیم' ایم سحر اور عائشہ سلیم کا انتخاب اچھا لگا۔ "نیرنگ خیال" میں سباس گل' راشد ترین' عائشہ اختر' انجم راؤ' سمیرا ایاز' بہت اچھا لکھا۔ "ہم سے پوچھیے" میں ارم کمال' نجم انجم اور پروین افضل کے تجربہ کار سوالات نے مسکراہٹیں بکھیر دیں۔ "دوست کا پیغام آئے" میں سب دوستوں کی محبت کا بہت بہت شکریہ۔ "ڈش مقابلہ" میں لونگی قیمہ والا برگر پسند آیا' جو ہم بنانے کی ہمت بھی رکھتے ہیں آہم آہم۔

"آئینہ" تو آخر پر دھکیلا۔ سلسلہ وار ناول میں سب سے پہلے اقراء جی کا ناول پڑھا۔ بہن اینڈنگ کی بہت بہت مبارک ہو۔ ویسے یقین نہیں تھا کہ عمرانہ جیسی شر پسند عورت کبھی سدھرے گی۔ سودہ کی خوش نصیبی پر رشک آیا۔ نوفل اور انشراح کی محبت پر دل گارڈن گارڈن ہو گیا۔ اگلا ناول "جھمکے دی ماری میں چھلی" پڑھا ہاجرہ بدلے کی آگ میں بری طرح جل رہی ہے۔ وجاہت سکینہ کو کبھی بھی دھوکہ نہیں دے گا اور جو فقیر بابا شازی کو بازار میں ملتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ بانو آپا' دل بہار کے شوہر شرجیل ہیں جو رضا سکندر کے والد ہیں۔ اب دیکھیں گے کیا ہوتا ہے؟ "آکائی" سمیرا جی آپ نے تو سچ میں رلا دیا۔ یوں لگا جیسے قیام پاکستان کے ہجرت کے حالات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوں۔ دل خون کے آنسو رویا۔ آیت کرم دین چچا کی بیٹی ہے۔ جنت بی بی پستی کی گہرائی میں جا چکی ہے۔ اب دیکھنا ہے فاطمہ بی بی اور وقار الحق کے راستے جدائیوں پر گامزن ہو جائیں گے اور پھر پہلی قسط والی فاطمہ کی آمد ہو گی۔ مکمل ناول میں "میلا دل" ہانیہ کے ساتھ بہت برا ہوا۔ دونوں کی محبت سچی تھی مگر نصیب سے ہار گئے۔ اس ماہ رسالے کی جان تھا یہ ناول۔ ویسے یاسمین جی آپ نے ٹھیک نہیں کیا ہانیہ اور عبدالحسیب کو جدا کر کے گڈے کی ماں کا دکھ اذیت سے دوچار کر گیا۔ "محبت کی اوک سے" واثق کی ایفاء سے محبت اور واثق کا صبر و تحمل بہت اچھا لگا۔ "زندگی کے رنگ" وہی پرانا اور روایتی موضوع معذرت۔ "حاصل زیست محبت" "صد شکر" ریحانہ بیگم کو عقل آ گئی' اپنی ہی بیٹی کا گھر اجاڑنے چلی تھیں "انٹرویو" "عائشہ پرویز" سے مل کر اچھا لگا۔ ملاقات خوب رہی۔

"آئینہ" میں سمیعہ رانی' مہر نزاکت اور شہزادی کھرل کی آمد اچھی لگی۔ دوستوں اب غائب مت ہو جانا۔ ایس این شہزادی میں نے آپ کے نام پیغام لکھا تھا ڈیئر مگر شائع نہیں ہوا۔ میں آپ کو بالکل بھی نہیں بھولی محفل کی جان اور بلکہ آج ستارے نور چودھری اور تبسم بشیر نے بہت اچھا تبصرہ کیا۔ باقی سب نے بھی بہت خوب لکھا۔ اہل' منال' ایمن وارث' اعوان' صبا زرگر' ذکاء ذرگر' گل مینا' حسینہ سب کہاں غائب ہو کم بیک فرینڈز۔ آخر میں سب دوستوں سے گزارش ہے کہ میرے بابا جانی بہت بیمار ہیں' ہاسپٹل میں ہیں دعا کریں کہ میرے بابا جانی صحت یاب ہو جائیں۔ انہیں استھما ہو گیا ہے۔ دعائے صحت کی اپیل ہے کہ میرے بابا جلدی صحت یابی حاصل کریں اور گھر آ جائیں کیونکہ ہم بہن بھائیوں کے پاس اپنے ماں باپ کے علاوہ اور کوئی رشتہ نہیں ہے۔ ہم سب بہت پریشان ہیں۔

☆ ڈیئر ثنا نو! اللہ تعالیٰ آپ کے والد کو جلد کامل صحت عطا فرمائے اور آپ کے والدین کا سایہ محبت ہمیشہ آپ کے سر پہ قائم رہے آمین۔

رضوانہ وقاص ...... ہری پور۔ فرینا اعجاز ہنستی مسکراتی اچھی لگیں' ماڈل کے سر پر دوپٹا ہونا چاہیے۔ مجھے اس کے بالوں کا ڈیزائن اچھا لگا۔ ہماری دعا ہے ہمارا ملک ترقی کرے آمین۔ "سرگوشیاں" پڑھی کراچی کے حالات پڑھ کر افسوس ہوتا ہے۔ بس اللہ ہی اپنے بندوں پر رحم کرے اور ہمارے کشمیر میں رہنے والے بہن بھائیوں پر رحم کرے آمین۔ "حمد و نعت" سلسلہ بہت اچھا ہے۔ "ربنا اتنا" بھی پڑھ کر دلی سکون ملتا ہے۔ میرا پسندیدہ ناول "تیری زلف کے سر ہونے تک" کا اینڈ بہت ہی اچھا ہوا کہ سودہ کی ممانی جان شکر ہے اس کے ساتھ رویہ ٹھیک کر لیا زید اور سودہ مری جا رہے ہیں واہ کیا بات ہے میں بھی اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ گئی تھی۔ دو دن کا قیام کیا تھا۔ نوفل آپ کی کیا بات ہے آپ ہماری انشراح کو تنگ کرتے رہے۔ اللہ اقراء صغیر احمد کو اسی طرح اچھا لکھنے کی توفیق دے آمین اور ان کی پریشانی دور فرمائے آمین۔ "جھمکے دی ماری میں چھلی" یہ کیا ہاجرہ بدلے میں سکینہ کا رشتہ مانگا پلیز صائمہ جی وجاہت اور سکینہ کو علیحدہ نہیں کرنا۔ "نیرنگ خیال" میں ایمان آپی آپ مجھ سے ناراض ہیں یا میرے شعر پسند نہیں آئے۔ راؤ تہذیب حسین' مریم'

Booksjaanshayari.com

راشدہ ترین محمد زید عائشہ اختر بٹ نعیم النصر ہاشمی ام زہرہ کی غزلیں پسند آئیں۔ ”دوست کا پیغام آئے“ جن جن بہنوں اور دوستوں نے مجھے یاد کیا شکریہ شیریں اسلم آپ کا شکریہ آپ نے میرے بیٹوں کی سالگرہ وش کی۔ ”یادگار لمحے“ سب پسند آئے۔ ارم کمال اور جس جس بہن دوست کی سالگرہ ہے ہیپی برتھ ڈے شازیہ پرویز کو بھی سالگرہ مبارک فائزہ شاہ اللہ آپ کو کامیاب کرے آمین۔ اس دفعہ ”آئینہ“ میں نئے دوست نظر آئیں ام ہانی آپ اس دفعہ نظر نہیں آئی آپ کا شکریہ آپ نے میرے لیے دعا کی۔ سار یہ نذیر عائشہ شکیل کوثر سودائے محمد سردار شازیہ پرویز سب کے تبصرے پسند آئے۔ اللہ حافظ۔

صائمہ مشتاق...... سرگودھا۔ پیاری آپی شہلا کیسی ہو آپ اور سردیاں کیسی گزر رہی ہیں۔ آپی آنی قیصر آرا سے پوچھیے گا کہ وہ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں میرے خط کا جواب ہی نہیں دیتی ہیں۔ قیصر آنی اگر کوئی مجھ سے غلطی ہوئی ہے تو کان پکڑ کر سوری کرتی ہوں اب آتی ہوں شمارے کی جانب اس طرف آنچل خود جا کر 21 کو لے آئی تھی لیکن آنٹی بیمار تھیں اس لیے جلدی پڑھ نہیں سکی سب سے ایک التجا ہے کہ میری آنٹی یعنی اقرا ممتاز کی ماما کے لیے سب دعا کریں کہ جلد ٹھیک ہو جائیں ماڈل کا جوڑا پیارا تھا۔ ”سرگوشیاں“ میں آنی قیصر آرا کچھ موسم اور کچھ سیاسی نمائندوں کے بارے میں سرگوشیاں کرتی پائی گئیں۔ ”حمد و نعت“ بیسٹ لگی۔ ”در جواب آں“ میں آنی نے سب کو ویلکم کیا سوائے میرے پھر بھی ہونٹوں پر مسکان آئی۔ ”ربنا اتنا“ میں مشتاق احمد قریشی ہر دفعہ کمال کا علم میں اضافہ کرتے ہیں۔ خداوند ان کو اس کا بہت بڑا اجر دے آمین۔ ”ہمارا آنچل“ میں عائشہ پرویز کے جوابات اچھے لگے۔ عائشہ خداوندا آپ کو اور جن کی جھولیاں خالی ہیں خدا جلد بھر دے آمین۔ اب آتی ہوں اقرا صغیر احمد کے ناول کی جانب ”تیری زلف کے سر ہونے تک“ شکر ہے سودہ کو کوئی بڑی بیماری نہیں تھی اور نوفل نے شعوانہ کو معاف کر کے اچھا کیا پیاری آپی بہت بہت اچھا اینڈ کیا آپ نے کہیں بھی بور نہیں ہونے دیا آپ نے لیکن ایک بات کا دکھ ہے کہ آپ سے اب ملاقات نہیں ہو پائے گی بھلا کیوں؟ ناول کے ذریعے ہم بھی آپ سے ملاقات کر لیتے تھے آپ جلدی سے وعدہ کریں کہ آپ جلدی نیا ناول لے کر آئیں گی ہم آپ کو بہت بہت زیادہ پڑھنا چاہتے ہیں بیسٹ آف لک اقرا جی۔ یاسمین نشاط کا ”نیلا دل“ ناول بہت بہت اچھا لکھا آپ نے لیکن ایک کمی تھی کہ اگر ہانیہ اور عبدالحسیب کو ملا دیا جاتا تو کتنا اچھا تھا۔ جرار کو اس کے کیے کی سزا ملے گی حذیفہ کو بھی سزا ملنی چاہیے تھی لیکن اچھا ناول تھا۔ کوثر ناز کا افسانہ ”حاصل زیست محبت“ تھا تو دو ورق کا لیکن سبق آموز افسانہ تھا۔ ”محبت کی اوک سے“ حمیرا علی ناول نمبر ون تھا آخر ایفا کو پتا چل ہی گیا کہ واقعی زید ہی تھا جو اس کی ہر طرح حفاظت کر سکتا ہے اچھا ناول لگا۔ صائمہ قریشی کا ”حسن تے دی یاری میں جھلی“ صائمہ جی کیا قسط تھی دھماکے دار ہاجرہ کو پاگل نہیں ہونا چاہیے وجاہت بے چارہ برا پھنسے گا ہاجرہ اور سکینہ کے درمیان۔ شکر ہے جمشید بھی ٹھیک ہو گیا۔ شمع کے ساتھ شمع بے چاری اب بھی کتنا ڈرتی ہے جمشید سے شازی جس بابا کو گھر لے کر آتا ہے یہ ہی رضا کا باپ ہوگا آگے دیکھتے ہیں کہ کیا ہوتا ہے۔ ندا حسنین کا ”زندگی کے رنگ“ بھی اچھا افسانہ لگا۔ ”بیاض دل“ کرن شہزادی کا شعر پسند آیا۔ ”ڈش مقابلہ“ میں کیا ہم بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ ”نیرنگ خیال“ عائشہ اختر بٹ کی آنکھیں سباس گل کی نظم اچھی لگی۔ ”دوست کا پیغام آئے“ جس جس نے یاد کیا بڑی مہربانی۔ ”یادگار لمحے“ تبسم بشیر حسین کا ہم لڑکیاں پسند آیا اور عائشہ خان فرام ڈسکہ کا عورت اچھا لگا۔ ”آئینہ“ میں سب نے اچھا تبصرہ کیا بھائی نعیم النصر ہاشمی کا سارا گھرانہ آنچل پڑھتا ہے جان کر خوشی ہوئی آنٹی کوثر سودائے محمد آپ تو ہمیں بھول ہی گئی ہو۔ ”ہم سے پوچھیے“ بیسٹ تھا کچھ کھٹا میٹھا سا اب اجازت چاہوں گی اللہ نگہبان۔

☆ ڈیئر صائمہ! آپ ہر سلسلے میں شرکت کر سکتی ہیں بلا اجازت۔

نوب ایمان چوہدری...... کملیہ۔ تمام ریڈرز رائٹرز آنچل و حجاب اسٹاف کی خدمت میں آداب شکر ہے ٹیسٹوں سے جان چھوٹی اور ساری رات لگا کر محترمہ آنچل صاحبہ کو پڑھا اور نتیجتاً آج کا روزہ قضا ہو گیا۔ صبح آنکھ جو نہیں کھلی اس لیے خیر اللہ بخشے ہماری کوتاہیوں کو۔ اب آتی ہوں اصل مدعے کی جانب تو اس ماہ آنچل 25 جنوری کو ہاتھ لگا۔ 24 کو جمعہ تھا تو بک اسٹال بند تھے اس لیے ایک دن لیٹ ہو گیا۔ فرینہ اعجاز کا پورا چہرہ گلابی تھا خیریت تھی۔ ہمیں تو اس بار بھی ٹائٹل پسند نہیں آیا وجہ مصنوعی مسکراہٹ اور رچ

https://pklibrary.com/

کے تھوپا گیا میک اپ' بھئی ہم تو الرجک ہیں اوپر سے سونے پہ سہاگہ جو چھوٹی سی مانگ نکال کر ہیئر اسٹائل بنایا اس مانگ میں جو نظر
تل پر پڑی تو ہم تو بے ہوش ہی ہونے والے ہو گئے ارے یار ہم سمجھے جوں ہے ہاہاہاہا دھت تیری اب ٹائٹل گرل ہمیں اپنی جو دس
کے ورشن کرائے گی واہ اللہ یہ دن بھی آنے تھے ہی ہی ہی۔ تھوڑا سا کھسک کر آگے پہنچے تو فہرست پر نظر پہنچی دو سلسلہ وار ناول تین مکمل
ناول اور دو افسانوں کو اپنا منتظر پایا۔ ناولٹ تو سرے سے ہی غائب' اپنی اسپیڈ بڑھائی تو قیصر آنی کے پاس ذرا ستانے کو ٹھہرے قیصر
آنی شہر قائد کی طرح اور بھی بہت سے شہر ان مسائل سے نبرد آزما ہیں اب بندہ کرے تو کرے کیا حکمران سیر تو عوام سوا سیر رج کے نکمے
عوام بلس حکمران۔ "حمد و نعت" ہمیشہ کی طرح لاجواب۔ قیصر آنی نے لگائی ٹھوکر اور ہم پھر لڑھک کے جا پہنچے دیہ کے پاس (ہاہاہاہا)
سلمٰی غزل اللہ آپ کو صبر جمیل عطا کرے بے شک اس معاملے میں ہر ذی نفس مجبور ہے۔ صائمہ قریشی اینڈ ام زہرہ آپ دونوں کی
والدہ کو اللہ صحت و تندرستی عطا کرے آمین۔ ماورا طلحہ اللہ پاک آپ کے شوہر کو بھی عمر خضر عطا کرے آمین۔ رقیہ ناز شادی کی مبارک ہو
نیا سفر آپ کے لیے لاتعداد خوشیاں لائے گا ان شاء اللہ۔ ڈاکٹر نگہت اینڈ دلشاد والدین کا کوئی نعم البدل نہیں سب سے خوب صورت اور
محترم رشتہ ہے اللہ پاک آپ کے والد کو جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔ ناقابل اشاعت ماشاء اللہ کافی لمبی لسٹ تھی ہاہاہاہاہا۔ سوتیلی
ماں کیا اتنا ناپسند آیا کہ اس بے چارے کا نام دو دفعہ شائع کر دیا۔ قابل اشاعت صرف چار (حق ہاہو) بے چار میری معصوم نہیں کوئی گل
تھیں اساں تیری دی بازیں آناں۔ "ربنا اتنا" اس سلسلے کے لیے ہر لفظ ہیچ ہے۔ بہت ہی منفرد سلسلہ ہے سب میں ماشاء اللہ۔ "ہمارا
آنچل" عائشہ پرویز اللہ تعالیٰ آپ کے قدموں تلے بھی جنت ضرور رکھے گا۔ ان شاء اللہ اس کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں۔ "تیری زلف
کے سر ہونے تک" اکتالیس ماہ پورے تین سال اور پانچ ماہ اقرا جی یہ کوئی معمولی سفر نہیں تھا۔ دکھ سکھ بھی تو ساتھ ساتھ تھے ناں لیکن
آپ کو بہت مبارک ہو اس ناول کے مکمل ہونے پر آج کے بعد کوئی یہ نہیں کہے گا سودہ کی کہانی کا کیا بنا؟ بہت شدت سے انتظار کرتے
تھے صفحہ نمبر 23 پر کیا بکواس بنائی ہے اب ہمارے ہیرو اور ہیروئن ایسے تو بالکل بھی نہیں ہو سکتے سودہ زید' انشراح نوفل مائی موسٹ
فیورٹ کریکٹر عمر لنہ تجھے عقل آ گئی ہیں ہاہاہا سودہ شکر ہے آخر پر ہی سہی تم ملی تو ہو ناں اقرا صغیر ایک ریکوئسٹ ہے اب آپ پلیز
غائب نہیں ہونا بلکہ ایک اور پیارا سا ناول لے کر آئیں۔ "سیلا دل" انف رلا ڈالا یار اتنی تلخ حقیقت محبت کی۔ عبدالصمد کی موت اور
اس کی باتیں رملہ کی موت' ہانیہ احمد اور عبدالحسیب کی ناکام محبت اتنا بڑا تاوان محبت کا۔ محبت کب واپس ہوتی ہے یہ کوئی چیز تھوڑی ہے
جو دے کر واپس لے لی جائے' کتنا اچھا ہوگا اگر محبت میں یہ اصول بھی رائج ہوتا کہ اگر محبت پہ اختیار نہ رہے تو اسے واپس کر دیا جائے یا
پھر کسی اور کو بخش دی جائے اتنی گہری بات عبدالحسیب اور ہانیہ کے ساتھ ہم بھی رو دیے چلو اسی بہانے دل کا بوجھ تو ہلکا ہوا یاسمین بہنا
بہت بہت بہت ہی خوب صورت ناول تھا ونڈر فل۔ "حاصل زیست محبت" ہمیشہ عورت کو ہی مظلوم دکھایا گیا لیکن عورت اتنی مظلوم
ہوتی بھی نہیں ہزاروں عورتیں اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو شک کی بنا پر تباہ کر دیتی ہیں۔ کوثر ناز زبردست افسانہ۔ "اکائی" کیا آیت کرم
دین کی بیٹی ہے۔ وہ وطن جس کو اتنی قربانیوں کے بعد حاصل کیا اس کا حال دیکھ لو۔ اللہ ہمارے وطن عزیز پر اپنی رحمت کی چادر تانے
رکھے آمین۔ عشنا کوثر جہانگیر اور فاطمہ کو ایک ساتھ کر دینا۔ وقار الحق اس قابل نہیں اسے منہ لگایا جائے۔ اس لیے جنت ہی ٹھیک ہے۔
"محبت کی لوک سے" یہ ناول نارمل ہی لگا سوری حمیرا اعلیٰ۔ "زندگی کے رنگ" بہو ساس (توبہ توبہ) ناجانے عورت ہی عورت کی سب
سے بڑی دشمن کیوں ہوتی ہے۔ "بیٹے مہر نہیں ہوتے" واہ ندا حسنین سپرب افسانہ آں ہاں۔ "دھمکے دی ماری میں جھلی" ہاہاہاہا جرہ نکاح
ہونے دے بس تو کچھ نہیں کر سکے گی بعد میں امریکی بندریا میرے خیال میں شازی کے ساتھ جو بابا جی رضا کا باپ ہوگا مطلب دل
بانو کا شوہر بلے بلے جمشید اور ایسی میٹھی زبان اللہ کہیں شمع غش نہ کھا جائے ہاہاہاہا آئی تھنک اب یہ ناول بھی اختتام کی جانب گامزن
ہے۔ صائمہ قریشی حکیم اللہ کو مار دو ہمیں اس فالج زدہ بندے کا اچار نہیں ڈالنا۔ "بیاض دل" میمونہ رومان کیا بات ہے میرا شعر شائع نہیں
کیا اگر نہیں جگہ دینی تو بھی بتا دیں تاکہ نیکسٹ ہم آپ کو کچھ بھیجنے کا تردد نہ کریں۔ شگفتہ خان' پروین افضل' ثمرہ گلزار' نمرہ فرقان' ارم
صابرہ' دلشاد نسیم' ام ہانی' ہالہ سلیم' حمنہ عبداللہ' نوشین ظفر' عنبرین ابدال' صباء ایشل کے اشعار دل کو چھو گئے لیکن عنایہ شہزادی' شانزہ شانو'

Books.Jaanshayari.com

تبسم بشیر تابی اور اقرا جٹ کے اشعار بازی لے گئے شانزہ شانو آپ کے شعر کے بدلے ایک شعر۔

رخ مسجدوں کا کیا تھا اسے بھلانے کی نیت سے
نماز جو قابل قبول تھی دعا میں پھر اسے مانگ بیٹھے

"ڈش مقابلہ" قیمے والا برگر ضرور ٹرائی کریں گے۔ "تیرنگ خیال" سباس گل اُمّ مریم ماہ منیر (آپ حنا میں لکھتی ہیں اس ماہ ملی ناول لکھا) ماہ نور نعیم مدیحہ مہک خفیقہ مظہر مدیحہ کنول زاو سمیرا ایاز اُمّ زہرہ عثمان عبداللہ اور نعیم انصر ہاشمی ٹاپ پر رہے۔ نعیم انصر بھائی اوارے والوں نے آپ کو نعیمہ انصر بہنا بنا دیا ہے ہاہاہاہا نو ماسنڈ۔ "دوست کا پیغام آئے" جن جن بہنوں نے یاد رکھا ان کا شکریہ اور جنہوں نے نہیں رکھا ان کا بھی شکریہ کیونکہ ہم بھی کون سا انہیں یاد رکھتے ہیں۔ ہاہاہاہا ہی ہی ہی۔ بھئی اپاں نوں کیں اپاں جیدا وے ہیں اوا دے ای چنگے آں کیوں جی شہلو سہی آکھیا ہے نا (ہاہاہاہا) "یادگار لمحے" سب نے اعلیٰ درجے کا لکھا لیکن عثمان عبداللہ بھائی نے سب کو مات دے دی (جو عثمان بھائی کی بیویوں کو مس کر رہی تھیں وہ بھی ذرا ملاحظہ فرمالیں) ارے ارے بیویوں سے مراد عبداللہ بھائی کا ٹاپک ہے غلط مت سمجھنا ہاہاہاہا۔ "آئینہ" ماں صدقے ماں واری شہلو جانو چار سطروں کا جواب دل خوش کر گیا۔ یار میں تو کنفیوژ ہوں ایسی تو کوئی بات نہیں تھی لکھی جو شائع ہونے کے قابل نہ تھی۔ میرے مائنڈ سے سلپ ہو گیا ہے مجھے ذرا سا ہنٹ دو تا کہ یاد آ جائے رہ گئی بات نور نام پر حیران ہونے کی تو یار جو میں نے لکھا وہی سچ تھا۔ ایم ریئلی سرپرائزڈ شہلو ماڈل کی چوڑیوں اور ٹاپس کو تو آپ خود ندیدوں کی طرح دیکھ رہی تھیں۔ (ہاہاہاہا ندیدی) اور ہیئر اسٹائل اور اڑھائی کلو میک اپ وہ شمائلہ لے اڑی میں بے چاری معصوم تو دیکھتی ہی رہ گئی (ہاہاہاہا) شہلو ذرا شمائلہ کا بتا نا آج کل بڑی اوکھی ہو کر بولتی ہے طبیعت تو ٹھیک ہے نا اس کی؟ نازش نور تحسین بیگ ویلکم ان آنچل نگری فائزہ شاہ تبسم بشیر (لو میں آ گئی خوش ہو جاؤ میاں مٹھو) عائشہ شکیل شانزہ شانو ماریہ نذیر خوشی اور سمعیہ رانی کے تبصرے لے ون تھے۔ باقی سب نے مختصر کیوں لکھا؟ پیاری شہلو میری دوستوں تبسم شانو اور عائشہ کی برتھ ڈے ہے تو پلیز میری طرف سے انہیں وش کر دو پلیز۔ "ہم سے پوچھیے" میں نے تو اتنی دفعہ بونگیاں ماری لیکن آگے سے شمائلہ نے در فٹے منہ کہہ کر سائیڈ پر کر دیا ہاہاہاہا۔ سب کے سوالات و جوابات اعلیٰ تھے لیکن ثمرہ گلزار کے چھلے منہ والے بازی لے اڑے (ہاہاہاہا سو سوئٹ) "آپ کی صحت" لو جی چنگی بھلی تے ہے ساتوں کی ہویا؟ چلو جی چھٹی کرو آنچل مک گیا (پورے ماہ کا انتظار شروع) اس دفعہ "آئینہ" میں اپنے خطوط دیکھ کر واقعی بہت خوشی ہوئی۔ شہلو اب میں جلدی جلدی تبصرہ بھجوا رہی ہوں جگہ ضرور دینا ورنہ...... شانزہ بتائے گی اس ورنہ کا مطلب ہاہاہاہا نو ماسنڈ جسٹ کڈنگ او کے جی جان چھوڑ رہی ہوں ٹاٹا فی امان اللہ۔

☆ پیاری نور! اس بار تمہاری بندروں والی عادت بھی پتا چل گئی تم جو میں بھی دیکھتی ہو اب یہ بھی بتا دو مار دیتی ہو یا کھا لیتی ہو اور پرانی باتیں مجھ بے چاری کو کہاں یاد رہتی ہیں۔ ہاں اتنا ضرور یاد ہے کہ تم نے نور نام پر برا بہت منایا تھا اور میں ہار سنگار کے بغیر ہی بہت پیاری ہوں بس شمائلہ سے ذرا سا کم۔ سالگرہ کی مبارک باد تو دے دوں وہ گفٹ مانگے گی اور پھر مجھے کنجوس کی دوست کہیں اس لیے رہنے دو۔

اس دعا کے ساتھ اجازت کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنا نیک بندہ بنائے اور ہم سب کی پریشانیوں کو دور فرمائے اور ملک پاکستان کو دشمن کی بدنظر سے محفوظ رکھے آمین۔

Booksjaanshayari.com

https://pklibrary.com/

ہم سے پوچھیے

شمائلہ کاشف

پروین افضل شاہین...... بہاولنگر

س: میرے میاں جانی پرنس افضل شاہین ہر محفل میں میرے سامنے چپ چپ کیوں رہتے ہیں؟

ج: مظلوم شوہر ہر محفل میں بیوی کے سامنے چپ ہی رہتے ہیں۔اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

س: صبح ہوتی ہے تو یہ خیال آتا ہے؟

ج: تھوڑی دیر اور رات رہتی ہم پڑے سو رہتے...... کاہل لوگ۔

س: دل کا چین کسے کہتے ہیں؟

ج: جس چین میں دل ہو سمجھی؟

مدیحہ نورین مہک...... گجرات

س: آپی کیسی ہیں آپ؟

ج: بالکل ویسی جیسے تم چھوڑ کر گئی تھیں۔

س: اس دفعہ سردی زیادہ ہے یا مجھے ہی لگ رہی ہے؟

ج: شرم کرو ایسی باتیں سب کے سامنے نہیں پوچھتے۔

س: سردیوں میں شادی کرنے کو آپ کیا کہیں گی؟

ج: احمق...... سمجھ گئی نا احمق۔

س: عشق کی خوشبو کیسی ہوتی ہے بھلا؟

ج: بہت معطر اور بہت ہی اعلیٰ۔

س: اتنی مہنگائی ہو گئی ہے آپ میرا ادھار تو لوٹا دیں؟

ج: میرے جی جاجی سے لے لو بہنا۔

س: اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مارنے سے درد نہیں ہوتا کیا؟

ج: ساس سے پوچھنا اس بات کا جواب وہ بہت اچھے سے دیں گی۔

ارم کمال...... فیصل آباد

س: شیر تو جنگل میں دھاڑتا ہے اور شوہر......؟

ج: صرف اور صرف اکیلے میں یا پھر باتھ روم میں وہ بھی دل ہی دل میں۔

س: شمائلہ جی! عشق کے ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کرنے پر کیا ملتا ہے؟

ج: مزاجی خدا۔

س: بہاروں پھول برساؤ میرا......

ج: گنجا آیا ہے شرم کرو شوہر کو ایسے نہیں کہتے۔

س: کیا تم جانتی ہو کہ عورت کی کمزوری کیا ہے؟

ج: صرف اور صرف بے حساب خریداری۔

س: دل کی دل ہی میں رہ جائے تو کیا کرنا چاہیے۔

ج: سامنے والے کا منہ مسل دینا چاہیے۔

س: دل کے شیشے میں اگر بے اعتباری کا بال آ جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

ج: شیشہ توڑ کر دوسرا شیشہ بنانے کا آڈر دے دینا چاہیے۔

س: شمائلہ جلدی سے بتاؤ اگر حسن کے ساتھ وفا بھی ہو تو......؟

ج: تو پھر بہو بنا کر گھر لے آؤ۔

س: سنا ہے کہ تم چوں چوں کا مربہ بڑا زبردست بناتی ہو مجھے بھی ترکیب بتاؤ ناں۔

ج: سب سے پہلے کمال میرا مطلب ہے چوں چوں کو لو...... بلکہ رہنے دو تم سے نہیں بنے گا تم بالکل ہی نکمی ہو۔

نورین انجم اعوان...... کراچی

س: آنٹی آپ کی طرح خوب صورت بننے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ج: خوب صورت لوگوں سے ملنا چاہیے اور بروں سے دور رہنا چاہیے جیسے کہ...... چلو چھوڑو۔

س: آخر فروری میں دن اتنے کم اور چھوٹے کیوں ہوتے ہیں؟

ج: ایک دن ہی تو کم ہوتا ہے نالائق۔

س: بھینسیں بھاں بھاں کیوں کرتی ہیں؟

ج: تم بتاؤ تمہارا تو بہت قریبی تعلق ہے ناں۔

س: آپ کی محفل کی سب سے ننھی قاری ہوں خوش ہو کے کبھی کوئی گفٹ بھی دے دیا کریں؟

ج: دیتی تو ہوں گفٹ کے طور پر تمہیں جگہ۔

س: مجھے لگتا ہے کہ آج کل آپ بھی میری مما کی طرح ہوتی جا رہی ہیں؟

ج: توبہ کرو...... میں اب اتنی بھی نکمی نہیں۔

س: ناراض نہ ہوں جا رہی ہوں اللہ نگہبان؟

ج: جاتی ہو تو جاؤ روکا کس نے ہے؟

Books.jaanshayari.com

https://pklibrary.com/

ماریہ نذیر — بھاگنا والہ

س: اچھا تو بتائیے ایک مدت کے بعد ہماری آمد کیسی لگی؟

ج: کڑوے بادام جیسی۔

س: سلام کے بعد عرض ہے کہ میں خوب صورت ہوں اور آپ؟

ج: الحمدللہ آپ سے کہیں زیادہ خوب صورت اور اسٹائلش۔

س: دانش کی موت پر آپ نے کتنے کلو آنسو بہائے؟

ج: کون دانش؟ میری ہمدردی تو مہوش کے ساتھ تھی۔

س: بھائی اور بھیگی میں کیا فرق ہے؟

ج: الف اور چھوٹی کا بے وقوف۔

س: آپی کیا شہزادہ سلیم مجھ سے محبت کرتا ہے؟

ج: کیوں تم کوئی کلی ہو مرجھایا ہوا پھول ہو تم وہ بھی گوبھی کا۔

س: شہزادہ سلیم روز میرے خواب میں آ کر بھلا کیا کہتا ہے؟

ج: کہتا ہے تم اتنی ڈراؤنی کیوں ہو کنیز۔

شانزہ پرویز شانو...... ایبٹ آباد

س: آپی روٹھے ہوئے کو بھلا کیسے مناؤں؟

ج: اس کے سامنے اچھی اچھی چیزیں کھاؤ خود ہی مان جائے گا۔

س: وہ پوچھنا یہ تھا کہ کیا ہم دھوکا کھا کر اوپر سے پانی پی سکتے ہیں۔

ج: بالکل پی سکتے ہیں بشرطیکہ اس میں نمک بھی شامل ہو۔

س: کہتے ہیں دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں' اگر کان ہیں تو سن لیں گی لیکن منہ تو نہیں ہے نہ تو پھر بولیں گی کیسے؟

ج: تمہارے منہ سے۔

س: دل دھوکے میں ہے اور دھوکے باز دل میں...... کیا کروں؟

ج: دل نماز میں لگا سارے دھوکے باز خود ہی نکل جائیں گے۔

س: جب کسی کی یاد بہت ستائے تو کیا کرنا چاہیے؟

ج: تھوڑے پیسے خرچ کر کے اس کو فون کر لینا چاہیے۔ کنجوسوں کی ملکہ۔

س: آخری سوال ہے چلو تو بھی اس کی یاد' بیٹھو تو بھی اسی کی یاد بند آنکھوں کے پیچھے اسی کے سامنے کھلی آنکھوں میں بھی اس کا سراپا اب آپ ہی بتائیں کیا کروں؟

ج: تمہاری بیماری کا علاج صرف تمہاری اماں کے پاس ہے ان کو بتاؤ اور جو علاج وہ کریں اس کا احوال ہم سب کو بھی بتانا۔

عائشہ شکیل — گوجرہ

س: شمع آپی کیسی ہیں؟ لگتا ہے کہ میرے آنے سے خوش ہوگئی ہیں (ہے ناں)

ج: بہت...... دیکھو میرے آنسو نکل آئے۔

س: آپی رات میں' میں نے آپ کو دیکھا اپنے ڈراؤنے سپنے میں؟ بھلا کیسے۔

ج: تمہاری جان شیروں سے چھوڑا رہی تھی' دیکھی پھر میری بہادری۔

س: آپی کیا آئسکریم اوون میں بنائی جا سکتی ہے؟

ج: اس کو کہتے ہیں اول درجے کی نکما اور ہو پڑھن۔

س: شعر مکمل کریں۔

ج: پھر سے برا ہے وہ یہاں آتے
روپیے کی بات بھی ورنہ منانے جاتے

س: آپی کوئی اچھی سی دعا ہی دے دیں تاکہ میری صحت اچھی ہو جائے؟ اللہ آپ کو جنت نصیب کرے (آمین)

ج: اور تمہیں میرے برابر میں چھوٹا سا کچا پکا مکان د... سب کہو آمین۔

Books.jaanshayari.com

www.naeyufaq.com

https://pklibrary.com/

آپ کی صحت

ڈاکٹر شائستہ سرفراز

کوثر پروین چنوکی سے لکھتی ہیں کہ میری بیٹی کی عمر 20 سال ہے اس کا وزن بہت بڑھ گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہے۔کوئی دوا تجویز فرمائیں۔

محترمہ آپ اپنی بیٹی کو PHYTOLACCA BERY-Q کے پانچ قطرے آدھا گلاس پانی میں ہفتے میں ایک مرتبہ دیں۔روزانہ آدھے سے ایک گھنٹہ واک لازمی کرائیں اور مرغن اور باہر کے کھانے سے مکمل پرہیز کرائیں۔

نازیہ حیدرآباد سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میری رنگت تو صاف ہے لیکن گردن کے پیچھے اور دائیں بائیں کی رنگت ایسی ہوگئی ہے جیسے میل جمی ہوئی ہو، کیا اس کا کوئی حل ہے کہ یہ صاف ہوجائے۔

محترمہ آپ CALANDULA 8 کے 10 قطرے ناریل کے تیل میں ملا کر گردن پر لگایئے اور مہینے میں ایک دفعہ اس کے پانچ قطرے آدھا گلاس پانی میں پئیں ان شاءاللہ افاقہ ہوگا۔

فائزہ افتخار محلہ رام باغ سے لکھتی ہیں کہ ان کی عمر 42 سال ہے ان کی کمر کے نچلے حصے میں درد رہتا ہے۔جو نیچے بیٹھنے سے بہت بڑھ جاتا ہے دوا کھانے سے وقتی آرام آتا ہے۔چلنے میں بھی دشواری ہوتی ہے۔زیادہ چلنے پر بھی درد بڑھ جاتا ہے اور چلتے وقت گھٹنے سے ٹک ٹک کی آواز بھی آتی ہے۔

محترمہ آپ تین دوائیں SYMPHYTUM 200, RHUS TOX 200, LEDUM POLUSTRE 200 کے پانچ پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں ڈال کر دن میں تین مرتبہ پئیں۔

شامہ سہیل شیخوپورہ سے لکھتی ہیں کہ ان کے معدے میں بہت جلن رہتی ہے۔کھانا کھالیں تو ہضم نہیں ہوتا اور مستقل جلن محسوس ہوتی رہتی ہے۔اسی وجہ سے کچھ کھانے کو دل بھی نہیں چاہتا۔ برائے مہربانی کوئی علاج تجویز فرمادیں۔

محترمہ آپ NATVUM PHOS 6X کے دو گولی دن میں تین مرتبہ کھانے سے آدھا گھنٹہ پہلے کھائیں، مرغن اور مرچ مصالحہ والے کھانوں سے پرہیز کریں۔

م.....ج احمد پور سے لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ شائع کیے بغیر جواب دیں۔

محترمہ آپ SORSA PHILLA 200 کے دس قطرے آدھا گلاس پانی میں دن میں ایک مرتبہ پئیں اور کلینک سے بذریعہ ایزی پیسہ BREAST BEAUTY منگوالیں، باقاعدہ استعمال سے آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا۔

tories)

مسز فخر بورے والا سے لکھتی ہیں کہ میری بیٹی کی عمر 18 سال ہے مسئلہ یہ ہے کہ وہ بہت کمزور ہے۔ کوئی کام کرتی ہے تو جلدی تھک جاتی ہے سو کر اٹھتی ہے تو بھی فریش نہیں ہوتی تھکی تھکی رہتی ہے۔ ہڈیوں میں درد بھی رہتا ہے پلیز کوئی دوا بتائیں مہربانی ہوگی۔

محترمہ آپ CURPUM MET 30 کے پانچ قطرے آدھا کپ پانی میں دن میں تین مرتبہ پلائیں ان شاء اللہ بہتری آئے گی۔

قرۃ العین لکھتی ہیں کہ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں بہت کمزور ہوں کوئی بیماری نہیں ہے کھانا بھی صحیح سے کھاتی ہوں لیکن وزن نہیں بڑھتا تھوڑی صحت مند ہونا چاہتی ہوں اس کے علاوہ میرے بال بھی ہلکے اور روکھے ہیں کوئی علاج بتادیں۔

محترمہ آپ اپنی خوراک میں دہی اور کھجور کا استعمال کریں اور CHINA 30 کے پانچ قطرے آدھا گلاس پانی میں دن میں تین مرتبہ لیں بالوں کی نشونما کے لیے کلینک سے APHRODIT HAIR GROWER منگوالیں باقاعدہ استعمال سے آپ کا مسئلہ حل ہوجائے گا، ان شاء اللہ۔

شہناز کوٹری سے لکھتی ہیں کہ ان کو لیکوریا کا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے بہت پریشان رہتی ہیں اس کے علاوہ چہرے پر بال ہیں چاہتی ہیں کہ غیر ضروری بال ہمیشہ کے لیے ختم ہوجائیں۔

محترم آپ لیکوریا کے لیے PULSATILLA 30 کے پانچ قطرے دن میں تین مرتبہ لیں اور غیر ضروری بالوں کے خاتمے کے لیے کلینک سے APHRODITE INHIBITOR OIL بذریعہ ایزی پیسہ منگوالیں اکاؤنٹ کا نمبر کالم کے آخر میں موجود ہے۔

فرخ نسیم لاڑکانہ سے لکھتے ہیں کہ میرا خط شائع کیے بغیر جواب دیں۔

محترم آپ کلینک کے نمبرز پر رابطہ کرکے پوری کیفیت بتائیں تاکہ مناسب دوا تجویز کی جاسکے۔

ہومیو ڈاکٹر ہاشم مرزا کلینک

صبح دس تا شام چار بجے۔

ایڈریس: دکان نمبر C-5 کے ڈی اے فلیٹس فیز 4 شادمان ٹاؤن نمبر 2 سیکٹر B-14 نارتھ کراچی 75850 فون نمبر 021-36997059

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر 0349-4900800

خط لکھنے کا پتا آپ کی صحت ماہنامہ آنچل کراچی پوسٹ بکس نمبر 75 کراچی۔

hashim.mirza@aphrodite.com.pk

Books.jaanshayari.com